جہادِ افغانستان پر عشق و ایمان کی ولولہ انگیز داستان
خیبر کے اس پار
مصنف
کین نالٹ

جہادِ افغانستان کے پس منظر میں عشق و ایمان کی ولولہ انگیز داستان

خیبر کے اُس پار

مصنف : کین نالٹ

مترجم : یعقوب یاور کوٹی

بشکریہ : محمد سعید چوہدری

کلیکشن بُکس شاہ فیصل کالونی کراچی

نامِ کتاب .... خیبر کے اُس پار
مصنف .... کین نالٹ
مترجم .... یعقوب یاور کوٹی
کتابت .... اسٹوڈنٹس لیزر کمپوزنگ گلشنِ اقبال کراچی
بارِ اوّل .... ستمبر ۲۰۰۰ء
ناشر .... مسلم اعظمی
پرنٹرز .... شمشاد پرنٹنگ پریس ناظم آباد کراچی
قیمت .... -/100 روپے
اسٹاکٹ : رشید نیوز ایجنسی شاپ نمبر۔29 اخبار مارکیٹ
فریئر مارکیٹ فون : 7760892

باب اول

پیرس میں مقیم ترکی کے جلاوطن طلباء نے احمد الماس کے قتل کا منصوبہ بہت غور و فکر کے بعد بنایا تھا۔ اس سے قبل وہ نہایت کامیابی سے ترکی سفارت خانہ کے ایک اتاشی کا قتل اور ترکی فضائیہ کے ایک اعلیٰ افسر کا مکان بم سے اڑا چکے تھے ان کے حوصلے بلند تھے۔ احمد الماس کا انتخاب انہوں نے اس لئے کیا تھا کہ وہ ایک دولتمند تاجر تھا۔ ترکی کی آمرانہ فوجی حکومت کی بقا کے لئے اپنی دولت پانی کی طرح بہا رہا تھا۔

وہ بہت محتاط تھا۔ اس کے مکان پر چوبیس گھنٹے پہرہ رہتا تھا' اس کی مرسڈیز کار میں ہمہ وقت دو مسلح سپاہی رہتے تھے۔ مسلسل دو ہفتہ تک روزانہ اس کی تمام نقل و حرکت پر نظر رکھنے کے بعد ترکی طلباء نے اس کی ایک کمزوری کا پتہ لگا لیا تھا۔ احمد الماس ہفتے میں دو یا تین بار شام کے وقت تنہا اپنی اسٹیشن ویگن پر پندرھویں سڑک کی ایک گلی میں ایک خوبصورت اور نوجوان ترکی دوشیزہ سے ملنے جاتا تھا جو بری طرح اس کے دام فریب میں گرفتار تھی۔

طلباء نے طے کیا تھا کہ جب احمد الماس وہاں سے واپس ہو رہا ہو' تب اس کی اس اسٹیشن ویگن کو بم سے اڑا دیا جائے۔

بم کا حصول ان کے لئے کوئی مسئلہ نہیں تھا لاس انجلز کی جرائم کی دنیا کے بے تاج بادشاہ ٹام لوتھر کا بڑا لڑکا جم لوتھر مستقل طور پر پیرس میں رہتا تھا۔ اسلحہ جات کی تجارت اس کا پیشہ تھا۔ سیاسی جرائم کے لئے ہر ممکنہ تعاون دینے کے لئے ہمیشہ تیار رہتا تھا۔ اس لئے کہ ان سے اچھی رقم ملنے کی امید رہتی تھی۔ ترکی طلبا کے پچھلے دو منصوبوں کی کامیابی کا تمام تر حصار بھی جم لوتھر کے تعاون پر ہی تھا۔

اسٹیشن ویگن کو بم سے اڑانے کے منصوبے میں ایک الجھن تھی۔ عموماً احمد الماس ترکی دوشیزہ کے گھر سے تنہا ہی نکلتا تھا لیکن کبھی کبھی وہ لڑکی کو ساتھ لے کر کسی ہوٹل میں کھانا کھاتا تھا۔ پھر وہیں سے الماس تو اپنے گھر چلا جاتا تھا اور لڑکی ٹیکسی سے اپنی گھر واپس چلی جاتی تھی۔ طلباء اس معاملے میں قدرے رومان پسند واقع ہوئے تھے۔ وہ ایک خوبصورت دوشیزہ کا قتل صرف اس جرم پر نہیں کر سکتے تھے کہ اس نے احمد الماس جیسے آدمی سے محبت کی ہے۔

ان ترکی طلبا کا اگرچہ کوئی لیڈر نہیں تھا لیکن رحمی جبال کی شخصیت ان سب میں نمایاں تھی اور وہ کسی نہ کسی حد تک اس سے متاثر بھی تھے۔ اسے ہر منصوبے کے تمام امکانی خطرات کی نشاندہی پر ملکہ حاصل تھا۔ کافی سوچ سمجھ کر اس نے تجویز رکھی کہ ہمیں

اس سلسلے میں کسی ماہر سے رجوع کرنا چاہئے۔ اس نے ولیم اسمیتھ کا نام پیش کیا جو امریکی شاعر تھا اور پیرس میں انگریزی ٹیوشن کر کے اپنی زندگی گزر بسر کرتا تھا۔ ویت نام کی جنگ میں اسے جبری سپاہی کی حیثیت سے بھیجا گیا تھا۔ وہ بم سازی کے جملہ رموز سے واقف تھا۔ رحمی جبال پچھلے ایک سال سے اسے جانتا تھا۔ ایک انقلابی اخبار میں کچھ دنوں دونوں نے ساتھ ساتھ کام کیا تھا۔ انہوں نے مل کر ایک بار تنظیم آزادی فلسطین کے لئے فنڈ جمع کرنے کی غرض سے ایک مشاعرے کا انعقاد کیا تھا جس میں خود ولیم نے بھی ایک نہایت پر جوش قسم کی نظم پڑھی تھی۔ رحمی سے اس کی اچھی دوستی کی وجہ بھی یہی تھی کہ وہ ترکی کی حکومت کا سخت مخالف تھا۔

طلبا میں سے اکثر ولیم اسمیتھ سے واقف ہونے کے باوجود اپنے منصوبے میں کسی غیر ترک کی شمولیت کے خلاف تھا۔ لیکن بے رحمی جبال کی یقین دہانی اور اصرار پر وہ یہ خطرہ مول لینے کے لئے آمادہ ہو گئے۔

اور ولیم کے پاس ان کے مسئلے کا حل موجود تھا۔ اس نے مشورہ دیا۔ "بم کی ساخت ایسی ہوگی جس کا تعلق ٹرانسیٹر سے ہوگا۔ رحمی جبال اس لڑکی کے فلیٹ کے سامنے کسی جگہ چھپ کے دروازے پر نظر رکھے گا۔ اس کے ہاتھ میں ایک چھوٹا ٹرانسیٹر ہوگا۔ اگر احمد الماس اسٹیشن ویگن میں تنہا ہوگا تو اسے بس ایک بٹن دبانا ہوگا اور کار کے چیتھڑے اڑ جائیں گے۔ بصورت دیگر وہ بٹن نہیں دبائے گا اور الماس ان باتوں سے بے خبر ایک پر لطف شام کا مزہ اٹھالے گا۔"

رحمی جبال کو یہ تجویز بہت پسند آئی۔ اس نے ولیم سے درخواست کی کہ وہ خود جم لوتھر کے پاس چل کر اس بم کی تیاری کا خاکہ اسے سمجھا دے۔

"میں تیار ہوں" ولیم کا جواب تھا۔

لیکن منصوبے میں ابھی ایک اور کمی تھی۔

"میرا ایک دوست ہے۔" رحمی جبال نے بتایا۔ "جو ولیم اور جم لوتھر دونوں سے ملنے کا خواہشمند ہے۔ سچ بات یہ ہے کہ اس سے ملے بغیر ہمارے لئے کسی منصوبے کو عملی جامہ پہنانا ناممکن ہے۔ دراصل وہ ہمارے مقاصد کا ہم نوا ہے اور ضرورت پڑنے پر ہر قسم کا مالی تعاون فراہم کرتا ہے۔"

"لیکن وہ ہم سے کیوں ملنا چاہتا ہے؟" ولیم اور جم دونوں کو تشویش ہوئی۔

"دراصل وہ دیکھنا چاہتا ہے کہ بم سچ مچ کام کرے گا یا نہیں اور یہ بھی معاف کیجئے کہ وہ آپ لوگوں پر اعتماد کر سکتا ہے یا نہیں۔" رحمی جبال نے معذرت کرتے ہوئے کہا "آپ کو صرف یہ کرنا ہے کہ آپ بم لے کر اس سے ملیں اور اس کے متعلق تمام باتوں سے

آگاہ کر کے مطمئن کر دیں۔"

"ٹھیک ہے" ولیم اسمیتھ نے اپنی آمادگی ظاہر کر دی۔

جم لوتھر کو نئے آدمی سے ملنے میں اعتراض تھا۔ وہ پیسے کا لالچی تھا لیکن اس کے لئے وہ کوئی خطرہ مول لینے کو بالکل تیار نہیں تھا۔

ولیم اسے ایک طرف لے گیا اور سمجھایا "تم بے وقوف ہو۔ ارے یہ طلبا تو زمین سے اگے ہوئے خود رو پودوں کی طرح ہیں جنہیں کل کاٹ کے پھینک دیا جائے گا۔ رحمی جبال کا بھی یہی ہونا ہے۔ اس کے دوست سے مل کر تم ایک مستقل خریدار حاصل کر سکتے ہو۔"

بات جم لوتھر کی سمجھ میں آگئی۔

"تم ٹھیک کہتے ہو" اس نے کہا۔

ولیم نے رحمی کو بتایا کہ جم لوتھر تمہارے دوست سے ملنے کے لئے تیار ہے۔ انہوں نے مشورہ کر کے اگلے اتوار کو اس سے ملنے کے لئے ایک مقام کا تعین بھی کر لیا۔

اس صبح ولیم اسمیتھ جب جین کے بستر سے اٹھا تو اس کے دل و دماغ پر خوف کا تسلط تھا جیسے اس نے کوئی بھیانک خواب دیکھا ہو لیکن ایک لمحے بعد اسے ذہنی تناؤ کا سبب یاد آگیا۔

اس نے دیوار گھڑی پر نظر ڈالی اور سارا منصوبہ اس کے ذہن میں گھوم گیا۔ وہ کچھ جلدی اٹھ گیا تھا اگر آج سب کچھ ٹھیک طریقے سے ہوگیا تو یہ اس کی ایک سال سے زائد محنت اور ریاضت کا حاصل ہوگا اور شام میں وہ اپنی اس فتح کا جشن جین کے ساتھ منائے گا۔

اس نے بستر پر سوئی ہوئی جین پر ایک نگاہ ڈالی اور اس کا دل تڑپ گیا۔ جب بھی وہ جین کو دیکھتا اس کا دل قابو میں نہیں رہتا تھا۔ وہ سیدھی لیٹی تھی اس کے سیاہ گھنے بال تکئے پر اس طرح بکھرے ہوئے تھے جیسے کوئی پرندہ اڑنے کے لئے پر تول رہا ہو۔ اس کے نم ہونٹ دعوت گناہ دے رہے تھے۔ اس کے عریاں جسم پر پڑی ہوئی پتلی چادر اس کے تمام نشیب و فراز کی وضاحت کر رہی تھی۔

ولیم اسمیتھ جب بھی اسے اس حالت میں دیکھا تھا۔ اس کے ہاتھ اسے چھونے کو بے تاب ہو جاتے۔

اسے خود حیرت تھی پیرس میں آنے کے کچھ دنوں بعد ہی اس کی ملاقات جین سے ہوئی تھی۔ اسے دیکھ کر وہ چونکا تھا۔ عورتوں کا جسم اس کے لئے کوئی خصوصی کشش نہیں رکھتا تھا جب بھی وہ ضرورت محسوس کرتا حاصل کر لیتا۔ وہ کسی خاص لڑکی کو یاد رکھنے کا بھی قائل نہیں تھا جین پر بھی اس کی پہلی نظر اسی جذبے کے تحت پڑی تھی لیکن اس میں ایسا

کچھ ضرور تھا کہ ولیم اسے بھول نہ سکا۔ اس کا والہانہ انداز اور پرجوش خود سپردگی دوسری لڑکیوں سے بالکل مختلف تھی۔

ولیم محسوس کرنے لگا تھا کہ وہ جین سے الگ رہ کر زندگی نہیں گزار سکے گا۔

جین اب اس کی ہے۔ کمرے میں اس کی کل کائنات ایک الماری تھی۔ جس میں معاشیات سے متعلق کتابیں تھیں۔ ایک صوفہ سیٹ تھا اور لکھنے کی میز اور کرسی۔ دیوار پر اس کے والد کی تصویر آویزاں تھی۔ میز پر ایک سلور کپ رکھا تھا۔ جو اس نے تیرہ سال کی عمر میں ۱۹۷۱ء میں گھڑ سواری کے مقابلے میں جیتا تھا۔ ولیم نے سوچا جب جین نے ہمشائر میں یہ کپ جیتا ہوگا میں لاؤس میں تھا اور میری عمر اس وقت تیس سال رہی ہوگی۔

اس کی نظر پھر جین کے جسم پر پڑی۔ اس کا سینہ چادر کی دسترس سے باہر ہو چکا تھا۔

ولیم نے محسوس کیا اس کے جسم کا تناؤ ناقابل برداشت ہوتا جا رہا ہے۔ وہ دھیرے دھیرے بڑھا اور جا کر اس کے برابر لیٹ گیا۔ جین نے اپنی نیلی نیلی آنکھیں کھولیں اور مسکراتے ہوئے ہیلو کہا۔ ولیم اس کے کھلے بازوؤں میں سمٹ گیا جسم کی نرمی سختی میں تبدیل ہونے لگی اور خون کی گرمی میں تمام فصیلیں توڑ کر آزاد ہونے کی کوشش کرنے لگی اور وہ دونوں چند لمحے بعد دنیا و مافیہا سے بے خبر اپنے جسموں کے وہ تمام فطری تقاضے پورے کر رہے تھے۔ جو میراث آدم ہیں۔ رفتہ رفتہ وہ ہوش میں آگئے اور جین نے اس کا گال سہلاتے ہوئے پوچھا۔ ”آج تم کو مجھے لنچ دینا ہے!“

وہ ایک لمحے کو رکی پھر بولی۔ ”تو آج کیا کھلا رہے ہو؟“

”کباب‘ آلو کی سبزی‘ بکرے کا شوربہ‘ پھل اور آئسکریم“

اس نے اپنا سر تکئے سے اٹھایا اور ہنسنے لگی۔ ”تمہارا مینو کبھی نہیں بدلتا“

”نہیں ایسی بات نہیں ہے۔ پچھلی بار ہم نے آلو کی جگہ فرنچ مٹر کا مزہ لیا تھا؟“

اور اس سے پہلے؟“

”ہم لوگ باری باری سے ہر اتوار ایک دوسرے کو لنچ پر مدعو کرتے ہیں۔ اب ہر بار مینو بدلنا ممکن بھی نہیں ہے۔“

جین نے بات کو یہیں ختم کرنے کی غرض سے اپنی ہار مان لی۔

اس گفتگو کے دوران ولیم کے ذہن میں منصوبے کی تمام جزیات یکے بعد دیگرے آرہی تھیں اسے یاد تھا کہ کس طرح اسے جین کا تعاون بھی حاصل کرنا ہے۔

”آج صبح مجھے رحمی جبال سے ملنا ہے“ ولیم نے بات کی ابتدا کی۔

”ٹھیک ہے اس کے بعد میں تمہارے کمرے میں آجاؤں گی۔“

”میں تم سے کچھ اور بھی کہنا چاہتا ہوں۔ مجھے تمہارا تعاون چاہیے۔“

"وہ کیا؟"

"دوپہر کا کھانا تیار کرلینا۔" کہتے ہوئے ولیم نے ایک قہقہہ لگایا "خیر مذاق چھوڑو۔ دراصل بات یہ ہے کہ آج رحمی جبال کی سالگرہ ہے۔ اس کا بھائی مصطفیٰ اسی شہر میں موجود ہے لیکن رحمی کو اس کی خبر نہیں ہے۔" ولیم سوچ رہا تھا کہ شاید یہ آخری جھوٹ ہے اور اب مستقبل میں وہ جین سے کبھی جھوٹ نہیں بولے گا "میں مصطفیٰ کو اچانک سالگرہ پارٹی میں پہنچا کر اسے حیران کرنا چاہتا ہوں لیکن اس کے لئے مجھے ایک شریک کار کی ضرورت ہوگی۔"

وہ بستر پر اچھل کر بیٹھ گئی۔ اسے اپنی عریاں بدن کی کوئی پرواہ نہیں تھی۔ اس کا گداز دودھیا جسم اور سینے کا ابھار ایک متوازی کہانی سنا رہے تھے "مجھے کیا کرنا ہوگا۔" اس نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"ویسے مسئلہ کچھ بھی نہیں ہے۔ مجھے مصطفیٰ سے کہنا ہے کہ وہ فلاں جگہ پہنچ جائے لیکن رحمی نے ابھی تک کسی جگہ کا انتخاب نہیں کیا ہے اس لئے بالکل آخری وقت میں مجھے اسے اطلاع دینی پڑے گی۔ ممکن ہے رحمی میرے آس پاس رہے اور مجھے فون کرنا مشکل ہوجائے۔"

"اس کے لئے کیا راستہ نکالا ہے تم نے؟"

"میں فون پر کچھ الٹی سیدھی باتیں کروں گا۔ جن کو نظرانداز کرکے، تم صرف پتہ غور سے سن لینا اور مصطفیٰ کو بتا دینا۔" جو ولیم نے اس بات پر کافی غور کیا تھا لیکن آخری لمحے میں یہ سب اسے ناقابل یقین لگ رہا تھا۔

لیکن جین کو اس کی بات پر شک نہیں ہوا "یہ کیا مشکل ہے" اس نے کہا

"بہت خوب" ولیم نے اپنی خوشی چھپانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

"اور اس فون کے کتنی دیر بعد تم گھر پہنچو گے؟"

"بس یہی ایک گھنٹے کے اندر" ولیم نے کہا "میں اس پر لطف منظر کو دیکھنے کے فوراً بعد وہاں سے چل دوں گا۔ اور لنچ ہم دونوں ساتھ ہی لیں گے۔"

جین نے کچھ سوچتے ہوئے کہا "لیکن ولیم انہوں نے مجھے مدعو کیوں نہیں کیا"

"میں سمجھتا ہوں کہ یہ خالص مردانہ پروگرام ہے وہ اٹھا اور میز سے ایک نوٹ بک اٹھا کر اس میں مصطفیٰ لکھا اور سامنے ہے اس کا فون نمبر لکھ دیا۔

جین بستر سے اٹھی اور غسل خانے میں چلی گئی۔ اس نے نل کھولا اور منہ ہاتھ صاف کرنے لگی۔ اس کی افسردگی کو ولیم نے بھی محسوس کیا۔

"تم کچھ پریشان ہی ہو جین؟"

"کبھی کبھی تمہارے دوستوں کا رویہ میرے لئے ناقابل فہم بن جاتا ہے۔"
"تم اچھی طرح جانتی ہو۔ ترکوں کی نظر میں لڑکیوں کا مقام کیا ہے"
"ہاں میں جانتی ہوں لیکن میں اب لڑکی نہیں ہوں اور ترک عورت کی عزت کرنا جانتے ہیں۔"
یہ کہہ کر جین نے غسل خانے کا دروازہ بند کرلیا۔ ولیم شیو بنانے لگا۔ غسل سے فارغ ہو کر جین نے کافی تیار کی اس درمیان ولیم بھی غسل کر چکا تھا دونوں میز پر بیٹھ کر کافی پینے لگے۔
"میں تم سے کچھ سنجیدہ گفتگو کرنا چاہتی ہوں۔" جین نے کہا۔
"ہم ساری باتیں لنچ کے دوران کریں گے۔"
"ابھی کیوں نہیں۔"
"اس لئے کہ اس وقت میرے پاس وقت نہیں ہے۔"
"کیا رحمی کی سالگرہ ہمارے تعلقات سے زیادہ اہم ہے۔"
بالکل نہیں" ولیم نے جھنجھلا کر کہا لیکن پھر فوراً ہی سنبھل گیا اس نے سوچا اس وقت مجھے نرمی سے کام لینا چاہئے ورنہ میں جین سے ہاتھ دھو بیٹھوں گا اس نے کہا "میں وعدہ کرتا ہوں کہ ہم لنچ پر تفصیل سے بات کریں گے اور لنچ کا وقت کچھ زیادہ دور بھی نہیں ہے۔"
جین سرکشی پر آمادہ تھی میں اس سلسلے میں ابھی اور اسی وقت بات کرنا چاہتی ہوں۔"
۔اس نے ایک بار سوچا کہ جین کو اصل حالات سے آگاہ کردے لیکن یہ بات اس کے منصوبے کے خلاف تھی۔ اس کی تمام تر توجہ اپنے نشانے پر تھی اور وہ نہیں چاہتا تھا کہ اس کا نشانہ خطا ہو جائے۔
اس نے کھڑے ہوتے ہوئے کہا "اس وقت میں جا رہا ہوں۔ باقی باتیں ہم لنچ میں ہی کریں گے۔"
وہ ابھی دروازے تک ہی پہنچا تھا کہ جین کی آواز اس کی سماعت سے ٹکرائی۔ "جیری والٹر نے مجھ سے کہا ہے کہ میں اس کے ساتھ افغانستان چلوں۔"
یہ جملہ ولیم کے لئے بالکل غیر متوقع تھا۔ اس کے قدم تھم گئے۔ "کیا یہ بات تم سنجیدگی سے کر رہی ہو۔" اس کے لہجے میں بے یقین کی جھلک تھی۔
"میں بالکل سنجیدہ ہوں۔"
ولیم یہ بات جانتا تھا کہ جیری والٹر کو جین سے محبت ہے لیکن اس طرح کے نصف درجن دوسرے لوگ بھی تھے جو جین سے محبت کرتے تھے۔ ولیم نے کبھی ان پر توجہ نہ دی

تھی اس لئے کہ وہ جانتا تھا کہ جین ان میں سے کسی کے ساتھ سنجیدہ نہیں ہے۔
اس نے کچھ گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا "کیا تم ایسی جگہ جانا چاہتی ہو جہاں جنگ کے بادل برسنے کو ہیں اور جہاں کسی کی جان و مال محفوظ نہیں ہے۔"
"میں مذاق نہیں کر رہی" جین نے کہا "یہ میرے مستقبل کا سوال ہے۔"
"تم افغانستان نہیں جاؤ گی۔"
"کیوں؟"
"اس لئے کہ تم مجھ سے محبت کرتی ہو۔"
"لیکن اس کا یہ مطلب تو نہیں ہے کہ میں اپنی زندگی غیر یقینی حالات کی نظر کر دوں۔"
ولیم نے سوچا اس نے سرے سے اس بات سے انکار نہیں کیا۔ اس نے گھڑی کی طرف دیکھا اور سوچا صرف چند گھنٹوں کی بات ہے اس کے بعد جین سے وہ تمام باتیں کر سکتا ہے جس کا اسے شدت سے انتظار ہے۔ اس نے کہا "جین مجھے چند گھنٹوں کی مہلت اور دے دو۔"
"میں ہمیشہ کی بات نہیں کر رہا ہوں جین صرف چند گھنٹوں کی زحمت اور اٹھالو۔" اس نے اس کے گالوں پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا "اور ان چند گھنٹوں میں ہم کوئی جھگڑا نہیں کریں گے۔"
جین کھڑی ہو گئی اور آگے بڑھ کر اس نے ولیم کے گالوں کا بوسہ لے لیا۔
"تو تم افغانستان نہیں جا رہی ہو۔" ولیم نے پوچھا۔
"کہہ نہیں سکتی۔"
"کم از کم لنچ تک تو میرا انتظار کر لو گی۔"
"ہاں فی الحال تو میں پیرس میں ہی ہوں۔"
"اس نے غور سے جین کی طرف دیکھا اور دروازہ کھول کر باہر نکل گیا۔

بولیوارڈ کی کشادہ سڑک پر سیاحوں اور مقامی لوگوں کا ایک ہجوم رواں دواں تھا۔ بیشتر لوگ صبح کی سیر کے لئے نکلے تھے۔ فٹ پاتھ کے چھوٹے چھوٹے ہوٹ اور چائے خانے لوگوں سے کھچا کھچ بھرے تھے۔ ولیم اسمیتھ مقررہ مقام کے پاس کھڑا رحمی جبال کا منتظر تھا۔ اس کے کندھے سے ایک سستا تھیلا لٹک رہا تھا اور بظاہر وہ ایک معمولی امریکی سیاح نظر آرہا تھا۔
اس نے سوچا کاش جین نے جھگڑے کے لئے آج کے دن کا انتخاب نہ کیا ہوتا۔ گھر سے نکلتے وقت اس نے اس کی آنکھوں میں حقارت اور لاپرواہی محسوس کی تھی۔
جین کے تصور کو اس نے ذہن سے کھرچ کر پھینک دیا اور پوری توجہ سے آج کے

منصوبے پر غور کرنے لگا۔
رحمی جبال کے دوست اور مالی معاون کے متعلق اس نے سوچا یا تو وہ کوئی دولتمند تاجر جو ترکی کی آزادی یا چند سیاسی یا نجی وجوہ کی بنا پر دہشت پسندوں کے پر تشدد کاموں کا حامی تھا اور اگر ایسا ہوا تو ولیم کو مایوس ہونا پڑے گا۔
دوسرا امکان یہ تھا کہ وہ بورس ہوگا' اس کے متعلق اس نے سوچا۔ بورس کا نام ولیم اور اس کے حلقے میں جانا پہچانا تھا۔ باغی طلباء جلا وطن فلسطینی' سیاسی حلقے اور اخبارات کے مدیران کے درمیان وہ روس کی خفیہ تنظیم کے جی بی' کے اہم ترین رکن کی حیثیت سے مشہور تھا۔ مغرب میں بائیں بازو کی تنظیموں اور دہشت پسندوں کو اس کا خصوصی تعاون حاصل تھا۔ ولیم ان تنظیموں اور دہشت پسندوں کو اس کا خصوصی تعاون حاصل تھا۔ ولیم ان تنظیموں کے قریب رہا جہاں اکثر مالی دشواریوں کا ذکر رہتا تھا اور اچانک ایک دن وہ پیسوں کی قلت سے تنگ آکر اغواء قتل اور دوسرے سیاسی جرائم میں مصروف ہو جاتے۔
اس میں شک نہیں تھا کہ روس ترکی طلبا کی دہشت پسند جماعت کی بھرپور مالی معاونت کر رہا ہے' ولیم نے سوچا آخر امریکہ بھی جنوبی امریکہ کے بیشتر ممالک میں ایسی تنظیموں کو تعاون دے رہا ہے لیکن روس اس معاملے میں نہایت محتاط تھا اور اخراجات کی معمولی معمولی تفصیلات کے ساتھ حساب کتاب رکھتا تھا۔ ولیم کو بورس سے ملنے کی شدید خواہش تھی۔
ٹھیک ساڑھے دس بجے رحمی جبال گلابی قمیض پہنے نظر آیا۔ اس نے ایک اچٹتی سی نظر ولیم پر ڈالی اور آگے بڑھ گیا۔
طے شدہ پروگرام کے مطابق ولیم دس پندرہ گز کے فاصلے سے اس کے پیچھے پیچھے چلنے لگا۔
سڑک کے اس پار ایک چھوٹے چائے خانے میں اس نے جم لوتھر کے بیٹے کو دیکھا اس کے پاس ایک بریف کیس رکھا تھا۔ وہ اپنی جگہ سے اٹھا اور کچھ دوری۔ برقرار رکھتے ہوئے ولیم کے پیچھے چلنے لگا۔ کوئی یہ نہیں سمجھ سکتا تھا کہ یہ سب ایک ساتھ کہیں جا رہے ہیں۔
رحمی جبال کا رخ "محراب فتح" کی جانب تھا۔
ولیم کنکھیوں سے جم کو بھی دیکھ رہا تھا۔ اس کا انداز نہایت محتاط تھا۔ وہ اس بات کا خیال رکھ رہا تھا کوئی اس کا تعاقب تو نہیں کر رہا ہے۔ سڑک پار کرتے وقت اس نے یہ بات خاص طور پر نوٹ کی تھی۔
ولیم کو رحمی کی قربت جتنی پسند تھی جم لوتھر کی قربت اتنی ناپسند تھی۔ رحمی کے اپنے

کچھ اصول تھے جن پر وہ سختی سے کاربند تھا۔ وہ ایسے لوگوں کا قتل کرتا تھا۔ جنہیں اس کے نظریئے کے مطابق مرجانا چاہئے جرم کا طریقہ کار یکسر مختلف تھا۔ دولت کا حصول اس کا سب سے بڑا مقصد تھا اور اس کے لئے وہ ہر جائز یا ناجائز کام کرنے کو تیار ہو جاتا تھا۔

تو یہ ہے وہ جگہ جہاں ہمیں رحمی کے دوست سے ہے۔ ولیم نے سوچا۔

ہوٹل کا صدر ہال باہر کی تیز دھوپ کے باوجود بھی بہت سرد محسوس ہو رہا تھا ملازم نے رحمی پر ایک سوالیہ نگاہ ڈالی لیکن وہ بغیر کچھ کہے لفٹ کی طرف بڑھ گیا۔ لفٹ میں وہ پہلی بار یکجا ہو کر چوتھی منزل پر پہنچے اور کمرہ نمبر اکتالیس کے پاس پہنچ کر دستک دی۔

ولیم اپنے چہرے کو ہر قسم کے تاثر سے عاری رکھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ دروازہ آہستہ سے کھلا۔

وہ بورس ہی تھا۔

دروازہ کھول کر اس نے سر باہر نکالا۔ باقی جسم دروازے کے پیچھے تھا۔ یکایک وہ پیچھے مڑا اور فرانسیسی میں بولا۔ "آپ لوگ اندر آسکتے ہیں۔"

وہ سب یکے بعد دیگرے اندر داخل ہوئے۔ کمرے کی آرائش سے فرانس کی روایتی نفاست کا اظہار ہو رہا تھا۔ درمیان میں ایک گول میز کے چاروں طرف کرسیاں لگی تھیں۔ میز پر مارلبرو سگریٹ کا پیکٹ اور برانڈی کی بوتل بجی ہوئی تھی۔ قریب ہی ایک چھوٹی میز پر صاف شفاف گلاس رکھے ہوئے تھے۔ اسی کمرے سے ملحق خوابگاہ تھی جس کا دروازہ نصف وا تھا۔

رحمی جبال نے تعارف کی رسم ادا کی "آپ ہیں مسٹر جم لوتھر، مسٹر ولیم اسمتھ اور یہ ہیں میرے دوست جن کا تذکرہ میں۔ آپ دونوں سے کیا تھا۔"

بورس چوڑے چکلے شانے اور قوی جسم کا تھا۔ سفید قمیض پہنے تھا جس کی آستین مڑی تھی اور کلائی کے گھنے سیاہ بال اس کی مردانگی اور بے خوفی کی علامت تھے۔ نیچے اس نے نیلی پتلون پہن رکھا تھا۔

ولیم نے اپنا تھیلا قالین پر رکھ دیا اور اطمینان سے بیٹھ گیا۔

بورس نے برانڈی کی بوتل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا "آپ کوئی مشروب لیں گے؟"

ولیم کو دن میں گیارہ بجے برانڈی لینا پسند نہیں تھا۔ اس نے کہا "میرا خیال ہے کافی بہتر رہے گی۔"

بورس نے ایک سخت معاندانہ نظر اس پر ڈالی اور کہا۔ "تو پھر ہم سب لوگ کافی ہی پئیں گے۔" وہ اٹھا اور فون پر کافی کا آرڈر دیا۔ اس کمرے میں موجود ہر شخص کے دل میں

خوف تھا۔ ہر شخص کا مقصد جداگانہ تھا لیکن بظاہر وہ سب ایک ہی مقصد کی تکمیل کے لئے یہاں آئے تھے۔

واپس بیٹھتے ہوئے بورس جم لوتھر سے مخاطب ہوا۔ "مجھے آپ سے مل کر مسرت ہوئی شاید آئندہ ہم ایک دوسرے کے لئے مفید ثابت ہوں۔"

جم نے اثبات میں سر کو جنبش دی اور خاموش رہا۔ اس کے بھاری بھرکم جسم کو دیکھتے ہوئے کرسی میں گنجائش کم تھی۔ ولیم سوچ رہا تھا کہ اگر جم روس کا شہری ہوتا تو یقیناً "کے جی بی" کے کسی اعلیٰ عہدے پر فائز ہوتا اور اگر بورس کا تعلق فرانس سے ہوتا تو وہ صدفی صد جرائم کی دنیا کا بادشاہ ہوتا۔

"میں بم دیکھنا چاہتا ہوں۔" بورس نے کہا۔

ولیم نے اپنا تھیلا اٹھایا اور اس میں سے زرد رنگ کا ایک فٹ لمبا اور تین انچ چوڑا ایک پیکٹ نکالا۔ بورس نے اس کا ڈھکن ہٹا کر بم ہاتھ میں لے لیا اور بغور اس کا معائنہ کرنے لگا۔ اس نے رومال سے ناک صاف کرتے ہوئے کہا۔ "میرا خیال ہے یہ "سی۔ ۳" ماڈل ہے" اس کا تخاطب جم سے تھا۔

جم نے گردن ہلا کر اقرار کیا۔

"اس کا ٹرانسمیٹر کہاں ہے؟" بورس نے پوچھا۔

جواب رحمی نے دیا "ولیم اسمیتھ کے تھیلے میں۔"

"نہیں میں اسے لے کر نہیں آیا" ولیم نے کہا۔

ایک لمحے کے لئے کمرے میں سکوت طاری ہوگیا۔ رحمی کی آنکھوں میں خوف تھا ولیم؟"

"خاموش" بورس رحمی پر برس پڑا۔ لیکن فوراً اس نے اپنے اوپر قابو پالیا اور پر امید نگاہوں سے ولیم کی طرف دیکھا۔

ولیم نے شائستہ لہجے میں نہایت اطمینان سے کہا "مجھے شبہ تھا کوئی سازش نہ ہو۔ میں ابھی تھوڑی دیر میں اسے منگوا سکتا ہوں۔ مجھے صرف اپنی دوست لڑکی کو فون کرنا پڑے گا۔"

بورس کچھ دیر تک ولیم کی صورت تکتا رہا۔ ولیم کی سرد مہری اور اطمینان سے وہ کسی نتیجے پر نہیں پہنچ سکا وہ بولا "آپ کو یہ شبہ کیوں ہوا"

ولیم کو اس سوال کی کم از کم بورس جیسے آدمی سے توقع نہیں تھی۔ اس نے کوئی جواب دینا مناسب نہیں سمجھا اور خاموش رہا۔

بورس کی تیکھی نظریں اب بھی ولیم کے چہرے پر مرکوز تھیں۔ اس نے کہا "ٹھیک ہے

میں فون کرتا ہوں آپ کے دوست کو۔"
ولیم نے اپنے منصوبے میں اس موڑ پر غور نہیں کیا تھا۔ وہ کچھ گھبرایا لیکن اپنے چہرے سے اس کا اظہار نہیں ہونے دیا۔ اس نے سوچا نہ معلوم جین فون پر اجنبی آواز سن کر کیا سوچے اور اگر وہ کمرے میں نہ ہوئی تو کیا ہوگا جین سے وعدہ خلافی کی توقع کی جاسکتی تھی لیکن اب ان مسائل پر غور کرنا بے معنی تھا۔
"آپ بہت محتاط ہیں۔" ولیم نے بورس سے کہا۔
"اور آپ بھی کم نہیں ہیں۔" بورس نے کہا "خیر اپنا فون نمبر دیجئے۔"
ولیم نے نمبر بتایا جسے بورس نے میز پر رکھے پیڈ پر لکھ لیا اور اٹھ کے فون کے پاس چلا گیا۔
کمرے میں گہری خاموشی تھی۔
بورس نے باؤتھ پیس میں کہا "ہلو..... میں ولیم کے پاس سے بول رہا ہوں۔" ممکن ہے یہ اجنبی آواز جین کو نہ الجھائے۔ ولیم نے سوچا۔ اسے ایک عجیب و غریب فون کی توقع ویسے بھی ہے۔ اس نے تاکید بھی کی تھی کہ پتے کے علاوہ تمام باتوں کو نظر انداز کردے۔ ادھر بورس نے فون میں جھنجلا کر بولا "کیا؟" اور ولیم نے سوچا کہ نہ معلوم جین نے کیا کہہ دیا "ہاں۔ میں ولیم کا دوست بول رہا ہوں۔" بورس نے کہا۔
"تم فوراً ٹرانسیٹر لیکر ہوٹل لنکا شر آجاؤ" پھر اس کے بعد طویل خاموشی رہی کاش جین نبھالے جائے۔ ولیم نے سوچا۔
"ہاں یہ ہوٹ بہت خوبصورت اور آرام دہ ہے۔" بورس کہہ رہا تھا۔
کیا بکواس ہے۔ ولیم نے سوچا اسے صرف یہ کہنا چاہئے کہ میں آرہی ہوں۔
"شکریہ" بورس نے کہا "آپ کو زحمت دینے کی معافی چاہتا ہوں۔" یہ کہہ کر اس نے فون رکھ دیا۔
ولیم بورس کے چہرے سے اس کے تاثرات کے ذریعہ فون پر ہوئی بات چیت کی نوعیت جاننے کی کوشش کررہا تھا۔
بورس نے ولیم سے کہا "تمہاری دوست مجھ سے کہہ رہی تھی کہ آپ شاید روسی ہیں اسے ا[illegible] کا اندازہ کیسے ہوا ہوگا؟"
ولیم نے کچھ الجھن محسوس کی لیکن اس نے کہا "لسانیات سے اسے گہری دلچسپی ہے وہ لہجوں کے فرق کو باآسانی محسوس کرلیتی ہے۔"
جم لوتھر نے اتنی دیر بعد پہلی بار زبان کھولی۔ "جب تک وہ لڑکی یہاں آئے بہتر ہوگا کہ ہم رقم دیکھ لیں۔"

"کیوں نہیں" بورس نے اٹھا اور ملحق خوابگاہ میں چلا گیا۔
رحمی جبال نے سرگوشی میں ولیم سے کہا "مجھے اندازہ نہیں تھا کہ تم یہ چال چل رہے ہو۔"

"یقیناً" ولیم نے سرسری لہجے میں کہا "اور اگر یہ بات تمہیں بتا دی جاتی تو اس کی افادیت مشکوک ہو جاتی۔"
بورس خواب گاہ سے نکلا۔ اس کے ہاتھ میں بھورے رنگ کا ایک بڑا لفافہ تھا۔ جسے اس نے جم لوتھر کے حوالے کردیا جم نے اسے کھول کر اندر سو سو فرینک کے نوٹوں کی گڈیاں تھیں۔
بورس نے مارلبرو کا پیکٹ اٹھایا اور ایک سگریٹ نکال کر ہونٹوں سے لگالی۔ ولیم سوچ رہا تھا، جین شاید مصطفیٰ کو فون کرنے میں دیر نہیں کرے گی۔ میں نے اس کی اہمیت کا اسے احساس دلا دیا تھا۔
کچھ دیر بعد جم لوتھر نے کہا "پیسے پورے ہیں۔" اس نے گڈیوں کو دوبا لفافے میں رکھا اور اسے میز پر رکھ دیا۔
چاروں شخص خاموش بیٹھے جین کا انتظار کررہے تھے۔
بورس نے ولیم سے پوچھا۔ "آپ کا مکان یہاں سے کتنی دور ہے۔"
"موٹر سائیکل سے پندرہ منٹ کا راستہ ہے۔"
اسی وقت دروازے پر دستک ہوئی ولیم نے اپنے اندر تناؤ محسوس کیا۔
"یہ تو بہت جلدی آگئی۔" بورس کے منہ سے نکلا اور وہ دروازہ کھولنے کے لئے اپنی جگہ سے اٹھا۔
اس نے دروازہ کھولا اور پلٹ کا حقارت سے کہا "کافی" اور واپس اپنی جگہ پر بیٹھ گیا۔
ہوٹ کی مخصوص وردی میں دو ویٹر ایک ٹرالی اندر لارہے تھے۔
کمرے میں داخل ہونے کے بعد جب وہ سیدھے ہوئے تو دونوں کے ہاتھوں میں ڈی ماڈل کے پستول تھے۔ جو عموماً فرانسیسی خفیہ ایجنٹوں کو مہیا کئے جاتے تھے۔ ان میں سے ایک نے تحکمانہ لہجے میں کہا "کوئی اپنی جگہ سے نہ ہلے۔"
ولیم اور بورس نے ایک دوسرے کو مشکوک نگاہوں سے دیکھا۔
ولیم سوچ رہا تھا صرف دو جاسوسوں سے کیا ہوگا اگر رحمی جبال کوئی حماقت کرے اور یہ اس پر گولی چلا دیں تو بورس اور جم با آسانی دونوں کو اپنے قابو میں کرسکتے ہیں۔
خواب گاہ کا دروازہ کھلا اور دو نوجوان ویٹر کی وردی میں برآمد ہوئے ان دونوں کے ہاتھ میں بھی پستول تھے۔ بورس نے حیرت سے ان کو دیکھا۔

ولیم نے سوچا کہ بورس اپنی گھبراہٹ چھپانے میں ناکام ثابت ہو رہا ہے۔ ایک باوردی پولیس افسر کمرے میں داخل ہوا۔

"یہ سازش ہے" رحمی نے بے بسی سے کہا۔

"خاموش" بورس ایک بار پھر رحمی پر برس پڑا۔ اس نے پولیس افسر کو مخاطب ہوتے ہوئے کہا "اس ہتک آمیز رویے پر مجھے سخت اعتراض ہے۔ آپ کو اس کے لئے جوابدہ ہونا پڑے گا۔"

پولیس افسر نے اپنے چمڑے کے دستانے چڑھے ہوئے ہاتھوں سے ایک زبردست مکہ بورس کے منہ پر رسید کیا۔

بورس نے اپنے ہونٹوں پر ہاتھ پھیرا۔ اس کی انگلیوں میں خون کی بوندیں چمکنے لگیں۔ اس نے موقع کی نزاکت کا اندازہ لگالیا تھا اور نرم لیکن دھمکی آمیز لہجے میں کہا "پولیس افسر میرا چہرہ غور سے دیکھ لو اسے تم اپنی زندگی میں ایک بار اور دیکھو گے اور وہ تمہاری زندگی کا آخری دن ہوگا۔"

"یہ نمک حرامی آخر کس نے کی" رحمی نے چیختے ہوئے کہا "کس نے ہمیں دھوکا دیا۔"

"اس نے" بورس نے ولیم کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"ولیم نے" رحمی نے بے یقینی سے کہا "یہ کیسے ہو سکتا ہے۔"

یہ فون پر پتہ بتانے کا نتیجہ ہے۔" بورس نے کہا "منصوبہ بند سازش"

رحمی جبال نے زخم خوردہ نگاہوں سے ولیم کی طرف دیکھا۔

کچھ اور سپاہی کمرے میں داخل ہوئے۔ پولیس افسر نے کہا "یہ جم لوتھر ہے" دو سپاہی آگے بڑھے اور اسے ہتھکڑیاں پہنا کر باہر لے گئے۔

پولیس افسر نے بورس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا "تم کون ہو۔

بورس نے بے اعتنائی سے کہا "میرا نام جان ہوخت ہے اور میں ارجنٹائن کا ایک امن پسند شہری ہوں۔"

"کوئی بات نہیں۔" افسر نے کہا "اسے بھی لے جاؤ۔"

پھر وہ رحمی جبال کی طرف مڑا۔

"مجھے کچھ نہیں کہنا۔" رحمی نے کسی ہیرو کے انداز میں کہا۔

پولیس افسر نے دونوں ہاتھوں سے اس کا سر پکڑ کر زور سے ہلایا اور دو سپاہیوں نے آگے بڑھ کر اسے بھی ہتھکڑی پہنا دی۔

مجرموں کے جانے کے بعد پولیس افسر نے سو سو فرینک کے نوٹوں کا لفافہ اٹھا کر

دیکھا۔ پاس ہی جم لوتھر کا سوٹ کیس رکھا ہوا تھا۔ فوٹو گرافر ان چیزوں کی تصاویر لے رہے تھے۔

پولیس افسر نے ولیم سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا "سر نیچے آپ کے لئے سیاہ سی ٹران کار کھڑی ہے۔"

"ولیم اسمیتھ لفٹ کی طرف بڑھا۔ نیچے ہوٹ کا منیجر بد حواسی کے عالم میں کھڑا تھا۔

باہر کھلی روشنی میں آکر ولیم نے دیکھا سڑک کے دوسری طرف سیاہ رنگ کی کار کھڑی تھی۔ اسٹیرنگ پر ڈرائیور تھا اور پچھلی سیٹ پر بھی ایک ہیولا اسے نظر آرہا تھا۔ اس نے تیزی سے سڑک پار کی اور پچھلا دروازہ کھول کر نہایت پھرتی سے کار کے اندر داخل ہوگیا۔ کار تیزی سے آگے بڑھ گئی۔

برابر بیٹھا ہوا شخص نے ولیم سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔ "ہلو۔ جان۔"

ولیم مسکرایا۔ تقریباً ایک سال بعد وہ کسی کے منہ سے اپنا نام سن رہا تھا۔ اس نے پوچھا "ہاؤ آر یو مسٹر بل؟"

"ٹھیک ہوں" بل نے کہا "پچھلے تیرہ مہینوں سے ہمیں تمہاری کوئی خبر نہیں ملی۔ ہاں پیسوں کے لئے تمہارے خط ضرور ملتے رہے۔ کل تمہارا فون ملا چوبیس گھنٹوں کے اندر وہ گرفتاری عمل میں آنے والی ہے۔ یہ بتانا قطعی غیر ضروری ہے کہ ہم نے فرانسیسی پولیس کو مستعد کھڑا تھا لیکن ہمیں اصل پتے کے لئے ایک اجنبی خاتون کے فون کا انتظار تھا۔ جو وہ مصطفیٰ کو کرنے والی تھی۔ اس کے علاوہ اس سلسلے میں ہماری معلومات صفر تھیں۔"

"اس کے علاوہ کوئی راستہ نہیں تھا۔ ولیم نے معذرت کرتے ہوئے کہا۔

"آخر یہ سب تھا کیا؟" بل نے پوچھا۔

"وہ روسی بورس ہے۔"

بل کا چہرہ حیرت سے سرخ ہوگیا۔ "تو وہ کتے کی اولاد بورس ہے؟" اس کے جذبات بے قابو ہو رہے تھے۔ "اس سے پہلے کے فرانسیسی پولیس اس کی شناخت کرسکے ہمیں اسے اپنے قبضے میں کرلینا چاہئے۔"

"بورس سے کچھ اگلوانا ناممکن ہے۔" ولیم نے کہا "لیکن اسے اپنے پاس روک کر ہم روس کے عزائم کی رفتار ضرور سست کرسکتے ہیں نیا بورس تیار کرنے میں انہیں خاصا وقت لگے گا۔"

"تمہاری یہ کامیابی یقیناً ہنگامہ خیز ہے۔" بل نے کہا۔

"دوسرا شخص جم لوتھر تھا۔ وہ ہتھیاروں کا تاجر ہے۔ اس کا باپ ٹام لوتھر جرائم کی دنیا کا بادشاہ کہا جاتا ہے اس سے ہمیں کافی معلومات حاصل ہوسکتی ہیں۔"

"یعنی تم نے ایک دن میں دہشت پسندوں کے دو خطرناک معاونین کو اندر کر دیا۔
"ایک دن میں؟" ولیم نے کہا "ارے بھائی اس کام کے لئے مجھے ایک سال جھک مارنی پڑی ہے۔"

"لیکن یہ محنت بیکار نہیں گئی۔"

"تیسرا نوجوان رحمی جبال ہے۔" ولیم نے کہا "وہ ساری باتیں جلدی جلدی کہہ ڈالنا چاہتا تھا۔ اس لئے کہ یہ سب تفصیل وہ کسی اور کو بھی سنانا چاہتا تھا۔ ترکی فضائیہ کے اعلیٰ افسر کا مکان بم سے اڑانے اور ایسے دوسرے کئی کاموں میں یہ شامل تھا۔ اس کے ذریعہ پورے گروہ کا پردہ فاش ہونے کی توقع ہے۔"

"فرانسیسی پولیس ان سے سب کچھ اگلوانے کی صلاحیت رکھتی ہے۔" مل نے کہا "ہم سفارت خانے چل کر اس موضوع پر تفصیلی گفتگو کریں گے۔"

"میں سفارت خانے نہیں جارہا ہوں" ولیم نے کہا۔

"کیوں؟"

"تمام ضروری باتیں میں آپ کو بتا چکا ہوں۔ اب کل صبح ملیں گے اور باقی تفصیلات اسی وقت بتا دوں گا۔"

"لیکن یہ انتظار کیوں؟"

"مجھے کسی کے ساتھ لنچ لینا ہے۔"

"میرا خیال ہے یہ خدمت میں بھی انجام دے سکتا ہوں۔ خیر جاؤ لیکن "وہ کون ہے؟"

"جیم لمبرٹ اس کا پتہ آپ ہی نے مجھے دیا تھا اس کے ذریعہ دہشت پسندوں کا سراغ آسانی سے مل جائے گا۔"

"اچھا اب سمجھا۔ تو یہ بات ہے جو تم ہمارے لنچ کو ٹھکرا رہے ہو۔ خیر کوئی بات نہیں۔"

ولیم نے مسکراتے ہوئے کہا "ہم آج اس کامیابی کا جشن منائیں گے۔ میں اسے دہشت پسندوں کو پکڑنے کی پوری کہانی سناؤں گا اور پھر اس سے درخواست کروں گا کہ وہ مجھ سے شادی کر لے۔"

باب دوم

ڈاکٹر جیری والٹر میڈیکل کالج کی کینٹین میں اپنے سامنے بیٹھی ہوئی سنہری بالوں والی

نوجوان لڑکی کو ہمدردی اور محبت سے دیکھ رہا تھا۔ "میں تمہاری پریشانی اچھی طرح سمجھ رہا ہوں۔" وہ کہہ رہا تھا "مجھے یاد ہے کہ جب میں پہلے سال کا طالب علم تھا۔ تو میری حالت تم سے مختلف نہیں تھی۔ یقیناً تم بھی محسوس کررہی ہوگی۔ کہ جو معلومات تمہارے ذہن میں محفوظ کی جارہی ہے وہ تمہاری صلاحیت سے بہت زیادہ ہے"

"آپ نے میرے دل کی بات کہی ہے۔ میں بالکل ایسی ہی محسوس کررہی ہوں۔" اس کی آنکھیں کچھ نم تھیں۔

"یہ اچھی علامت ہے" جیری نے اس کی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے کہا۔

"اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ تم محنت سے مطالعہ کررہی ہو۔ ورنہ یہاں ایسے طلبا کی کمی نہیں ہے جنہیں اس کی پرواہ نہیں ہے۔"

سنہرے بالوں والی لڑکی کی آنکھوں میں چمک پیدا ہوئی۔ "کیا یہ بات آپ سنجیدگی سے کہہ رہے ہیں؟" اس نے کہا

"یقیناً۔"

اس نے پیار بھری نظروں سے ڈاکٹر جیری والٹر کی طرف دیکھا جیسے وہ کہہ رہی ہو اگر آپ چاہیں تو لنچ میں میں اپنے آپ کو پیش کرسکتی ہوں۔ اس نے کرسی پر پہلو بدلتے ہوئے اپنے سنہرے بالوں کو جھٹک کر پیچھے کیا اور میز پر کہنی ٹکا کر بیٹھ گئی۔ سوئیٹر کے کشادہ گلے سے اس کے گداز سینے کی گولائیاں اپنے تمام تر نشیب و فراز کے ساتھ اس کی نگاہوں کے سامنے تھیں۔

وہ لڑکی کانٹوں کی مدد سے کباب کھانے لگی اور اسی لمحہ جیری کو جین لیم برٹ کی یاد آگئی جس پر وہ دل و جان سے فریفتہ تھا لیکن بدقسمتی سے اب تک اسے ایک بوسے کے لئے بھی آمادہ نہیں کرسکا تھا۔

جین سے اس کی ملاقات چھ مہینے پہلے ہوئی تھی۔ وہ نسوانی امراض پر لکھی گئی کتاب کی رسم اجرا کی کوئی تقریب تھی اس کا بے پناہ حسن بھیڑ میں سب سے نمایاں تھا۔ گفتگو کے بعد معلوم ہوا کہ وہ نہ صرف یہ کہ خوبصورت ہے بلکہ نہایت ذہین اور پر مزاح طبیعت کی مالک بھی ہے۔

اسے احساس تھا کہ جین بھی اسے پسندیدہ نظروں سے دیکھتی ہے لیکن اس نے اپنا دل ایک امریکی شاعر ولیم کو دے رکھا تھا۔ اگر کسی طرح ولیم کو منظر سے الگ کیا جاسکتا تو جین یقیناً اس کی طرف ملتفت ہوجاتی۔

سنہرے بالوں والی لڑکی نے جیری کو کچھ سوچتے دیکھ کر فوراً موضوع بدل دیا۔ اپنی کرسی پر سیدھی ہوتی ہوئی وہ بولی۔ "میں نے سنا ہے آپ دو سال کے لئے افغانستان جارہے

ہیں؟"

"تم نے ٹھیک سنا ہے۔"

"لیکن آپ وہاں کیوں جا رہے ہیں۔"

"اس لئے کہ میں آزادی پر یقین رکھتا ہوں اور اس لئے بھی کہ میں نے یہ تعلیم اس لئے نہیں حاصل کی کہ دولت مند جاگیرداروں کی بواسیر اور بدہضمی کا علاج کر کے اپنا رزق حاصل کروں" وہ بڑی خود اعتمادی سے جھوٹ بول رہا تھا۔

"لیکن دو سال تو بہت ہوتے ہیں۔ لوگ عموماً چار مہینے سے زیادہ کے لئے وہاں نہیں جاتے۔"

جیری نے مسکراتے ہوئے کہا "میرا خیال ہے کہ مختصر مدت کے لئے ڈاکٹروں کو وہاں بھیجنا قطعی نامناسب ہے۔ مجاہدین آزادی کی صحیح خدمت ہم اسی وقت کر سکتے ہیں۔ جب ہم ایک طویل مدت تک ان کے درمیان رہیں۔ ہمارے پیشے میں مریض کا اعتماد حاصل کرنا بڑی چیز ہے اور مختصر مدت میں یہ ناممکن ہے۔ اس طرح مجاہدین افغانستان کو مفت طبی سہولتیں فراہم کرنا فرانس کو بہت مہنگا پڑتا ہے۔ اس لئے کہ افغانستان جانا اور وہاں سے واپس آنا دوسرے ممالک کی سیاحت جیسا نہیں ہے۔"

جیری کی پشت سے ایک نسوانی آواز آئی "کون جا رہا ہے افغانستان؟"

جیری نے مڑ کے پیچھے دیکھا جہاں ہاتھ میں کھانے کی ٹرے لئے ہوئے ویلری کھڑی تھی ساتھ اس کا بوائے فرینڈ بھی تھا۔ وہ دونوں آکر جیری اور سنہرے بالوں والی لڑکی کے پاس بیٹھ گئے۔

ویلری کے سوال کا جواب اس لڑکی نے ہی دیا۔ "ڈاکٹر جیری والٹر افغانستان مجاہدین کی خدمت کے لئے جانے والے ہیں۔"

"کیا واقعی؟" ویلری نے حیرت ظاہر کی "میں نے سنا تھا کہ آپ کے پاس امریکہ سے کوئی پیشکش آئی تھی۔"

وہ کچھ متاثر ہوتے ہوئے بولی۔ "لیکن کیوں؟"

"اس لئے کہ میں افغانستان کے مجاہدین آزادی کی زندگی بچانے کو زیادہ اہمیت دیتا ہوں"

ویلری کا دوست بھی یہ سن کر متاثر ہوا۔ اس نے آلو کے قتلے منہ میں رکھتے ہوئے کہا "وہاں سے واپس آکر آپ کے لئے ملازمت کوئی مسئلہ نہیں ہوگی۔ اس وقت آپ کی حیثیت ڈاکٹر سے بڑھ کر ایک ہیرو کی ہوگی۔"

"کیا آپ ایسا سمجھتے ہیں۔" جیری نے سرد مہری سے کہا۔ وہ گفتگو کے اس موڑ کو زیادہ

طول نہیں دینا چاہتا تھا۔

"اس اسپتال سے پچھلے سال دو ڈاکٹر افغانستان گئے تھے واپس آنے کے بعد انھیں بہت اچھی ملازمتیں ملی ہیں۔" ویلری کے دوست نے کہا۔

جیری نے بردباری کے ساتھ اس کی طرف دیکھا اور مسکرایا "یہ جان کر مجھے خوشی ہوئی کہ میں وہاں سے زندہ آگیا۔ تو ملازمت کی دشواری نہیں ہوگی۔"

"لیکن یہ کتنا خطرناک ہے" سنہرے بالوں والی طالبہ نے کہا۔

"میں نے ماں سے اجازت لے لی ہے۔" جیری نے کہا "اسے میرے جذبے پر ناز ہے۔ میرے والد کا انتقال ہوچکا ہے۔ وہ خود بھی ایک مجاہد آزادی تھے وہ ہوتے تو یقیناً میرا حوصلہ بڑھاتے۔"

"آپ کے والد نے کس جنگ میں شرکت کی تھی؟" ویلری کے ڈاکٹر دوست نے پوچھا۔

جیری نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا۔ وہ اس لئے کہ اس نے "انقلاب نو" کے ایڈیٹر راؤلی کلیر لونٹ کو کینٹین میں داخل ہوتے ہوئے دیکھ لیا تھا۔ اس نے سوچا یہ موٹا صحافی اسپتال کے کینٹین میں کیا کرنے آیا ہے۔

وہ سیدھا اسی کے پاس آیا اور بغیر کسی تمہید کے گویا ہوا۔ "مجھے آپ سے کچھ ضروری بات کرنی ہے۔"

جیری نے آنکھوں کی جنبش سے ایک کرسی کی طرف اشارہ کیا اور کہا "سٹ ڈاؤن راؤلی۔"

"میں جلدی میں ہوں۔" راؤلی نے کہا۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ اس کا نام اجنبی لوگوں کے سامنے دہرایا جائے۔

"بہتر ہوگا کہ آپ ہمارے ساتھ لنچ میں شریک ہوجائیں۔" جیری نے اسے ٹالنے کی غرض سے کہا۔

"افسوس کہ مجھے انکار کرنا پڑے گا۔"

جیری نے اس کی بے چینی کو محسوس کیا۔ وہ احمقوں کی طرح ادھر ادھر دیکھ رہا تھا۔ یکایک وہ کرسی سے اٹھا اور اپنے دوستوں سے کہا "میں ایک منٹ میں آیا آپ لوگ میرا انتظار کریں۔"

اس کا خیال تھا کہ راؤلی کینٹین کے باہر اس سے بات کرے گا۔ لیکن وہ اسے لئے ہوئے آگے نکل گیا "مجھے موسیو لیب لوند نے ایک ضروری کام سے آپ کے پاس بھیجا ہے۔" اس سننے بالا آخر دھیرے سے کہا۔

"تمہاری بے چینی دیکھ کر میں نے اس کا اندازہ لگالیا تھا" جیری نے کہا "ایک مہینے پہلے لیب لوند نے ہی اس کے سامنے افغانستان کا پروگرام رکھا تھا جہاں بظاہر اسے مجاہدین آزادی کا علاج کرنا تھا۔ لیکن بہ باطن اسے روس کو مجاہدین سے متعلق اطلاعات فراہم کرنا تھا اس پروگرام کی اس نے فوراً تائید کی تھی اور اس کا سر فخر سے بلند ہوگیا تھا۔ اسے یہ خطرہ ضرور تھا کہ ڈاکٹروں کو افغانستان بھیجنے والی تنظیم کہیں اسے اس بنیاد پر رد نہ کردے کہ وہ کمیونسٹ خیالات کا حامی ہے۔ وہ باقاعدہ طور پر کمیونسٹ پارٹی کا رکن تھا۔ لیکن یہ بات کسی کو معلوم نہیں تھی اور یوں بھی بہت سے ایسے کمیونسٹ تھے جنہوں نے افغانستان پر روس کی جارحانہ پیش قدمی کی شدید مخالفت کی تھی اسے یہ بھی ڈر تھا کہ فرانس کی یہ تنظیم جو افغانستان کے علاوہ السلواڈور اور فلسطین جیسے ممالک میں بھی ڈاکٹر بھیجتی ہے انہیں کہیں اور نہ بھیج دے لیکن ان خدشات کے اظہار پر لیب لوند نے اس سے کہا تھا کہ یہ سب کچھ وہ اس پر چھوڑ دے اور افغانستان جانے کی تیار کرے۔

"تم اتنے گھبرائے ہوئے کیوں ہو؟" اس نے راوَلی کلیر مونٹ سے پوچھا۔

"موسیو لیب لوند ابھی اسی وقت آپ سے ملنا چاہتے ہیں۔"

"ابھی جیری کے لہجے میں کچھ خفگی تھی۔" میں اس وقت ڈیوٹی پر ہوں اور مریضوں کو چھوڑ کر جانا میرے لئے ممکن نہیں ہے۔"

"کوئی دوسرا ان کی خبر گیری کرے گا۔"

"لیکن ایسی بھی کیا جلدی ہے میں ابھی دو ہفتے تک افغانستان نہیں جاسکتا۔"

"اس ملاقات کا تعلق افغانستان سے نہیں ہے۔"

"پھر؟"

"مجھے معلوم نہیں۔"

"پھر تمہاری گھبراہٹ کا سبب کیا ہے۔" جیری نے حیرت ظاہر کرتے ہوئے کہا "تمہیں کچھ تو اندازہ ہوگا۔"

"مجھے خبر ملی ہے کہ رحمی جبال کو گرفتار کرلیا گیا ہے۔"

"وہ ترکی طالب علم؟"

"ہاں۔"

"کس جرم کے تحت؟"

"مجھے معلوم نہیں۔"

"لیکن اس بات سے میرا کیا تعلق ہے میں تو اسے ٹھیک سے جانتا بھی نہیں۔"

"موسیو لیب لوند ہی اس کی تفصیل بتائیں گے۔"

"لیکن اس طرح فوری طور پر یہاں سے جانا دشوار ہے۔"
"آپ اگر اچانک بیمار ہو جائیں تو مریضوں کا کیا ہوگا؟" راؤلی نے پوچھا۔
"ایسی صورت میں نرسنگ آفیسر کو مطلع کرتا اور وہ کوئی دوسرا متبادل انتظام کر دیتی۔"
"تو اسے مطلع کر دیجئے۔"
وہ دونوں ٹہلتے ہوئے اسپتال کے دوسرے سرے تک پہنچ گئے تھے جہاں پبلک کال بوتھ تھا جیری والٹر نے سوچا ممکن ہے اس طرح میرا امتحان لیا جا رہا ہو کہ میں کس حد تک سنجیدہ اور وفادار ہوں۔ وہ بوتھ میں داخل ہو گیا۔
اس نے نمبر ڈائل کئے اور ماؤتھ پیس میں بولا "میں ڈاکٹر جیری والٹر بول رہا ہوں ابھی ابھی گھر سے اطلاع آئی ہے۔ کہ میں فوری طور پر گھر پہنچوں۔ بہتر ہوگا کہ آپ ڈاکٹر روشے کو بلائیں۔"
"آپ اس کی فکر نہ کریں" نرس نے فون پر کہا "گھر میں سب خیریت تو ہے نا؟"
"میں بعد میں بتاؤں گا" اس نے جلدی سے کہا۔۔۔ "ارے ہاں ایک منٹ۔۔۔ میڈم فیریر کا کیا حال ہے۔۔۔ وہی جن کا کل آپریشن ہوا تھا"
"وہ ٹھیک ہیں۔ انہیں گلوکوز دیا جا رہا ہے۔"
"ان کا خیال رکھئے گا۔"
"بس ڈاکٹر۔"
"جیری نے فون رکھ دیا اور راؤلی سے کہا "چلو۔"
قریب ہی راؤلی کی رینالٹ کھڑی تھی۔ دونوں اگلی سیٹ پر بیٹھ گئے۔ اندر کافی گرمی تھی۔ راؤلی نے تیز رفتاری سے گاڑی چلانی شروع کر دی۔ جیری کو کچھ گھبراہٹ ہو رہی تھی۔ حقیقتاً" وہ نہیں جانتا تھا کہ لیب لونڈ کون ہے؟ لیکن اس کا خیال تھا کہ وہ کے جی بی سے متعلق ہے۔ اس سے ڈر تھا کہ کہیں اس ملاقات کا تعلق جین سے نہ ہو۔ لیکن اس نے خدا کا شکر ادا کیا کہ یہ کچھ اور ہی بات تھی۔
جین سے افغانستان چلنے کی فرمائش کا تعلق دوسروں سے ہونا بھی نہیں چاہئے یہ اس کا نجی معاملہ تھا اور پھر ڈاکٹر کے ساتھ ایک نرس کی موجودگی ویسے بھی لازمی ہے تو پھر جین کیوں نہیں یہ ٹھیک ہے وہ تربیت یافتہ نرس نہیں ہے۔ لیکن وہ بہرحال میری معاونت کر سکتی ہے اور پھر وہ فارسی زبان سے بھی بخوبی واقف ہے۔ جس کی مختلف شکلیں افغانستان میں رائج ہیں۔
اسے امید تھی کہ وہ جین کو اپنے ساتھ چلنے کے لئے آمادہ کر لے گا۔ اسے مہماتی کاموں سے بے حد دلچسپی تھی وہ چاہتا تھا کہ کس طرح ولیم ا[illegible] استے سے ہٹ

جائے۔ وہ یہ بھی چاہتا تھا کہ پارٹی کو پتہ نہ چلے کہ وہ جین کو اپنے ذاتی مفاد کے تحت ساتھ لے جارہا ہے اور انہیں یہ بتانے کی کوئی خاص ضرورت بھی نہیں وہ سمجھتا تھا۔

یہ کیا احمقانہ خیال ہے اس نے اپنے آپ سے کہا یہ کوئی جرم تو ہے نہیں کہ اسے اس کی سزا دی جائے۔ ظاہر ہے "کے جی بی" اپنے کارکنوں کو کم از کم اتنی آزادی تو دیتی ہوگی۔ اس نے کبھی ریڈرز ڈائجسٹ میں کے جی بی سے متعلق ایک مضمون پڑھا تھا جس میں اس بات کا اظہار کیا گیا تھا۔

ایک ہچکولے کے ساتھ کار رکی اور جیری کے خیالات کا سلسلہ منقطع ہوگیا۔ سامنے ایک شاندار عمارت تھی۔ یہ وہی جگہ تھی جہاں وہ ایک بار پہلے بھی لیب لوند سے مل چکا تھا وہ کار سے اترے اور عمارت کے اندر داخل ہوگئے۔

اندر گہری خاموشی تھی۔ وہ ایک چکر دار زینے سے پہلی منزل پر پہنچے اور گھنٹی بجائی۔ میری حیثیت میں کتنی بڑی تبدیلی آچکی ہے۔ جیری نے سوچا۔ پچھلی بار مجھے باہر کھڑے رہ کر انتظار کرنا پڑا تھا۔

موسیو لیب لوند نے دروازہ کھولا۔ وہ پستہ قد تھا اور اس کی آنکھوں پر چشمہ تھا۔ اس نے عمارت کے اس عقبی حصے تک ان کی رہنمائی کی جہاں پہلے جیری کا انٹرویو لیا گیا تھا۔

"تم دو منٹ یہاں رکو" لیب لوند نے کہا اور ایک دوسرے دروازے سے باہر نکل گیا۔

جیری والٹر پاس کی کرسی پر بیٹھ گیا۔ راؤلی اب بھی کھڑا تھا۔ پچھلی بار اس کمرے میں لیب لوند نے خشک لہجے میں کہا تھا۔ تم بچپن سے پارٹی کے ایک وفادار رکن رہے ہو۔ تمہارا خاندانی پس منظر بھی اچھا ہے۔ میرا خیال ہے تم خفیہ طور پر پارٹی کی بہت اہم خدمات انجام دے سکتے ہو۔"

خدا کا شکر ہے جین کے تعلق سے یہ الجھن نہیں آئی۔

لیب لوند ایک اور آدمی کے ساتھ واپس آیا۔ دروازے کے پاس کھڑے ہو کر اس نے جیری والٹر کی طرف اشارہ کیا۔ دوسرا آدمی بہت غور سے جیری کو دیکھتا رہا اس کے قوی مضبوط جسم اور چہرہ خوفناک تھا۔ مونچھوں اور لباس سے کوئی غنڈہ معلوم ہوتا تھا۔ کچھ دیر بعد وہ آدمی واپس چلا گیا۔

لیب لوند نے دروازہ بند کیا اور کمرے میں موجود میز پر ہاتھ رکھ کر کھڑا ہوگیا۔ اس نے جیری کو مخاطب کرتے ہوئے کہا "تمہارے حلقہ احباب میں "سی آئی اے" کا ایک ایجنٹ بھی ہے۔"

"مائی گاڈ" جیری کے منہ سے نکلا۔

"لیکن مسئلہ یہ نہیں ہے۔" لیب لوند نے جھنجلاتے ہوئے کہا "حیرت کی بات یہ ہے کہ وہ بہت تیزی سے امریکہ کو اطلاعات فراہم کررہا ہے۔ تمہارے دوستوں میں ویسے اسرائیل اور جنوبی افریقہ کے بھی کچھ جاسوس ہیں لیکن یہ سب معمولی معمولی کاموں میں الجھے رہتے ہیں اور پھران میں ہمارا بھی تو ایک آدمی موجود ہے۔"

"کون؟"

"تم۔"

"میں" جیری ایک قدم پیچھے ہٹا اس نے خود کو کبھی جاسوس کی حیثیت سے نہیں دیکھا تھا۔ اسے یاد آیا..... اچھا تو یہ خفیہ طور پر پارٹی کی خدمات کا اہم کام۔

"اور وہ "سی آئی اے" کا ایجنٹ کون ہے؟" اس نے پوچھا۔

"کوئی ولیم اسمتھ نام کا آدمی۔"

"ولیم...؟" جیری نے حیرت سے کہا۔

"یعنی تم اسے جانتے ہو۔"

"ولیم "سی آئی اے" کا جاسوس ہے؟"

"بیٹھ جاؤ" لیب لوند نے تمام باتوں کو نظر انداز کرتے ہوئے کہا "ہمارا مسئلہ یہ نہیں ہے کہ وہ کون ہے مسئلہ یہ ہے کہ اس نے جو کچھ کیا ہے۔ اس سے ہمارا گہرا تعلق ہے۔"

جیری والٹر کچھ سوچ رہا تھا اگر جین کو معلوم ہوجائے کہ ولیم سی آئی اے کا ایجنٹ ہے تو وہ یقیناً اس سے کنارہ کش ہوجائے گی لیکن وہ شاید میری بات کا یقین نہ کرے تو کیا ولیم اس کا اعتراف کرلے گا۔

لیب لوند نے کہا "اس نے ایک جال بچھایا تھا جس میں ہمارا ایک بہت ہی اہم آدمی پھنس گیا ہے۔"

جیری کو راؤلی کی بات یاد آئی "کیا رحمی جبال ہمارے لئے واقعی اہم تھا۔"

"رحمی نہیں۔"

"پھر کون؟"

"تمہارے لئے یہ جاننا ضروری نہیں ہے۔"

"پھر مجھے کیوں طلب کیا گیا ہے۔"

"خاموش رہو اور میری بات غور سے سنو" لیب لوند نے تنبیہہ کرتے ہوئے کہا "میں نے تمہارے دوست ولیم اسمتھ کو کبھی نہیں دیکھا اور نہ ہمارے کسی آدمی کو اس کے بارے میں کوئی اطلاع ہے۔ راؤلی کو بھی نہیں معلوم لیکن تم اسے اچھی طرح جانتے ہو اس لئے تمہیں یہاں بلانے کی ضرورت پڑی۔ کیا تمہیں اس کا گھر معلوم ہے۔"

"ہاں۔ وہ ریو۔ ڈی۔ کامیڈی ریستوراں کے اوپر رہتا ہے۔"
"کیا اس کا کمرہ سڑک سے نظر آتا ہے؟"
جیری کے ماتھے پر شکنیں ابھریں "جہاں تک میرا خیال ہے ہاں۔"
"مجھے سوچنے دیجئے۔ میں ایک بار رات میں اس کمرے میں گیا تھا۔ ہم لوگ فلم کا آخری شو دیکھ کر آئے تھے اور ولیم نے ہمیں چائے پلائی تھی۔ وہ چھوٹا سا کمرہ ہے" اسے یاد آیا جین کھڑکی کے پاس فرش پر بیٹھی ہوئی تھی اس نے کہا۔
ہاں اس کمرے کی ایک کھڑکی سڑک کی طرف کھلتی ہے۔ لیکن یہ سب کیوں پوچھا جارہا ہے۔"
"اس کا مطلب ہے کہ تم کھڑکی سے سگنل دے سکتے ہو۔"
"میں.... کیوں.... کس لئے..." جیری نے ہکلانے لگا۔
"لیب لوند نے ایک خطرناک نظراس پر ڈالی۔
"میں معافی چاہتا ہوں۔" جیری والٹر نے فوراً کہا۔
"ابھی تم نے عملی میدان میں کچھ کام نہیں کیا ہے۔" لیب لوند نے کہا "میں چاہتا ہوں اب بھی تمہیں ان باتوں سے دور رکھوں لیکن مشکل یہ ہے کہ تمہارے علاوہ کسی کو اس کے بارے میں کچھ معلوم نہیں۔ ہمارا خاص مقصد یہ ہے کہ اس کا تعلق اس کے مرکز سے منقطع ہوجائے۔ اس لئے میری بات بہت غور سے سنو۔ یہ بہت اہم ہے۔ تم اس کے کمرے میں جاؤ۔ اگر وہ موجودہ ہو تو اندر جاکر اس سے کچھ باتیں کرو۔ پھر کسی بہانے سے کھڑکی تک آجاؤ تاکہ راؤلی سڑک پر تمہیں دیکھ لے۔"
راؤلی اپنا نام سن کر پہلے تو کتے کی طرح چونکا لیکن اس نے گفتگو میں حصہ لینے کی جرائت نہیں کی۔
جیری والٹر نے پوچھا "اور اگر ولیم نہ ہوا تو....؟"
"پڑوسیوں سے معلوم کرو۔ اگر ایسا معلوم ہو کہ وہ ایک گھنٹے کے اندر آجائے گا تو اس کا انتظار کرو۔ وہ جب آجائے تو پروگرام کے مطابق سگنل دے دینا۔ تمہارے کھڑکی پر آجانے کا مطلب صرف یہ ہوگا کہ ولیم اسمتھ اندر ہے۔ اس لئے اگر وہ وہاں نہیں ہے۔ تو کھڑکی پاس ہرگز نہ آنا۔ میرا خیال ہے تم میری بات سمجھ گئے ہوگے؟"
"ہاں" جیری نے کہا "لیکن اس کا مقصد کیا ہے؟"
"صرف ولیم کی شناخت"
"اور شناخت کے بعد"
"اس کا خاتمہ" جیری کو اس جواب کی بالکل توقع نہیں تھی۔

باب سوم

ولیم اسمیتھ کے چھوٹے سے فلیٹ میں جین لنچ کے لئے ڈائننگ ٹیبل سجا رہی تھی۔ اس نے ایک سفید میز پوش نکال کر میز پر ڈال دیا۔ برتن صاف کرکے اس پر سلیقے سے جمائے۔ الماری میں اسے فلوری" کی بوتل رکھی ملی اسے بھی اس نے میز پر رکھ دیا۔ وہ ولیم کا انتظار کررہی تھی۔ اس نے ایک بار یہ بھی سوچا کہ وہ لنچ تیار کرنا شروع کردے۔ لیکن پھر اس نے سوچا کہ یہ کام ولیم کے سپرد ہی رہنا چاہئے۔

ولیم کا یہ فلیٹ اسے بالکل پسند نہیں تھا۔ یہاں کی ایک ایک چیز سے اس کے لاابالی پن کا اظہار ہورہا تھا۔ یہاں پہلی بار آنے سے قبل اس کے ذہن میں ولیم کی رہائش گاہ کا جو تصور تھا۔ یہ فلیٹ اس تصور سے بہت کم تر تھا۔ کمرے میں کوئی بھی چیز ایسی نہیں تھی جسے قیمتی اور اہم کہا جاسکے۔

اس نے سوچا یہ فلیٹ بھی اپنے مکین کی طرح پراسرار ہے۔ ولیم بہت ہی محتاط زندگی بسر کرتا تھا۔ اپنے دل کی بات وہ کسی پر ظاہر نہیں ہونے دیتا تھا۔ جین پر بھی نہیں۔ یہ کمرہ ایک طرح سے اس کی ذہنیت کا نمائندہ تھا۔ اس کی خود اعتمادی حیرت انگیز تھی۔ کسی سے خوفزدہ ہونا اس نے سیکھا ہی نہیں تھا۔ رفیق شب کی حیثیت سے جین نے اسے دوسروں سے قطعی مختلف پایا تھا۔ وہ کچھ بھی کرنے کو تیار ہوجاتا تھا۔ شرم و جھجھک نام کی چیز سے وہ کوسوں دور تھا۔ اس کے قہقہہ لگانے کا انداز مخصوص تھا اور امریکی لہجہ جین کو بہت پسند تھا لیکن وہ اب بھی اسے اجنبی اور پراسرار لگ رہا تھا جیسے وہ اسی جانتی ہی نہ ہو۔ جیسے اس کی ہر بات' اس کا ہر عمل مختصر مصنوعی ہو۔ اپنی نجی زندگی میں اس اجنبی کی مداخلت کو اس نے ایک نئے زاویئے سے دیکھنا شروع کیا اور وہ کچھ مایوس ہونے لگی۔ جیسے روشن اور حیات آفریں آفتاب سیاہ بادلوں کی آڑ میں چلا گیا ہو۔

ایک طرح سے اس نے ولیم سے کنارہ کش ہونے کا فیصلہ بھی کرلیا تھا اسے اس بات کا شدید احساس تھا کہ وہ جس شدت سے اسے چاہتی ہے۔ ولیم اس حد تک اسے اہمیت نہیں دیتا۔ ولیم کی عمر تینتیس برس سے زائد ہوچکی تھی اور جو آدمی قربت کی اخلاقیات سے اس عمر تک نہیں واقف ہوسکا اس سے آئندہ کوئی توقع رکھنا بے وقوفی ہوگی۔

وہ صوفے پر بیٹھ کر "آبزرور" کا تازہ شمارہ دیکھنے لگی۔ جسے وہ یہاں آتے وقت خود خرید لائی تھی۔ سرورق پر ہی چند افغان مجاہدین کی تصویریں تھیں اور پہلے صفحے میں ان سے متعلق تازہ ترین صورت حال پر ایک مضمون بھی تھا اس نے سوچا اس مضمون کو پڑھنا شاید ولیم اسمیتھ کے انتظار میں وقت ضائع کرنے سے بہتر ہوگا۔

جیری کی اسے افغانستان لے جانے کی پیشکش غیر متوقع ضرور تھی۔ لیکن وہ اس سے خوش ہوئی تھی۔ حالانکہ پیرس سے اسے بے پناہ محبت تھی لیکن مہم جوئی اور نئے نئے تجربات حاصل کرنے کا اسے بے حد شوق تھا جیری والٹر کے ساتھ افغانستان جانے کا تصور ہی اس کے جسم میں سنسنی پیدا کر رہا تھا وہ مہمات بخوبی جانتی تھی کہ وہاں اس کی زندگی کو کس قدر خطرہ ہو سکتا ہے لیکن افغان مجاہدین اور ان کے انداز زندگی کا مطالعہ اس کے لئے اس خطرے سے کہیں زیادہ دلچسپ تھا۔

اس نے جیری سے پوچھا تھا "یہ لوگ کیا کھاتے ہوں گے؟... پہننے کے لئے کپڑا کہاں سے مہیا کرتے ہیں؟... کیا وہ مستقل خیموں میں رہتے ہوں گے..." اس جیسے دوسرے سوال تھا جو اس کے تجسس کو بیدار کر رہے تھے۔

جیری نے بتایا تھا "وہاں نہ بجلی ہے نہ سڑکیں، نہ غسل خانوں کا تصور ہے۔ نہ شراب ہے، نہ کاریں اور موٹر سائیکلیں ہیں، نہ گرمی حاصل کرنے کا معقول انتظام ہے، نہ ڈاکٹر ہیں نہ اسپتال ہیں، نہ ڈاک کا نظام ہے، نہ موسوم کی پیشن گوئیاں ہیں، نہ فیشن پرستی ہے نہ ڈنر پارٹیاں ہیں نہ....."

"بس بس" اس نے اسے روکتے ہوئے کہا تھا۔ ورنہ شاید وہ گھنٹوں کباب اور نایاب چیزوں کا تذکرہ کرتا رہتا اور یہ فہرست مکمل نہ ہوتی۔ "وہاں بسیں تو ہوتی ہوں گی" اس نے پوچھا تھا۔

"ہاں، لیکن دیہاتوں میں ان کا تصور بھی نہیں ہے۔ میں جس علاقے میں جارہا ہوں وہ "پنج شیروادی" کے نام سے مشہور ہے۔ یہاں مجاہدین غاروں میں رہتے ہیں اور ان کا طرز زندگی بہت قدیم ہے۔"

جین کو یقین تھا کہ وہ ان تمام دشواریوں اور خطرات کے باوجود وہاں رہ کر خوشی محسوس کرے گی اسے شک ہوا کہ شاید وہ خطرات کو بہت کم کر کے دیکھ رہی ہے۔ پنج شیروادی مجاہدین آزادی کا مضبوط قلعہ سہی لیکن روسی بمبار طیاروں کی دسترس سے وہ بہرحال باہر نہیں ہے۔ اس نے یہ بھی سوچا کہ کیا ماں اس کی اجازت دے گی؟ نہیں وہ گھبرا جائے گی، ہاں اگر اس کے والد زندہ ہوتے تو بخوشی اسے جانے دیتے اس لئے کہ وہ اس مختصر زندگی میں کچھ نہ کچھ اہم کام کرلینے کی ہمیشہ تلقین کرتے تھے انہوں نے اپنی زندگی میں قاہرہ، سنگاپور اور روڈیشیا جیسے ممالک میں رہ کر غریب عوام کو مفت طبی سہولتیں فراہم کی تھیں وہ اپنی زندگی میں دولت تو نہیں کما سکے لیکن ان غریبوں کی خدمت سے وہ آخری وقت تک بے حد مسرور مطمئن تھے۔

خیالات کا یہ سلسلہ زینے پر کسی کے اوپر آنے کی آواز سن کر منقطع ہوگیا۔ اتنی دیر

میں وہ رسالے کی چند سطروں سے زیادہ نہیں پڑھ سکی تھی اس نے سر اٹھایا اور قدموں کی آہٹ کو غور سے سننے کی کوشش کی۔ یہ ولیم نہیں ہو سکتا اس نے سوچا اور اسی وقت دروازے پر دستک ہوئی۔

جین نے رسالہ میز پر رکھا اور اٹھ کر دروازہ کھولا' اس کے سامنے جیری والٹر کھڑا تھا۔ دونوں ایک دوسرے کو دیکھ کر حیرت زدہ تھے اور خاموشی سے ایک دوسرے کی صورت دیکھ رہے تھے۔

اس سکوت کو جین نے ہی توڑا "ایسا لگ رہا ہے جیسے تم کوئی جرم کر کے آئے ہو۔"

"ہاں کچھ ایسا ہی سمجھ لو" جیری نے کہا۔

"میں تمہارے بارے میں ہی سوچ رہی تھی' اندر آجاؤ"

اس نے اندر داخل ہوتے ہوئے پوچھا "ولیم نظر نہیں آرہا۔"

"میں بھی اس کا انتظار کر رہی ہوں۔ وہ آہی رہا ہوگا۔" جین نے صوفے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

جیری صوفے پر بیٹھ گیا جین اس کا جائزہ لیتے ہوئے سوچ رہی تھی۔ یہ شخص مکمل مرد ہے اور شاید میں نے اپنی زندگی میں اتنا خوبصورت آدمی نہیں دیکھا ہے۔ کشادہ پیشانی' گیہواں رنگ' مضبوط قوی لمبا قد' اونچی ستواں ناک' اور باریک مونچھیں اس کی شخصیت کو موثر بنا رہی تھیں۔ اس کے بدن پر سستے کپڑے تھے ان کا رنگ اور تراش اس کی سنجیدگی اور نفاست پسندی کا مظہر تھی ایسے شخص کی قربت پر کوئی بھی فخر کر سکتا تھا۔

"یہ چکھو فلوری ہے۔ اگر پسند کرو تو" جین نے کہا۔

"نہیں شکریہ"

"کیا مسلم ممالک میں رہنے کی عادت ڈال رہے ہو۔" جین نے طنزیہ انداز میں پوچھا۔

"نہیں ایسی بات تو نہیں ہے۔"

"وہ اس وقت بے حد سنجیدہ بلکہ متفکر نظر آرہا تھا جین نے پوچھا۔ "بات کیا ہے جیری؟"

"میں تم سے کچھ باتیں کرنا چاہتا ہوں۔"

"ابھی تین دن پہلے ہی ہم تفصیلی گفتگو کر چکے ہیں" جین نے کچھ بے اعتنائی ظاہر کرتے ہوئے کہا "جس میں تم نے مشورہ دیا تھا کہ میں ولیم کو چھوڑ دوں اور تمہارے ساتھ افغانستان چلوں پیشکش ویسے کافی دلکش ہے۔ اس کا لہجہ طنزیہ تھا۔

"میں اس وقت سنجیدہ ہوں۔"

"ٹھیک ہے لیکن ابھی تک میں نے تمہارے ساتھ چلنے کا فیصلہ نہیں کیا ہے۔"
دراصل ولیم کے بارے میں مجھے بہت ہی خطرناک حقیقت کا پتہ چلا ہے۔"
جین نے اس کے چہرے کی طرف دیکھا اور سوچا شاید یہ کوئی کہانی گڑھ لایا ہے اور اب اس جھوٹ کے لئے خود کو تیار کر رہا ہے "اور وہ بات کیا ہے؟"
اس نے پوچھا۔
"وہ' وہ نہیں جو بظاہر نظر آتا ہے۔"
یہ تو بہت جذباتی ہو رہا ہے جین نے سوچا "برائے مہربانی کوئی بات اس لہجے میں مت کہو میں تمہاری بات کو سچ ماننے پر مجبور ہوں... ویسے تم کہنا کیا چاہتے ہو؟"
"ولیم غریب شاعر نہیں بلکہ امریکی حکومت کا ملازم ہے۔"
جین کی تیوریوں پر بل پڑ گئے۔" کیا فرانسیسی لوگوں کو انگریزی سکھانا امریکی حکومت کا کام ہے۔"
"میرا مطلب ہے کہ وہ امریکی خفیہ ایجنسی سی آئی اے کا ایجنٹ ہے۔"
جین قہقہہ لگاتے ہوئے بولی "کیا بے ہودہ الزام ہے۔ کیا تم سمجھتے ہو کہ تمہاری اس بکواس سے میں ولیم کو چھوڑ دوں گی۔"
"تم جو چاہو کرو لیکن میں جو کہہ رہا ہوں سچ ہے۔"
"نہیں یہ سچ نہیں ہو سکتا۔ ولیم امریکی جاسوس نہیں ہو سکتا۔ میں اسے اچھی طرح جانتی ہوں۔ کیا تم نہیں جانتے کے پچھلے ایک سال سے میں عملاً اس کے ساتھ رہ رہی ہوں۔"
"لیکن افسوس کہ اس کے باوجود تم اسے نہیں جان سکیں"
"اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا ولیم کو مجھ سے زیادہ کون پہچان سکتا ہے۔" جین نے کہا لیکن وہ سوچ رہی تھی شاید جیری ٹھیک کہہ رہا ہے۔ ولیم کا پراسرار رویہ اب بھی اس کے لئے اجنبی تھا۔ وہ واقعتاً" ولیم سے واقف نہیں تھی۔
"سارے شہر میں اس کا چرچا ہے۔" جیری نے کہا "کہ رحمی جبال کی گرفتاری میں ولیم کا ہاتھ ہے۔"
"رحمی کو کیوں گرفتار کیا گیا ہے؟"
"اس کی انتہا پسندانہ تخریبی سرگرمیوں کے جرم میں تم یقین کرو یا نہ کرو۔ بہرحال میں بتا دوں کہ راوٗلی کلیر مونٹ ولیم کو تلاش کر رہا ہے اور کوئی اس سے شدید انتقام لینا چاہتا ہے۔"
پسینے کی بوندیں نمودار ہوئیں اور وہ کھڑکی کے پاس چلی گئی۔ اس نے دیکھا ولیم گیٹ

کھول کر اندر آرہا ہے "لو ولیم آگیا اب ساری باتیں تمہیں اسی کے سامنے کہنی ہوں گی۔" اس نے جیری سے کہا۔

زینے پر قدموں کی آہٹ سنائی دی۔

"تم سمجھتی ہو کہ میں تمہیں یہاں دیکھ کر اپنا توازن کھو بیٹھا ہوں ایسا نہیں ہے۔" جیری نے کہا "میں دراصل ولیم کو ہوشیار کرنے آیا ہوں۔"

جین نے سوچا۔ جیری بالکل سنجیدہ ہے۔ اور وہ جو کچھ کہہ رہا ہے غلط نہیں ہو سکتا اور پھر ابھی ولیم کے سامنے یہ مسئلہ حل ہو ہی جائے گا۔

دروازہ کھلا اور ولیم کمرے کے اندر داخل ہوا۔

وہ بے حد مسرور تھا جیسے کوئی بہت اہم خبر جین کو سنانا چاہتا ہو۔ لیکن جین کا زرد چہرہ' غمگین آنکھیں اور افسردگی دیکھ کر وہ کچھ پریشان سا ہو گیا۔

جین نے سوچا شاید ولیم یہ سمجھ رہا ہو گا کہ میں یہاں جیری کی تنہائی کا فائدہ اٹھا رہی ہوں۔"

ولیم دروازے کے پاس کھڑے ہو کر حیرت سے جیری والٹر کو دیکھ رہا تھا۔ اس نے مسکراتے ہوئے کہا "ہیلو! تم دونوں کو ایک ساتھ یہاں دیکھ کر خوشی ہوئی" اس نے اپنی عادت کے مطابق دروازہ اندر سے بند کر لیا تھا جین نے سوچا ایک محتاط جاسوس میں یہ عادت تو ہونی ہی چاہئے۔

جیری نے اس خاموشی کو توڑتے ہوئے ولیم سے کہا "کچھ لوگ تمہاری تعاقب میں ہیں ولیم۔"

جین نے یکے بعد دیگرے دونوں کے چہروں کا جائزہ لیا۔ جیری کا قد ولیم سے نکلتا ہوا تھا۔ لیکن ولیم کے شانے زیادہ چوڑے اور مضبوط تھے۔

وہ آگے بڑھی اور ولیم کے گلے میں بانہیں ڈالتی ہوئی بولی۔ "جیری ابھی ابھی مجھ سے کہہ رہا تھا کہ تم سی آئی اے ایجنٹ ہو۔"

جیری کھڑکی کے پاس کھڑے ہو کر باہر جھانک رہا تھا۔ پیچھے مڑتے ہوئے اس نے کہا "اسے سچ سچ بتادو ولیم۔"

"یہ خیال تمہارے ذہن میں آیا کہاں سے" ولیم نے پوچھا۔

"سارے شہر کو معلوم ہے۔"

"لیکن تم نے یہ بات کس سے سنی ہے۔" ولیم کا لہجہ سخت تھا۔

"راؤلی کلیرمونٹ سے۔"

ولیم نے ایک لمبی ہوں کے بعد جین سے کہا "بہتر ہو گا کہ تم آرام سے بیٹھ جاؤ۔"

"میں یوں ہی ٹھیک ہوں تم مجھے ساری باتیں بتاؤ۔"
"میں تمہارا کچھ وقت لوں گا۔"
"تم یہ کہہ دو کہ جیری جو کچھ کہہ رہا ہے جھوٹ ہے' تم جاسوس نہیں ہو ولیم' ورنہ میں پاگل ہو جاؤں گی۔"
"یہ اتنی سیدھی بات نہیں ہے۔ جین۔"
"کیوں نہیں ہے" جین نے کہا "یہ کہتا ہے تم امریکی جاسوس ہو اور اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ تم اب تک مجھ سے جھوٹ بولتے رہے ہو کہہ دو ولیم کہ یہ سب غلط ہے۔"
"یہ سب صحیح ہے" ولیم نے ایک گہری سانس لیتے ہوئے کہا۔
"جین غصے میں کھول اٹھی کمینے..... کتے....."
ولیم کے چہرے پر پتھر جیسی سختی تھی "میں یہ بات تمہیں آج بتانے والا تھا" اسی لمحے دروازے پر دستک ہوئی۔ دونوں اسے نظرانداز کر گئے۔
"تم میری اور میرے دوستوں کی جاسوسی کر رہے ہو۔" جین نے کہا "مجھے اس بات پر شرم آتی ہے کہ تم سے میرا تعلق ہے۔"
"میرا کام ختم ہو چکا ہے۔" ولیم اسمتھ نے کہا "میں اب تم سے جھوٹ نہیں بولوں گا۔"
"اب اس کی ضرورت بھی نہیں پڑے گی۔ اس لئے کہ آج کے بعد میں تمہاری شکل دیکھنا بھی پسند نہیں کروں گی اور یہ میرا آخری قطعی فیصلہ ہے۔"
دروازے پر پھر دستک ہوئی اور جیری فرانسیسی زبان میں بولا "دروازہ تو کھول دو۔"
"تم سے خدا سمجھے" جین نے بڑبڑاتے ہوئے آگے بڑھ کر دروازہ کھول دیا سامنے ایک تنومند جسم والا خوفناک آدمی کھڑا تھا۔ جین نے اسے پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔
"آپ کس سے ملنا چاہتے ہیں۔" جین نے پوچھا پھر اس کی نظر اس کے ہاتھ پر پڑی جس میں پستول تھا۔
یکایک اس کے منہ سے چیخ نکل گئی۔
چیخ سن کر وہ آدمی گھبرا گیا۔ شاید اس فلیٹ میں اسے کسی خاتون کے ملنے کی توقع نہیں تھی۔ جین کے بعد اس کی نظر جیری پر پڑی وہ جانتا تھا کہ اس کا نشانہ کوئی اور ہے۔ اس نے اب تک ولیم کو نہیں دیکھا تھا جو نیم دروازے کی اوٹ میں چھپا ہوا تھا۔
جین نے اچانک دروازہ بند کر لیا۔
دروازے کے جھٹکے سے وہ آدمی لڑکھڑا کر پیچھے ہٹا۔ لیکن پھر فوراً دروازے کو دھکا

دے کر اندر داخل ہوگیا۔ ولیم نے دروازے کی اوٹ سے اس پر حملہ کردیا اور پستول چھیننے کی کوشش کرنے لگا۔

"یہ شاید ولیم کو جان سے مارنا چاہتا ہے۔" جین نے سوچا۔

وہ اس آدمی سے لپٹ گئی اور اس کے چہرے پر گھونسوں کی بارش کرنے لگی۔

اسے ولیم سے نفرت ہوگئی تھی لیکن وہ اسے مرتے ہوئے نہیں دیکھنا چاہتی تھی۔

ایک لمحہ کو اس آدمی کی توجہ جین کے گداز جسم کی طرف گئی لیکن پھر اس نے اسے جھٹکے سے اٹھا کر دور اچھال دیا۔ وہ دیوار سے ٹکرا کر صوفے پر گر گئی۔ اس نے دونوں کو ہاتھا پائی کرتے ہوئے دیکھا اور بری طرح ڈر گئی۔

پستول والا آدمی کچھ کمزور پڑا۔ ولیم اسے گرا کر اس کے اوپر کھڑا ہوگیا اور پستول اس کے ہاتھ سے چھین لیا۔

جین ہمت کر کے پھر کھڑی ہوگئی۔

"تمہیں چوٹ تو نہیں آئی۔" ولیم نے پوچھا۔

"نہیں" جین نے مختصراً کہا۔

ولیم جیری سے مخاطب ہوا "کیا سڑک پر ابھی کوئی اور بھی ہے؟"

جیری نے کھڑکی کے باہر دیکھا اور کہا "نہیں۔"

ولیم کو حیرت ہوئی "شاید وہ ادھر ادھر چھپے ہوں گے۔" اس نے پستول جیب میں رکھ لی اور پیچھے مڑ کر ایک الماری ہٹائی جس کے پیچھے ایک دروازہ تھا۔

اس نے دروازہ کھولا جین پر ایک نظر ڈالی جیسے کچھ کہنا چاہتا ہو لیکن پھر وہ بغیر کچھ کہے باہر نکل گیا۔

ایک لمحے بعد جین اس خفیہ دروازے کے پاس کھڑی ہوئی تھی جس کے پیچھے ایک دوسرا فلیٹ تھا۔ اس دروازے سے وہ اب تک واقف نہیں تھی۔ یہ فلیٹ بس دھول سے اٹا ہوا تھا۔ جیسے برسوں سے اس کی صفائی نہ ہوئی ہو۔ سامنے ایک اور دروازہ تھا۔ جو کھلا تھا اور اس کے بعد زینے نظر آرہے تھے۔

اس نے مڑ کر ولیم کے کمرے کی طرف دیکھا۔ پستول والا آدمی بے ہوش پڑا تھا۔ اس کا چہرہ خون سے سرخ تھا اور پاس ہی شراب کی ٹوٹی ہوئی بوتل پڑی تھی۔

جین کو ایسا لگا جیسے اس نے کوئی خواب دیکھا ہو لیکن یہ سب حقیقی تھا۔ سامنے جیری کھڑا تھا جو جانتا تھا کہ ولیم امریکی جاسوس ہے اس نے رحمی جبال کو گرفتار کروایا ہے۔ اس نے ایک بار پھر اس راستے کو دیکھا جہاں سے ولیم فرار ہوا تھا۔

جین نے سوچا اچھا ہی ہوا جو وہ چلا گیا میں خود اس کی صورت دیکھنا نہیں چاہتی

اس نے بے ہوش پڑے آدمی پر ایک نظر ڈالی اور پھر جیری والٹر کو دیکھا جو خود بھی سکوت کے عالم میں کھڑا تھا۔ وہ آگے بڑھا اور اس نے جین کو اپنے سینے سے لگالیا اور جین کی آنکھوں سے آنسوؤں کی رکی ہوئی دھار بہہ نکلی۔

۱۹۷۶ء

افغانستان

باب چہارم

پہاڑ کی برفیلی سطح سے اترتا ہوا دریائے پنج شیر کا شفاف اور سرد پانی ایسی تیز رفتاری سے نیچے کی طرف رواں دواں تھا جیسے دور افتادہ نشیبی علاقوں کی آبیاری کے لئے بیتاب ہو۔ جین گزشتہ ایک برس سے پانی کے تیز بہاؤ کا یہ شور مسلسل سن رہی تھی۔ جب وہ ندی میں غسل کے لئے جاتی تو یہ شور کچھ بڑھ جاتا لیکن جب وہ پہاڑوں کے درمیان بسی ہوئی بستی میں ہوتی جہاں اس کی رہائش تھی تو یہ شور کچھ مدھم ہوجاتا۔ یہ مسلسل آواز جین کی روزمرہ زندگی کا ایک لازمی جزو بن چکی تھی۔ کبھی کبھی اسے اس وادی سے دور جانا پڑتا تو یہ مانوس آواز اسے سنائی نہ دیتی۔ ایسے وقت اسے محسوس ہوتا جیسے اس کی زندگی میں کوئی کمی ہوگئی ہو۔ اس وقت بھی جین ندی کی آواز سن رہی تھی لیکن اس نے محسوس کیا کہ دوسری بھاری آواز بھی اس میں شامل ہوگئی ہے۔

اس وقت جین اپنے اس خفیہ مقام پر تھی جہاں وہ روزانہ غسل آفتاب کے لئے لوگوں کی نظروں سے چھپ کر آتی تھی۔ اس لئے کہ افغانستان کی تہذیب اقدار اس کی اجازت نہیں دیتی تھیں اس مصلحت کے پیش نظر جین نے ایسی جگہ کا انتخاب کیا تھا جہاں دیکھ لئے جانے کا کوئی اندیشہ نہ تھا۔ یہ جگہ ایک ڈھلوان پر تھی اور یہاں سے ہر آنے والا دور ہی سے نظر آجاتا تھا۔ جین یہاں بلا خوف اپنے کپڑے اتار کر آرام سے لیٹ جاتی تھی اور آفتاب کی کرنوں کو اپنے عریاں جسم میں جذب کرلیتی تھی۔

اس نے اپنی آنکھیں کھولیں ایک سست گام جاسوسی طیارہ وہاں سے گزر رہا تھا۔ جس کی مسلسل گڑگڑاہٹ نے جین کو بے چین کردیا۔ یہ طیارے دیہی علاقوں میں عموماً

بمباری کے لئے آتے تھے۔ وہ اٹھ کر بیٹھ گئی اور نیچے بستی کی طرف دیکھنے لگی۔

اس کے دائیں طرف نیچے جانے کے لئے گرد سے اٹی پگڈنڈی تھی اس کے پیروں کی طرف پچاس ساٹھ مکانوں پر مشتمل باندہ گاؤں تھا۔ یہ مکان چٹانوں سے کاٹے گئے چھوٹے ٹکڑوں اور مٹی کی اینٹوں کے اشتراک سے تیار کئے گئے تھے۔ ان کی چھتیں بانس کی چٹائیوں کے اوپر مٹی کی تہہ جما کر بنائی گئی تھیں۔ یہاں ایک مسجد بھی تھی جس کے قریب بنا مکان گزشتہ بمباری میں منہدم ہو چکا تھا۔ جین کو یہ سب کچھ بالکل صاف نظر آرہا تھا۔ اس نے گاؤں پر ایک گہری نظر ڈالی جو بالکل ویران تھا۔

اس کے بائیں طرف وادی کا کشادہ حصہ تھا۔ یہ علاقہ پتھریلا تھا لیکن اس کے فوراً بعد گیہوں کے کھیت تھے جہاں فصل تیار کھڑی تھی لیکن اسے کاٹنے کی ہمت فی الحال کسی میں نہیں تھی۔

ان کھیتوں کے بعد ڈھلوان کے سرے پر جو وادی کی آخری حد تھی۔ دریائے پنج شیر بہہ رہا تھا۔ جس کا پانی کہیں گہرا تھا کہیں اتھلا کہیں پھیلا ہوا تھا کہیں سمٹا ہوا لیکن پتھریلی چٹانوں میں اس کے بہنے کی رفتار ہر جگہ یکساں تھی۔ جین نے ایک نظر وہاں ڈالی لیکن وہاں اس وقت نہ کوئی عورت کپڑے دھو رہی تھی نہ بچے کھیل رہے تھے نہ مرد اپنے جانوروں کو پانی پلانے آئے تھے۔

جین نے کپڑے پہن کر اوپر پہاڑی پر بنے غار میں جانے کا ارادہ کیا جہاں باندہ کے تمام لوگ پوشیدہ طور پر رہ رہے تھے۔ مرد راتوں میں کھیتوں پر کام کرنے کے بعد دن میں سوتے تھے جو عورتیں کھانا پکانے اور بچوں کو باہر کھیلنے سے روکنے میں مصروف رہتیں ان غاروں میں لوگ گاؤں سے زیادہ محفوظ تھے۔

اٹھنے سے پہلے اس نے طیاروں کی تیکھی آواز ایک بار اور سنی اس نے آسمان میں انہیں دیکھنے کی کوشش کی۔ پوری وادی ان کے شور سے لرز رہی تھی۔ یہ طیارے ندی کی طرف سے آئے اور اس کے اوپر سے گزر کر شمال مشرق کی سمت چلے گئے۔

طیاروں کے جانے سے جین کو کچھ اطمینان ہوا لیکن وہ ان سے خوفزدہ تھی۔ گذشتہ گرمیوں میں باندہ میں شدید بمباری ہوئی تھی۔ لوگوں کا خیال تھا کہ موسم بہار میں روسی طیارے ادھر کا رخ نہیں کریں گے لیکن ان لوگوں کا یہ خیال غلط ثابت ہوا نہ طیاروں کا آنا بند ہوا اور نہ وقتاً" فوقتاً" بمباری کا سلسلہ اس لئے جین کو ان طیاروں سے نفرت ہو گئی تھی۔

جین کا خیال تھا کہ اگر سارے افغان وادی کے مکینوں جیسے ہی جری اور باہمت ہوئے اور روسی ان پر حکومت نہیں کر سکیں گے۔ افغان مجاہدین اپنے نوجوانوں کو مسلسل

جنگی تربیت دیتے رہتے تھے۔ ایسی زندہ قوم کو شکست دینا روس کے اختیار سے باہر کی بات ہے۔ ان پر حکومت کرنا صرف ایک طرح سے ممکن ہو سکتا ہے کہ اس پورے علاقہ کو کیمیائی بموں کے ذریعہ ناکارہ بنا دیا جائے جس سے تمام لوگ یا تو مر جائیں یا ناکارہ ہو جائیں۔

کیا افغان مجاہدین روسی فوجوں کو شکست دے سکیں گے۔ یہ ایک دوسرا سوال تھا۔ یہ مجاہدین واقعی جری' باہمت اور ناقابل شکست تھے لیکن ان میں سب سے بڑی خامی یہ تھی کہ ان کے اکثر قبیلے خانہ جنگی میں مبتلا تھے۔ جو ایک دوسرے سے شدید نفرت کرتے تھے اور دوسری بڑی کمزوری یہ تھی کہ ان کی رائفلیں جنگی طیاروں اور ہیلی کاپٹروں کے سامنے بے بس تھیں۔

اس نے ان خیالات کو اپنے ذہن سے جھٹک دیا۔ سورج کافی چڑھ چکا تھا۔ یہ عموماً افغانیوں کے قیلولہ کا وقت تھا جین نے سوچا اس محفوظ وقت میں وہ کیوں نہ اپنے جسم کی مالش کا عمل مکمل کر لے۔ اس نے اپنا چمڑے کا تھیلا کھولا جس میں سے مکھن اور تیل برآمد ہوا۔ اس نے اپنے پھولے ہوئے پیٹ اور پیڑوں پر ہلکے ہاتھوں سے مالش شروع کر دی۔ وہ سوچ رہی تھی کہ یہاں افغانستان کی اس وادی میں حاملہ ہونے کی حماقت اس سے کیسے سرزد ہو گئی۔

یہاں آتے وقت وہ دو سال کے لئے اپنے ساتھ مانع حمل ادویات اور کنڈوم ساتھ لائی تھی اور کچھ ہفتے تک وہ پابندی سے ان کا استعمال بھی کرتی رہی لیکن نہ جانے کیسے اس سے یہ غلطی ہو گئی۔ جیری والٹر نے بھی حیرت سے اس سے یہی سوال کیا تھا جس کا اس کے پاس کوئی جواب نہ تھا۔

لیکن اس وقت آفتاب کی تمازت کو عریاں جسم میں محسوس کرتے ہوئے وہ اپنے پھولے پیٹ کو دیکھ دیکھ کر مسرور ہو رہی تھی۔ اس نے سوچا شاید میری یہ غلطی ارادی تھی اس لئے کہ میرے اندر ماں بننے کی شدید خواہش موجود تھی اسے ایک بچہ چاہئے تھا اور وہ جانتی تھی کہ یہاں افغانستان میں جیری والٹر اس کے لئے آمادہ نہیں ہو گا اور اب وہ حادثاتی طور پر حاملہ ہو چکی تھی اور والٹر بے بس تھا۔

بچے کی اتنی شدید خواہش مجھ میں کیوں پیدا ہوئی۔ اس نے اپنے آپ سے سوال کیا اور اس کے ذہن نے فوراً جواب بھی دے دیا۔ اس لئے کہ تم تنہائی محسوس کر رہی ہو۔

"کیا یہ سچ ہے۔" اس کے منہ سے نکل گیا۔ پیرس میں رہ کر شادی سے پہلے اس نے کبھی اپنے آپ کو تنہا نہیں محسوس کیا تھا لیکن شادی کی پہلی رات ہی اس کے اندر یہ عجیب احساس بیدار ہوا جو روز بروز شدت اختیار کرتا رہا اور اس احساس تنہائی سے وہ

خوفزدہ رہنے لگی۔
ان کی شادی پیرس ہی میں ہوئی تھی۔ افغانستان آنے سے کچھ ہی دن قبل۔ یہاں آنے کو ان کے پختہ عزم کو لوگوں نے تحسین آمیز نظروں سے دیکھا تھا۔ اور انہیں خوش نصیب جوڑا قرار دیا تھا۔
ایک زبردست دھماکے نے جین کے خیالات کا سلسلہ منقطع کردیا۔ اس نے پہلے سوچا شاید کچھ منٹ پہلے گزرنے والے جنگی جہازوں نے کسی قریبی گاؤں میں بم گرائے ہیں لیکن فوراً ہی اس نے کہیں قریب ہی کسی بچے کی چیخ سنی۔
اسے یہ سمجھنے میں دیر نہ لگی کہ دراصل کیا ہوا۔ روسیوں نے دیہاتوں کے آس پاس زیر زمین بارودی سرنگیں بچھادی تھیں۔ جو بظاہر افغان مجاہدین کی معاونت میں آنے والے سامان کو روکنے کے کام آتی تھیں لیکن ان کا اصل مقصد صرف دہشت پھیلانا تھا۔ تاکہ افغان مجاہدین کے حوصلوں کو شکستہ کیا جاسکے اس لئے کہ ان کاموں کے لئے یہ راستے استعمال نہیں کئے جاتے تھے روسیوں نے یہ طریقہ کار ویت نام میں امریکیوں کے تجربے سے سیکھا تھا۔ اس چیخ کا مطلب یہ تھا کہ کوئی بچہ اس بارودی سرنگ سے زخمی ہوگیا ہے۔
جین ایک دم کھڑی ہوگئی۔ اس نے محسوس کیا کہ چیخ ملا کے گھر کے آس پاس سے آئی ہے جو گاؤں سے نصف میل باہر اس پہاڑی پر تھا۔ یہاں سے وہ مکان جین کو صاف نظر آرہا تھا۔ اس نے جوتے پہنے' کپڑے سمیٹے اور چیخ کی سمت بھاگی۔ ایک تیز اور طویل چیخ کے بعد گھٹی گھٹی سی چیخیں اب بھی اس کے کان میں آرہی تھیں جین کو یقین تھا کہ ضرور اس بچے کے جسم کا کوئی حصہ بارودی سرنگ پھٹ جانے سے بیکار ہوگیا ہوگا۔ جین خود بھی گھبرا رہی تھی کہ وہ زخمی بچے کا سامنا کیسے کرے گی۔ اس نے سوچا مجھے پرسکون رہنا چاہئے۔ ورنہ اگر وہ پھسل کر گر پڑی تو دو اور جانیں خطرے میں پڑ جائیں گی۔
وہ کافی قریب پہنچ چکی تھی۔ راستہ بالکل صاف تھا۔ بچہ شاید کسی جھاڑی کے پیچھے تھا۔ اس نے ایک لمحہ رک کر غور سے آواز سننے کی کوشش کی۔ اس کا دم پھول رہا تھا قریب کی جھاڑی سے ہی بچے کے کراہنے کی آواز آرہی تھی۔ وہ آگے بڑھی۔ بچہ اس کے سامنے تھا یہ گوریلا محمد خان کا نو سالہ لڑکا تھا موسیٰ۔
وہ دھول سے اٹی ہوئی زمین پر گھٹنوں کے بل جھکا ہوا تھا شاید اس نے بارود کے ڈھیر کو چھیڑ دیا تھا جس سے اس کا ایک ہاتھ اڑ گیا تھا۔ اس کی آنکھیں خوف سے پھیلی ہوئی تھیں اور منہ سے کمزور سی کراہیں نکل رہی تھیں۔
گزشتہ ایک سال میں جین نے بے شمار زخمی لوگوں کو دیکھا تھا لیکن آج اس بچے کو

اس حالت میں دیکھ کر وہ برداشت نہیں کرپارہی تھی۔ "میرے خدا اس بچے کا کیا ہوگا۔" اس کے منہ سے نکلا اور وہ اس کے قریب جا کر بیٹھ گئی۔ اس نے اسے اٹھایا اور اپنے نیم عریاں سینے سے لگالیا۔ بچے نے کراہنا بند کردیا تھا جین نے دری میں موسیٰ کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا "یہ کیسے ہوا؟"

جین نے اپنا سوال دہرایا۔

"میں سمجھا تھا شاید یہ گیند ہے۔ اور میں نے اسے اٹھالیا" موسیٰ نے کہا اس نے موسیٰ کو بھینچتے ہوئے پوچھا "پھر کیا ہوا؟"

"ایک دھماکا ہوا اور بس" موسیٰ نے کراہتے ہوئے بتایا۔

اس نے موسیٰ کے ماتھے پر بوسہ دیا۔ اپنے ہاتھ میں موجود کپڑوں کو زمین پر رکھ کر اس نے موسیٰ کو لٹا دیا۔ یہاں وہ وہی کپڑے استعمال کرتی تھی جو عموماً افغان عورتیں پہنتی تھیں۔ کپڑوں کو پھاڑ کر اس نے کچھ پٹیاں بنائیں۔ موسیٰ خاموشی سے اسے دیکھ رہا تھا۔ اس نے کسی جھاڑی کی پتیاں کچل کر اس کے زخموں پر باندھ دیں۔

اب سوال یہ تھا کہ موسیٰ کو اوپر کیسے لے جائے۔ موسیٰ چلنے کے قابل بالکل نہیں تھا۔ اور وہ خود اسے لاد کر چل نہیں سکتی تھی۔ اس نے موسیٰ کو کھڑا کیا۔ اس کی ہمت بندھائی اور سہارا دیتے ہوئے اسے چلنے کی ترغیب دی۔ موسیٰ کا نیم زخمی جسم اس کے لئے کچھ زیادہ پریشان کن ثابت نہیں ہوا۔

جلد ہی وہ جھاڑیوں سے نکل کر پگڈنڈیوں پر آگئے لیکن پچاس ساٹھ قدم چل کر ہی وہ بری طرح تھک گئی۔ پچھلے چند ہفتوں سے وہ محسوس کررہی تھی کہ تھوڑی سی محنت سے وہ بہت زیادہ تھکنے لگی ہے۔ اسے اپنے آپ پر غصہ آیا۔ وہ ستانے کے لئے تھوڑی دیر وہیں بیٹھ گئی چاروں طرف سناٹا تھا اور یہ سناٹا اس چیخ سے زیادہ مہیب تھا۔

ابھی اسے ستاتے ہوئے کچھ ہی دیر ہوئی تھی کہ پگڈنڈی کے دوسرے سرے پر اس نے کسی کو اپنی طرف آتے ہوئے دیکھا۔ جین اسے پہچان گئی۔ وہ عبداللہ تھا۔ جین کے منہ سے نکلا "میرے خدا کمبخت کو اسی وقت یہاں آنا تھا۔"

عبداللہ پچپن سال کا پستہ قد گول مٹول آدمی تھا۔ اس کی توند خوراک کی کمی کے باوجود روز بروز آگے کی طرف نکلتی چلی آرہی تھی۔ اس کا سرخ عمامہ اور سیاہ پاجامہ دور ہی سے نظر آرہا تھا۔ اس کے چہرے پر سفید ڈاڑھی تھی جسے وہ مہندی سے ہمیشہ سرخ رکھتا تھا۔ وہ باندہ کا ملا تھا۔

عبداللہ غیر ملکیوں کو لااعتبار عورتوں کو حقیر اور مغربی معالجین کو نفرت کی نظر سے دیکھتا تھا۔ اتفاق سے جین میں یہ تینوں خرابیاں موجود تھیں اور یہی سبب تھا کہ وہ آج تک

اس شخص کی ہمدردیاں حاصل کرنے میں ناکام رہی تھی۔ سونے پہ سہاگہ یہ ہوا کہ گاؤں کے لوگ جین کی دواؤں کی کھلے بندوں تعریف کرتے تھے اور خود ملا کے طریقہ علاج کا مضحکہ اڑاتے تھے جس سے ملا کو کچھ مالی نقصان بھی ہو رہا تھا۔ وہ جین کو "مغربی رنڈی" کے لقب سے یاد کرتا تھا۔ لیکن اس سے زیادہ کچھ کہنا یا کرنا اس کے حد اختیار سے باہر تھا۔ اس لئے کہ جیری والٹر اور جین کو براہ راست احمد شاہ مسعود کی سرپرستی حاصل تھی جو وادی کے تمام گوریلوں کا سردار تھا۔ عبداللہ میں بہرحال اس سے دشمنی مول لینے کی ہمت نہیں تھی۔

عبداللہ نے جین کو پگڈنڈی کے کنارے بیٹھے ہوئے دیکھا اور اپنے خوفناک چہرے سے اسے مرعوب کرنے کی کوشش کی جین سوچ رہی تھی کہ اس کے علاوہ اگر کوئی بھی دوسرا آدمی یہاں ہوتا تو وہ اس سے مدد کی توقع کرسکتی تھی لیکن عبداللہ سے اس قسم کی توقع رکھنا فضول تھا۔ وہ اس کے نیم عریاں جسم پر اپنی نگاہیں گاڑے دے رہا تھا۔ اور اس کا چہرہ بتدریج غضب ناک ہوتا جارہا تھا۔

جین نے اس کی تیز نظروں سے بچنے کے لئے اپنی جگہ سے کھڑے ہوتے ہوئے "السلام علیکم" کہا لیکن عبداللہ نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا۔ بلکہ چیختے ہوئے اسے گالیاں دینے لگا۔ دری زبان میں جو الفاظ جین کی سمجھ میں آسکے اس سے اس نے اندازہ لگایا کہ اسے طوائف' جسم فروش' زانی اور مردم خور جیسے خطابات سے نوارا جارہا ہے۔ اس کے چہرے پر خوف کے سائے تیر رہے تھے۔ عبداللہ نے اپنی چھڑی اٹھائی اور اچانک اس کی طرف لپکا۔

اس سے پہلے کہ اس کا وار کارگر ہو جین نے عبداللہ سے کہا "موسیٰ زخمی ہوگیا ہے اس کا خون ضائع ہو رہا ہے اور اسے فوری طور پر طبی امداد کی ضرورت ہے۔"

جین فکر مند تھی۔ موسیٰ کے لئے' اپنے لئے اور اپنے بچے کے لئے جو ابھی اس کے جسم کا ایک حصہ تھا۔ وہ پیچھے ہٹی تاکہ ملا کے اگلے وار سے خود کو محفوظ رکھ سکے۔ ملا آگے بڑھ آیا اس کی نظریں اس کے عریاں سینے کا جائزہ لے رہی تھیں۔ جین نے غصہ میں نشانہ لیا اور دو انگلیوں سے اس کی آنکھوں پر حملہ کردیا۔

وہ زخمی بھینسے کی طرح پھنکارا اور پیچھے مڑ کر بھاگا۔ یہ عمل اس کے لئے نہایت شرمناک تھا کہ ایک عورت نے صرف یہ کہ اس سے گستاخی کی تھی بلکہ اسے زخمی بھی کردیا تھا۔

جین گھبرائی یہ میں نے کیا کیا۔ نہ جانے اب یہ کیا طوفان اٹھائے۔ وہ جانتی تھی کہ وہ اپنی سرخ ڈاڑھی کا حوالہ دے کر گاؤں والوں کی ہمدردیاں حاصل کرنے کی کوشش کرے

گا اور اس کے خلاف زہر اگلے گا۔ لیکن وہ یہ بھی جانتی تھی کہ اپنی توہین کی ڈر سے اب وہ حقائق کو پوشیدہ رکھے گا۔

اس نے پلٹ کر موسیٰ کی طرف دیکھا۔ وہ اب بھی وہیں بیٹھا تھا۔ اس نے سوچا اس وقت میرے لئے سب سے اہم کام موسیٰ کی جان بچانا ہے۔ اس نے ایک گہری سانس لی اور جا کر موسیٰ کو سہارا دیا اور آہستہ آہستہ پگڈنڈی پر اوپر چڑھنے لگی۔

چند قدموں کے بعد ہی وہ ہموار سطح پر آگئی اور اب اس کے چلنے کی رفتار کچھ تیز ہوئی۔ پہاڑی غاروں کے اندر بسی ہوئی عارضی بستی قریب آگئی تھی۔ جہاں موسیٰ جیسے کچھ بچے کوئی مقامی کھیل کھیل رہے تھے۔ جین نے سوچا موسیٰ اب کبھی یہ کھیل نہیں کھیل سکے گا۔ وہ کچھ اور قریب پہنچے تو بچوں کی نظر زخمی موسیٰ پر پڑی اور وہ شور مچاتے ہوئے اپنے بڑوں کو یہ خبر دینے کے لئے دوڑ پڑے۔

باندہ کے رہنے والے لوگ ان پہاڑی غاروں میں اس طرح فرد کش تھے جیسے ریگستان میں کچھ خانہ بدوش ڈیرہ ڈالے ہوں۔ دوپہر کا وقت تھا۔ مرد سو رہے تھے اور عورتیں کھانا پکانے میں مصروف تھیں۔

ایک بڑے غار میں جیری اور جین نے اپنا دواخانہ کھول رکھا تھا۔ جیری وہاں موجود تھا۔ جین نے موسیٰ کو اس کے حوالے کیا اور فرانسیسی زبان میں کہا "اس کا بایاں ہاتھ بارودی سرنگ سے ضائع ہوچکا ہے۔ ذرا اپنی قمیض مجھے دے دو"

موسیٰ کو لے کر جیری اندر چلا گیا اور ایک کمبل پر اسے لٹادیا۔ معائنہ شروع کرنے سے پہلے اس نے اپنی خاکی قمیض اتار کر جین کی طرف اچھا دی اور اس نے جلدی جلدی اسے پہن لیا۔

اپنا فرض ادا کر کے جین نے بڑا سکون محسوس کیا اس نے سوچا اب اسے جا کر اپنے غار میں کچھ آرام کرنا چاہئے۔ لیکن پھر کچھ سوچ کر وہ وہیں بیٹھ گئی۔

تھوڑی دیر بعد جیری کی آواز آئی۔ "جین کچھ روئی دو۔" اس نے جیری کی بات پر کچھ دھیان نہیں دیا اس لئے کہ موسیٰ کی ماں بھاگتی ہوئی دواخانے میں داخل ہورہی تھی۔ موسیٰ کو دیکھ کر وہ چیخیں مارنے لگی۔ جین نے سوچا مجھے اسے سنبھالنا چاہئے۔ تاکہ جیری مریض پر پوری توجہ دے سکے لیکن اسے خود چکر آرہے تھے اور نیم غنودگی کے عالم میں اپنی جگہ پر بیٹھی ہی رہ گئی۔

رات کی ابتدا کے ساتھ ہی جین نے محسوس کیا کہ اس کے بچے کی ولادت کا وقت قریب آگیا ہے۔

جب وہ غار میں داخل ہوئی تھی اس وقت اس کی کمر میں میٹھا میٹھا درد تھا۔ اس کا خیال تھا کہ یہ درد موسیٰ کو سہارے دے کر لانے کی وجہ سے ہوا ہوگا۔ اس کی اس تشخیص سے جیری والٹر نے بھی اتفاق کیا تھا اور درد کے لئے دوا دے کر اسے آرام کرنے کا مشورہ دیا تھا۔ دائی رابعہ موسیٰ کو دیکھنے کے لئے غار میں آئی تھی اور ایک سخت نگاہ اس پر ڈالی تھی لیکن جین اس کا مطلب نہیں سمجھ سکی تھی۔ موسیٰ کے کٹے ہوئے ہاتھ کو جیری نے پٹیوں سے کس دیا تھا۔ اور زہرباد سے محفوظ رکھنے کے لئے انجکشن دے دیا تھا۔ اب اس کی زندگی خطرے سے باہر تھی لیکن جین سوچ رہی تھی کہ اس زندگی سے کیا فائدہ۔ اس وادی میں زندگی ویسے ہی دشوار تھی اور اپاہج ہو کر زندگی گزارنا تو دشوار تر تھا۔

دوپہر بعد جیری کہیں باہر جانے کی تیار کرنے لگا۔ اس کا کہنا تھا کہ چند میل کے فاصلے پر ایک دوسرے دیہات میں وہ کچھ دن ڈسپنسری لگائے گا۔ وہ اکثر اس طرح باہر جاتا رہتا تھا لیکن جین اس طرح کی ڈسپنسری کا کوئی مطلب نہیں سمجھ سکی تھی جہاں جیری ایک لمحے کی دیر کرنا بھی گوارا نہ کرتا تھا۔ جب کہ جین اچھی طرح جانتی تھی کہ افغانیوں کے لئے ایک منٹ تو کیا ہفتوں کی دیر بھی کوئی معنی نہیں رکھتی تھی۔

جیری نے خدا حافظ کہتے ہوئے جب جین کا بوسہ لیا تھا اس وقت اسے خیال گزرا تھا کہ کہیں یہ کمر کا درد' دردِ زہ کا پیش خیمہ تو نہیں جو زخمی موسیٰ کے ساتھ اس کے جسمانی محنت کے نتیجے میں قبل از وقت شروع ہوگیا ہو لیکن چونکہ یہ اس کی پہلی ولادت تھی اس لئے اس نے اسے کچھ زیادہ اہمیت نہیں دی اور جیری کے کہنے پر کہ وہ فکر نہ کرے اس لئے کہ ولادت کے لئے اسے ابھی مزید چھ ہفتے انتظار کرنا ہے' یقین کرلیا تھا۔ اس نے جیری سے اس موضوع پر زیادہ گفتگو نہ کرتے ہوئے اسے رخصت کیا وہ ٹٹو پر اپنا مختصر طبی سامان لے کر روانہ ہوگیا۔

سورج جب پہاڑوں کی مغربی دیوار کے پیچھے غروب ہو رہا تھا اور وادی شام کے دھندلکے میں پوشیدہ ہونے لگی تھی تو جین دوسری خواتین کے ساتھ پہاڑی غاروں سے اتر کر تاریکی میں ڈوبی ہوئی بستی میں آگئی مزد کھیتوں میں کام کرنے کی غرض سے جا چکے تھے۔ اس لئے کہ بمباروں کا یہ سونے کا وقت ہوتا تھا۔ بستی کا وہ مکان جس میں جیری اور جین رہائش پذیر تھے دراصل ایک دوکاندار کی ملکیت تھا۔ جس نے زمانہ جنگ میں دولت حاصل کرنے کے بجائے پاکستان کو ہجرت کرجانا زیادہ سود مند سمجھا تھا۔ دہلیز جہاں پہلے دکان تھی اب جیری کا دواخانہ تھا۔ اس مکان میں دو اور کمرے تھے۔ جس میں سے ایک مردوں اور مہمانوں کے تصرف میں اور دوسرا خواتین اور بچوں کے استعمال میں رہتا تھا۔ مکان کی

پشت پر ایک چھوٹا سا برآمدہ تھا۔ جسے وہ باورچی خانے اور تھوڑی سی کھلی جگہ کو غسل خانے کے طور پر استعمال کرتے تھے جیری۔ کو دیہاتیوں نے تحفے میں کئی کمبل اور لکڑی کا سامان دیا تھا۔ جسے انہوں نے سلیقے سے جمع کر رکھا تھا۔ وہ دوسرے افغانیوں کی طرح ہی زمین پر کمبل بچھا کر سوتے تھے۔

پہاڑی غار سے اتر کر بستی تک پہنچنے میں جین نے محسوس کیا کہ اس کی کمر کا درد کچھ بڑھ گیا ہے اور جب وہ مکان میں داخل ہوئی اس وقت یہ درد ناقابل برداشت ہو چکا تھا۔ وہ بری طرح تھک گئی تھی۔ اندر آتے ہی وہ دہلیز میں زمین پر دراز ہو گئی اور اسی وقت اس نے اپنے پاجامے پر خون کے کچھ تازہ دھبے دیکھے۔

تھوڑی ہی دیر بعد درد کی دوسری شدید لہر آئی اور جین تڑپنے لگی۔ اس نے سوچا شاید ولادت کا وقت قریب آچکا ہے۔ اپنی تنہائی دیکھ کر وہ وحشت زدہ تھی کہ یہ سب کیسے ممکن ہو سکے گا۔ وہ آنکھیں بند کئے ہوئے زمین پر لیٹی ہوئی دعائیں مانگ رہی تھی کہ کاش ان وقت اس کی خبر گیری کو کوئی آجاتا۔

کوئی آہٹ سی سن کر جین نے آنکھیں کھولیں۔ دروازے پر اسے کسی مرد کا ہیولی نظر آیا اس کا لباس کسی عربی شیخ جیسا تھا۔ اس کا رنگ گیہواں، آنکھیں سیاہ اور مونچھیں کالی تھیں۔ اس کے گالوں کی ہڈیاں کسی محنت کش کی طرح ابھری ہوئی تھیں جین اس چہرے سے بخوبی واقف تھی۔ یہ محمد خان تھا۔ موسیٰ کا باپ

"خدا کا شکر ہے" جین محمد خان کو دیکھ کر بدبدائی۔

"میں آپ کا شکریہ ادا کرنے آیا ہوں کہ آپ نے میرے بیٹے کی زندگی بچائی" محمد خان نے دری میں کہا "کیا آپ کی طبیعت کچھ ناساز ہے؟"

"میرے بچہ ہونے والا ہے۔"

"کیا ابھی؟" محمد خان نے بوکھلا کر پوچھا۔

وہ کچھ ہچکچایا۔ بچے کی پیدائش اور اس وقت کی غلاظت کا تصور ہی اس کے لئے وحشت ناک تھا لیکن یہ ہچکچاہٹ لمحاتی ثابت ہوئی۔

اس نے جھک کر اسے کھڑے ہونے میں مدد دی اور سہارا دے کر اندرونی کمرے تک لے آیا۔ جین فوراً زمین پر بچھے ہوئے کمبل پر لیٹ گئی۔

محمد خان کے چہرے پر بچکانہ پریشانی کی جھلک تھی۔ اس نے پوچھا۔ "ڈاکٹر کہاں ہے؟"

"وہ خاداک گئے ہیں۔ مجھے شاید رابعہ کی ضرورت پڑے گی۔"

"اچھی بات ہے میں ابھی اپنی بیوی کو بھیجتا ہوں۔" محمد خان یہ کہہ کر جانے کے لئے

مڑا۔

"جانے سے پہلے..."

محمد خان فوراً اپنی جگہ پر رک گیا۔

"جانے سے پہلے مجھے تھوڑا سا پانی پلا دو۔" جین نے کہا۔

اسے یہ سن کر جھٹکا لگا۔ مرد کے ذریعہ عورت کی خدمت افغانستان تہذیب کے منافی تھی۔

جین نے اسے بتایا "پانی کا جگ اندر دوسرے کمرے میں ہے" وہ پینے کے لئے ہمیشہ ابلا ہوا پانی استعمال کرتی تھی تاکہ ان بے شمار بیماریوں سے محفوظ رہ سکے جس کا عموماً ہر افغانی شکار ہوتا تھا۔

محمد خان کو کچھ ذلت کا احساس ہوا لیکن اس کے منہ سے نکلا "ٹھیک ہے" وہ دوسرے کمرے میں گیا اور ایک گلاس پانی لا کر جین کے ہاتھ میں پکڑا دیا جین نے اس کا شکریہ ادا کیا اور پانی پینے لگی۔

"میں رابعہ کو بلانے کے لئے حلیمہ کو بھیجتا ہوں" اس نے کہا

حلیمہ اس کی بیوی کا نام تھا۔

"شکریہ" جین نے کہا "لیکن اس سے کہنا ذرا جلدی آجائے۔"

محمد خان چلا گیا جین خوش قسمت تھی کہ محمد خان یہاں آگیا۔ کوئی بھی دوسرا مرد جین کی بات سے صاف انکار کر دیتا لیکن محمد خان کی بات دوسری تھی۔ اسے اس وادی کی گوریلا جماعت میں اہمیت حاصل تھی۔ وہ انقلابی لیڈر مسعود کا نمائندہ تھا۔ اس کی عمر چوبیس سال تھی۔ لیکن اس ملک میں جہاں نو سالہ بچہ گوریلا بن سکتا تھا۔ لیڈر بننے کی لئے یہ عمر کافی تھی۔ اس نے کابل میں تعلیم حاصل کی تھی۔ وہ ٹوٹی پھوٹی فرانسیسی زبان بول لیتا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ وادی پنج شیر کی تہذیب ہی دنیا کی نمائندہ تہذیب نہیں ہے۔ بلکہ دوسرے ترقی یافتہ ممالک میں بھی قابل قدر اقدار نایاب نہیں ہیں۔ اس کی خاص ذمہ داری یہ تھی کہ وہ پاکستان سے اسلحہ جات اور دیگر ضروری سامان لانے کے لئے قافلے تیار کر کے روانہ کرے۔ اسی طرح کے ایک قافلے کے ساتھ جین اور جیری یہاں تک پہنچے تھے۔

شدید درد کی اگلی لہر کا انتظار کرتے ہوئے جین کو یاد آیا۔ وہ بھیانک سفر' وہ خود کو بہت مضبوط اور باحوصلہ سمجھتی تھی لیکن اس سفر نے اس کی چولیں ہلا کر رکھ دی تھیں۔ کھانے کی کمی' اونچی نیچی پگڈنڈیاں' پتھریلے راستے اور بڑھتی ہوئی بیماریاں اس کے تصور سے زیادہ خوفناک تھیں۔ دیہات کے لوگ ان قافلوں کو اپنے یہاں رکنے نہیں دیتے

تھے۔ اس لئے کے ان کی موجودگی سے ہر وقت روسی حملے کا خطرہ رہتا تھا اس لئے انہیں جنگلوں کے درمیان مرغزاروں اور باغات میں خیمہ زن ہونا پڑتا تھا۔ جو قریبی دیہاتوں سے کافی دور ہوتے تھے۔
روسی حملے کے خوف سے محمد خان اکثر طے شدہ راستوں کو اچانک تبدیل کردیتا تھا جیری اور جین نے فرانس میں افغانستان کا ایک امریکی نقشہ خریدا تھا جسے دیکھنے کے لئے محمد خان اکثر ان کے گھر آتا رہتا تھا اور قافلے کے راستوں کا تعین اکثر یہیں ہوتا تھا۔
محمد خان کے توانا جسم نے اکثر جین کو اپنی طرف متوجہ کیا تھا۔ وہ سیدھا سادہ مسلمان تھا بالکل دوسرے گوریلا مسلمانوں کی طرح جین کو اپنے والد کی کہی ہوئی بات اکثر یاد آتی تھی کہ مذہب کی تربیت سے احساس گناہ اور شرم کا تناسب بڑھ جاتا ہے لیکن شہوت کے لئے ان قلعوں کی تسخیر کوئی دشوار مرحلہ نہیں ہوتا۔ اس نے کچھ دنوں میں محمد خان کی نگاہوں میں رونما ہونے والی تبدیلیوں کو محسوس کرلیا تھا ان کے درمیان اکثر طویل گفتگو ہوتی تھی ہے۔ کبھی موسم کے موضوع پر کبھی جنگ کی حکمت عملی پر لیکن اس گفتگو کو طول دینے کی کوشش محمد کا شعار بن چکا تھا۔
اس قبائلی عاشق کے ساتھ رات کی تاریکی میں آبشار کے کنارے محبت کا کھیل کھیلنے کا تصور جین کے دل میں کئی بار آیا لیکن اس کو عملی جامہ پہنانے سے قبل ہی وہ حاملہ ہوگئی اور اس نے محسوس کیا کہ محمد خان اس کے پھولے ہوئے پیٹ کو دیکھ کر اس سے کترانے لگا ہے۔
شاید عشق کا یہی صادق جذبہ اس وقت محمد خان کے دل میں موجود تھا۔ جس کے تحت وہ بروقت یہاں پہنچ گیا تھا اور اس کی مدد کی تھی یا شاید موسیٰ کی زندگی جو صد صد اس کی کوششوں کا نتیجہ تھی اسے کھینچ لائی۔ وہ جین کا احسان مند تھا۔ اس نے سوچا آج میں نے ایک جگری دوست بنا لیا ہے اور شاید ایک دشمن بھی... اس کے لبوں پر عبداللہ کا نام آیا اور اس نے اس نام کی تلخی کو اپنی زبان میں محسوس کیا۔
درد پھر اٹھا اور اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ یہ لہر اس کی قوت برداشت سے باہر تھی "میں مرجاؤں گی.... اوہ.... مما.... مجھے بچاؤ" وہ درد سے کراہ رہی تھی اور اس کی آنکھیں بند تھیں۔
اس نے اپنے کندھے پر کسی کا لمس محسوس کیا پھر کسی عورت کو دری میں کچھ کہتے ہوئے سنا۔ لیکن اس نے آنکھیں نہیں کھولیں۔ کسی دوسری عورت نے بھی اسے پکڑ رکھا تھا وہ رو رہی تھی اور درد سے بے چین تھی۔
"خدا تمہاری مدد کرے" رابعہ نے اسے آنکھیں کھولتے دیکھ کر کہا۔ جین نے سلون

کی سانس لی اس کی منہ سے صرف "رابعہ گل" نکلا۔

"ہاں ہر منٹ دو منٹ میں درد کی شدید لہر آتی ہے۔"

دوسری عورت نے کہا۔ ولادت شاید قبل از وقت ہو رہی ہے؟"

جین نے نظریں گھما کر دوسری عورت کی طرف دیکھا اور وہ زہرہ گل تھی۔ رابعہ کی بہو۔ وہ جین کی ہم عمر تھی۔ اس کا بھرا بھرا جسم اور متناسب اعضا نے اسے حسین بنا دیا تھا۔ وہ ہمیشہ مسکراتی رہتی تھی۔ باندہ کی عورتوں میں جین صرف زہرہ سے بے تکلف تھی۔

"تمہیں یہاں دیکھ کر مجھے خوشی ہوئی۔" جین نے زہرے کہا۔

رابعہ نے کہا "بچے کی پیدائش قبل از ہونے کا واحد سبب موسیٰ کو پہاڑی تک لے جانا ہے۔"

"کیا واقعی؟" جین نے کہا۔

"ہاں۔"

جین نے سوچا کہ عبداللہ سے ہوئی جھڑپ اور زور زبردستی کا انہیں علم نہیں ہوا۔ وہ اس واقعہ کو پوشیدہ رکھنا چاہتی تھی۔

"میں جب تک ولادت سے متعلق تمام تیاریاں مکمل کر لیتی ہوں" رابعہ گل نے کہا۔

"ٹھیک ہے" جین نے کہا "وہ اب بڑی حد تک مطمئن تھی۔"

"کیا زہرہ تمہارے لئے چائے بنا دے؟" رابعہ نے پوچھا۔

"ہاں" جین نے کہا اس نے سوچا چلو یہ لوگ کم از کم چائے کی حد تک تو توہم پرست نہیں ہیں۔

دونوں خواتین اپنے اپنے کاموں میں مصروف ہو گئیں۔ ان کی موجودگی جین کے لئے اطمینان بخش تھی۔ رابعہ نے کچھ جڑی بوٹیاں لے کر انہیں آگ میں ڈالا جس سے ڈھیر سا دھواں کمرے میں بھر گیا۔ جین کے پوچھنے پر رابعہ نے بتایا کہ اس سے شیطانی قوتیں ناکارہ ہو جاتی ہیں اور بچے کی پیدائش میں کوئی دشواری نہیں آتی۔ رابعہ نے کچھ بیج جین کو چبانے کے لئے دئے۔ جسے اس نے بلا چوں چرا منہ میں رکھ کر چبا لیا۔

جین زمین پر لیٹی ہوئی رابعہ کو کمرے میں ادھر سے ادھر آتے جاتے دیکھتی رہی۔ وہ شاید بستی کی سب سے معمر خاتون تھی۔ اس کی عمر ساٹھ سے کم نہیں تھی۔ قد پانچ فٹ سے زیادہ نہیں تھا۔ اس کی جسامت بستی کے دوسرے لوگوں جیسی ہی تھی اس کے شفیق چہرے پر جھریاں تھیں لیکن اس کے ہاتھ اپنے کام میں ماہر تھے۔

جین سے اس کے تعلق کی ابتدا بے اعتباری کے ساتھ ہوئی تھی۔ ایک بار جین نے

اس سے پوچھ لیا تھا کہ کسی ولادت میں اگر کوئی دشواری آجاتی ہے تو وہ کس سے مدد لیتی ہے۔ رابعہ نے برا سا منہ بناتے ہوئے جواب دیا تھا "خدا کا شیطان کے کان بہرے رکھے مجھے آج تک کسی ولادت میں اگر کوئی دشواری آجاتی ہے تو وہ کس سے مدد لیتی ہے رابعہ نے برا سا منہ بناتے ہوئے جواب دیا تھا "خدا شیطان کے کان بہرے رکھے مجھے آج تک کسی ولادت میں کوئی دشواری نہیں آئی۔ نہ میرے ہاتھ سے کسی زچہ کی موت ہوئی نہ بچہ کی۔" لیکن اس کے کچھ دنوں بعد ہی دونوں کے مابین اعتماد بحال ہو گیا تھا۔ جین دوائیں رابعہ کے پاس بھیج دیتی تھی اور رابعہ جین کی دی ہوئی دواؤں سے ان کا کامیاب علاج کرتی تھی۔ اس طرح بستی میں رابعہ کی عزت میں اضافہ ہوا تھا اور اس کے دل میں جین کی بڑی قدر تھی۔ وہ اکثر و بیشتر جین سے ملنے دواخانے میں آتی رہتی تھی اور جو باتیں اس کی سمجھ میں نہ آتیں وہ جین سے پوچھ لیتی جیسے وہ ہر مریض کو دیکھنے کے بعد ہاتھ کیوں دھوتی ہے۔ انجکشن کو بار بار گرم پانی سے دھونے کی کیا ضرورت ہے۔ اور جین اس کے سوالات کا مناسب جواب دے دیتی تھی۔

اس کے جواب میں رابعہ نے جین کو کچھ مجربات بتائے تھے۔ جنہیں وہ عام طور پر راز ہی رکھتی تھی۔ جیسے حاملہ عورت کو کن کن جڑی بوٹیوں کا استعمال کرنا چاہئے۔ ولادت کے وقت کس چیز کی کیا اہمیت۔ وغیرہ اور جین غور سے اس کی باتیں سنتی۔ جین نے ان نسخوں کو کبھی استعمال نہیں کیا لیکن وہ جانتی تھی کہ یہ باتیں باہمی اعتماد بحال کرنے میں کتنی معاون ثابت ہوسکتی ہیں۔

جین نے محسوس کیا کہ اس کے بدن میں اکڑن پھر شروع ہو رہی ہے۔ اس نے اپنے دانتوں کو سختی سے بھینچ لیا اور کراہنے لگی زہرہ آکر اس کے سامنے کی طرف بیٹھ گئی تھی۔ اس وقت جین بالکل خالی الذہن تھی۔ تھوڑی دیر بعد اس نے محسوس کیا کہ اب تکلیف نسبتاً کم ہو رہی ہے۔ لیکن اس کے ہاتھ پاؤں ڈھیلے پڑ گئے تھے اور وہ بے سدھ پڑی ہوئی تھی۔ رابعہ نے اس کا سر اپنی گود میں رکھ لیا تھا۔

جین کی گہری سانسوں سے نیچے کی طرف دباؤ آہستہ آہستہ بڑھ رہا تھا۔ رابعہ نے جین سے کہا "اپنے کندھے نیچے کی طرف دباؤ" جین نے آنکھیں بند کیں اور ہمت کر کے اپنا دایاں کندھا نیچے کی طرف دبانے لگی۔

چند لمحے بعد رابعہ نے بایاں کندھا دبانے کو کہا اور جین نے اسے بھی دبانا شروع کیا اس سے اسے بہت آرام ملا۔ اس نے محسوس کیا کہ بچے کی ولادت ہو رہی ہے لیکن اسے زیادہ تکلیف کا احساس نہیں ہو رہا تھا۔

بچہ پوری طرح باہر آچکا تھا۔ رابعہ نے اسے ہاتھوں پر اٹھالیا۔ جین نے بچے کی آواز

نہیں سنی تو گھبرا کر رابعہ سے پوچھا "بچہ ٹھیک تو ہے؟" رابعہ نے کوئی جواب نہ دیا۔
شاید بچہ مر چکا ہے۔ جین نے سوچا
رابعہ نے اس کے چہرے پر ہاتھ پھیرنا شروع کیا بچے کا چھوٹا سا منہ کھلا اور وہ رونے لگا۔
جین کے منہ سے نکلا "خدا کا شکر ہے کہ یہ زندہ ہے۔"
رابعہ نے سر کو جنبش دی۔ اور بچے کے گرد ایک سوتی کپڑا لپیٹ دیا۔
"سب خیریت تو ہے نا" جین نے رابعہ کو خاموشی دیکھ کر پوچھا۔
رابعہ نے مسکراتے ہوئے جین کی طرف دیکھا اور کہا "ہاں بچی بالکل ٹھیک حالت میں ہے۔"
"بچی" جین کے چہرے پر مسکراہٹ نمودار ہوئی "یعنی یہ بچی ہے۔"
"ہاں" رابعہ جیسے کچھ زیادہ خوش نہیں تھی۔
جین نے بچی کو گود میں اٹھا لیا۔ وہ پلاسٹک کی گڑیا سے بھی زیادہ ہلکی تھی "میری بچی..... میں اس کا نام لزی رکھوں گی"
اس کے بعد جین نے آنکھیں بند کرلیں۔ وہ بے حد کمزوری محسوس کر رہی تھی۔

باب پنجم 51

ولیم اسمیتھ واشنگٹن سے ایسٹرن آئیرویز کے طیارے سے نیو یارک پہنچا ایئر پورٹ سے وہ کرائے کی ایک گھوڑا گاڑی لے کر پلازہ ہوٹ تک آیا۔ گاڑی نے اسے اسٹریٹ نمبر ۵۸ پر ہوٹ کے داخلی دروازے پر چھوڑ دیا۔ لفٹ میں اس کے ساتھ کوئی تاجر اور ایک عورت بھی سوار ہوئی تاجر ساتویں اور ولیم آٹھویں منزل پر اترا وہ عورت اوپر چلی گئی۔ ولیم چہل قدمی کرتے ہوئے ہوٹل کی اس لفٹ کی طرف بڑھا جو اسٹریٹ نمبر ۵۹ کی طرف تھی۔ لفٹ سے نیچے آکر وہ باہر سڑک پر آگیا۔

جب اسے اطمینان ہوگیا کہ کوئی اس کے تعاقب میں نہیں ہے تو اس نے سنٹرل پارک کے پاس پہنچ کر ٹیکسی لی اور اسے پین اسٹیشن چلنے کو کہا یہاں سے ٹرین پکڑ کر وہ ڈوگلاسٹن آگیا۔

اب وہ آڈن کی ایک لوری گنگنا رہا تھا۔

"وقت
سازش کے زہر سے مل کر
بانٹتا ہے' نئے نئے امراض
تپ کی شدت تو پھونک دیتی ہے
حسن ادراک
حسن جسمانی
سوچ اوڑھی تو پھوں سے بچے
حسرتیں بن گئیں ہیں قبروں کی....."

پیرس میں ایک طویل عرصے تک وہ بے باک امریکی شاعر کی حیثیت سے رہا تھا۔ حالانکہ اسے پیرس چھوڑے ہوئے ایک برس سے زائد ہوگیا تھا۔ لیکن شاعری سے اس کی دلچسپی اب بھی برقرار تھی۔

وہ نہایت محتاط زندگی بسر کرتا تھا۔ اور اسی احتیاط کے تحت وہ ایک اسٹیشن پر اچانک اتر گیا اور پلیٹ فارم پر دوسری گاڑی کا انتظار کرنے لگا۔ اس نے اطراف کا بغور جائزہ لیا اس کے پیچھے کوئی نہیں تھا۔

ان احتیاطی تدابیر کے بعد جب وہ ڈوگلاسٹن پہنچا تو شام کے پانچ بج رہے تھے۔ اسٹیشن سے باہر نکل کر وہ ٹہلتا ہوا نصف گھنٹے تک نواحی علاقے کی طرف جانے والی سڑک پر چلتا رہا۔ ایک بستی میں پہنچ کر وہ ایک چھوٹے سے لیکن صاف ستھرے مکان کے

سامنے رکا۔ سامنے ایک چھوٹی سی جاپانی کار کھڑی تھی۔ دستک دینے پر ایک تیرہ سالہ دوشیزہ نے دروازہ کھولا۔

ولیم نے اسے دیکھ کر کہا "ہیلو پٹیل"

"ہائے ڈیڈ" دوشیزہ نے جواب دیا۔

ولیم نے جھک کر اس کی پیشانی کو چوم لیا۔ اسے دیکھ کر اسے فخر کا احساس ہوا لیکن یکایک اپنی مجرمانہ غفلت پر شرمندگی بھی ہوئی اس نے پٹیل کا سر تا قدم جائزہ لیا۔ ٹی شرٹ کے نیچے اس نے محرم پہن رکھا تھا۔ اسے یہ بھی یقین تھا کہ محرم بالکل نیا تھا۔ پٹیل بہت تیزی سے عورت بن رہی تھی۔

"کیا آپ اندر آنا پسند کریں گے؟" پٹیل نے ولیم سے پوچھا۔

"کیوں نہیں۔"

وہ اندر داخل ہوا آگے آگے پٹیل چل رہی تھی۔ اس کی پشت کی حرکات ولیم کو یقین دلا رہی تھیں کہ پٹیل نے عورت بننے کا عمل مکمل کرلیا ہے۔ اسے یاد آیا کہ اس کی پہلی گرل فرینڈ بھی تقریباً پٹیل کی عمر کی ہی تھی۔ اس وقت وہ خود پندرہ سال کا تھا بلکہ اسے یاد آیا کہ وہ پٹیل سے بھی ایک برس چھوٹی تھی اور اس وقت میں اس کی ٹی شرٹ کی اندر کے نشیب و فراز کا جائزہ لیا کرتا تھا۔ اس نے صدق دل سے دعا مانگی یا خدا میری بیٹی کو پندرہ سالہ لڑکوں سے محفوظ رکھنا۔

وہ ڈرائنگ روم میں پہنچے جو چھوٹا تھا لیکن یہاں کی ایک ایک چیز سلیقے سے سجائی گئی تھی۔

ولیم ایک صوفے پر بیٹھ گیا۔

پٹیل نے پوچھا۔ "کیا میں آپ کے لئے کچھ لاؤں۔"

"بر کرو پٹیل" ولیم نے کہا "تم مجھ سے اس قدر رسمی باتیں کرتی ہو۔ میں تمہارا باپ ہوں کوئی غیر نہیں۔"

پٹیل کے چہرے پر کچھ پریشانی کے آثار نظر آئے۔ جیسے اسے کسی غلطی پر تنبیہہ کی گئی ہو۔ ایک لمحے بعد اس نے کہا "میں صرف بال سنواروں گی۔ اس کے بعد ہم باہر چل سکتے ہیں۔"

"ٹھیک ہے" ولیم نے کہا اور پٹیل تیزی سے اندرونی کمرے میں چلی گئی۔

ولیم کے لئے پٹیل کا یہ مہذب اور شائستہ انداز نہایت تکلیف دہ تھا۔ وہ اب بھی اس کے لئے صرف ایک اجنبی تھا۔

وہ مہینے میں کم از کم ایک بار پٹیل سے ضرور ملتا تھا اور یہ معمول پچھلے ایک سال سے

برابر چل رہا تھا۔ پیرس سے آنے کے فوراً بعد وہ پانچ گھنٹے کا سفر طے کر کے احتیاط کے ساتھ اس کے پاس آتا تھا اس احتیاط کا علم پٹیل کو بہرحال نہیں تھا۔ ولیم اس تعلق سے مطمئن نہیں تھا۔ وہ چاہتا تھا کہ اس کا اپنا ایک مستقل ٹھکانہ ہو۔ جہاں وہ اپنی بیٹی کو رکھ سکے۔ لیکن اب تک اس کا یہ خواب شرمندۂ تعبیر نہیں ہو سکا تھا۔

اس خواب کی تکمیل کے لئے ضروری تھا کہ وہ اپنے موجودہ پیشے سے دستبردار ہو جائے۔ وہ جانتا تھا کہ اس کے افسران اس کے اس اقدام کو پسند نہیں کریں گے اور سختی سے اس کی یہ درخوست مسترد کر دی جائے گی۔ اور دوسری صورت میں وہ اپنی بیٹی کی محبت سے یوں محروم رہے گا اور وہ بھی اس کی پدرانہ شفقت حاصل نہ کر سکے گی۔ جین کی بے وفائی کے بعد وہ شدت سے خواہشمند تھا کہ کوئی اس کے سکھ دکھ کا ساتھی ہو جو اسے بے لوث محبت دے سکے۔

وہ انہی خیالات میں ڈوبا ہوا تھا کہ مارگریٹ کمرے میں داخل ہوئی۔ ولیم اپنی جگہ کھڑا ہو گیا اس کی سابق بیوی سے اسکی طلاق ہو گئی تھی۔ گرمیوں کے سفید باریک لباس میں اس نے بڑھ کر مارگریٹ کے رخسار کا بوسہ لیا۔

مارگریٹ نے خیریت دریافت کرتے ہوئے پوچھا "کیسے ہو ولیم؟"

"وہی رفتار بے ڈھنگی جو پہلے تھی سو اب بھی ہے۔" ولیم نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"میں بے حد مصروف ہوں" مارگریٹ نے کہا اور اپنے کام کی فہرست بنانے لگی۔ ولیم مارگریٹ کو پسند کرتا تھا حالانکہ وہ اس کی صحبت سے تنگ آچکا تھا۔

اب یہ سوچنا بھی کتنا عجیب لگتا ہے کہ انگریزی ڈپارٹمنٹ کی اس لڑکی سے اس نے شادی کر لی تھی۔ اس میں شک نہیں کہ وہ خوبصورت تھی لیکن یہ ۱۹۶۷ء کی بات تھی جب کسی بھی وقت کچھ بھی رونما ہونے کا امکان رہتا تھا۔ خصوصاً کیلی فورنیا میں انہوں نے شادی کا سفید ملبوس پہنا تھا۔ تعلیم مکمل کر کے ولیم کینیڈا یا سویڈن جانا چاہتا تھا لیکن اس کی قسمت اسے ایسی جگہ لے گئی۔ جسے بھیڑ کو مذبح لے جانے سے تشبیہ دی جا سکتی ہے۔ اس ملازمت پر لوگوں نے خوشی کا اظہار کیا تھا۔ مبارکباد دی تھی لیکن مارگریٹ نے اس وقت ہی کہہ دیا تھا کہ اب ہمارا ازدواجی رشتہ پائیدار نہیں ہو سکے گا۔ اور وہ عملاً اس دن کا انتظار کرنے لگی، جب ولیم اسے چھوڑ کر راہ فرار اختیار کر لے گا۔

طلاق کی اطلاع اسے سائیگان کے ایک ہسپتال میں اس وقت ملی تھی جب اس کی پنڈلی میں گولی پھنسی ہوئی تھی اور اس کے دوستوں نے اسے اس بات پر بھی ہنستے ہوئے مبارکباد دی تھی۔

اپنی کوکھ میں پلنے والے بچے کے بارے میں مارگریٹ نے اسے کبھی کچھ نہیں بتایا تھا۔ ابھی کچھ برس قبل ہی اسے یہ بات معلوم ہوئی تھی کہ پٹیل اس کی بیٹی ہے۔ ساتھ ہی اسے یہ اطلاع بھی ملی تھی کہ مارگریٹ نے برنارڈ نام کے کسی شخص سے دوسری شادی کرلی ہے اور اپنی بیٹی کے ساتھ ہی اس کے گھر میں رہتی ہے۔ یہ معلوم ہونے کے بعد ولیم نے مارگریٹ سے اصرار کیا تھا کہ وہ پٹیل سے وقتاً فوقتاً ملنا چاہتا ہے۔ اس کے بعد اس نے پٹیل کو سمجھایا تھا کہ وہ برنارڈ کو ڈیڈی نہ کہے' لیکن ایک طویل عرصہ گزر جانے کے بعد وہ اس خاندان کے لئے اجنبی تھا۔

"کیا تمہیں میری کار کی ضرورت پڑے گی" مارگریٹ پوچھ رہی تھی۔

"ہاں" اس نے مختصر سا جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔"

"شکریہ"

ولیم کو یہ بات بھی عجیب لگتی تھی کہ وہ اس طرح مارگریٹ کی کار استعمال کرے لیکن اس جگہ سے واشنگٹن کافی دور تھا۔ ولیم اس علاقے سے کوئی کار کرائے پر لینا نہیں چاہتا تھا۔ دراصل وہ یہاں اپنی تحریری شناخت چھوڑنے سے احتراز کررہا تھا۔ اس لئے کہ یہ پٹیل اور مارگریٹ کے لئے نقصان دہ ثابت ہوسکتا تھا۔ وہ اپنا نقلی نام استعمال کرسکتا تھا۔ لیکن نقلی نام سے کار لینا ذرا دشوار مرحلہ تھا اس لئے اس نے مارگریٹ کی ہونڈا کار کو ہی ترجیح دینا مناسب سمجھا تھا۔

پٹیل کمرے میں داخل ہوئی۔ اس نے اپنے بال سلیقے سے باندھ رکھے تھے۔ ولیم کھڑا ہوگیا۔ اور پٹیل سے کہا۔

"چلو تم کار میں بیٹھو۔"

پٹیل کے جانے کے بعد ولیم نے مارگریٹ سے کہا "میں پٹیل کو ایک ہفتے کے لئے واشنگٹن لے جانا چاہتا ہوں۔"

"مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔" مارگریٹ نے کہا "لیکن اس کے لئے میں پٹیل پر کوئی دباؤ نہیں ڈال سکتی۔ یہ پوری طرح اس کی اپنی مرضی پر منحصر ہے۔"

"تم ٹھیک کہتی ہو۔" ولیم نے کہا "اچھا پھر بات کریں گے ابھی چلتا ہوں۔"

وہ پٹیل کو لے کر ایک چینی ریستوراں میں گیا۔ وہ چینی کھانے بہت شوق سے کھاتی تھی۔ پٹیل نے ولیم کا شکریہ ادا کیا کہ اس نے اس کی سالگرہ پر بڑی پیاری نظم بھیجی تھی۔ وہ پٹیل کے لہجے سے کوئی اندازہ نہیں قائم کرسکا۔ اس نے کہا "میں سمجھتا ہوں کہ نظم اس کارڈ سے تو بہتر تھی جس میں بلی کے بچے کی تصویر بنی ہو۔"

"یقیناً" پٹیل نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا "میرے دوستوں کا خیال ہے۔ کہ آپ بہت ہی رومانی مزاج رکھتے ہیں میری انگریزی ٹیچر پڑھ رہی تھی کہ آپ کی تخلیقات رسائل میں بھی شائع ہوتی ہیں؟"

"ہاں' اور یہ مضمون کم از کم ریاضی سے تو لاکھ درجہ دلچسپ ہے۔ مجھے ریاضی سے بڑی گھبراہٹ ہوتی ہے۔"

"انگریزی میں کیا کیا پڑھتی ہو.... ڈرامہ یا کچھ اور؟"

"ڈرامہ تو نہیں ہاں شاعری ضرور پڑھتی ہوں۔"

"اور شاعری سے تمہیں دلچسپی بھی ہے؟"

اس نے ایک لمحہ کچھ سوچا پھر کہا "مجھے وہ نظم بہت پسند ہے "آبی نرگس"

"ہاں وہ نظم واقعی بہت اچھی ہے۔" ولیم نے کہا۔

"میں اس نظم کے شاعر کا نام بھول رہی ہوں۔"

"ولیم ورڈس ورتھ"

"اوہ ہاں۔"

"اور کوئی تمہاری پسندیدہ نظم؟"

"کوئی خاص نہیں دراصل مجھے موسیقی سے زیادہ لگاؤ ہے۔ کیا آپ کو میخائل جیکسن پسند ہے؟"

"میں نے یہ نام کبھی نہیں سنا۔"

"یہ موسیقار واقعی بہت ذہین ہے۔" پٹیل نے کہا "میرے دوست تو اس پر جان دیتے ہیں۔"

"یہ دوسری بار تھا کہ پٹیل نے جوش و خروش سے اپنے دوستوں کا حوالہ دیا تھا۔ یہ عین فطری تھا کہ اُسے اپنے ہم عمروں سے دلچسپی ہو۔

"میں کسی وقت تمہارے دوستوں سے ملنا چاہوں گا۔" ولیم نے کہا۔

"اوہ ڈیڈ۔" اس نے کچھ جھجکتے ہوئے کہا "آپ کو ان سے مل کر خوشی نہیں ہوگی۔ اس لئے کہ وہ سب لڑکیاں ہیں۔"

پٹیل کی یہ بات ولیم کو جھڑکی جیسی لگی۔ اس نے اپنی توجہ کھانے کی طرف کرلی۔

کھانے کے بعد ولیم نے کہا "میں سوچ رہا تھا کہ تم ایک ہفتے کے لئے میرے ساتھ واشنگٹن چلو اور وہاں میرے ساتھ رہو۔ ہوائی جہاز سے ایک گھنٹے کا سفر ہے۔ میرا خیال ہے یہ سفر تمہیں پسند آئے گا۔"

"ہاں' ہم وہاں وہائٹ ہاؤس بھی جائیں گے جہاں صدر کی رہائش ہے۔ دنیا کا اہم

تریم میوزیم بھی واشنگٹن میں ہے اور پھر تم نے ابھی تک میرا گھر بھی نہیں دیکھا ہے۔ اس میں ایک اضافی بیڈ روم بھی ہے جس میں" ولیم نے محسوس کیا پٹیل اس کی باتوں میں دلچسپی نہیں لے رہی ہے۔

"اوہ ڈیڈ" پٹیل نے کہا "کہہ نہیں سکتی کہ میں یہاں کتنی مصروف ہوں۔ ہوم ورک، پارٹیاں، شاپنگ، رقص کی تعلیم اور دوسری بے شمار چیزیں..... فی الحال ان کو چھوڑ کر جانا میرے لئے ممکن نہیں ہوگا۔"

ولیم نے اپنی خفت مٹانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔ "کوئی بات نہیں ایک وقت ایسا ضرور آئے گا جب تم اتنی مصروف نہ ہوگی۔ اس وقت پھر ہم اس مسئلے پر گفتگو کریں گے۔"

"ہاں خدا کرے وہ دن جلد آئے۔" اس کے چہرے سے اطمینان کی جھلک نمایاں تھی۔

"اوکے"

"تمہارے بیڈ روم کی دیواروں کا رنگ کون سا ہونا چاہئے؟"

"کوئی بھی میں نے اس طرح کبھی سوچا ہی نہیں۔"

"تمہارا پسندیدہ رنگ کون سا ہے؟"

"شاید گلابی۔"

"گلابی" ولیم کے چہرے پر مسکراہٹ نمودار ہوئی۔ "تمہاری پسند بہت اچھی ہے۔"

گھر واپس لوٹتے وقت پٹیل نے کار میں پوچھا۔

"میں اپنے کان چھدوانا چاہتی ہوں۔ آپ کا کیا خیال ہے اس سلسلے میں؟"

"کچھ کہہ نہیں سکتا" اس نے محتاط انداز میں کہا "تمہاری ممی کا کیا خیال ہے؟"

"انہوں نے کہا تھا کہ آپ کو کوئی اعتراض نہ ہو تو انہیں بھی کوئی اعتراض نہ ہوگا۔"

ولیم نے سوچا۔ کیا مارگریٹ واقعی ایسے فیصلوں میں اسے اہمیت دیتی ہے یا محض طفل تسلی ہے۔ اس نے کہا "میں نہیں کہہ سکتا کہ تمہارا یہ ارادہ مجھے پسند آیا میں سمجھتا ہوں کہ اس قسم کی آرائش کی لئے ابھی تمہاری عمر بہت کم ہے۔"

"یعنی آپ کے مطابق ابھی مجھے بوائے فرینڈ بھی نہیں بنانا چاہئے؟"

ولیم ہاں کہنا چاہتا تھا لیکن اس کی بڑھتی ہوئی عمر پر اسے اختیار حاصل نہیں تھا۔ تم ایسے دوست بنا تو سکتی ہو لیکن یہ سلسلہ ٹھیک نہیں رہے گا۔"

اپنی بات کا رد عمل دیکھنے کے لئے اس نے پٹیل کے چہرے کی طرف دیکھا لیکن اس

کا چہرہ جذبات سے عاری اور مسرور نظر آرہا تھا۔
گھر کے قریب پہنچنے پر انہوں نے دیکھا کہ برنارڈ کی فورڈ گھر کے باہر کھڑی ہوئی ہے۔ ولیم نے اس کے پیچھے گاڑی روکی اور پٹیل کو لے کر اندر داخل ہوا۔ پٹیل نے نہایت گرم جوشی سے برنارڈ کو سلام کیا اس سے لپٹ گئی اور چومنے لگی۔ برنارڈ اس کی حرکت پر کچھ شرمندہ نظر آرہا تھا۔ اس نے آگے بڑھ کر ولیم سے مصافحہ کیا اور کہا "واشنگٹن میں ان دنوں کافی سیاسی ہلچل سننے میں آرہی ہے۔"
"یہ تو معمول بن چکا ہے۔" ولیم نے کہا۔
"بیئر کا ایک دور ہو جائے۔" برنارڈ نے پیشکش کی۔
ولیم اس وقت بیئر کے موڈ میں نہیں تھا لیکن اخلاقاً اس نے یہ پیشکش قبول کرلی۔ برنارڈ اٹھ کر باورچی خانے میں چلا گیا۔ وہ نیو یارک کے ایک جنرل اسٹول میں منیجر تھا۔ پٹیل اس کا بے حد احترام کرتی تھی اور وہ بھی پٹیل سے شفقت رکھتا تھا۔ مارگریٹ سے اس کا اپنا کوئی بچہ نہیں تھا اس لئے یہ محبت فطری تھی۔
وہ بیئر کے دو گلاس لئے واپس آیا ایک گلاس ولیم کو دیتے ہوئے اس نے پٹیل سے کہا "تم جاؤ اور اپنا ہوم ورک کرو۔"
"ڈیڈی جانے سے پہلے مجھے خدا حافظ ضرور کہئے۔" اس نے اٹھتے ہوئے ولیم سے کہا۔
پٹیل کے جانے کے بعد برنارڈ نے ولیم کو بتایا کہ پٹیل سے عموماً اتنی محبت نہیں کرتی لیکن آپ کی موجودگی میں نہ معلوم وہ اس کی نمائش کیوں کرتی ہے؟
ولیم کو اس کا سبب معلوم تھا لیکن وہ اس موضوع پر زیادہ باتیں نہیں کرنا چاہتا تھا۔" اسے چھوڑیئے آپ کے دفتر کے کیا حال ہیں؟"
اس نے پوچھا۔
"برے تو نہیں ہیں۔ سود کی اونچی شرح اس حد تک پریشان کن ثابت نہیں ہوئی جتنا ہم خوفزدہ تھے۔ لوگ مہنگائی کے باوجود ہر چیز خرید رہے ہیں جیسے کوئی فرق ہی نہ پڑا ہو۔"
ولیم کو احساس تھا کہ برنارڈ اس سے خوفزدہ رہتا ہے۔ اس کے آنے پر اس کی حالت پالتو کتے جیسی ہو جاتی تھی۔ انہوں نے چند منٹ ملکی معیشت پر گفتگو کی۔ اس درمیان ولیم نے اپنا گلاس خالی کیا اور چلنے کے لئے اٹھ گیا۔ پٹیل کو آواز دیتے ہوئے اس نے کہا "میں جارہا ہوں پٹیل"۔
وہ زینے تک آئی اور بولی۔ "آپ نے میرے کان چھدوانے کے بارے میں فیصلہ نہیں دیا۔"

"میں سوچ کر بتاؤں گا" ولیم نے کہا۔
"ٹھیک ہے' اچھا خدا حافظ۔" پٹیل نے کہا۔
اسی وقت مارگریٹ آگئی اور بولی "میں تمہیں ایئرپورٹ تک چھوڑ دوں گی۔"
ولیم کو کچھ حیرت تھی لیکن اس نے مارگریٹ کا شکریہ ادا کیا۔
سڑک پر آکر مارگریٹ نے ولیم سے کہا۔ "پٹیل نے مجھ سے ابھی کہا کہ وہ آپ کے ساتھ واشنگٹن نہیں جانا چاہتی۔"
"تمہیں یقیناً یہ سن کر تکلیف پہنچی ہوگی۔"
"کیا تم نے ایسا محسوس کیا؟"
"لیکن مجھے ہوئی۔ اس لئے کہ میں نے تم سے شادی کی تھی مجھے افسوس ہے ولیم"
"یہ میری غلطی ہے۔ میں نے اس پر گہرائی سے غور و فکر نہیں کیا۔ دراصل میرے یہاں آنے سے پہلے اس کے پاس ایک ممی اور ڈیڈی تھے۔ ایک گھر تھا۔ کسی بچے کو اس سے زیادہ کچھ نہیں چاہئے۔ میری آمد نے اسے خوفزدہ کردیا ہے۔ یہی سبب ہے کہ وہ میری موجودگی میں برنارڈ سے اپنی محبت کا اظہار کرتی ہے وہ اپنے اس عمل سے مجھے تکلیف پہنچانا نہیں چاہتی بلکہ وہ خوفزدہ ہے کہ کہیں میں ان کے درمیان دیوار نہ بن جاؤں اور مجھے افسوس ہے کہ میری ذات نے اسے خوفزدہ کردیا ہے۔"
"سب ٹھیک ہوجائے گا" مارگریٹ نے تسلی دیتے ہوئے کہا "امریکہ میں ایسے بچوں کی کمی نہیں ہے جن کے دو دو باپ ہیں۔"
"تسلی کا یہ طریقہ نہیں ہے مارگریٹ۔ میں نے جو کچھ کیا ہے اسے مجھے ہی بھگتنا ہوگا۔"
مارگریٹ نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا "ولیم اپنا خیال رکھو۔ تم صرف ملازمت کے لئے نہیں پیدا ہوئے ہو۔ شادی کے ایک ماہ کے اندر ہی میں تمہیں اچھی طرح جان گئی تھی۔ نہ تمہیں گھر کی ضرورت تھی نہ بچوں کی تمہاری شخصیت بہت پراسرار تھی۔ اور شاید یہی وجہ تھی کہ میں تمہاری محبت میں پھنس گئی۔ مجھے تمہاری انفرادیت سے پیار تھا لیکن بہت جلد میں نے محسوس کرلیا کہ تم گھر گرہستی کے لئے مناسب آدمی نہیں ہو۔"
ولیم خاموشی سے اس کی باتیں سنتا رہا۔ اس نے سوچا کیا مارگریٹ واقعی سچ کہہ رہی ہے۔ کیا مجھے واقعی بچوں کی ضرورت نہیں ہے' نہیں یہ سچ نہیں ہے۔ مجھے بچوں سے محبت ہے مجھے ایک گھر کی شدید ضرورت ہے۔
کار ایک جھٹکے سے رکی تو اس کے خیالات کا تسلسل ٹوٹا۔ ایئرپورٹ آگیا تھا۔ اس

ے گھڑی دیکھی۔ آٹھ بج کر پچاس منٹ ہوئے تھے اگر وہ جلدی کرے تو نو بجے کا جہاز اسے مل سکتا تھا۔

"بہت بہت شکریہ مارگریٹ" اس نے مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا

"تمہیں ایک ایسی عورت کی ضرورت ہے ولیم جو بالکل تمہاری طرح ہو" مارگریٹ نے کہا۔

"مجھے ایک ملی تو تھی لیکن...."

"لیکن کیا...؟"

"اس نے ایک ڈاکٹر سے شادی کرلی۔" "کیا وہ ڈاکٹر بھی تمہاری طرح جنونی تھا؟"

"کہہ نہیں سکتا۔"

"تو یہ شادی ضرور کامیاب ہوگی۔ کب کی انھوں نے یہ شادی؟"

"ایک برس پہلے۔"

"اوہ" مارگریٹ کا خیال تھا کہ یہ بات پٹیل سے ملاقات کے بعد کی ہوگی اس نے کہا بہتر ہوگا کہ تم اسے بھول جاؤ۔"

"ہم اس موضوع پر پھر بات کریں گے۔" اس نے کار سے نکلتے ہوئے کہا۔

"خدا حافظ" مارگریٹ نے کہا۔

"خدا حافظ" ولیم نے کہا اور مارگریٹ آگے بڑھ گئی۔

ولیم تیزی سے عمارت کے اندر داخل ہوا۔ ہوائی جہاز کے اڑنے میں صرف دو منٹ باقی تھے۔ جہاز کے اندر پہنچ کر وہ ایک رسالے کی ورق گردانی کرنے لگا۔ ایک صفحے پر افغانستان کی موجودہ صورت حال پر ایک تفصیلی رپورٹ تھی۔ افغانستان سے متعلق خبریں اکثر وہ سنتا رہا تھا۔ پیرس میں بل سے اس معاملے پر بات چیت بھی ہوئی تھی۔ ان دنوں افغانستان میں سردی کا موسم تھا اور تقریباً تمام سرگرمیاں مفلوج تھیں لیکن اب برف پگھلنے لگی تھی۔ اور یہاں کی خبریں پھر اہمیت اختیار کررہی

اس رسالے میں افغان روسی مداخلت کی تازہ ترین پیش رفت پر ایک تجرباتی مضمون بھی شامل تھا۔ ولیم اسے پڑھنے لگا۔ اسے معلوم تھا کہ اس طرح کی رپورٹیں سی آئی اے کے ذریعہ بھی پریس کو دی جاتی ہیں او یہ اتنی ہی ناقابل اعتماد ہوتی ہیں، جتنی پراودا (روسی اخبار) کی خبریں۔

لیکن یہ مضمون ولیم کو اپنی طرف متوجہ کررہا تھا۔ روس کی جنگی سرگرمیاں روزبروز بڑھ رہی تھیں جیسے اس موسم میں روس افغانستان کو کوئی بڑا سبق سکھانا چاہتا ہو۔ ولیم کو

فکر ہوئی اس نے سوچا اس سلسلے میں وہ سی آئی اے کا نقطہ نظر ضرور معلوم کرلے گا۔
روس جن علاقوں میں حملے کی تیاریاں کر رہا تھا ان میں وادی پنج شیر کا نام بھی شامل تھا۔
ولیم کو یاد آیا کہ جیری والٹر نے اس علاقہ کا ذکر کیا تھا۔ اس مضمون میں انقلابی رہنما مسعود کا بھی ذکر تھا۔ یہ نام بھی وہ جیری سے سن چکا تھا۔ وہ کھڑکی سے باہر دیکھنے لگا۔ باہر تاریکی بڑھ رہی تھی۔ یکایک اسے احساس ہوا کہ جین کی زندگی خطرے میں ہے۔
لیکن جین سے اب اس کا کیا سروکار اس نے کسی اور سے شادی کر کے اپنے لئے ایک راستہ منتخب کرلیا ہے اور اس کی حفاظت اب اس کے شوہر کی ذمہ داری ہے۔
اس نے پھر ایک بار رسالے پر نظر ڈالی اور صفحہ الٹ دیا۔ اس صفحے پر اسلواڈور پر رپورٹ تھی۔ ہوائی جہاز واشنگٹن کے اوپر پہنچ چکا تھا۔ اور ماحول میں گہرا سکوت طاری تھا۔

ایلن ونڈر مین نے جو واشنگٹن میں ایک نہایت اہم عہدے پر فائز تھا۔ ولیم اسمیتھ کو ایک ریستوران میں دوپہر کے کھانے کے لئے مدعو کیا تھا۔ ایلن وقت مقررہ سے نصف گھنٹے کی تاخیر سے وہاں پہنچا۔ ولیم نے مچھلی کا گوشت اور سفید شراب کا آرڈر دیا اور ایلن کے آرڈر میں سفید شراب کی جگہ سلاد تھی۔
ولیم کو ایلن جیسے ابن الوقت کے ساتھ لنچ لینا قطعی پسند نہیں تھا لیکن اس کے لئے وہائٹ ہاؤس سے اشارہ تھا۔ اس لئے وہ انکار نہیں کرسکتا تھا۔ اسے ذاتی طور پر ایلن ونڈر مین سے چڑ تھی۔
ایلن بہت جلد اصل موضوع پر آگیا۔ اس نے بات چیت کا آغاز کرتے ہوئے کہا۔
"مجھے آپ کے مشورے کی ضرورت ہے۔"
ولیم نے قطع کلامی کی معذرت کرتے ہوئے کہا "سب سے پہلے آپ مجھے یہ بتائیں کہ ہماری اس ملاقات کا علم ایجنسی کو ہے یا نہیں۔ اگر وہائٹ ہاؤس کسی کام کو سی آئی اے سے پوشیدہ رکھ کر کرنا چاہتا ہے تو اس سے بہرحال میرا کوئی تعلق نہیں ہو سکتا۔"
"اس کا علم ایجنسی کو ہے بلکہ یہ ملاقات انہی کے مشورے سے ہو رہی ہے۔" ونڈر مین نے کہا "آپ افغانستان کے بارے میں کیا جانتے ہیں؟"
ولیم کو ٹھنڈے پسینے آگئے۔ جلد یا بدیر جین سے اس کا تعلق جڑنے والا ہے۔ اس نے سوچا، ان کو جین سے اس کے تعلق کے بارے میں سب کچھ معلوم ہے۔ میں نے خود اسے پوشیدہ نہیں رکھا تھا۔ پیرس میں ہی میں نے بل کو بتا دیا تھا کہ جلد ہی میں اس سے

شادی کرلوں گا۔ یہ سب میری فائل میں موجود ہوگا اور اب یہ کمینہ بھی جو میرے سامنے ہے ان سب باتوں سے واقف ہو چکا ہے۔

اس نے محتاط انداز میں جواب دیا۔ "بہت معمولی" اور "کپلنگ" کی ایک نظم کا یہ حصہ پڑھا۔

"اور افغانستان کی چٹیل زمین پر
زخمی زخمی' بے سہارا۔
اور نڈھال
اور وہ جو خود تمہاری بائیں پسلی سے نکل کر
روند دے خوابوں کے انکر
کاٹ دے امید کا اک ایک دھاگا۔
اور خود تم
غیر مطبوعہ کہانی کی طرح
اپنے ریزہ ریزہ لفظوں کو۔
توڑ دینا ہر طلسم
رائفل کی نال
ٹریگر پر دباؤ
شاید ساری الجھنوں کا حل بھی ہو سکتا ہے۔
یا پھر ایک سپاہی کے لئے
پہلی ضرورت"

ونڈر مین نے پہلی بار کچھ بے چینی محسوس کی۔ اس نے کہا "دو سال تک ایک شاعر کا کردار نبھانے کے بعد تمہیں واقعی شاعری سے دلچسپی ہو گئی ہے۔"

"اور جہاں تک میری معلومات کا تعلق ہے۔ ہر افغانی شاعر ہوتا ہے بالکل ویسے ہی جیسے ہر فرانسیسی خوش خوراک اور ویلز کا ہر باشندہ گلوکار ہوتا ہے۔

"کیا واقعی؟"

"ہاں' حالانکہ وہ نوشت و خواند سے عموماً ناواقف ہوتے ہیں لیکن شاعری ان کے ذہنوں میں ہمیشہ مچلتی رہتی ہے۔"

ونڈر مین کی بے چینی بڑھ رہی تھی۔ اس کے پروگرام میں شاعری سے متعلق کوئی گفتگو شامل نہیں تھی۔

ولیم نے اپنی بات جاری رکھتے ہوئے کہا "یہ سچ ہے کہ افغان سنگ دل' آتش مزاج

اور جنگلی قبائل سے تعلق رکھتے ہیں لیکن ان کے دل کے کسی گوشے میں نرمی اور شرافت نفس بھی جاگزیں ہے۔ وہ شیر کی طرح بہادر' بے رحم اور ظالم ہیں اور گائے کی طرح نرم دل کار آمد اور معصوم' افغانستان کی سرزمین بنجر اور بے لطف ہونے کے ساتھ ساتھ دلکش قدرتی مناظر سے مالا مال بھی ہے۔ ویسے آپ کا کیا خیال ہے؟"

"افغانیوں میں ایسی کوئی بات نہیں ہوتی جیسا کہ آپ کا خیال ہے" ایلن ونڈر مین نے کہا "اس ملک کے جنوبی حصے میں تقریباً ساٹھ لاکھ پختون' مغرب میں تیس لاکھ تاجک اور شمال میں تقریباً ۱۵ لاکھ ازبیک اور مہاجرین ان کے علاوہ کچھ اور بھی چھوٹے چھوٹے قبیلے ہیں۔ تاجک روسی سرحد سے قریب ہیں اور پختون پاکستان کی سرحد سے یہ سب چھوٹے چھوٹے گروہوں میں بٹے ہوئے ہیں۔ روسیوں سے جنگ کے علاوہ یہ آپس میں بھی ٹکراتے رہتے ہیں۔ مسئلہ یہ ہے کہ ہم انہیں روسی بندروں کے خلاف کیسے متحد کرسکتے ہیں۔"

"اول آئی سی۔" ولیم نے گردن کو جنبش دیتے ہوئے کہا۔ اسے حیرت تھی کہ ابھی تک جین کا تذکرہ نہیں آیا تھا۔ لیکن اگر انہیں متحد کر بھی لیا جائے تو ان کا لیڈر کون ہوگا؟" ولیم نے پوچھا۔

"یہ مشکل نہیں ہے۔" ونڈر مین نے کہا "پنج شیر وادی کے سردار احمد شاہ مسعود کا احترام تقریباً ہر قبیلہ کرتا ہے۔"

"پنج شیر وادی؟" وہ چونکا لیکن اپنے جذبات کو دباتے ہوئے اس نے پوچھا شاہ مسعود میں ایسی کیا خاص بات ہے؟"

"بیشتر قبیلوں کے سردار اپنے اپنے قبیلوں پر حکومت کرتے ہیں اور باقاعدہ ٹیکس وصول کرتے ہیں۔ مسعود ان سے کچھ قدم آگے ہے۔ وہ پہاڑی کمین گاہوں سے باہر نکل کر روسی فوجوں پر حملہ کرتا ہے۔ عموماً یہ حملے دارالحکومت کابل' سلنگ کا زمین دوز راستہ جو کابل سے روس کے راستے میں پڑتا ہے اور باگرم فوجی ہوائی اڈے پر ہوتے ہیں اس میں روسی فوج کو سبق سکھانے کی بھرپور' صلاحیت ہے۔ اس نے باقاعدہ جنگی طریقہ کار کا مطالعہ کیا ہے۔ اور اس وقت پورے افغانستان میں اس سے اچھا فوجی ذہن کسی کے پاس نہیں ہے۔ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ اس کے پاس فوجی مصارف کے لئے وافر رقم ہے۔ پنج شیر وادی سے زمرد برآمد ہوتا ہے جسے پاکستان لے جا کر فروخت کیا جاتا ہے۔ مسعود اس تجارت میں دس فیصد کا حقدار ہے۔ جسے وہ آلات حرب کی خریداری میں صرف کرتا ہے۔ وہ تاجک ہے اور اس کی عمر اٹھائیس برس ہے۔ حالانکہ وہاں پختونوں کی اکثریت ہے لیکن یہ لوگ اسے لیڈر منتخب کرنے میں زیادہ مزاحمت نہیں کریں گے۔

تاجک ملک کی دوسری بڑی اکثریت ہے اور بلاشبہ اس میں پورے ملک کو متحد کرنے کی صلاحیت موجود ہے۔"

"اور اس صلاحیت کو بروئے کار لانے میں ہم ان کی مدد کریں گے۔" ولیم نے کہا۔

"ہاں یہ مجاہدین روس کو کافی نقصان پہنچا سکتے ہیں اس لئے ان کی مدد کرنا امریکی خفیہ ایجنسی کا ایک بڑا کارنامہ ہوگا۔"

وینڈر مین جیسے شخص کو اس بات سے کوئی سروکار نہیں ہو سکتا تھا کہ کوئی قوم اپنی آزادی کے لئے دشمن سے مصروف جنگ ہے۔ اس لئے اس کی مدد کرنا چاہئے۔ ولیم سوچ رہا تھا۔ شرافت اور مروت کا فیشن ابھی واشنگٹن تک نہیں پہنچا تھا۔ ہاں اپنی قوتوں کا اظہار بہرحال ایک واضح مقصد ہو سکتا تھا۔ حب الوطنی کا تصور بھی وینڈر مین کے ذہن میں مبہم تھا۔ وہ اگر لاس اینجلس کے بجائے گراد میں پیدا ہوتا تو اس انہماک سے اپنا کام انجام دیتا اسے قوت کے اظہار کا شوق تھا جسے وہ دونوں جگہ رہ کر پورا کر سکتا ہے۔

"میں اس سلسلے میں کیا خدمت انجام دے سکتا ہوں؟" ولیم نے پوچھا۔

"ہمیں آپ کا ذہن چاہئے جو منتشر افغانیوں کو متحد کرنے کی بھرپور صلاحیت رکھتا ہے۔"

"مجھے یہی توقع تھی" ولیم نے کہا اس درمیان ویٹر کھانا لے کر آگیا تھا جسے دیکھ کر ولیم خاموش ہوگیا اس کے پلٹتے ہی ولیم نے کہا۔"یہ کام ممکن تو ہے۔ بشرطیکہ ہم انہیں وہ چیزیں مہیا کردیں جن کی انہیں ضرورت ہے۔ مثلاً جدید آلات حرب....."

"بالکل صحیح مشورہ ہے۔" ایلن وینڈر مین نے کھانا شروع کرتے ہوئے کہا "موجودہ صورت حال یہ ہے کہ وہ اپنی ضرورت کے ہتھیار سرحد پار پاکستان سے خریدتے ہیں جو مقامی ساخت کی رائفلوں پر مشتمل ہوتے ہیں یا اگر ان کے پاس کچھ ایسے ہتھیار پہنچتے ہیں تو وہ اتنے پرانے ہوتے ہیں کہ اس مقصد کے لئے مناسب نہیں ہوتے۔ شکست خوردہ روسی فوجیوں سے مال غنیمت کے طور پر انہیں کچھ جدید ہتھیار مل جاتے ہیں لیکن ان کی تعداد نہایت محدود ہوتی ہے۔ انہیں روسی مزاحمت کے لئے کم از کم طیارہ شکن رائفلوں اور میزائیلوں کی ضرورت ہے تاکہ وہ ہوائی حملوں سے خود کو محفوظ رکھ سکیں۔"

"اور یہ ہم انہیں مہیا کر سکتے ہیں۔"

"ہاں لیکن براہ راست نہیں۔ ہم اسے مکمل طور پر پوشیدہ رکھنا چاہتے ہیں۔ اس کے لئے کسی کو درمیانی کردار کرنے پر آمادہ کرنا ہوگا مثلاً عربوں کو۔ لیکن یہ کوئی مسئلہ نہیں ہے۔"

"تو پھر ٹھیک ہے۔ ولیم نے مچھلی کا ٹکڑا نگلتے ہوئے کہ "شاید ہمارا پہلا کام یہ ہوگا کہ ہر گوریلا جماعت کے سردار کو یہ یقین دلایا جائے کہ مسعود ایک معتبر اور حب الوطن مجاہد

ہے۔ انھیں مسعود سے ملاقات کرنے پر آمادہ کیا جائے اور بتدریج اس تعلق کو مختلف ذرائع سے فروغ دیا جائے۔ تاکہ آگے چل کر ان کے درمیان خیالات کے تبادلے کے ساتھ جنگی حکمت عملی پر بھی غور فکر ہوسکے۔"

"اچھا مشورہ ہے۔" ونڈر مین نے کہا "لیکن اس پر عمل کی ابتدا کیسے کی جائے؟"

"میرا خیال ہے کہ مسعود کو اس بات پر آمادہ کیا جائے کہ وہ پنج شیر وادی میں گوریلا جنگی تربیت کا اہتمام کرے مختلف قبیلوں کے لوگ اپنے کچھ نوجوانوں کو مسعود کی حکمت عملی کو سمجھنے اور تربیت حاصل کرنے کو بھیجیں۔ اس سے وہ نہ صرف یہ کہ روسیوں سے بہتر مقابلہ کر سکیں گے بلکہ ان کے دلوں میں مسعود کے لئے احترام پیدا ہوگا۔

ونڈر مین نے کچھ سوچتے ہوئے گردن ہلائی۔ "یہ ایک اچھی تجویز ہے۔"

"ویسے کیا مسعود کے علاوہ کچھ اور بھی لیڈر وہاں ہیں جن کی شمولیت سے اس منصوبے کو تقویت حاصل ہو سکتی ہو؟" ولیم نے پوچھا۔

"ہاں، جہان کامل اور عمل عزیزی دو اور سرکردہ لیڈرز ہیں اور یہ دونوں پختون ہیں۔"

"تو کام کی ابتدا یوں کی جائے کہ ہمارا آدمی وہاں جاکر ان تینوں کو ایک جگہ لائے اور ان دونوں پر مسعود کی برتری کا سکہ جمائے۔ پھر ایک تحریری معاہدے میں ان تینوں کے دستخط لئے جائیں۔ اس کے فوراً بعد انہیں ہتھیاروں کی پہلی قسط پہنچا دی جائے۔ دوسری قسط کا انحصار اس بات پر ہوگا کہ تربیتی پروگرام کس حد تک کامیاب ہو رہا ہے۔"

ونڈر مین نے چھری اور کانٹے کو میز پر رکھ کر ایک سگریٹ جلائی۔" بالکل یہی بات میرے ذہن میں تھی۔" اس نے کہا۔

"ولیم نے سوچا یہ آدمی کسی دوسری کے مشورے کو اپنانے کے گر سے بخوبی واقف ہے اب کل ان باتوں کو یہ اپنے طور پر وہائٹ ہاؤس پہنچا دے گا۔"

"اس منصوبے میں کچھ دشواریاں اور خطرات بھی ہیں جنھیں ہم نظرانداز نہیں کرسکتے۔" ایلن ونڈر مین نے خدشہ ظاہر کیا۔

ولیم نے تائید کی۔ "اگر ہمارا ایجنٹ روسیوں کی گرفت میں آگیا تو وہ اس کی تشہیر کے لئے تمام ذرائع استعمال کریں گے اور یہ وہائٹ ہاؤس کے وقار اور افغانستان میں اس کی مقبولیت پر منفی اثرات مرتب کرے گا۔ تیسری دنیا کے وہ ممالک جو ان کے ہم نوا ہیں، اس بات کو اچھالیں گے سی آئی اے کے ایجنٹ پر عدالت میں مقدمہ چلایا جائے گا۔ اور اس سے کرۂ ارض کی سیاست کو متاثر کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ اور اس سے ہمارا مفاد کو جو نقصان پہنچے گا اس کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔"

"ہمارے ایجنٹ کی گرفتاری کا امکان کتنا ہے؟"
"نہ کے برابر جب وہ مسعود کو آج تک گرفتار نہ کر سکے تو ایک تربیت یافتہ خفیہ ایجنٹ کو جو مسعود سے ملنے جائے گا کیسے پکڑ سکتے ہیں؟"
"اچھا خیال ہے۔"
"میرا خیال ہے کہ یہ کار خیر آپ اپنے ہی ذمے لے لیں۔" ونڈر مین نے کہا۔
ولیم یہ سن کر چونک گیا حالانکہ وہ جانتا تھا کہ اس ملاقات کا مقصد یہی تھا۔ لیکن وہ اس وقت اس مسئلے پر بہت گہرائی سے غور کر رہا تھا۔ اس نے کہا۔ "میں اب اس طرح کا کوئی کام اپنے ذمے نہیں لینا چاہتا۔" لیکن اس کے احتجاج میں زور نہیں تھا اس کے دل کے کسی گوشے سے آواز آرہی تھی کہ اس بہانے جین سے ملاقات ہو جائے گی۔
"میں نے آپ کے پاس سے فون پر بات کی تھی۔" ونڈر مین نے کہا "ان کا خیال تھا کہ یہ کام شاید آپ کو دوبارہ عملی میدان میں لانے کا موجب بن جائے۔"
"تو یہ باقاعدہ ایک منظم منصوبہ ہے کہ مجھے دوبارہ عملی میدان میں لانے کی ترغیب دی جائے۔ ولیم سوچ رہا تھا اور ایسے وقت جب وہائٹ ہاؤس افغانستان میں کچھ ڈرامائی کارنامے انجام دینا چاہتا ہے۔ شاید ان کے ذہن میں یہ بات موجود تھی کہ جین سے ملنے کی خواہش مجھے دوبارہ میدان عمل میں لا سکتی ہے اور ان کا یہ خیال شاید غلط بھی نہیں ہے۔"
لیکن ولیم کو اس بات سے شدید چڑ تھی کہ کوئی اسے کھلونے کی طرح استعمال کرے۔ اور یہ بھی سچ تھا کہ وہ ذہنی طور پر پنج شیر وادی۔ جانے کے لئے آمادہ ہو چکا تھا۔ بڑی دیر تک دونوں خاموش رہے۔ ونڈر مین نے بے صبری کا مظاہرہ کرتے ہوئے پوچھا۔
"کیا میں سمجھ لوں کہ آپ افغانستان جانے کے لئے تیار ہیں؟"
"میں اس موضوع پر ابھی اور غور کرنا چاہتا ہوں۔" ولیم نے جواب دیا۔

کھانے کی میز پر بیٹھے ہوئے ولیم کے والد نے ایک ڈکار لی اور کہا "اچھی تجویز ہے۔"
ولیم نے کھانے کے دوران انہیں مختصراً ان باتوں سے آگاہ کر دیا تھا جو اس کے اور ونڈر مین کے درمیان کل ہوئی تھیں۔
اس نے اٹھتے ہوئے اپنی ماں سے کہا "میں اب اور زیادہ نہیں [illegible] مار رہا۔" اس کے پاس کھڑے ہو کر اس نے پوچھا۔ "آپ [illegible] ہوگا کہ جب میں ایشیا سے آیا تھا تو ایک سوٹ کیس ساتھ لایا تھا۔"
"میں اسے دیکھنا چاہتا ہوں۔"

"اوپر چلے جاؤ۔ کمرہ کھلا ہوا ہے۔ جب تک میں کھانا کھالیتی ہوں۔"
ولیم تقریباً دوڑتے ہوئے زینے پر چڑھ گیا۔ اسٹور مکان کی اوپری منزل پر تھا اور یہ بہت کم استعمال میں آتا تھا۔ یہاں ایک پلنگ پڑا تھا جو دھول میں اٹا ہوا تھا۔ کچھ ٹوٹی کرسیاں پڑی ہوئی تھیں۔ ایک الماری میں بچوں کی کتابیں بھری ہوئی تھیں جن کو پڑھنے کے لئے اب کوئی بچہ گھر میں موجود نہیں تھا۔ ایک الماری کے اوپر اسے وہ سوٹ کیس رکھا ہوا نظر آگیا جس کی اسے تلاش تھی۔ اس نے پلنگ پر رکھ کر اسے کھولا۔ اندر سے اسے پھپھوند جیسی بو آئی۔ شاید پچھلے دس سال سے اس سوٹ کیس کو کسی نے نہیں کھولا تھا۔ اس میں ہر چیز اب بھی موجود تھی۔ اس کے حاصل کردہ میڈل' وہ دو گولیاں جو اس کے جسم سے نکالی گئی تھیں۔ ایک تصویر جس میں ولیم ایک فوجی ہیلی کاپٹر کے پاس کھڑا تھا۔ یہ سب اس کی نوجوانی کی یادگاریں تھیں جب وہ ویت نام لاؤس اور کمبوڈیا میں مصروف جنگ تھا۔

یکایک وہ پیرس کے بارے میں سوچنے لگا۔ اس نے غور کیا کہ اس کے پیشے نے اس کی نجی زندگی کو کس حد تک متاثر کیا ہے۔ اس کی خانگی زندگی برباد ہو چکی تھی۔ وہ تمام عمر امریکہ کے گناہوں کو پوشیدہ رکھنے کے لئے کوشاں رہا اور اب..... ہاں اب یہ تجویز۔ میں افغانستان جاؤں بہرحال اس سے مختلف ہے یہ سچ مچ مجاہدین آزادی کی خدمت ہوگی۔ شاید میری زندگی کا یہی کام ہمارے نامہ اعمال کا نمائندہ کام ہوگا۔ میرا افغانستان جانا اس ملک کی قسمت بدل دینے کا بہانہ بن سکتا ہے۔ مجھے وہاں ضرور جانا چاہئے۔

اور پھر وہاں جین سے ملاقات ہونے کا امکان بھی تو ہے۔

جین سے ملاقات کا خیال ہی اس کے لئے مسرت بخش تھا۔ وہ جانتا تھا کہ جین کے سر پر موت کے بادل چھائے ہیں لیکن اس کی وہاں موجودگی جین کو محفوظ رکھ سکتی ہے۔ وہ جین کے جسم کے ایک ایک عضو کے بارے میں سوچنے لگا۔ کیا وہ اب بھی دلکش ہوگی۔ اس کا گداز بدن کیا اب بھی گرم رہتا ہوگا۔ اس کے بال اب کیسے ہوں گے۔ وہ پہلے سے موٹی ہوگی یا دبلی۔ کیا وہ افغانستان میں رہ کر خوش ہوگی۔ کیا مقامی لوگ اسے پسند کرتے ہوں گے۔ کیا وہ اب بھی اسی جوش و خروش سے جیری والٹر سے محبت کرتی ہوگی..... اور مارگریٹ کیا کہہ رہی تھی..... ہاں وہ کہہ رہی تھی کہ بہتر ہوگا کہ تم اسے بھول جاؤ..... لیکن یہ کیسے ہو سکتا ہے۔

آخر میں وہ پٹیل کے بارے میں سوچنے لگا۔ میں نے پٹیل کو اپنے قریب لانے کی پوری کوشش کی لیکن اس کے لئے میں اب بھی اجنبی ہوں۔ اس کھائی کو پاٹ پانا شاید اب میرے بس میں نہیں ہے۔ اسے جو محبت درکار ہے وہ مارگریٹ اور برنارڈ سے اس کو

مل رہی ہے۔ ان کی زندگی میں اب میرے لئے کوئی جگہ نہیں ہے۔ وہ میرے بغیر بھی خوش رہ سکتی ہے۔

وہ چونکا اس کے سامنے کھلا ہوا سوٹ کیس تھا جس میں اس کی زندگی کے بیش قیمت سال بند تھے۔ اس نے ایک چھوٹا سا پیکٹ نکالا اسے کھولا اس میں سونے کی بالیاں تھیں۔ جس میں بیچے موتی پرو دیئے ہوئے تھے اسے یاد آیا کہ یہ تحفہ اس نے اس لڑکی کے لئے خریدا تھا جو اسے سائیگان میں ملی تھی۔ اور جو اس تحفے کو وصول کرنے سے بیشتر ہی دنیا چھوڑ گئی۔ اسے اس لڑکی سے محبت نہیں تھی لیکن وہ اسے پسند کرتا تھا۔

اس نے جیب سے ایک کارڈ اور قلم نکالا۔ ایک منٹ کچھ سوچا اور لکھا۔

"میری پیاری بیٹی پٹیل۔

تم اپنے کان چھدوا سکتی ہو۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔

محبتوں کے ساتھ۔

تمہارا ڈیڈی۔"

باب ششم

وادی میں گرمی کا موسم آچکا تھا لیکن دریائے پنج شیر کا پانی اب بھی سرد تھا شام کے فرحت بخش دھند لکے میں باندہ کی عورتیں اپنے مخصوص گھاٹ میں نہانے کے لئے آئی تھیں ان میں جین بھی تھی۔ سردی سے اس کے دانت بج رہے تھے۔ لیکن دوسری عورتوں کے ساتھ وہ بھی پانی میں اتر گئی جیسے جیسے اس کا جسم پانی میں ڈوبتا جاتا تھا ویسے ویسے وہ اپنے کپڑے اوپر اٹھاتی جاتی تھی۔ جب پانی سینے کے اوپر آگیا تو وہ کپڑوں سے آزاد ہوگئی۔ یہاں کی دوسری خواتین کی طرح جین بھی غسل کے اس فن سے بخوبی واقف ہوچکی تھی۔

نہانے کے بعد وہ باہر نکلی۔ اس کا پورا بدن کپکپا رہا تھا۔ وہ زہرہ کے پاس کھڑی ہوگئی جو اب بھی بالوں کو پانی میں ڈبو کر صاف کر رہی تھی اس کے ساتھ وہ بلند آواز میں باتیں بھی کررہی تھی۔ بالوں کو نچوڑ کر وہ باہر آئی اور اپنا تولیہ ڈھونڈنے لگی۔ اس نے ایک جگہ سے ریت ہٹائی اور چلائی۔ "میرا تولیہ کس نے لیا۔ میں نے اس گڑھے میں رکھا تھا۔"

زہرہ کی پشت پر جین اس کا تولیہ لئے کھڑی تھی۔ اس نے کہا "تولیہ یہاں ہے۔ تم نے اسے دوسرے گڑھے میں ڈال دیا تھا۔

وہی جملہ ایک بار میں نے ملا کی بیوی سے سنا تھا۔" زہرہ نے کہا اور اپنے اس ذو معنی جملے پر، خود ہی قہقہہ لگانے لگی۔

باندہ کی خواتین نے جین کو اب اپنے قبیلے کا ہی ایک فرد تصور کرلیا تھا۔ ابتدا میں وہ جین سے گفتگو کے دوران احتیاط سے کام لیتی تھی لیکن لڑی کی پیدائش کے بعد ان میں بے تکلفی ہوگئی تھی۔ جیسے اب انہیں یقین ہوگیا ہو کہ جین بھی انہی کی طرح ایک عورت ہے۔ ندی میں غسل کے دوارن ان کی گفتگو اکثر بے لگام ہوجاتی تھی شاید اس کا سبب یہ تھا کہ وہ بچوں کو دوسروں کی تحویل میں چھوڑ کر یہاں خود کو زیادہ آزاد اور بے خوف محسوس کرتی تھیں لیکن اس بے تکلفی کا بڑا سبب زہرہ کا وجود بھی تھا جس کی مٹکتی آنکھوں میں ہر وقت شہوت تیرتی رہتی تھی۔ اس کا ذوق ظرافت قدرے فحش تھا جو افغان عورتوں میں دکجا مردوں تک میں نہیں پایا جاتا تھا۔ زہرہ کے پر مزاج جملوں میں دوہری معنویت ہوتی تھی اور ایسے جملے اس کی زبان سے مسلسل بے تکان نکلتے تھے۔ جین کو یہاں گفتگو کے دوران ایسے مواقع بہ آسانی مل جاتے تھے۔ جب وہ صحت سے متعلق ابتدائی معلومات ان وہی عورتوں کو دے سکتی تھی۔ ضبط تولید اس کی گفتگو کا خاص موضوع ہوتا تھا۔ حالانکہ باندہ کی عورتیں ایسے طریقوں کی فکر میں زیادہ رہتی تھیں جس سے افزائش نسل کی شرح میں تیزی لائی جاسکے۔ لیکن جین سنجیدگی سے اپنی کوشش جاری رکھے تھی۔ کل وہ انہیں ماہواری سے متعلق تفصیلی معلومات دے چکی تھی۔ دوران گفتگو یہ کھلا کہ یہ خواتین سمجھتی ہیں کہ ماہواری سے پہلے اور فوراً بعد ہم بستری سے حمل کا ٹھہرنا یقینی ہوجاتا ہے۔ جین نے اسے سمجھایا کہ یہ خیال درست نہیں بلکہ یہ زمانہ ماہواری کے بارہویں دن سے شروع ہو کر سولہویں دن تک رہتا ہے۔ بظاہر یہ بات انہوں نے مان لی تھی لیکن وہ جانتی تھی کہ انہیں اس بات پر یقین نہیں آیا۔

آج یہ سب عورتیں بے حد خوش تھیں۔ پاکستان جانے والا قافلہ آج باندہ واپس پہنچ رہا تھا۔ یہ قافلہ ہتھیاروں کے علاوہ روزمرہ کی ضرورت کا سامان بھی ساتھ لاتا تھا ان میں خواتین کی آرائش کے لوازمات بھی ہوتے تھے۔

دائی رابعہ کا ایک لڑکا اور زہرہ کا شوہر احمد گل اس قافلے کے امیر تھے۔ زہرہ اپنے شوہر سے ملنے کی خوشی کو چھپا نہیں پا رہی تھی۔ اپنے شوہر کے سامنے زہرہ دوسری افغان خواتین کی طرح خاموش اور اس کی تابعدار رہتی تھی لیکن جین جانتی تھی کہ وہ ایک دوسرے سے بے حد محبت کرتے ہیں۔ آج اس کے اندر خواہشات کا لاوا ابل رہا تھا۔ جو جین سے پوشیدہ نہیں تھا۔

جین کا جسم جلد ہی خشک ہوگیا۔ گرمی کے موسم میں یہاں دن طویل اور ماحول

خوشگوار ہوتا تھا لیکن یہ موسم دو مہینے سے زیادہ نہیں رہتا تھا باقی دن ۔۔۔ یہاں سردی پڑتی تھی۔

زہرہ کل کے موضوع کو آگے بڑھانے میں دلچسپی لے رہی تھی۔ اس نے اپنے بالوں کو رگڑتے ہوئے جین سے کہا "مجھے کسی نے بتایا تھا کہ جلد حاملہ ہونے کے لئے ناغہ نہیں کرنا چاہئے۔"

زہرہ کے منہ سے یہ سن کر محمد خان کی بیوی حلیمہ نے کہا۔ "ہاں اور حمل سے بچنے کے لئے ضروری ہے کہ اس سے پرہیز کیا جائے۔" حلیمہ چار بچوں کی ماں تھی جس میں صرف ایک لڑکا موسیٰ تھا۔ اسے افسوس تھا کہ جین لڑکا ہونے کا کوئی طریقہ نہیں جانتی تھی۔

زہرہ نے حلیمہ سے پوچھا۔ "جب قافلے کے ساتھ تمہارا شوہر چھ ہفتے بعد بلبلایا ہوا آتا ہے۔ تو تم اس سے کیا کہتی ہو؟"

جواب جین نے دیا "وہی جو ملا کی بیوی کہہ رہی تھی۔"

زہرہ نے ایک بھرپور قہقہہ لگایا اور جین مسکرائی۔ ضبط تولید کا یہ طریقہ تو جین نے پیرس جیسے ترقی یافتہ شہر میں بھی نہیں سنا تھا لیکن یہ فطری تھا۔ پنج شیر وادی میں جدید طریقے نہیں پہنچے تھے اور ابھی برسوں تک کوئی امید بھی نہیں تھی۔

سلسلۂ گفتگو فصلوں کی طرف مڑ گیا۔ پنج شیر وادی کی زمین نہایت زرخیز تھی۔ یہاں گیہوں اور جو کی شکل میں زمین سونا اگلتی تھی۔ نوجوان عموماً جنگ و جدال میں مصروف رہتے تھے اور ادھیڑ عمر کے لوگ چاندنی راتوں میں زراعت کا کام سنبھالتے تھے جو انہیں نسبتاً آسان معلوم ہوتا تھا۔ یہ عورتیں اس موسم میں اپنے گھر میں بچی ہوئی خوردنی اشیاء کے بارے میں باتیں کر رہی تھیں۔ انہیں تشویش تھی کہ یہ سامان اب کتنے دن چل سکے گا۔ ایسی ہی دشواریوں کے پیش نظر بیشتر خاندان پاکستان کے مہاجر کیمپوں میں جا کر بس گئے تھے۔

جین جانتی تھی کہ روسیوں کا مقصد یہی ہے کہ افغانی پریشان ہو کر مزاحمت ترک کردیں۔ وہ اس طویل عرصے میں مجاہدین کو شکست نہیں دے سکے تھے لیکن وہ ان کو تباہ و برباد کرنے میں مسلسل مصروف تھے۔ وہ مجاہدین کے رہائشی علاقوں میں لگاتار بمباری کررہے تھے۔ بالکل ویسے ہی جیسے امریکہ نے ویت نام کو اپنا نشانہ بنایا تھا۔ یہ محض اتفاق تھا کہ پنج شیر وادی ابھی تک ان کے شیطانی عزائم سے محفوظ تھی لیکن جین کو خوف تھا کہ یہ زرخیز خطہ کسی دن بھی بنجر زمین میں تبدیل ہوجائے گا اور محمد، زہرہ اور رابعہ بے گھر بے یارو مددگار اور بے مقصد مہاجر کیمپوں میں پناہ لینے پر مجبور ہوجائیں گے صرف اس

لئے ان کے پاس ہیلی کاپٹروں اور جنگی طیاروں سے مقابلہ کرنے کے لئے ضروری وسائل نہیں ہیں۔

تاریکی بڑھ رہی تھی۔ تمام عورتیں غسل سے فارغ ہو کر گاؤں کی طرف چل پڑیں جین بھی زہرہ کے ہمراہ واپس لوٹ رہی تھی۔ زہرہ کی باتیں بھی سن رہی تھی اور لزی کے بارے میں بھی سوچ رہی تھی۔ لزی کی پیدائش سے وہ بہت مطمئن تھی ایک بچہ پیدا کرنے کے بعد وہ خود کو ایک مکمل عورت تصور کر رہی تھی لیکن اب دشواری یہ تھی کہ بچے کی پرورش کا اسے کوئی تجربہ نہیں تھا اور یہاں جو لوگ اسے مشورہ دینے والے تھے وہ جہالت کا شکار تھے۔ اسے برے برے خواب نظر آتے تھے کہ جیسے اس کی لاپرواہی سے بچہ مر گیا یا ندی میں ڈوب گیا۔ بمباری میں ہلاک ہو گیا یا اسے پہاڑے چیتا اٹھا کر لے گیا۔ اپنے ان خوابوں کا تذکرہ وہ جیری سے نہیں کرتی تھی کہ کہیں وہ اسے پاگل نہ تصور کرے۔

اس بات پر اکثر اس رابعہ گل سے اسکی جھڑپ ہو جاتی تھی۔ مثلاً اس نے جین سے کہا تھا کہ وہ بچے کو تین دن تک اپنا دودھ نہ پلائے۔ جین کو یہ بات مضحکہ خیز لگی۔ وہ نہیں سمجھتی تھی کہ قدرت اس کے سینے سے کوئی ایسی چیز برآمد کرے گی جو بچے کے لئے نقصان دہ ہو۔ اس نے رابعہ گل کے مشورے کو نظرانداز کر دیا تھا رابعہ نے یہ بھی کہا تھا کہ بچے کو چالیس دن تک نہلایا نہ جائے لیکن جین پابندی سے لزی کو دوسرے مغربی بچوں کی طرح نہلاتی تھی۔ جین نے ایک دن دیکھا کہ رابعہ اپنی گندی انگلیوں سے لزی کو مکھن اور شکر ملا کر کھلا رہی ہے۔ جین نے اسے ایسا کرنے سے سختی سے منع کر دیا۔ دوسرے دن رابعہ کسی بچے کی ولادت کے سلسلے میں کہیں چلی گئی اور اپنی جگہ اپنی ایک پوتی فرح کو جین کے پاس بھیج دیا۔ فرح کی عمر تیرہ سال تھی اور بچے کی نگہداشت کا اسے کوئی تجربہ نہیں تھا۔ اسے کوئی معاوضہ نہیں چاہیئے تھا۔ صرف اس کے کھانے کے عوض وہ جین کی خدمت کر رہی تھی۔ رابعہ نے اسے مستقبل میں دایہ بنانا چاہتی تھی۔ اس کا خیال تھا کہ جین کے پاس رہ کر فرح کچھ مغربی طریقوں سے واقف ہو جائے گی۔ اور یوں اس کی نیک نامی میں اضافہ ہو گا۔

رابعہ کی غیر موجودگی میں جیری واپس آگیا تھا۔ لزی کو دیکھ کر وہ بہت خوش تھا اس نے جین کو مشورہ دیا کہ لزی جب رات میں اٹھتی ہے تو اسے اپنا دودھ پلانے کے بجائے بکری کا ابلا ہوا دودھ دے۔ اس نے اپنے طبی لوازمات میں سے ایک بوتل نکال کر جین کو دی۔ شب میں لزی کے رونے پر جین کی آنکھ کھل جاتی تھی لیکن وہ لیٹے لیٹے دیکھتی کہ جیری نہایت شفقت سے بچی کو دودھ پلا رہا ہے۔

خواتین کا گروہ بوسیدہ دیواروں والے مکان تک آگیا تھا اور ایک ایک کر کے سب عورتیں اپنے اپنے گھروں کی جانب مڑ گئی تھیں جین جب گھر پہنچی تو فرح لزی کو کوئی نغمہ سنا رہی تھی۔ یہ شاید کوئی مقامی لوری تھی۔ لزی آنکھیں ادھر ادھر کر رہی تھی اور سونے پر بالکل آمادہ نہیں تھی۔

جین نے فرح سے چائے بنانے کو کہا۔ فرح بے حد شرمیلی لڑکی تھی۔ وہ غیر ملکیوں کے ساتھ کام کرنے میں اور بھی جھجکتی تھی۔ لیکن جین کے رویئے سے بہت جلد مطمئن اور بے تکلف ہو گئی تھی۔

جین کے آنے کے چند منٹ بعد جیری والٹر اندر داخل ہوا۔ اس کے کپڑے میلے اور خون آلود تھے۔ اس کے چہرے سے تھکن ظاہر ہو رہی تھی وہ اس وقت خینج سے آ رہا تھا جو یہاں سے دس میل دور تھا جین پنجوں کے بل کھڑی ہو گئی اور اس کے گالوں کا بوسہ لیا "سفر کیسا رہا؟" جین نے فرانسیسی میں پوچھا۔

جیری نے لزی کے اوپر جھکتے ہوئے جواب دیا "بہت برا" پھر اس نے لزی کو مخاطب کرتے ہوئے کہا "ہیلو مائی ڈیئر" لزی اسے دیکھ کر مسکرا رہی تھی۔

"آخر ہوا کیا؟" جین نے بے چینی سے پوچھا۔

"زخمی مجاہدین کو ایک محفوظ جگہ رکھا گیا تھا۔ لیکن وہاں بمباری شروع ہو گئی۔ فوری طور پر انہیں دوسری محفوظ جگہ منتقل کرنا پڑا۔ اسی لئے مجھے آنے میں دیر ہو گئی۔"

وہ ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے بولا "کیا ایک کپ چائے مل سکتی ہے؟"

"چائے آ رہی ہے۔" جین نے کہا "یہ جھڑپ کس قسم کی تھی؟"

"اب تو یہ سب معمول بن چکا ہے۔" جیری نے اپنی آنکھیں بند کرتے ہوئے کہا "ہیلی کاپٹروں میں روسی فوجی آتے ہیں۔ گاؤں میں بھگدڑ مچتی ہے۔ اور تمام باشندے پہاڑیوں میں روپوش ہو جاتے ہیں۔ کمین گاہوں سے روسی فوج پر حملہ کرتے ہیں۔ جلد ہی ہتھیار کی کمی انہیں فرار پر مجبور کر دیتی ہے۔

جین نے گردن کی جنبش سے جیری سے ہمدردی کا اظہار کیا۔ یہ ایک تھکا دینے والا کام تھا کہ ایک بے جوڑ سی جنگ میں زخمیوں کا علاج کیا جائے۔

باندہ ابھی تک اس طرح کے کسی حملے سے محفوظ تھا لیکن جین ہمیشہ خوفزدہ رہتی تھی۔ وہ اکثر خواب میں دیکھتی تھی کہ لزی کو سینے سے لگائے بھاگ رہی ہے۔ اوپر ہیلی کاپٹروں کا شور ہے اور آس پاس مشین گنوں کی گولیاں ٹکرا رہی ہیں۔

فرح گرم گرم سبز چائے لے کر آئی۔ ساتھ ہی خشک نان کے ٹکڑے تھے جس میں مکھن لگا ہوا تھا۔ جین اور جیری چائے پینے لگے۔ مکھن کا حصول یہاں دن بدن دشوار ہوتا

جارہا تھا اور ان کے کھانوں کی نوعیت ضرورت کے مطابق وقتاً" فوقتاً" تبدیل ہوتی رہتی تھی۔ ایک فرانسیسی عام حالات میں ایسے کھانے نہیں کھا سکتا تھا لیکن وہ اب اس کے عادی ہو چکے تھے۔

لزی کے رونے کی آواز سن کر جین کے سینے میں دودھ نے ابلنا شروع کردیا اس نے جیری سے کہا "تھوڑا سا مکھن فریح کے لئے بھی چھوڑ دینا۔"

"اچھی بات ہے۔" جیری نے بچے ہوئے کھانے کو ایک طرف کھسکا دیا۔ لزی سو گئی تھی لیکن جین جانتی تھی کہ ابھی چند منٹ بعد وہ دوبارہ اٹھے گی اور دودھ کے لئے روئے گی چائے ختم کرتے ہوئے جیری نے جین سے کہا "آج پھر مجھے تمہاری ایک شکایت ملی ہے۔"

"کس سے؟" جین کے لہجے میں ترشی عود کر آئی۔

"محمد خان سے۔" جیری کی آواز میں مدافعت اور سرکشی کے عناصر شامل تھے۔ "وہ کیا کہہ رہا تھا؟"

"یہی کہ تم گاؤں کی عورتوں کو بانجھ بنانے پر تلی ہوئی ہو۔"

جین نے ایک گہری سانس لی۔ وہ گاؤں کے لوگوں کی ان احمقانہ باتوں سے خفا نہیں تھی بلکہ اس کی خفگی اس لئے تھی کہ جیری ان کا ہم نوا تھا۔ اس نے کہا "اس کے پیچھے عبداللہ کریم ہوگا۔ گھاٹ پر اس کی بیوی بھی تھی یقیناً اس کی ساری باتیں اپنے شوہر کو بتائی ہوں گی۔" جین نے کہا۔

"کچھ بھی ہو تمہیں یہ سلسلہ روک دینا چاہیے۔"

"کون سا سلسلہ؟"

"یہی کہ حمل سے کس طرح بچا جاسکتا ہے! اس کی تعلیم عورتوں کو دینے سے" جیری نے کہا۔

"یہاں کی خواتین کو جین جس ہمدردی سے تعلیم دے رہی تھی۔ یہ اس کا نہایت بھونڈا اظہار تھا۔ وہ اپنے دفاع میں کچھ کہنا نہیں چاہتی تھی۔ لیکن بولی "میں یہ سلسلہ کیسے روک سکتی ہوں۔"

"اس سے مشکلیں پیدا ہوں گی۔" جیری نے اطمینان سے کہا جس سے جین چڑھ سی گئی۔ اگر ہم ملا سے اس طرح متصادم رہے تو جلد ہی ہمیں افغانستان چھوڑنا پڑے گا۔ اور سوچو کہ اس طرح اس ادارے کی کتنی بدنامی ہوگی جس نے ہمیں یہاں بھیجا ہے۔ اور ممکن ہے اس کا اثر یہ بھی ہو کہ آئندہ ہم ڈاکٹروں کو یہاں آنے سے روک دیا جائے۔ یہ لوگ ایک مقدس جنگ لڑ رہے ہیں۔ جس میں جسمانی صحت سے زیادہ روحانی طاقت کو

اہمیت حاصل ہے۔ مجاہدین آزادی کو یہ فیصلہ کرنے میں کوئی جھجک نہیں ہوگی۔ کہ وہ ڈاکٹروں کے بغیر بھی اپنا کام چلا سکتے ہیں۔"

جین کو معلوم تھا کہ کچھ دوسرے ادارے بھی افغانستان میں ڈاکٹر بھیجتے ہیں لیکن اس نے خاموشی رہنے کو ترجیح دی تھوڑے وقفے کے بعد وہ بولی۔ "یہ جوکھم تو ہمیں لینا ہی پڑے گا۔"

"کیا واقعتاً ہم کوئی جوکھم اٹھانے کی حالت میں ہیں؟" جیری کو غصہ آنے لگا تھا۔ "اور یہ خطرہ آخر ہم کیوں مول لیں؟"

"اس لئے کہ یہی وہ مستقل قدریں ہیں جو ہم افغانیوں کو دے سکتے ہیں معلومات ان کے لئے زندگی سے بھی زیادہ ضروری ہیں۔ یہ ٹھیک ہے کہ ہم ان کے زخموں کا علاج کرتے ہیں لیکن ممکن ہے کل ان کے پاس ڈاکٹروں کی ایسی سہولت نہ ہو۔ اس حالت میں حفظان صحت سے متعلق ہماری دی ہوئی ابتدائی معلومات ان کے کام آئیں گی لہٰذا اس سلسلے کو ترک کرنے سے بہتر میں اس بات کو سمجھتی ہوں کہ عبداللہ کا مقابلہ کروں۔"

"میرا اب بھی یہی مشورہ ہے۔ کہ مقامی لوگوں کو اپنا دشمن نہیں بنانا چاہیے۔"

"اس نے اس وقت مجھے چھڑی سے پیٹا تھا جب میں حاملہ تھی۔" جین نے چیختے ہوئے کہا یہ آواز سن کر لڑکی کی آنکھ کھل گئی اور وہ رونے لگی۔ وہ پھر سے اسے دودھ پلانے لگی۔ اس سے پہلے کہ وہ دوبارہ گفتگو شروع کرتے باہر سے کچھ شور و غل کی آوازیں سنائی دیں۔

جیری کی تیوریوں پر بل پڑے۔ وہ آوازوں کو سننے کی کوشش کرنے لگا۔ اور اپنی جگہ سے کھڑا ہوگیا۔ برآمدے سے کوئی مردانہ آواز آئی۔ جیری نے ایک کمبل اٹھا کر دودھ پلاتی ہوئی جین کو ڈھانپ دیا۔ حالانکہ یہ اب بھی افغان تہذیب کے منافی تھا۔

"اندر آجایئے۔" جیری نے دری زبان میں کہا۔

داخل ہونے والا محمد خان تھا جین نے سوچا کہ وہ اپنے خیالات سے براہ راست محمد خان کو آگاہ کردے لیکن اس کے چہرے پر تو ہوائیاں اڑ رہی تھیں اس نے جین کی طرف دیکھا بھی نہیں اور جیری سے کہا "پاکستان سے واپس آتے وقت قافلے پر گھات لگا کر حملہ کیا گیا۔ ہمارے ستائیس آدمی اس میں کام آئے اور تمام سامان بمعہ اسلحہ جات ہمارے قبضے سے جاتا رہا۔"

غم و اندوہ کی ایک شدید لہر کے زیر اثر جین نے اپنی آنکھیں بند کرلیں وہ لوگ اس وادی تک خود بھی اسی طرح کے ایک قافلے کے ساتھ آئے تھے۔ یہ سفر چاندنی راتوں میں نہایت احتیاط سے ٹیڑھے میڑھے راستوں پر کیا جاتا تھا۔ ان مصائب کے ساتھ جب

قافلے پر ہیلی کاپٹروں سے راکٹوں اور مشین گنوں سے گولیوں کی بوچھاڑ ہوتی ہوگی تو کیا حال ہوتا ہوگا۔ جین سوچ رہی تھی۔

یکایک اُسے زہرہ کا خیال آیا۔ اس کا شوہر بھی اس قافلے میں شامل تھا۔ اس نے پوچھا ''احمد گل تو خیریت سے ہے نا؟''

''ہاں زندہ ہے'' محمد خان نے مختصر سا جواب دیا۔

''خدا کا شکر ہے'' جین کے منہ سے نکلا

''لیکن وہ شدید زخمی ہے۔''

''باندہ سے کون شہید ہوا۔''

''کوئی نہیں' باندہ اس معاملے میں خوش قسمت رہا۔ میرا بھائی مطیع اللہ بالکل ٹھیک ہے ملا کا بھائی عالیشان کریم بھی بخیریت ہے۔ دو اور لوگ بھی زخمی ہوئے ہیں۔''

''میں فوراً تمہارے ساتھ چلتا ہوں۔'' جیری نے کہا وہ دوسرے کمرے میں گیا جو کبھی دکان تھی اور اب جسے دواخانے کی حیثیت سے استعمال کیا جاتا تھا۔

جین نے لڑکی کو جو سو چکی تھی آہستہ سے نیچے لٹا دیا اور خود کھڑی ہوگئی۔ جیری کی مدد کی ضرورت تھی۔

محمد خان نے یاس بھرے لہجے میں کہا ''ہم بغیر ہتھیاروں کے ہوگئے۔''

جین کو افسوس ہوا۔ وہ اس جنگ کی نوعیت کو اچھی طرح سمجھ چکی تھی۔ اب زخمیوں کو دیکھ کر اس کی آنکھوں میں آنسو نہیں آتے تھے۔ افغانیوں نے اسے مقدس جہاد کی شکل دے دی تھی جس مین مرنا خوش بختی کی علامت اور زندہ رہنا مصروف جنگ رہنے کا پیغام سمجھا جاتا تھا۔

''اس برس ہمارے چار قافلے اسی طرح گھات لگا کر لوٹ لئے گئے اور صرف تین ہی اپنی منزل تک صحیح سلامت پہنچ سکے۔'' محمد خان نے اپنی بات جاری رکھتے ہوئے کہا۔

''لیکن روسیوں کو ان قافلوں کے راستوں کا علم کیسے ہوجاتا ہے۔'' جین نے حیرت سے پوچھا۔

جیری جو یہ باتیں دوسرے کمرے سے سن رہا تھا دروازے پر آکر بولا۔ ''شاید انہوں نے ہیلی کاپٹر کا گشت بڑھا دیا ہے۔ یا پھر سٹلائٹ کے ذریعہ معلومات حاصل کرتے ہوں گے۔''

محمد خان نے اپنے سر کو انکار میں جنبش دیتے ہوئے کہا ''میرا خیال ہے پختون ہمیں دھوکا دے رہے ہیں۔''

جین کو اس بات پر یوں یقین آگیا جب وہ ایک قافلے کے ساتھ وادی میں آئی تھی

اس وقت اس نے اپنی آنکھوں سے یہ باتیں دیکھی تھیں۔ راستے میں ملنے والے گاؤں کے لوگ روسیوں کو قافلے کی گزر گاہیں بتا کر اپنے کو ان کے شر سے محفوظ کر لیتے تھے۔
جین نے ان چیزوں کے بارے میں سوچا جو ان کے دواخانے کے لئے یہ قافلہ لا رہا تھا جراثیم کش گولیاں، انجکشن، پٹیاں اور ایسا ہی دوسرا سامان جس کی ایک طویل فہرست جیری نے تیار کر کے احمد گل کو دی تھی۔ جین کے نقطہ نظر سے ان دواؤں کا ضائع ہونا ہتھیاروں کے ضائع ہونے سے زیادہ اہم تھا۔
جیری والٹر تیار ہو کر کمرے سے باہر نکلا۔ اس کے ہاتھ میں اس کا میڈیکل بیگ بھی تھا۔ تینوں چل پڑے باہر گھنا اندھیرا تھا۔ جین نے پلٹ کر فرح کو لڑی سے متعلق کچھ ضروری ہدایات دیں اور ان کے ساتھ چل پڑی۔
وہ مسجد کے قریب پہنچے یہ عمارت اسلامی آرٹ کا کوئی نمونہ نہیں تھی بلکہ ناپختہ دیواروں اور چٹائی کی چھتوں سے ڈھکی ہوئی ایک جھونپڑی تھی اسے باندہ کے لوگ عبادت کے علاوہ مدرسہ کے طور پر بھی استعمال کرتے تھے لیکن آج اس کی نوعیت بدل کر اسپتال کی ہو گئی تھی۔
مسجد کے اندر تیل کا چراغ روشن تھا۔ باہر لوگوں کی بھیڑ تھی جس میں عورتیں اور مرد دونوں ہی شامل تھے۔ سب ہی مغموم اور افسردہ تھے۔ کچھ عورتیں رو بھی رہی تھیں۔
جیری، محمد خان اور جین کو دیکھ کر لوگوں نے ان کے لئے راستہ بنایا اور وہ مسجد میں داخل ہو گئے۔
اس حملے میں زندہ بچ جانے والے چھ زخمی نوجوان زمین پر لیٹے ہوئے تھے۔
ان میں سے تین معمولی طور پر اور تین زیادہ زخمی تھے۔ جین نے مطیع اللہ جو محمد خان کا چھوٹا بھائی تھا اور عالیشان کریم کو فوراً پہچان لیا۔ تیسرا زخمی احمد اسٹریچر پر بے سدھ پڑا تھا۔ اس کے اوپر کمبل ڈال دیا گیا تھا۔ اس کی آنکھیں بند تھیں اور چہرہ زرد ہو رہا تھا۔
اس کی بیوی زہرہ اس کے پیچھے کھڑی اپنے دامن کو منہ پر رکھ کا اپنی سسکیاں روکنے کی ناکام کوشش کر رہی تھی جین کو اس کے دکھ کا اندازہ تھا لیکن احمد گل کی۔ حالت دیکھتے ہوئے وہ اسے تسلی دے کر بہلا بھی نہ سکتی تھی۔
جیری والٹر نے ایک میز منگوائی۔ گرم پانی اور تولیہ بھی اس کی طلب پر فوراً مہیا کیا گیا۔ اس نے بغور احمد گل کا طبی معائنہ کیا اور دری زبان میں دوسرے مجاہدین سے پوچھا۔ "کیا یہ بم پھٹنے سے زخمی ہوا ہے؟"
"ہیلی کاپٹروں میں راکٹ تھے۔" ایک شخص نے جواب دیا۔ "ان میں سے ایک اس کے قریب آکر گرا تھا۔"

جیری والٹر، جین کی طرف متوجہ ہوا اور فرانسیسی میں کہا "اس کی حالت تو بہت خراب ہے۔ مجھے حیرت ہے کہ اتنے طویل سفر کے بعد یہ اب تک زندہ کیسے ہے۔"

جین خود بھی اس کی حالت دیکھ رہی تھی۔ اس کا چہرہ اور پورا لباس خون میں تر تھا۔

زہرہ پر امید نگاہوں سے جین کی طرف دیکھ رہی تھی۔ "ان کی حالت کیسی ہے۔" اس نے ہمت کر کے دری میں پوچھا۔

"مجھے افسوس ہے کہ زہرہ کہ احمد کی حالت انتہائی نازک ہے۔ اب خدا ہی انہیں بچا سکتا ہے۔" جین نے جواب دیا۔

زہرہ یہ بات پہلے ہی سمجھ چکی تھی لیکن جین کی تصدیق کے بعد اس کی آنکھوں سے آنسوؤں کی دھار بہہ نکلی۔

جیری نے کہا "جین تم جب تک دوسروں کو چیک کرو۔ اس وقت ایک منٹ ضائع کرنا بھی خطرناک ہو سکتا ہے۔"

جین دوسرے دو مجاہدین کا معائنہ کرنے لگی۔

جیری احمد گل کو میز پر لٹانے میں مجاہدین کی مدد کر رہا تھا۔ اس کے بعد اس نے زخموں کو صاف کیا۔ اسے بے ہوشی کی دوا دی اور اس کی ٹوٹی ہوئی ہڈیاں دیکھنے لگا۔

نصف شب کے کچھ منٹ بعد احمد گل کا انتقال ہو گیا۔ جیری والٹر غصے میں بے قابو ہو رہا تھا۔ اس لئے نہیں کہ احمد گل سے اسے محبت تھی۔ وہ تو اسے جانتا بھی نہیں تھا۔ بلکہ اس کی غصے کا سبب یہ تھا کہ اگر اس کے پاس بجلی اور آپریشن کا انتظام ہوتا تو اس کی زندگی بچائی جا سکتی تھی۔

اس نے مرحوم کا چہرہ کمبل سے ڈھانپتے ہوئے اس کی بیوی زہرہ کی طرف دیکھا جو گھٹنوں سے ساکت کھڑی اس کی طرف دیکھ رہی تھی۔ "مجھے افسوس ہے کہ میں انہیں بچا نہیں سکا۔" اس نے کہا زہرہ نے کوئی جواب نہ دیا۔ ایسے مواقع پر اکثر لوگ اسے ہی الزام دیتے تھے اور وہ جواباً کہتا تھا کہ میں خدا تو نہیں ہوں۔ لیکن زہرہ نے اس سے کچھ بھی نہیں کہا اور خاموش کھڑی رہی۔

وہ خود بھی بہت تھک چکا تھا۔ آج کا پورا دن زخموں سے چور لوگوں کی مرہم پٹی کرتے گزرا تھا لیکن یہ پہلا شخص تھا جسے وہ بچا نہیں سکا۔

قریب موجود لوگ مرحوم کے عزیز و اقارب تھے جو آگے آئے اور اسے اٹھا کر آخری رسوم کے لئے لے جانے لگے۔ زہرہ اس منظر کی تاب نہ لا سکی۔ اور آہ و بکا کرنے لگی۔ جین نے اسے سہارا دیا اور اسے لے کر ایک طرف چلی گئی۔

جیری والٹر نے اپنے شانوں پر کسی کے ہاتھ کا لمس محسوس کیا۔ اس نے مڑ کر دیکھا وہ

محمد خان تھا جس نے اس قافلے کا انتظام کیا تھا۔ جیری کو اپنے گناہ کا شدید احساس ہوا۔
محمد خان نے کہا "خدا کی یہی مرضی تھی۔"
جیری نے صرف سر ہلایا۔ محمد خان نے اپنی جیب سے پاکستانی سگریٹ کا پیکٹ نکالا اور ایک سگریٹ جلا کر پینے لگا۔ جیری اپنے آلات کو یکجا کرنے میں معروف تھا۔ وہ محمد خان سے نظریں نہیں ملا پا رہا تھا۔
"اب آپ کیا کریں گے۔" جیری نے اپنی خفت مٹانے کی کوشش کرتے ہوئے پوچھا۔
"فوراً ہی دوسرا قافلہ بھیجنا ہوگا۔" محمد خان نے کہا۔ "ہمیں کسی بھی قیمت پر ہتھیار حاصل کرنا ہیں۔"
جیری والٹر مستعد ہو گیا۔ جیسے اس کی ساری تھکن رخصت ہو گئی ہو "کیا آپ نقشہ دیکھنا چاہیں گے۔" اس نے محمد خان سے پوچھا۔
"ہاں۔"
جیری نے اپنا بیگ بند کیا اور وہ دونوں باہر نکلے ستاروں کی مدھم روشنی میں وہ جیری والٹر کی رہائش گاہ تک آئے۔ دہلیز میں فرح لزی کے پالنے کے پاس لیٹی ہوئی تھی وہ فوراً اپنی جگہ سے اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔
"اب تم جا سکتی ہو۔" جیری نے فرح سے کہا اور وہ کوئی جواب دیئے بغیر وہاں سے چلی گئی۔
جیری نے اپنا بیگ زمین پر رکھا اور پالنے کو اٹھا دیتے ہوئے خواب گاہ میں چھوڑ آیا لزی سو رہی تھی۔ لیکن اس کے مڑتے ہی وہ رونے لگی۔
"یہ کیا ہو رہا ہے۔" اس نے لزی سے کہا "تمہاری ممی بس آنے والی ہے۔"
لزی نے رونا بند نہیں کیا تو وہ اسے گود میں لے کر دہلیز تک آ گیا جہاں محمد خان اس کا منتظر تھا۔
"کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ حملے کے وقت دراصل قافلہ کس جگہ تھا۔" اس نے محمد خان سے پوچھا۔
محمد خان نے قریب رکھے ہوئے نقشے کو اٹھا کر کھولا اور شہر جلال آباد کے پاس ایک جگہ انگلی رکھ دی۔
قافلے نے جو پگڈنڈیاں اختیار کی تھیں ان کی نشاندہی اچھے سے اچھے نقشے میں نہیں تھی لیکن جیری کے پاس افغانستان کا جو نقشہ تھا اس میں ہموار راستوں اور موسم کے اثرات کا بھی تفصیلی اندراج تھا۔ پگڈنڈیوں کے بارے میں بیشتر محمد خان اپنی یادداشت

سے کام لیتا تھا۔ تمام نشیب و فراز اور خطرات کے بارے میں وہ آزادانہ جیری والٹر سے مشورہ کرتا تھا۔

جیری نے کہا۔ "میرا خیال ہے کہ اب کی بار آپ جلال آباد سے شمالی راستہ اختیار کریں۔" اس نے نقشے میں جگہ کی نشاندہی کرتے ہوئے کہا" نقشے میں یہ پگڈنڈیاں مکڑی کے جال کی طرح دریائے قمر اور دریائے نورستان کے درمیان موجود تھیں۔

محمد خان نے دوسری سگریٹ جلالی تھی۔ وہ دوسرے افغان لوگوں کی طرح کثرت سے سگریٹ کا عادی تھا۔ اس نے مبہم انداز میں سر کو جنبش دیتے ہوئے کہا "اس علاقے میں ہم پر کئی حملے ہو چکے ہیں اور اگر یہاں کے لوگ غداری کر رہے ہیں تو ان راستوں پر اعتبار نہیں کیا جا سکتا ہم اپنا اگلہ قافلہ جلال آباد کے جنوبی راستے سے بھیجیں گے۔"

جیری کی تیوریوں پر بل پڑے۔ "میں سمجھتا تھا کہ یہ ناممکن ہے جنوب میں میدان ہی میدان ہیں۔ نہایت غیر محفوظ اور راہ خیبر کا یہ راستہ ویسے بھی خطرناک ہے۔"

"ہم درہ خیبر کا استعمال نہیں کریں گے۔" محمد خان نے کہا "اس نے نقشے میں ایک جگہ انگلی رکھی اور افغان پاک کی جنوبی سرحد پر انگلی پھیرتے ہوئے کہا "ہم نرفغال سے سرحد عبور کریں گے۔ اور پنج شیر وادی سے اس سمت کا راستہ قدرے محفوظ بھی ہے۔"

جیری والٹر نے اپنی مسرت کو پوشیدہ رکھنے کی کوشش کرتے ہوئے تائید میں گردن کو جنبش دی۔ "ہاں یہ بات سمجھ میں آتی ہے قافلہ کب بھیجیں گے آپ؟"

محمد خان نے نقشے کو تہہ کرتے ہوئے کہا "پرسوں ہم زیادہ وقت خراب کرنے کے حق میں نہیں ہیں۔" اس نے نقشے کو بند کر کے رکھ دیا۔ اور دروازے سے باہر نکل گیا۔

تھوڑی دیر بعد جین کمرے میں داخل ہوئی اور شب بخیر کہتی ہوئی خواب گاہ کی طرف چلی گئی۔ جیری یہ سوچ کر خوش تھا کہ خوبرو مجاہد محمد خان اب جین کی طرف سے سردمہری برت رہا ہے۔ جین کے حاملہ ہونے کے بعد اس نے اپنی پوری توجہ جین کی طرف سے ہٹا کر اپنے مقاصد کی تکمیل کی جانب منتقل کرلی تھی۔ ورنہ وہ فکر مند تھا کہ کہیں دونوں کا یہ تعلق کوئی سنگین مسئلہ نہ پیدا کر دے۔

جیری کا میڈیکل بیگ اب بھی فرش پر رکھا تھا اور اس کی گود میں لزی شاید سو گئی تھی۔ جین آئی اور اس کا بیگ اٹھانے لگی جیری کے دل نے جیسے دھڑکنا بند کر دیا۔ اس نے فوراً لزی کو جین کی طرف بڑھایا۔ اور بیگ اس کے ہاتھ سے لے لیا۔ جین نے حیرت سے اسے دیکھا۔

جین لزی کو دودھ پلانے لگی اور وہ بیگ اور نقشہ لے کر دوسرے کمرے میں گیا۔ اس کمرے میں دواؤں کے ڈبے اور دوسرا طبی سامان بھرا ہوا تھا۔ اس نے اپنا بیگ ایک

الماری میں رکھ کر کھولا اور ٹیلیفون جیسی پلاسٹک کی کوئی مشین نکال کر اپنے جیب میں رکھ لی۔ اس کے بعد اس نے بیگ سے سارے آلات بھی باہر نکال لئے تاکہ انھیں گرم پانی سے صاف کیا جاسکے اور انھیں الماری میں سلیقے سے جما دیا۔

وہ دوبارہ دہلیز میں آیا جین بیٹھی ہوئی تھی۔ اس نے کہا "بڑی گندگی محسوس ہو رہی ہے۔ سوچتا ہوں ندی سے جا کر نہا آؤں کچھ دن بھر کی تھکن بھی کم ہو جائے گی۔"

جین کی آنکھوں میں نیند تھی اس نے کہا "جلدی آجانا۔"

وہ تیزی سے باہر نکل گیا۔

سارا گاؤں سو رہا تھا۔ کچھ مکانوں سے چراغوں کی مدھم روشنی باہر آرہی تھی۔ کہیں کسی کھڑکی سے کسی عورت کے رونے کی آواز آرہی تھی۔ لیکن ماحول میں گہری تاریکی کی حکمرانی تھی۔

وہ جو کے دو کھیتوں کے درمیان پتھریلی مینڈھ سے گزر رہا تھا۔ گاؤں کے لوگ ان کھیتوں میں کام کر رہے تھے۔ ایک کھیت میں وہ لوگ چراغ کی روشنی میں بیج بو رہے تھے۔ وہ خاموشی سے بغیر کسی سے بات کئے آگے بڑھتا چلا گیا۔

وہ ندی کے پاس پہنچا اور وہاں سے پہاڑی کی طرف جانے والے راستے کی طرف مڑ گیا۔ چوٹی پر وہ محفوظ مقام تھا جو اس نے اس مخصوص کام کے لئے منتخب کیا تھا۔ اس نے اپنی جیب سے ریڈیو نکالا اور اس کا انٹینا کھینچ دیا۔ یہ جدید ترین ٹرانسمیٹر تھا جو نہایت حساس تھا۔ اور کے جی بی نے اسے خصوصی طور پر مہیا کیا تھا۔ روسیوں نے افغانستان کی مختلف پہاڑیوں میں خفیہ طور پر اپنے اسٹیشن قائم کر رکھے تھے جو ان ٹرانسمیٹروں کے پیغام کو متعلقہ حکام تک فوراً پہنچا دیتے تھے۔

اس نے بٹن دبایا اور کوڈ میں بولنا شروع کیا "دس از سمپلیکس پلیز"

اس نے کچھ دیر جواب کا انتظار کیا اور پھر دوبارہ کہا "دس از سمپلیکس پلیز۔"

تین بار کی کوشش کے بعد جواب ملا "ہیر از بٹلر گو اہیڈ۔"

"آپ کی پارٹی کو عظیم الشان کامیابی حاصل ہوئی ہے۔"

"میں دوہراتا ہوں پارٹی کو عظیم الشان کامیابی ملی ہے۔" جواب آیا۔

"ستائیس افراد نے شرکت کی اور ایک شخص بعد میں آیا۔" جیری نے کوڈ میں کہا۔

"میں دوہراتا ہوں ستائیس افراد نے شرکت کی اور ایک بعد میں آیا۔"

"وہ دوسری پارٹی تشکیل دے رہے ہیں۔ مجھے تین اونٹوں کی ضرورت ہے۔"

وہ دوسری پارٹی تشکیل دے رہے ہیں۔ مجھے تین اونٹوں کی ضرورت ہے۔" جیری کے اس کوڈ کا مطلب یہ تھا کہ آج سے تیسرے دن میں ملنا چاہتا ہوں۔"

"میں دوہراتا ہوں۔ آپ کو تین اونٹوں کی ضرورت ہے۔" جواب آیا۔
"میں مسجد میں ملوں گا۔" یہ بھی کوڈ تھا۔ مسجد کا مطلب وہ طے شدہ مقام تھا جہاں وہ اکثر ملا کرتے تھے۔
"میں دوہراتا ہوں آپ مسجد میں ملیں گے۔" جواب آیا۔
"اوور اینڈ آؤٹ۔" جیری نے کہا اور ٹرانسیٹر بند کر کے جیب میں رکھ لیا۔ وہ تیزی سے چلتا ہوا ندی پر آیا۔ اس نے کپڑے اتارے اور جسم میں صابن مل مل کر بدن صاف کیا۔ وہ اتنا خوش تھا کہ برف جیسے ٹھنڈے پانی سے نہانے کا اسے بالکل ہی احساس نہیں ہو رہا تھا۔

باب ہفتم

"یہ بچہ خسرہ' آنتوں میں ورم اور داد جیسی بیماریوں میں مبتلا ہے۔" جیری والٹر نے جین سے کہا۔ "اور اس کا سبب گندگی اور ناکافی غذا کے سوا کچھ نہیں ہے۔"
"اور یہ مسئلہ یہاں ہر شہری کو درپیش ہے۔" جین نے کہا۔
وہ دونوں فرانسیسی میں باتیں کر رہے تھے۔ بیمار بچے کی ماں امید و بیم کی کیفیت میں مبتلا ان دونوں کی طرف دیکھ رہی تھی۔ جیری نے اس کی بے چینی کو محسوس کیا اور دری میں اس سے کہا "تمہارا بچہ ٹھیک ہو جائے گا۔"
وہ غار کے دوسرے سرے میں گیا جہاں اس کا بیگ رکھا ہوا تھا۔ ان کے دواخانے میں آنے والے ہر بچے کو لازمی طور پر بی سی جی کے انجکشن لگا دیئے جاتے تھے۔ اس نے انجکشن تیار کرتے ہوئے دزدیدہ نگاہوں سے جین کی طرف دیکھا جو بچے کو پلانے کے لئے گلوکوز اور دیگر ادویات کا محلول تیار کر رہی تھی۔ اس کی حرکات میں پھرتی اور شفقت تھی۔ اس نے بچے کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لیا اور اسے پیار کرنے لگی۔ جیری کو جین کی یہ ادا بہت پسند آئی۔
انجکشن لے کر اس نے اپنی پیٹھ بچے کی طرف کر لی تاکہ وہ دیکھ نہ سکے۔ جب وہ مڑا تو انجکشن اس کی آستین میں چھپا ہوا تھا۔ جین نے بچے کی دائیں بانہہ کھولی اور اسے الکوحل سے صاف کیا۔ اس کے چہرے پر معصوم شرارت تھی اور وہ بچے کو اپنی طرف متوجہ کرنے میں کامیاب تھی۔ جیری بغور اسے دیکھ رہا تھا لیکن اسے افسوس تھا کہ وہ جین کے اندر موجزن خیالات کے سمندر سے قطعی نابلد تھا۔

وہ اکثر اندازے قائم کرتا تھا۔ لیکن جین سے کبھی کچھ پوچھنے کی ہمت نہیں کر سکا۔
دراصل یہ اس کے دل کا چور تھا۔ اسے احساس تھا کہ وہ ایک بے وفا اور بے رحم شوہر ہے جسے دراصل اپنی بیوی جین سے کوئی دلچسپی نہیں ہے اس کا مقصد اس کی خانگی زندگی سے زیادہ اہم تھا۔ جین کے جسم کی دلکشی بھی اب اس کے لئے بے معنی ہو چکی تھی۔ رات میں بہ وقت ہم بستری جب تک آنکھیں بند کر کے وہ کسی دوسری لڑکی کا تصور ذہن میں نہ لائے لطف حاصل نہیں کر پاتا تھا۔ وہ اس بات سے خوش تھا کہ لزی کی پیدائش کے بعد وہ اس بے لطف عمل سے محفوظ تھا۔

"کیا انجکشن تیار ہو گیا؟" جین نے فرانسیسی میں پوچھا۔

"ہاں"

جین نے بچے کا ہاتھ سہلاتے ہوئے اس سے پوچھا "تمہاری عمر کیا ہے بیٹے؟"

"پانچ سال" بچے نے جواب دیا۔

بچے کے بولتے ہی جیری نے انجکشن کی سوئی اس کی بانہہ میں پیوست کر دی۔ بچہ بری طرح رونے لگا۔ اسے روتے دیکھ کر جیری کو اپنا بچپن یاد آگیا۔ جب وہ پانچ برس کا تھا اسے ایک سائیکل دی گئی تھی۔ سائیکل سیکھنے کے دوران گر پڑنے پر وہ اسی طرح چیخ چیخ کر رویا کرتا تھا۔ وہ نہایت غور سے اپنے پانچ سالہ مریض کو دیکھ رہا تھا اور سوچ رہا تھا کہ یہ بچہ اس وقت کتنی تکلیف اور کتنے غصے میں ہوگا۔

بچے کو چھوڑ کر وہ اس کی ماں کے پاس پہنچا۔ اس نے اپنے بیگ سے نکال کر اسے تیس گولیاں دیں۔ اور کہا "اسے ایک گولی روزانہ پابندی سے دیتی رہیں۔"

جب یہ سب ختم ہو جائیں اور اس کی طبیعت پھر بھی ٹھیک نہ ہو تو اسے دوبارہ میرے پاس لے آنا۔ اسے پیٹ بھر کھانا اور صاف ستھرا پانی خوب پلانا۔"

عورت نے سر کو جنبش دے کر اقرار کیا۔

"کیا اس کے کچھ اور بھائی بہن بھی ہیں۔" جیری نے پوچھا۔

"ہاں پانچ بھائی اور دو بہنیں ہیں۔" اس نے فخریہ جواب دیا۔

اسے اکیلے ہی سلانا ورنہ دوسرے بچے بھی بیمار ہو جائیں گے۔" جیری نے سمجھایا۔ وہ عورت جھجھک رہی تھی۔ شاید اس کے گھر میں صرف ایک ہی بستر تھا۔ جس میں سب بچے سوتے تھے اور جیری اس سلسلے میں اس کی کوئی مدد نہیں کر سکتا تھا۔

وہ بچے کو لے کر غار سے نکل گئی۔ شاید کئی میل کا سفر طے کر کے وہ یہاں پہنچے تھے جیری جانتا تھا کہ یہ بچہ زندہ نہیں بچ سکتا لیکن اس کا سبب ٹی بی یا کوئی مرض نہیں بلکہ غذا کی قلت اور غلاظت آویز پانی کا استعمال ہوگا۔ ابھی دواخانے میں ایک اور مریض باقی

تھا۔ ملنگ بابا۔ باندہ کے لوگ اس سے بے پناہ عقیدت رکھتے تھے۔ وہ مجذوب تھا اور وادی میں ننگا گھومتا رہتا تھا۔ پنج شیر وادی کے علاوہ وہ چیز بکر تک جو یہاں سے ساٹھ میل دور جنوب مغرب میں روسی فوج کی چھاؤنی تھی آتا جاتا رہتا تھا۔ مقامی لوگ ملنگ بابا کو اپنی قسمت کا مختار سمجھتے تھے۔ اور کوئی نیا کام شروع ہونے سے پہلے اس سے مشورہ ضرور کرتے تھے۔ اس کے بدلے وہ اس کے کھانے کپڑے کا خیال رکھنا اپنا فرض سمجھتے تھے۔

وہ اندر آیا۔ اس کی کمر کے نیچے ایک چھوٹا کپڑا بندھا تھا اور سر پر روسی ٹوپی تھی۔ اس نے اشارے سے بتایا کہ زیر ناف بہت تیز درد ہو رہا ہے۔ جیری والٹر نے اسے ایک مٹھی ڈائی مافرین کی گولیاں دے دیں جنہیں لے کر وہ باہر چلا گیا۔

"یہ اب تک ان نشیلی ادویات کا عادی ہو چکا ہوگا۔" جین نے کہا اس کے لہجے سے ناپسندیدگی کا اظہار ہو رہا تھا۔

"ممکن ہے" جیری نے کہا۔

"تو پھر تم اسے یہ گولیاں کیوں دیتے ہو؟"

"اس آدمی کے پیٹ میں ناسور ہے میں کیا کر سکتا ہوں۔ صرف آپریشن ہی اس کا علاج ہے جو یہاں ممکن نہیں ہے۔"

"لیکن تم ایک ڈاکٹر ہو۔"

جیری والٹر بکھرا ہوا سامان اٹھا اٹھا کر اپنے بیگ میں رکھتا جا رہا تھا۔ صبح اسے یہاں سے چھ سات میل دور پہاڑی سلسلوں کے اس پار بسے ایک گاؤں کوبک جانا تھا۔ اور راستے میں ایک پوشیدہ مقام پر کسی سے خفیہ ملاقات کرنی تھی۔ اس نے تمام سامان تیار کر لیا تھا۔ تھرموس میں پینے کا پانی وہ ہمیشہ اپنے ساتھ رکھتا تھا لیکن کھانا اسے گاؤں کے لوگ ہی مہیا کرتے تھے۔

صبح اٹھ کر اس نے اپنا مختصر سامان ایک ٹٹو پر جسے وہ برطانوی وزیر اعظم مارگریٹ تھیچر کے نام پر میگی کہہ کر پکارتا تھا بار کیا اور چلنے کے لئے تیار ہو گیا۔ معمول کے مطابق اندر جا کر اس نے جین کا بوسہ لیا۔ جیسے ہی وہ چلنے کو ہوا فرح لڑی کو گود میں لئے کمرے میں داخل ہوئی بچی رو رہی تھی۔ جین نے اپنی قمیض کے بٹن کھولے اور لڑی کا منہ اپنی چھاتی سے لگا لیا۔ جیری نے لڑی کے گلابی گالوں کو چھوتے ہوئے کہا "خوب جی بھر کر دودھ پیو" اور باہر نکل گیا۔

تیز دھوپ میں ناہموار پہاڑی راستوں پر چلنے کی اب اسے مشق ہو چلی تھی۔ وہ دریائے پنج شیر کے کنارے کنارے جنوب مغرب کی سمت اس پوشیدہ مکان کی سمت گامزن تھا۔ جہاں اسے طے شدہ پروگرام کے مطابق اناتولی سے ملنا تھا۔ وہ اناتولی کے بارے میں

سوچ رہا تھا۔ کیا وہ پہنچ گیا ہو گا۔ اسے آنے میں دیر ہو جائے گی ممکن ہے وہ افغانیوں کی گرفت میں آگیا ہو۔ اور اگر ایسا ہوا تو کیا اس نے میرے بارے میں بھی سب کچھ نہیں بتا دیا ہو گا۔ ممکن ہے افغان مجاہدین کی ایک جماعت وہاں اب اس کے آنے کا انتظار کر رہی ہو۔ جیری ان کے طریقہ انتقام کے بارے میں سوچ کر ہی کانپ گیا۔

اپنی شاعرانہ طبیعت' پارسائی اور نرم دلی کے ساتھ ساتھ افغانوں کی بربریت کی مثال بھی دوسری جگہ نہیں مل سکتی۔ "بزکشی" ان کا پسندیدہ کھیل تھا۔ اس خوفناک کھیل میں کسی بچھڑے یا بکرے کو میدان میں کھڑا کر دیا جاتا اور دو مخالف لوگ اپنی اپنی شمشیرزنی کی مہارت کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس کی گردن کاٹنے کی کوشش کرتے ہر شخص دوسرے سے اس کی حفاظت کرتا اور خود اس کا سر قلم کرنے کے درپے ہوتا۔ جیری کو یاد آیا کہ ایک بار مجاہدین کو ایک روسی جاسوس مل گیا تھا جسے انہوں نے بزکشی کے لئے استعمال کیا تھا۔ جیری نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا لیکن اس منظر کی تاب نہ لا کر وہ وہاں سے ہٹ گیا تھا بعد میں اس نے اس روسی جاسوسی کے جسم کے ٹکڑے دیکھے تھے جسے افغانیوں نے دفن کر دیا تھا۔

ماضی کا یہ واقعہ اس وقت بری طرح اس کے حواس پر مسلط ہو رہا تھا۔ تخیل کی یہ اڑان ماضی قریب سے گزر کر ماضی بعید تک چلی گئی جب وہ بچہ تھا۔ اسے وہ مقدمہ یاد آرہا تھا جس کے بعد اس کے باپ کو جیل بھیج دیا گیا تھا۔ اس وقت اس کی عمر بہت کم تھی لیکن اس نے اخبارات میں اپنے والد کا نام پڑھا تھا۔ اسے یہ معلوم تھا کہ اس کے والد کمیونسٹ میں بالکل اسی طرح جیسے اس کے والد کے دوستوں میں کوئی موچی تھا' کوئی پادری تھا اور کوئی پوسٹ مین۔ ان کے دوست انہیں سرخ مینار کہہ کر مخاطب کرتے تھے۔ جب اس کے والد کو بغاوت کے الزام میں پانچ سال قید با مشقت کی سزا دی گئی' تو کسی نے اسے بتایا تھا کہ یہ سب عبدل چچا ں نمک حرامی کی وجہ سے ہوا جو کئی ہفتے تک ان کے گھر میں رہے تھے۔ ان کا تعلق الجریا کے قومی محاذ آزادی سے تھا۔ اس وقت جیری نہیں جانتا تھا کہ آزادی کا قومی محاذ کیا ہوتا ہے۔ صرف ایک بات جو اس وقت اس کی سمجھ میں آگئی تھی وہ یہ تھی کہ اس کے والد کو پولیس اور عدالت نے مل کر بے ایمانی سے سزا دی ہے۔

جیسے جیسے وہ پختہ عمر کو پہنچتا گیا ان معاملات کو اور اچھی طرح سمجھنے لگا۔ اور ہتک کا احساس اس میں شد ید ہوتا گیا۔ جب اسے اسکول میں داخل کیا گیا تو اس کے ساتھی اسے غدار باپ کا بیٹا کہتے تھے۔ محلے کے لوگ اپنے بچوں کو اس کے ساتھ کھیلنے سے منع کرتے تھے کوئی بھی ایسا نہ تھا جو کہتا کہ اس کا باپ ایک بہادر فوجی تھا۔ جس نے جان کی پرواہ کئے

بغیر اپنا فرض ادا کیا۔ جیری وہ وقت نہیں بھول سکا جب اسے اس کے باپ سے ملوانے کے لئے جیل لے جایا گیا تھا۔ غلیظ یونیفارم میں ملبوس اس نے اپنے باپ کے خوفزدہ چہرے کو دیکھا۔ اس نے انہیں معمولی سپاہیوں کو صاحب کہہ کر مخاطب کرتے ہوئے سنا اور اس کا غصہ شدت اختیار کرتا گیا۔ جیل کی حبس آور بو اس کی قوت برداشت سے باہر تھی۔ اس کے بعد وہ ان سے ملنے کے لئے کبھی دوبارہ جیل نہیں گیا۔

سزا ختم ہونے کے بعد جب جیری کے والد گھر آئے تو جیری نے ان سے تفصیلی گفتگو کی اور اس کے دل میں نفرت کا لاوا ابلنے لگا۔ اس کے والد ان ایک سو اکیس شاعر میں سے ایک تھے جنہوں نے الجیریا کی آزادی کی دستاویز پر دستخط کئے تھے لیکن عبدل چچا کی نمک حرامی نے انہیں ملک کا غدا بنا دیا۔ انہوں نے جیری کو بتایا تھا کہ وہ اب بھی جنگ لڑ رہے ہیں ہاں اب ان کے دشمن جرمن نہیں سرمایہ در ہوں گے۔ جن کے پاس دولت ہے' وسائل ہیں' طاقت ہے اور وہ ان چیزوں کو اپنی نیک و بد خصائل کی تکمیل کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ اس وقت دنیا کے محنت کش روس کی طرف پر امید نگاہوں سے دیکھ رہے تھے اور سمجھتے تھے کہ ان کی رہنمائی میں وہ بھی کامیابی سے ہمکنار ہو سکیں گے۔

عمر بڑھنے کے ساتھ ساتھ جیری والٹر کو یہ بات تو سمجھ میں آگئی کہ سوویت یونین مزدوروں اور محنت کشوں کی جنگ نہیں ہے لیکن اس جذبہ انتقام نے اسے روس سے قریب رکھا وہ جانتا تھا کہ روس کا نظام حکومت بد خصلت سرمایہ داروں' بے ایمانوں ججوں اور ضمیر فروش اخباروں کو معقول سزا دے سکتا ہے۔

اگر انہیں معلوم ہو جائے کہ میں ان سے کسی طرح کا انتقام لے رہا ہوں تو وہ اپنی حرکتوں پر یقیناً پچھتائیں گے یہ اسی کا کارنامہ تھا کہ روسی فوجیں مسعود کے قافلوں کو لوٹ رہی تھیں اور وہ بری طرح ہتھیاروں کی قلت کا سامنا کر رہے تھے۔ منصوبے کے مطابق ب کی سردیوں میں مجاہدین روس کے ہوائی اڈوں پر حملہ کرنے کے بجائے اپنا دفاع اور اپنے خاندانوں کی سلامتی کی فکر پر مجبور ہو گئے تھے۔ اس نے تصور میں اپنے والد کو مخاطب کرتے ہوئے کہا "اس افغان بربریت کو میں ختم کردوں گا اور عنقریب یہ ملک مہذب اور ترقی یافتہ ملک کی شکل میں ابھرے گا' ایک جدید کیمونسٹ مملکت کی شکل میں۔"

یہ صحیح تھا کہ مسعود کی اسلحہ جات کی سپلائی روکنا ہی ب کچھ نہیں تھا۔ اس کی شخصیت تر افغانستان میں مقبول تھی۔ اس پر یہ کہ وہ ذہین اور جانباز مجاہد تھا۔ اس کی حیثیت افغانستان میں مارشل ٹیٹو' جنرل ڈیگال یا البرٹ موگابے سے کسی طرح کم نہیں تھی۔ روسی اسے کرنا چاہتے تھے۔ اسے زندہ یا مردہ حاصل کرنا چاہتے تھے۔ تاکہ یہ

خطرہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے اور افغان اتحاد کی اس امید کو سرخرو ہونے کا موقع کبھی نہ مل سکے۔

لیکن مشکل یہ تھی کہ مسعود کی حرکات و سکنات کا علم کسی کو نہیں ہو پاتا تھا۔ وہ جنگل کے ہرن کی طرح ایک طرف سے نکل کر دوسری طرف روپوش ہو جاتا تھا۔ لیکن جیری والٹر صبر و تحمل سے اس دن کا منتظر تھا جب اسے مسعود کے اگلے چوبیس گھنٹوں کا یقینی پروگرام معلوم ہوگا۔ شاید زخمی مجاہد کی شکل میں' یا کسی جنازے میں شرکت کے لئے وہ آئے اور تب جیری اپنے ٹرانسیٹر میں ایک مخصوص کوڈ دہرائے گا اور یہ کانٹا ہمیشہ کے لئے نکل جائے گا۔

کئی بار اس نے سوچا کہ وہ اپنے حقیقی مقصد سے جین کو آگاہ کر دے اور اسے دلائل سے مطمئن کر دے کہ اس کا یہ اقدام جائز ہی نہیں بلکہ ضروری بھی ہے۔ اس ملک سے افلاس' بیماری اور بھوک کو دور کرنے کے لئے ایک ڈاکٹر کی نہیں بلکہ ایک بہتر نظام حکومت کی ضرورت ہے اور وہ نظام روسیوں کے پاس ہے جو اس ملک کو جنت نظیر بنانے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ شاید جین کو اس کی بات سمجھ میں آجائے لیکن ولیم اسمیتھ کے واقعے کے بعد اس کا قوی امکان تھا کہ وہ سمجھے کہ ایک خطرے سے نکل کر وہ دوسرے خطرے میں پھنس گئی ہے۔ وہ اسے کھونا نہیں چاہتا تھا اور اسی خوف نے اسے اظہار سے ابھی تک باز رکھا تھا۔

جین کو احساس تو ہو چکا تھا کہ کچھ نہ کچھ غلط ضرور ہو رہا ہے۔ یہ بات جیری اکثر اس کی مشکوک نگاہوں میں پڑھ لیتا تھا۔ لیکن وہ جانتا تھا کہ جین کی ذہانت زیادہ سے زیادہ یہ نتیجہ نکال سکتی ہے کہ ان کے ازدواجی تعلقات خطرے میں ہیں اسے میری تصنع آمیز زندگی کا علم بہرحال نہیں ہو سکتا۔

ایک ساتھ رہ کر مکمل احتیاط تو ممکن نہیں تھی لیکن وہ حتیٰ الامکان اس بات کی کوشش کرتا تھا کہ جین یا کسی دوسرے کو اس پر شک نہ ہوا۔ ٹرانسیٹر استعمال کرتے وقت وہ ہمیشہ کوڈ استعمال کرتا تھا۔ حالانکہ وہ جانتا تھا کہ افغان مجاہدین کے پاس ایسا کوئی ذریعہ نہیں ہے۔ کہ وہ یہ گفتگو سن سکیں۔ اس کا ٹرانسیٹر سٹ اتنا چھوٹا تھا کہ اسے وہ بہ آسانی اپنی جیب میں یا اپنے میڈیکل بیگ کی تہہ میں بنے خفیہ خانے میں رکھ سکتا تھا۔ یہ ٹرانسیٹر بے حد حساس تھا اور سانس لینے کی آواز بھی اس میں سنی جا سکتی تھی۔

وہ اس وقت ایک پہاڑی کی بلندی پر کھڑا تھا۔ ایک پگڈنڈی اس کی منزل کی رہنمائی کر رہی تھی جو پہاڑوں کے درمیان کسی بہتی ہوئی ندی کی طرح جھلمل جھلمل کر رہی تھی۔ اس پہاڑی کی دوسری طرف ہی کوبک آباد تھا۔ جو تین پہاڑیوں کے نقطہ اتصال پر

تھا۔ قریب ہی ایک کوہستانی آبشار تھا۔ بستی میں جھونپڑی نما مکانوں کا ایک طویل سلسلہ تھا جیسے خانہ بدوشوں نے رات گزارنے کے لئے ڈیرے ڈال رکھے ہوں۔

وہ پہاڑی سے نیچے اترا۔ میکی اس کے ساتھ تھی۔ شاید اناتولی انتظار کر رہا ہوگا۔ اس نے سوچا، جیری اس کا اصل نام نہیں جانتا تھا وہ یہ بھی نہیں جانتا تھا کہ اسے کے جی بی میں کون سا عہدہ تفویض کیا گیا ہے لیکن اتنا اندازہ اسے ہوچکا تھا کہ وہ اس ادارے کا ایک اہم رکن ہے۔ یا گرم سے یہاں تک کا سفر پچاس میل لمبا تھا۔ راستے میں دیہاتوں کا سلسلہ اور ان خطرات سے گزرتے ہوئے منزل تک پہنچنا اور واپس جانا ہر ایرے غیرے کی بس کی بات نہیں تھی۔

جیری والٹر کے لئے ان ملاقاتوں میں کوئی خطرہ نہیں تھا۔ باہر کا سفر اس کے معمولات میں شامل تھا۔ ہاں اگر کوئی بغور جائزہ لے تو ایک راستے پر بار بار نظر آنا اسے مشکوک کرسکتا تھا۔ جنگل کے درمیان ایک ٹوٹا مکان ان کی جائے ملاقات تھی۔ قریب پہنچ کر اسے احساس ہوا جیسے اندر کوئی موجود ہے۔ وہ اناتولی ہی تھا جو اس وقت افغانی لباس میں تھا۔

اناتولی اسے دیکھ کر فرش پر بیٹھ گیا۔ اس کے سر پر صافہ اور کندھے پر پٹو پڑا تھا جو عموماً افغان استعمال کرتے تھے۔

"خیریت تو ہے؟" اس نے جیری والٹر سے پوچھا۔

"ہاں ٹھیک ہوں۔"

"اور آپ کی بیگم؟"

جیری اناتولی کی اس خباثت سے واقف تھا کہ وہ اس کی بیوی کے بارے میں کیوں پوچھتا رہتا ہے۔ روسی ایجنسی اس بات کے خلاف تھی کہ وہ اپنی بیوی کو افغانستان لائے۔ لیکن اس نے انہیں سمجھایا تھا کہ ڈاکٹروں کو بھیجنے والا ادارہ ہر ڈاکٹر کے ساتھ ایک نرس بھی بھیجتا ہے۔ اور ظاہر ہے دونوں ساتھ رہیں گے تو جنسی تعلقات یقیناً استوار رہیں گے بیوی کو ساتھ رکھنے میں کیا قباحت ہے اور قہراً جبراً روسیوں نے اس کی اس تجویز کو قبول کرلیا تھا۔

"وہ بھی ٹھیک ہے؟" جیری نے جواب دیا "چھ ہفتے پہلے اس کو بچی پیدا ہوئی ہے۔"

"مبارکباد" اناتولی نے اپنی خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا "لیکن کیا یہ پیدائش قبل از وقت نہیں ہے۔"

"ہاں لیکن اس میں کوئی دشواری نہیں آئی دراصل یہ ولادت بستی کی دایہ کی موجودگی میں ہوئی تھی۔

"یعنی آپ موجود نہیں تھے۔"

"میں باندہ سے باہر تھا۔ آپ کے پاس۔"

"اوہ مائی گاڈ" اناتولی کے منہ سے نکلا۔ "میں واقعی مجرم ہوں کہ ایسے اہم موقعے پر میں نے آپ کو گھر سے دور رکھا۔"

اناتولی کے اس جملے سے جیری کو خوشی ہوئی لیکن اس نے اس خوشی کو ظاہر نہیں ہونے دیا۔ "یہ ولادت قطعی غیر متوقع تھی۔ اس میں آپ کا کوئی قصور نہیں ہے۔ ارے ہاں قافلے کے سلسلے میں آپ کی کامیابی قابل تعریف ہے۔" جیری نے موضوع بدلتے ہوئے کہا۔

"آپ کی اطلاعات ہمارے لئے نہایت اہم رہیں۔ بہت بہت مبارکباد۔"

جیری کا سر فخر سے بلند ہوگیا۔ "ہمارا طریقہ اطمینان بخش طریقے سے چل رہا ہے۔"

"اس لوٹ کا ان پر کیا رد عمل ہوا ہے؟" اناتولی نے پوچھا۔

"ان کی مایوسی میں اضافہ ہوا ہے۔" جیری نے بتایا "فی الوقت ان کے پاس ہتھیاروں اور اشیائے خوردونوش کی قلت ہے۔"

"اور اگلا قافلہ کب روانہ ہو رہا ہے؟" اناتولی نے پوچھا۔

"قافلہ کل جا چکا ہے۔"

"بہت خوب۔" اناتولی اٹھا اور نقشہ اٹھا لایا۔

جیری نے انگلی سے قافلے کی راستے کی نشاندہی کردی لیکن اسے قافلے کی واپسی کے بارے میں کچھ نہیں معلوم تھا لیکن اس سلسلے میں اناتولی نے کہا کہ فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ معلومات وہ پشاور میں اپنے آدمیوں سے حاصل کرلے گا اور اس اطلاع کو سامنے رکھ کر اگلا منصوبہ تیار کرلیا جائے گا۔

اناتولی نے نقشہ تہہ کرتے ہوئے اس سے پوچھا۔ "مسعود کے بارے میں کوئی اطلاع ملی؟"

"آپ سے پچھلی ملاقات کے بعد سے آج تک میں نے مسعود کو نہیں دیکھا۔" جیری نے کہا "محمد خان سے میری ملاقات ہوتی رہتی ہے لیکن اسے خود کوئی معلومات نہیں رہتی۔"

"مسعود لومڑی کی طرح چالاک ہے۔" اناتولی نے کہا۔

"مگر ایک نہ ایک دن وہ ہماری گرفت میں ہوگا۔" جیری نے پر امید لہجے میں کہا۔

"یقیناً" اناتولی نے کہا۔ لیکن وہ جانتا تھا کہ یہ کام اتنا آسان نہیں ہے جتنا جیری سمجھ رہا ہے۔ اس نے اپنی جیب سے ایک پیکٹ نکالا اور بولا۔ ٹرانسمیٹر کے لئے بیٹری۔"

جیری نے اپنا بیگ کھولا اور ٹرانسیٹر باہر نکالا پرانی بیٹری نکال کر اس نے اناتولی کے حوالے کی اور نئی بیٹری اس میں ڈال دی۔ یہ تبادلہ ہر ملاقات کا ایک لازمی جزو ہوتا تھا تاکہ بیٹری کمزور ہونے کی وجہ سے کوئی اہم اطلاع نہ رہ جائے۔ پرانی بیٹری ادھر ادھر پھینک کر وہ کوئی خطرہ مول نہیں لے سکتے تھے۔ اس لئے اناتولی اسے واپس لے جاتا تھا۔

بیٹری تبدیل کر کے جیری ٹرانسیٹر اپنے بیگ میں رکھ رہا تھا کہ اناتولی نے پوچھا "کیا آپ کے پاس پاؤں میں آبلوں کی کوئی دوا ہے۔" لیکن یہ کہتے ہوئے وہ چونکا۔ باہر سے کسی کے قدموں کی آواز آرہی تھی۔ اس نے کان لگا کر اس آواز کو غور سے سننے کی کوشش کی۔

جیری بھی چونکا۔ آج تک کسی نے ان دونوں کو ایک ساتھ نہیں دیکھا لیکن ایک نہ ایک دن یہ راز کھلنا ہی تھا۔ اس لئے اس کی تیاری انہوں نے پہلے ہی کر رکھی تھی کہ وہ کس طرح ایک دوسرے کو اجنبی ظاہر کریں گے۔

دروازے پر آہٹ ہوئی اور دوسرے لمحے جین کمرے کے اندر تھی۔

"جین تم؟" جیری نے حیرت سے کہا اناتولی بھی حیرت سے اچھل کر کھڑا ہو گیا تھا "تم یہاں کیسے' خیریت تو ہے۔" جیری نے پوچھا۔

"خدا کا شکر ہے کہ تم سے ملاقات ہو گئی۔" جین نے ایک گہری سانس لیتے ہوئے کہا۔

دردیدہ نظروں سے جیری نے دیکھا کہ اناتولی ان کی طرف پیٹھ کر کے کھڑا ہو گیا ہے بالکل ایسے جیسے کوئی افغان کسی بے حجاب عورت کو دیکھ کر منہ موڑ لے۔ نقشہ تہہ کر کے جیب میں رکھ لیا گیا تھا۔ ہاں ٹرانسیٹر اب بھی جیری کے بیگ کے پاس رکھا ہوا تھا۔ لیکن جین کی نظر اس پر نہیں پڑی۔

"بیٹھ جاؤ اور سانسیں درست کر لو۔" جیری نے کہا اور خود بھی اس کے پاس بیٹھ گیا اس درمیان نہایت چابکدستی سے اس نے ٹرانسیٹر کو چھپالیا "ایسی کیا بات ہوئی کہ تمہیں یہاں آنا پڑا۔"

"ایک مریض آیا ہے جس کا علاج میرے بس سے باہر ہے۔"

جیری والٹر کی گھبراہٹ کچھ کم ہوئی وہ سوچ رہا تھا شاید جین اس کے تعاقب میں یہاں تک آئی ہے۔ جیری نے اپنے تھرموس سے نکال کر اسے پانی دیا۔ اس درمیان وہ ٹرانسیٹر کو بیگ کے حوالے کر چکا تھا۔ اس کے دماغ نے پھر کام کرنا شروع کر دیا تھا۔ اس نے سوچنا شروع کیا یہاں اور کون سی چیز مشتبہ ہو سکتی ہے۔ شاید اس نے باہر سے اناتولی کو فرانسیسی بولتے ہوئے سنا ہو لیکن یہ کوئی غیر معمولی بات نہیں تھی۔ یہاں مقامی زبان کے

علاوہ اگر کوئی زبان سیکھی جاتی ہے تو وہ ازبیک اور فرانسیسی ہوتی ہے۔ کچھ لوگ فرانسیسی زبان دری سے بھی بہتر بول سکتے ہیں۔ جیری کو یاد آیا کہ جین کے داخل ہوتے وقت اناتولی آبلوں کے لئے کوئی مرہم مانگ رہا تھا۔ یہ بڑی اچھی بات تھی ڈاکٹر سے ملنے کے بعد ہر افغان اپنی ضرورت کی دوا مانگ سکتا تھا۔

پانی پینے کے بعد جین نے بتایا "تمہارے نکلنے کے بعد میرے پاس ایک اٹھارہ برس کا لڑکا لایا گیا جو زخموں سے چور تھا۔" جین اناتولی کو نظرانداز کر رہی تھی اس سے جیری نے اندازہ لگایا کہ وہ مریض کے لئے کس حد تک متفکر ہے۔ "زخہ کے پاس ایک تصادم میں اسے یہ زخم آئے ہیں اور اس کا باپ اسے لے کر آیا ہے۔ دو دن کا طویل سفر مریض کی قوت برداشت سے باہر تھا۔ اب اس کا زخم سڑ چکا ہے۔ میں نے اسے کمر کے نیچے چھ سو ملی گرام پینسلین کا انجکشن دے دیا اور پھر زخموں کو صاف کر کے مرہم پٹی کر دی ہے۔"

"بالکل ٹھیک کیا تم نے" جیری نے کہا۔

"لیکن چند منٹ بعد ہی اسے ٹھنڈے پسینے آنے لگے۔ میں نے اس کی نبض دیکھی جو بہت کمزور ہو گئی تھی۔"

"کیا اس کی رنگت زرد ہو رہی تھی اور اسے سانس لینے میں دقت ہو رہی تھی؟"

"ہاں۔"

"تو تم نے کیا کیا؟"

"میں نے اس کے پیر پھیلا کر لٹا دیا اور کمبل اڑھا دیا' اسے چائے پلائی۔ اور فوراً تمہاری تلاش میں نکل پڑی۔" جین کی آنکھیں نم تھیں۔ "اس کا باپ دو دن کی محنت کے بعد ہم تک پہنچا ہے میں اسے مرنے نہیں دینا چاہتی۔"

"وہ نہیں مرے گا۔" جیری والٹر نے کہا "یہ پینسلین کا ردعمل ہے اور بیماری اتنی خطرناک نہیں ہے اسے نصف ملی لیٹر ایڈ رینالین کا انجکشن بانہوں میں اور اس کے فوراً بعد چھ ملی لیٹر کا یہ انجکشن لگا دینا۔" اس نے ایک انجکشن نکال کر جین کو دیا "یا تم کہو تو میں تمہارے ساتھ چلوں۔"

جین نے گہری سانس لی "نہیں اس سے بھی زیادہ ضرورتمند لوگ تمہارے منتظر ہوں گے۔ تم کوبک ضرور جاؤ۔"

"مریض کو تم سنبھال لو گی؟"

"ہاں۔"

ماچس جلنے کی روشنی ہوئی۔ اناتولی نے سگریٹ جلائی تھی جین نے اس پر ایک نظر ڈالی اور پھر جیری والٹر کی طرف دیکھ کر کہا "آدھا ملی لیٹر ایڈ رینالین کا انجکشن اور پھر یہ

انجکشن۔" یہ کہتے ہوئے وہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔"
"ہاں۔" جیری نے کہا اور کھڑے ہو کر اس کے گالوں کا بوسہ لیا "کوئی پریشانی کی بات ہو تو میں چلا چلوں۔"
"نہیں اب میں سنبھال لوں گی۔"
"تمہیں جلدی پہنچنا چاہئے۔ میکی کو لے جاؤ۔"
"نہیں اس کی ضرورت نہیں ہے اور پھر راستہ اتنا خراب ہے کہ میکی کے ساتھ اور بھی دیر ہو سکتی ہے۔ اچھا میں چلتی ہوں۔"
"جیسا مناسب سمجھو۔"
"خدا حافظ۔"
"خدا حافظ۔"

جیری والٹر اسے جاتے ہوئے دیکھتا رہا۔ کچھ دیر تک اناتولی اس کے درمیان کوئی بات نہیں ہوئی۔ دو منٹ بعد وہ دروازے تک آئے اور دور تک اسے دیکھتے رہے جب وہ نگاہوں سے اوجھل ہو گئی اور یہ اطمینان ہو گیا کہ وہ حد سماعت سے دور ہو چکی ہے تو جیری کے منہ سے نکلا "اوہ مائی گاڈ آج تو بال بال بچ گئے۔"

باب ہشتم

جین کے واپس لوٹنے سے پہلے ہی بچے کا انتقال ہو چکا تھا۔ اس کا باپ باہر کھڑا امید و بیم کی کیفیت سے دوچار تھا۔ حالانکہ جین نے اس سے کچھ نہیں کہا لیکن وہ اس کے چہرے کے تاثرات سے سمجھ گیا کہ اندر کیا ہو چکا ہے۔ وہ خاموشی سے اندر آئی اور بچے پر ایک نظر ڈالی جین کے لئے یہ منظر ناقابل برداشت تھا۔ بچے کو لے کر اس کا باپ چلا گیا اور جین اپنی ہار پر مغموم و افسردہ اسے دیکھتی رہی۔ جیری والٹر گاؤں سے دور تھا اور اس کی سہیلی زہرہ خود اپنے غموں میں چور عدت کے دن گزار رہی تھی۔ اس احساس تنہائی نے اس کے رنج و غم میں اضافہ کر دیا۔

گھر پہنچنے کے بعد وہ اوپر چھت پر جا کر لیٹ گئی اور خوب روئی۔ لزی اس کے قریب ہی سو رہی تھی۔ جین کو بچے کے انتقال کے اتنا غم نہیں تھا۔ جتنا اس کے والد کی دل شکنی کا۔ اس نے اپنے بیٹے کو بچانے کے لئے ہر ممکن کوشش کی تھی۔ اس کی آنکھوں میں اس وقت تک آنسو تیرتے رہے جب تک وہ سو نہیں گئی۔

خواب میں اس نے دیکھا کہ محمد خان اس کے بستر پر آگیا ہے اور وہ ایک دوسرے سے محبت کر رہے ہیں۔ یہ منظر گاؤں کے تمام لوگ کھڑے دیکھ رہے ہیں۔ اس نے گاؤں والوں کو بتایا کہ جیری راؤلی کلیر مونٹ کی نوجوان بیوی جین سے عشق کرتا ہے اور جب وہ کوبک جا رہا تھا تو اتفاق سے راستے میں اس سے ملاقات ہو گئی۔

دوسرے دن اس کی بے چینی کم ہونے کے بجائے اور بڑھ گئی تھی۔ اسے بار بار جیری سے وہ ملاقات یاد آ رہی تھی جو کوبک کے راستے میں ہوئی تھی۔ شاید وہ تھک کر اس جھونپڑی میں رک گیا تھا۔ میکی کو دور سے دیکھ کر کتنا خوش ہوئی تھی لیکن وہاں وہ ازبیک کون تھا۔ اس کے اندر داخل ہوتے ہی دونوں کیسا چونک گئے تھے۔ یہ سب کتنا عجیب تھا۔ اس نے ایک سال کی مدت میں پہلی بار کسی افغان کو کسی عورت کی آمد پر کھڑے ہوتے ہوئے دیکھا تھا۔

اس نے اپنا بیگ نکالا اور چہل قدمی کرتے ہوئے اس پہاڑی کی طرف چل پڑی جہاں ایک غار میں اس کا دواخانہ تھا۔ اس نے حسب معمول مریضوں کو دیکھا جو زخموں' آنتوں میں ورم اور اسی طرح کی دوسری بیماریوں میں مبتلا تھے بچے کو وہ اب بھی بھول نہیں پا رہی تھی۔ اس طرح دواؤں کے رد عمل سے اس نے پہلے کسی کو مرتے نہیں دیکھا تھا۔ نرسنگ کی تربیت کے دوران بھی اس طرح کا کوئی ذکر نہیں آیا تھا لیکن جیری بہر حال ایک ڈاکٹر تھا اور اس کی بات کو رد نہیں کیا جا سکتا تھا۔

کلاس روم میں بیٹھ کر نرسنگ کی تربیت حاصل کرنا کتنا دلچسپ مشغلہ تھا۔ اپنے دوسرے ساتھیوں کے ساتھ دواؤں اور ان کے طریقہ استعمال' مریض کی دیکھ بھال اور ایک پس ماندہ ملک میں علاج کرنے اور دشواریوں کا مقابلہ کرنے کی مکمل تربیت حاصل کی تھی۔ اسے بتایا گیا تھا کہ ان ممالک میں بیماروں سے بچنے کے لئے لوگوں کو ذہنی تربیت دینی ضروری ہے مثلاً وہ ندیوں اور آبشاروں کو رفع حاجت کے لئے استعمال نہ کریں۔ اس کی ٹیچر انفینا اکثر کہا کرتی تھی کہ ان ممالک میں بیماریوں کے علاج سے زیادہ ضروری بیماریوں سے بچنے کی تربیت دینا ہے... جین کو پھر اچانک وہ ازبیک یاد آگیا جو جیری سے اپنے پیروں کے آبلوں کے لئے دوا طلب کر رہا تھا۔ شاید زندگی بھر سفر میں رہنے کے باوجود اس نے کبھی آبلوں کے علاج کی ضرورت نہ محسوس کی ہو لیکن ڈاکٹر کو سامنے دیکھ کر اس نے اس کا تذکرہ کر دیا ورنہ افغان عموماً ان چھوٹی چھوٹی شکایتوں کا علاج نہیں کرتے تھے... اسٹفینا نے جین کو مشورہ دیا تھا کہ مقامی طور پر جو معالج بھی ملیں، انہیں بے چوں چرا مدد دے اور ان کی مخالفت سے پرہیز کرے۔ رابعہ کے معاملے میں، اسے کامیابی ملی تھی لیکن عبداللہ کے معاملے میں وہ بالکل ناکام تھی۔

زبان کا سیکھنا اس کے لئے زیادہ دشوار نہیں تھا۔ پیرس میں افغانستان کا خیال آنے سے پہلے ہی اس نے فارسی زبان سیکھی تھی اور اس کا مقصد تھا کہ وہ ایک اچھی مترجم بن سکے۔ فارسی اور دری زبانیں ایک ہی خاندان سے تعلق رکھتی تھیں ان میں کچھ زیادہ فرق نہیں تھا۔ افغانستان میں دوسری اہم زبان پشتو تھی جسے پختون بولتے تھے۔ دری تاجکوں کی زبان تھی اور پنج شیر وادی تاجک حدود میں واقع تھی کچھ افغان خانہ بدوش قبائل جو ملک بھر میں سفر کرتے رہتے تھے۔ وہ پشتو اور دری دونوں زبانوں سے واقف ہوتے تھے اور اگر یہ لوگ کوئی غیر ملکی زبان سیکھتے تھے تو وہ فرانسیسی ہوتی تھی۔ وہ ازبیک شخص بھی اس جھونپڑی میں فرانسیسی زبان بول رہا تھا۔ اس نے اپنی زندگی میں پہلی بار فرانسیسی زبان کو ازبیک لہجے میں بولتے سنا تھا۔ یا شاید وہ لہجہ روسی تھا۔

تمام دن اسے وہ ازبیک یاد آتا رہا۔ اب وہ اس کے ذہن میں کچھ مشتبہ شخص بنتا جارہا تھا۔ یہ خیال اس کے حواس پر طاری ہوتا جارہا تھا۔ شاید یہ ازبیک کسی اہمیت کا حامل شخص تھا۔

دوپہر میں اس نے دواخانہ بند کردیا۔ لزی کو دودھ پلا کر اس نے فرح کی مدد سے دوپہر کا کھانا تیار کیا۔ فرح اب جین سے مانوس ہوچکی تھی اور خود کو اس کی خدمت کے لئے وقف کرچکی تھی۔ جین بھی اس کے ساتھ برابری کا سلوک کرتی تھی۔ رات میں بھی وہ اپنے گھر جانے کو تیار نہ ہوتی وہ چاہتی تھی کہ جین کبھی اس کی نظروں سے اوجھل نہ ہو۔

جین کھانے سے فارغ ہو کر اور لزی کو فرح کے حوالے کر کے اپنے اس خفیہ مقام کی طرف چل پڑی جہاں اکثر وہ غسل آفتاب کے لئے جاتی تھی اور ورزشیں کرتی تھی۔ ورزش کے دوران بھی وہ ازبیک اسے یاد آتا رہا وہ اس کے پریشان چہرے کو تصور میں دوبارہ دیکھ رہی تھی اس نے محسوس کیا کہ شاید عنقریب اسے کسی بڑی مشکل کا سامنا کرنا پڑے گا۔

اس نے اس خیال کا تجزیہ کرنے کی کوشش کی لیکن خیالات کا ہجوم اتنا شدید تھا وہ اپنے آپ کو یکسو کرنے میں ناکام ہورہی تھی۔

کوئی بھی افغان پیروں میں آبلوں کی شکایت نہیں کرسکتا۔ شاید بہانے میں بھی نہیں اور کوئی افغان کسی عورت کے آنے پر اس طرح اچھل کر نہیں کھڑا ہوسکتا۔ شاید وہ ازبیک افغان نہیں تھا... پھر وہ کون تھا.... اس کا لہجہ بھی عجیب تھا۔ جین کو لسانیات سے دلچسپی تھی اور وہ روسی اور فرانسیسی لہجوں سے بخوبی واقف تھی۔ وہ اب یقین سے کہہ سکتی تھی کہ وہ ازبیک روسی لہجے میں فرانسیسی زبان بول رہا تھا۔

یعنی جیری نے وہاں کسی روسی سے ملاقات کی تھی جو ازبیک کے حلیے میں تھا۔ کیا میں

اسے محض ایک اتفاق سمجھوں.... ممکن ہے..... لیکن اسے اپنے شوہر کا چہرہ یاد آیا۔ وہ اسے وہاں دیکھ کر گھبرا گیا تھا اس نے جیری کے اندر پوشیدہ احساس گناہ کو بھی پڑھ لیا تھا حالانکہ اس وقت اس نے اس بات پر زیادہ توجہ نہیں دی تھی۔

نہیں یہ اتفاق نہیں تھا بلکہ شاید طے شدہ ملاقات تھی اور شاید ایسی ملاقاتیں پہلے بھی ہوتی رہی ہوں۔ جیری مسلسل سفر کرتا تھا اس لئے ایسی ملاقاتیں اس کے لئے قطعی دشوار نہیں تھیں۔

وہ کسی روسی سے کیوں ملتا ہے یہ سوال بڑا خوفناک تھا جینی کی آنکھوں میں آنسو آگئے وہ جیری کو ایک غدار کی حیثیت سے دیکھنے کی ہمت نہیں کر پا رہی تھی۔ شاید وہ روسیوں کو اطلاعات فراہم کرتا تھا۔ شاید وہ قافلوں کے بارے میں بھی بتا رہا ہو اس لئے کہ محمد خان ہمیشہ قافلوں کی تفصیل جیری کا نقشہ دیکھ کر ہی طے کرتا تھا۔ جیری کے سامنے ہی قافلے روانہ ہوتے ان کی واپسی کا وقت معلوم کرنا بھی دشوار نہیں تھا۔ اور جیری کی اطلاعات کی بنیاد پر روسی فوجیں ان قافلوں کو راستے ہی میں ختم کر دیتی ہوں گی اور یوں پنج شیر وادی میں بیواؤں اور یتیموں کی تعداد میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے۔

کیا میری زندگی کھلونا بن چکی ہے۔ پہلے ولیم نے مجھے دھوکا دیا اور اب جیری بھی اس قبیلہ کا نکلا۔ کیا میری قسمت میں جاسوس ہی رہ گئے ہیں۔ اس کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے میں نے ان کمینوں کا انتخاب کیوں کیا۔ کیا لاشعوری طور پر ان پراسرار لوگوں سے میرا کوئی تعلق ہے۔ میں پاگل ہو جاؤں گی یا خدا میری مدد کر۔

اسے جیری سے اپنی وہ بحث یاد آئی جس میں جیری یہ ثابت کرنے پر تلا تھا کہ افغانستان میں روسیوں کی مداخلت خود افغانیوں کے حق میں ہے۔ لیکن بحث کے بعد اس نے میری باتوں سے اتفاق کر لیا تھا لیکن کیا وہ دل سے روسیوں کا ہمدرد ہے۔ بات اب اس کی سمجھ میں آ رہی تھی۔ اسے افغانستان آکر روسیوں کو اطلاعات فراہم کرنے کا کام کرنا تھا اس لئے بظاہر روسی نظام حکومت کی مخالفت ضروری تھی۔

"تو کیا میرے لئے اس کی محبت بھی نقلی ہے؟"

یہ سوال اپنے آپ میں نہایت بھیانک تھا۔ اس نے دونوں ہاتھوں سے اپنا چہرہ چھپا لیا اور سسکیاں لے لے کر رونے لگی۔ یہ سوال اس کے ذہن اس کے جذبات پر بجلی بن کر گرا تھا وہ اس پر مرمٹی تھی اس سے شادی کی۔ ایک سال اس کی قربت میں گزار دیا۔ اس کے کام میں معاونت کی اور اب وہ اس کے ایک بچے کی ماں بھی بن چکی ہے۔ کیا یہ سب رائیگاں رہا۔ اس کے نظریات اور تصورات کی قربان گاہ پر کیا وہ خود کو قربان کر چکی ہے۔

اس نے اپنی چھاتیوں میں ابال محسوس کیا اور اسے یاد آیا کہ لزی کے دودھ پینے کا وقت ہے۔ اس نے اٹھ کر کپڑے پہنے اور اپنا چہرہ صاف کیا اور واپس چل پڑی۔ عارضی طور پر وہ تمام رنج و غم بھول گئی اور اب بہتر طریقے سے حالات کا جائزہ لے سکتی ہے۔ اب اسے محسوس ہو رہا تھا کہ شادی کے بعد سے آج تک جیری کی قربت اسے آسودگی نہیں دے سکی۔ اب وہ اس کا سبب سمجھ چکی تھی۔ اس کا سبب کچھ اور نہیں صرف جیری کی مکاری تھی۔

غار کے پاس پہنچ کر اس نے لزی کے رونے کی آواز سنی۔ وہ تیزی سے اندر داخل ہوئی۔ فرح اسے گود میں لے کر ٹہلا رہی تھی۔ جین نے بڑھ کر لزی کو گود میں لے لیا اور اسے دودھ پلانے لگی۔

وہ تنہائی چاہتی تھی اس نے فرح سے کہا کہ وہ اپنی ماں کے پاس جا کر کچھ دیر آرام کرلے اور وہ بادل ناخواستہ وہاں سے چلی گئی۔

لزی کو دودھ پلاتے ہوئے جیری کی بے وفائی اور غداری کا تصور کچھ اور شدت اختیار کرنے لگا۔ اس نے خود کو تسلی دینے کی کوشش کی... نہیں ایسا نہیں ہو سکتا' وہ اسے یہاں لے کر کیوں آیا۔ وہ بہرحال اس کی جاسوسی میں معاونت نہیں کرسکتی تھی.... نہیں وہ مجھے چاہتا ہے' مجھ سے محبت کرتا ہے ورنہ وہ مجھے وہیں چھوڑ دینے کو ترجیح دیتا۔

اور اگر جیری کو مجھ سے محبت ہے تو باقی تمام مسائل حل کئے جاسکتے ہیں۔ اسے روکا جاسکتا ہے کہ وہ روسیوں کے لئے کام کرنا بند کردے۔ فی الوقت وہ اس سے واضح طور پر بحث نہیں کرسکتی تھی۔ اس لئے کہ ساری چیزیں ابھی پردہ خفا میں تھیں لیکن وہ اسے مجبور کرے گی کہ اسے اور لزی کو واپس پیرس میں لے چلے۔

گھر لوٹنے کا تصور اس کے لئے فرحت بخش تھا۔ اگر وہاں لوگ اس سے پوچھیں گے کہ افغانستان کیسی جگہ ہے تو وہ صرف ایک ہی جواب دے گی کہ دلکش مناظر اور معتدل موسم۔ حالات کے ساتھ ساتھ جہالت اور بربریت افغانستان کی نمایاں خصوصیت ہے لیکن یہاں کے لوگ بھولے اور معصوم ہوتے ہیں جنہیں بہ آسانی بے وقوف بنایا جاسکتا ہے۔

لزی نے دودھ پینا بند کردیا تھا اور اس کی گود میں سو گئی تھی جین نے اسے الگ لٹا دیا۔ بچے کو پرسکون رکھنا اور آرام دینا ہی اس کی لئے سب سے بڑی دعا ہے وہ تمام مسائل اور جین کی ذہنی کیفیت سے نابلد گہری نیند سو رہی تھی۔

جین اس کے قریب ہی پیر پھیلا کر بیٹھ گئی۔ لزی کی شکل پر نظریں مرکوز کر کے وہ پھر جیری کے بارے میں سوچنے لگی۔ اسے خواہش ہوئی کہ کاش وہ یہاں موجود ہوتا اور وہ

اس سے فوراً گفتگو کرتی۔ اسے حیرت تھی کہ وہ اب جیری سے ناراض نہیں ہے۔ اس کی غداری۔ اس کی پراسرار شخصیت اور روسیوں کو اطلاعات پہنچانا سب کچھ اس کے سامنے حقیر تھا کہ جیری اس سے محبت کرتا ہے اس نے سوچا کہ یہ وقت ماضی پر غور کرنے کا نہیں ہے بلکہ مستقبل کی فکر کا ہے وہ پیرس چلے جائیں گے تو سب کچھ ٹھیک ہوجائے گا اور افغانستان ان کے لئے صرف سننے سنانے کا ایک قصہ رہ جائے گا اور وہ ایک نئی زندگی کا اغاز ہوگا۔

آرام کرنے کے بعد فرح واپس آچکی تھی اس نے جین کو سلام کیا اور لڑی پر ایک نظرڈالی۔ اسے سوتا دیکھ کر وہ وہیں زمین پر بیٹھ گئی اور جین کے کسی حکم کا انتظار کرنے لگی۔ وہ رابعہ کے بڑے لڑکے اسماعیل گل کی بیٹی تھی جو قافلے کے ساتھ پاکستان گیا ہوا تھا۔

جین نے ایک گہری سانس لی۔ فرح حیرت سے اسے دیکھ رہی تھی۔

فرح کا باپ بھی قافلے کے ساتھ ہے۔ جین نے سوچا۔

اور جیری نے اس قافلے کی اطلاع روسیوں کو دے دی ہے۔ فرح کا باپ اب واپس نہیں آئے گا۔ اس لئے کہ قافلے پر روسی فوجیں حملہ آور ہوں گی.... جین اس حادثے کو روک سکتی ہے.... لیکن کیسے.... کسی "تیز گام" کو درہ خیبر کی سمت بھیج کر اگر قافلے کا راستہ تبدیل کروادیا جائے تو لوگوں کو زندہ بچایا جاسکتا ہے۔ اس سلسلے میں وہ محمد خان سے مدد لے سکتی ہے.... لیکن وہ پوچھے گا کہ اسے کیسے علم ہوا کہ قافلہ لوٹ لیا جائے گا اور اگر اس نے صحیح باتیں اسے بتا دیں تو وہ جیری کو بلا تامل قتل کردے گا۔ اور جین جیری کو قتل کرانا نہیں چاہتی تھی۔

جیری کے مرنے سے بہتر یہی ہے کہ اسمٰعیل گل مرجائے۔ جین نے سوچا۔

لیکن اسمٰعیل کے ساتھ پنج شیر وادی کے تیں لوگ اور بھی تو ہیں اور یہ خیال جین کو پھر بے چین کرنے لگا کیا یہ درست ہوگا کہ میں اپنے شوہر کی زندگی بچانے کے لئے ان سب کو قربان کردوں۔ کشمیر خان جس کی بڑی سی ڈاڑھی ہے بوڑھا شاہ زنی گل' یوسف گل جسے موسیقی سے بہت پیار ہے۔ وہ بکری چرانے والا شیر قادر' وہ عبداللہ جس کے سامنے کے دانت ٹوٹے ہیں اور وہ علی ضیغم جو چودہ بچوں کا باپ ہے۔

نہیں مجھے کوئی نہ کوئی راستہ ڈھونڈنا ہوگا۔

وہ اٹھ کر غار کے منہ تک آئی اور باہر دیکھنے لگی۔ قیلولے کا وقت ختم ہوچکا تھا اور بچے غاروں سے نکل کر باہر کھیلنے میں مصروف تھے۔ اس میں محمد خان کا اکلوتا بیٹا نو سالہ موسیٰ بھی تھا۔ اب اس کا ایک ہی ہاتھ تھا۔ جس میں وہ ہمیشہ اپنے باپ کا دیا ہوا تیز دھار

کا چاقو لئے رہتا تھا۔ اس نے فرح کی ماں کو دیکھا جو پہاڑی سے جلانے کی لکڑی سر پر رکھ کر نیچے اتر رہی تھی۔ ملا کی بیوی اپنے شوہر کے کپڑے دھو رہی تھی۔ محمد خان یا اس کی بیوی حلیمہ اسے دیر تک نظر نہیں آئے۔ اسے معلوم تھا کہ وہ یہیں باندہ میں موجود ہیں ایک بار جین نے ان کے گھر میں کھانا بھی کھایا تھا شاید وہ اندر ہی ہوں۔ جین نے سوچا۔

لیکن محمد خان مل بھی جائے تو میں اس سے کہوں گی کیا۔

اس نے سوچا کہ وہ کہہ دے گی یہ کام میرے لئے کردو۔ شاید یہ طریقہ کسی مغربی ملک کے مرد پر کارگر ہوسکتا ہو جو اس سے محبت کرتا ہو لیکن ایک مسلمان ان رومانی تصورات سے دور رہتا ہے۔ وہ محبت کا واسطہ دے کر محمد خان کو کسی بات پر مجبور نہیں کرسکتی تھی۔۔۔ تو پھر وہ کیا کرے' اس نے آج تک اس پر کوئی احسان نہیں کیا تھا۔ محمد خان یا اس کی بیوی کبھی اس کے زیر علاج نہیں رہے۔ ہاں اس نے اس کے اکلوتے لڑکے موسیٰ کی زندگی ضروری بچائی تھی جس کے لئے محمد خان اس کا احسان مند تھا۔

شاید یہ حوالہ کارگر ثابت ہو۔

لیکن محمد خان یہ ضرور پوچھے گا کہ اس کے اس خیال کی وجہ کیا ہے۔

غاروں سے اور خواتین نکلی تھیں۔ کوئی پانی لارہی تھی' کوئی صفائی میں معروف تھی اور کوئی جانوروں کو چارہ کھلا رہی تھی۔ جین کو امید تھی کہ محمد خان جلد ہی اسے نظر آئے گا۔

میں اس سے کیا کہوں گی۔

روسیوں کو قافلے کے راستے کا علم ہوگیا ہے۔

انہیں کیسے معلوم ہوا۔

یہ میں نہیں جانتی۔

پھر تم یہ بات یقین سے کیسے کہہ سکتی ہو۔

اس لئے کہ میں نے کسی کو باتیں کرتے ہوئے سنا تھا۔۔۔ یا مجھے برٹش خفیہ ایجنسی سے یہ خبر ملی ہے۔۔۔ یا یہ کہ میں نے خواب دیکھا ہے۔۔۔

خواب۔۔۔ ہاں خواب شاید میرا مافی الضمیر ادا کردے گا۔

اس نے دیکھا کہ محمد خان اپنے غار سے باہر نکل رہا تھا۔ دراز قد اور چھریرے بدن کا مالک' ڈھیلے لباس اور چترالی ٹوپی پہنے جیسے مسعود اور دوسرے مجاہدین استعمال کرتے تھے۔ اس کے کندھے پر ایک رنگین پٹو پڑا تھا۔ پیروں میں کسی روسی فوجی سے چھینے گئے جوتے تھے۔ وہ پہاڑی کی طرف سے ندی کی سمت جارہا تھا۔

جین کھڑی ہوئی اسے نظروں سے اوجھل ہوتے دیکھتی رہی۔ اس نے سوچا مجھے محمد

خان سے جو بھی کہنا ہے وہ اسی وقت کہا جاسکتا ہے ورنہ پھر اس کی نوبت نہیں آئے گی۔
وہ آہستہ آہستہ اسی سمت چل پڑی جس سے کسی کو شبہ نہ ہو کہ وہ محمد خان کے تعاقب میں ہے۔ قریب پہنچ کر اس نے محمد خان کو آواز دے کر روکا وہ رک گیا اور مڑ کر جین کی طرف حیرت سے دیکھنے لگا۔
"السلام علیکم محمد خان" جین نے کہا۔
"وعلیکم السلام" محمد خان کا لہجہ نہایت شائستہ تھا۔
جین نے اپنی سانسوں پر قابو پانے کی کوشش کی۔ محمد خان بغور اسے دیکھ رہا تھا۔
"موسیٰ کی طبیعت اب کیسی ہے؟" اس نے پوچھا۔
"وہ اب بالکل ٹھیک ہے اور اب سیکھ رہا ہے کہ بائیں ہاتھ سے وہ روسیوں کو کس طرح مار سکتا ہے۔" محمد خان نے مسکراتے ہوئے کہا۔
یہ ایک مذاق تھا۔ بایاں ہاتھ غلاظت صاف کرنے کے کام آتا ہے۔ اور وہ روسیوں کو غلاظت کا ڈھیر قرار دے رہا تھا۔
"مجھے خوشی ہے کہ ہم موسیٰ کی زندگی بچانے میں کامیاب رہے۔" جین نے کہا۔
"میں زندگی بھر آپ کا احسان نہیں بھولوں گا۔"
جین اسی اظہار کی منتظر تھی۔ اس نے کہا "اگر آپ چاہیں تو میرا ایک کام کر کے یہ احسان اتار سکتے ہیں۔"
"اگر کام میرے حد اختیار میں ہے تو اسے کر کے میں خوشی محسوس کروں گا۔"
جین نے ادھر ادھر دیکھا جیسے وہ بیٹھنے کی کوئی جگہ تلاش کر رہی ہو۔ وہ اس وقت ایک کھنڈر کے قریب کھڑے تھے۔ اندر انہیں بیٹھنے لائق جگہ نظر آگئی اور وہ اس کھنڈر میں داخل ہوگئے۔ جین بلا تکلف زمین پر بیٹھ گئی اور محمد خان جھجکتے ہوئے اس کے قریب بیٹھ گیا۔
"کام آپ کے اختیار میں ہے۔" جین نے کہا "لیکن آپ کو تھوڑی دشواری ہوگی۔"
"کام آخر ہے کیا؟"
"بتاتی ہوں لیکن شاید آپ اسے ایک احمق عورت کی ترنگ سمجھ کر نظر انداز کردیں۔"
"ممکن ہے۔"
"تو آپ کو یہ وعدہ کرنا ہوگا کہ یہ کام کریں گے اور اس کا تذکرہ کسی سے نہیں کریں گے۔ ویسے آپ مجھے دھوکا بھی دے سکتے ہیں کہ وعدہ کر کے بھی کام نہ کریں۔"

"نہیں میں وعدہ کر کے وعدہ خلافی نہیں کر سکتا۔"

"میں چاہتی ہوں کہ آپ ہاں یا نہیں میں صاف صاف وعدہ کر لیں۔"

"ٹھیک ہے۔"

"شاید یہ پیش بندی کافی ہے۔" جین نے سوچا اس نے ہمت کر کے کہا۔

"میں چاہتی ہوں کہ آپ کسی "تیز گام" کو بھیج کر قافلے کا راستہ تبدیل کر دیں۔"

محمد خان اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے سوچا تھا شاید جین اس سے بھی نجی قسم کی مدد چاہتی ہے۔ اس نے کہا "لیکن کیوں؟"

"کیا آپ خوابوں پر یقین رکھتے ہیں؟" جین نے پوچھا۔

"خواب خواب ہوتے ہیں اور بس" محمد خان نے ٹالنے جیسے انداز میں کہا۔

شاید میں غلط طریقہ اختیار کر رہی ہوں۔ جین نے سوچا۔ تصور شاید خواب سے بہتر رہے گا "میں نیم غنودگی کے عالم میں اپنے غار میں لیٹی تھی کہ میں نے ایک سفید کبوتر دیکھا۔" اس نے کہا۔

محمد خان ہمہ تن متوجہ ہو گیا اور جین نے سوچا کہ اس کی یہ چال کامیاب رہی۔ افغان کبوتروں کو روحانی قوت کا سرچشمہ مانتے تھے۔"

جین نے آگے کہا "پھر میں نے محسوس کیا کہ وہ مجھ سے کچھ کہہ رہا ہے لیکن اس کی زبان میری سمجھ میں نہیں آ رہی تھی۔ شاید وہ زبان پشتو تھی۔"

محمد خان کی آنکھیں پھیل گئیں۔ "یعنی وہ پختونستان کا سفیر تھا۔"

"پھر میں نے فرح کے باپ اسمٰعیل گل کو دیکھا جو کبوتر کے پیچھے کھڑا تھا" جین نے اپنا ہاتھ محمد خان کے کندھے پر رکھتے ہوئے کہا "اس کے سینے میں ایک خنجر پیوست تھا۔ اور وہ خون کے آنسو رو رہا تھا۔ اس نے خنجر کی طرف اشارہ کیا جیسے کہہ رہا ہو کہ اسے باہر نکال دو۔ خنجر کے دستے میں ہیرے جڑے ہوئے تھے۔" جین سچ کہہ رہی تھی کہ یہ سب اچانک اس کے ذہن کیسے آگیا "میں بستر سے اٹھی اور اس کی طرف بڑھی، مجھے ڈر لگ رہا تھا لیکن میں اس کی زندگی بچانا چاہتی تھی۔ لیکن جیسے ہی میں قریب پہنچی...." یہ کہہ کر وہ رک گئی۔

"ہاں پھر کیا ہوا؟" محمد خان نے بیتابی سے پوچھا۔

"وہاں کچھ بھی نہیں تھا۔ شاید میں بیدار ہو چکی تھی۔"

محمد خان اپنے سر پر ہاتھ رکھ کر کچھ سوچنے لگا۔ جین نے سوچا اسے حالات کا تجزیہ کرنے کے لئے وقت نہیں ملنا چاہئے وہ میرا پاگل پن بھی ہو سکتا ہے" جین نے کہا "اس لئے میں نے درخواست کی کہ آپ یہ کام میرے لئے کر دیں میں نے موسیٰ کی زندگی بچائی

ہے اگر آپ یہ کام کریں گے تو مجھے ذہنی سکون ملے گا۔"
محمد خان نے اس کی طرف دیکھا "اس کا حوالہ دینا اب ضروری نہیں ہے۔" اس نے کہا۔
"یعنی آپ کسی کو بھیج رہے ہیں؟"
"خنجر کے دستے میں کون سے پتھر جڑے ہوئے تھے۔" اس نے جواب دینے کے بجائے سوال کیا۔
اوہ گاڈ جین نے سوچا۔ اس سوال کا صحیح جواب کیا ہو سکتا ہے۔ شاید زمرد، لیکن یہ لوگ پنج شیر وادی میں رہتے ہیں جہاں زمرد بہتات سے پایا جاتا ہے۔ شاید یا قوت کہنے سمجھنے سے یہ ثابت ہو سکے کہ کسی کی غداری نے یہ گل کھلایا ہے اور اس نے فوراً کہا "اس میں شاید یا قوت جڑے تھے۔" "کیا اسمٰعیل نے بھی آپ سے کچھ کہا تھا۔" اس نے سر کو جنبش دیتے ہوئے پوچھا
"اس نے کوشش ضروری کی تھی لیکن شاید وہ بول نہیں سکتا تھا۔
اس نے پھر سر ہلایا اور جین نے سوچا یہ جلدی اپنی آمادگی کیوں نہیں ظاہر کرتا بالا آخر محمد خان نے کہا "یہ تو واضح پیش گئی ہے قافلے کا راستہ بدلنا ہی ہو گا۔
جین کی جان میں جان آئی اس نے کہا "میں کہہ نہیں سکتی اب مجھے کتنا سکون مل رہا ہے۔ میری ہمت نہیں پڑ رہی تھی کہ آپ سے کچھ کہوں۔ اب مجھے یقین ہے کہ اسمٰعیل کی زندگی بچ جائے گی۔"
لیکن وہ سوچ رہی تھی کہ کہیں محمد خان یہاں سے جانے کے بعد اپنا ارادہ بدل نہ دے۔ اس عمل کو یقینی بنانے کے لئے وہ اٹھی اور محمد خان کے گالوں کا بوسہ لے لیا۔ گویا اس نے اس پر اپنی آخری مہر ثبت کر دی تھی۔ اور اب اسے یقین تھا کہ محمد خان وعدہ خلافی نہیں کرے گا۔ وہ فوراً وہاں سے اپنے غار کی طرف بھاگ نکلی۔
چوٹی پر پہنچ کر اس نے دیکھا کہ محمد خان پہاڑی سے نیچے کی طرف جا رہا ہے۔ اس کا ہلتا ہوا سر اور بار بار اٹھتے ہوئے ہاتھ یہ ظاہر کر رہے تھے کہ وہ کوئی نغمہ گا رہا ہے۔ جین کا بوسہ کام کر گیا تھا اور اب جین مطمئن تھی۔
وہ اب چہل قدمی کرتے ہوئے غار کی طرف جا رہی تھی۔ دوسرا مرحلہ جیری سے گفتگو کا تھا۔ شاید دن ڈھلے وہ واپس آ جائے گا۔ اس نے سوچا جیری والٹر کو قابو میں لانا محمد خان کو قابو میں لانے سے آسان ہو گا۔ اس لئے کہ جیری سے اسے سچی باتیں کرنی تھیں جب کہ محمد خان کو جھوٹ کے سہارے اس عمل پر آمادہ کرنا تھا۔
وہ اپنے غار کے پاس پہنچی ایک روسی طیارہ شمال کی طرف جا رہا تھا ہر شخص آسمان کی

طرف دیکھ رہا تھا لیکن وہ اتنی بلندی پر تھا کہ بمباری کا امکان نہیں تھا۔ اس کے گذر جانے کے بعد بچے اپنی لکڑی کی بندوقوں سے ایک خیالی طیارے کو نشانہ بنانے کی مشق کرنے لگے۔

جین غار کے اندر داخل ہوئی۔ لزی اب بھی سو رہی تھی۔ وہ فرح کی طرف دیکھ کر مسکرائی اور ڈائری اٹھا کر آج کی روداد لکھنے لگی۔ وہ اور جیری پابندیوں سے یہ ڈائری لکھتے تھے تاکہ بعد میں افغانستان آنے والے ڈاکٹران کے تجربات سے رہنمائی حاصل کر سکیں۔

اس نے ڈائری ایک طرف رکھی اور فرح کے ساتھ مل کر دواخانے کی صفائی اور ادویات کو سلیقے سے رکھنے میں مصروف ہو گئی۔ نیچے گاؤں میں جانے کا وقت ہو چکا تھا۔ وہ فرح کے ساتھ پہاڑی سے نیچے اتری۔ جین سوچ رہی تھی کہ وہ جیری سے گفتگو کا آغاز کس طرح کرے۔ وہ اسے لے کر سیر کے لئے نکلے گی اور تنہائی میں اپنی بات کہہ دے گی لیکن اسے کہنا کیا ہے۔ یہ ابھی تک طے نہیں ہو سکا تھا حالانکہ جیری کی واپسی کا وقت ہو چکا تھا۔

سورج غروب ہونے کے تھوڑی دیر بعد ہی جیری آ گیا۔ وہ تھکا ہوا لگ رہا تھا لیکن جین جانتی تھی کہ جیری اس سے بھی لمبا سفر بے تکان طے کر سکتا ہے۔ وہ اس کے قریب بیٹھ گئی۔ اس کا جی چاہا کہ کہہ دے کہ تم جھوٹے ہو' غدار ہو لیکن اس کے منہ سے نکلا "کیا آج ہم سیر کے لئے چل سکتے ہیں؟"

"تم کہاں جانا چاہتی ہو۔" اس نے کچھ حیرت سے پوچھا۔

"کہیں بھی کیا تم بھول گئے۔ پچھلی گرمیوں میں ہم ہر شام سیر کے لئے جاتے تھے۔"

وہ مسکرایا "ٹھیک ہے" جین کو اس کی یہ مسکراہٹ بہت پسند تھی "کیا لزی کو بھی ساتھ لے چلیں گے؟" اس نے پوچھا۔

"نہیں۔" جین نے کہا "وہ یہاں فرح کے پاس آرام سے رہے گی۔"

"اچھی بات ہے۔"

جین نے فرح سے کہا کہ وہ رات کا کھانا تیار کر لے اور جیری کے ساتھ باہر نکلی۔ شام کے دھندلکے میں وہ ندی کی طرف چل پڑے۔ پھولوں کی بھینی بھینی خوشبو فضا میں بسی ہوئی تھی گرمیوں میں سیر کے لئے یہ مناسب وقت تھا جین کو یاد آیا کہ پچھلی گرمیوں میں جب وہ سیر کے لئے نکلتے تھے تو حالات کتنے غیر یقینی تھے انہیں خوف رہتا تھا کہ افغان ان کا اعتبار کریں گے یا نہیں۔ وہ ان کی جدوجہد کا زمانہ تھا اور اب انہوں نے اپنے مقصد میں کامیابی حاصل کر لی تھی اور افغان ان پر پوری طرح بھروسہ کرنے لگے تھے۔

جیسے جیسے وقت قریب آتا جا رہا تھا جین کا ذہنی تناؤ بڑھتا جا رہا تھا وہ اپنے آپ کو سمجھا

رہی تھی کہ اسے حق بات کرنے میں ڈرنا نہیں چاہئے۔ دریائے پنج شیر کے کنارے پہنچ کر وہ ایک چٹان پر بیٹھ گئے اور بہتے ہوئے صاف شفاف پانی کو دیکھنے لگے۔ جین اوپر باندہ گاؤں کی طرف دیکھ رہی تھی جہاں اس کی سہیلی زہرہ اپنے عدت کے دن پورے کر رہی تھی جہاں کئی مائیں اپنے بیٹوں کا ماتم کر رہی تھیں اور یہ سب اس لئے سو رہا تھا کہ جیری نے ان سے غداری کی تھی۔

یہ خیال آتے ہی جین میں کچھ ہمت پیدا ہوئی۔ اس نے جیری سے کہا "میرا جی چاہتا ہے تم مجھے اب گھر واپس لے چلو۔"

جیری پہلے تو اس کی بات سمجھ نہیں سکا اس نے کہا "ہم ابھی ابھی تو یہاں آئے ہیں۔" پھر جین کے چہرے پر سنجیدگی دیکھتے ہوئے اس نے پوچھا "تم کیا کہنا چاہتی ہو۔"

"یہی کہ اب ہمیں پیرس واپس چلنا چاہئے۔"

جیری نے اپنی بانہیں جین کی گردن میں حمائل کرتے ہوئے کہا "شاید یہاں تم کچھ پریشان ہو گئی ہو... بچے کی پیدائش کے بعد تمہاری ذمہ داریاں بھی بڑھ گئی ہیں۔"

"مجھے تمہاری اس ہمدردی کی نہیں واپسی کے فیصلے کی ضرورت ہے۔" جین نے چڑچڑاتے ہوئے کہا۔

"جین یہاں آنے سے پہلے ہم دونوں نے یہ فیصلہ کیا تھا کہ ہم یہاں دو سال گزاریں گے۔ اس لئے کہ کم وقت میں ہم مجاہدین کی خدمت بخوبی نہیں کر سکتے پھر وہ ادارہ جس نے ہمیں یہاں بھیجا ہے اس مد میں خاص رقم صرف کر چکا ہے۔ ہماری واپسی سے ان کے اعتماد کو ٹھیس پہنچے گی۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم اپنا وعدہ پورا کریں۔"

"لیکن یہاں آنے کے بعد ہمارا بچہ پیدا ہوا۔"

"خیر لیکن اب میں نے اپنا خیال بدل دیا ہے۔"

"تمہیں خیال بدلنے کا اختیار حاصل نہیں ہے۔ جین۔"

"میں تمہاری ملکیت نہیں ہوں جیری۔" جین نے غصے میں کہا۔

"اس موضوع کو چھوڑ کر بہتر ہو گا کہ ہم کوئی دوسری باتیں کریں۔" جیری نے کہا۔

"بات تو ابھی شروع ہوئی ہے۔" جین نے کہا "جیری کا یہ انداز اس کے لئے نہایت تکلیف دہ تھا۔ موضوع گفتگو اب دونوں کے ذاتی حقوق اور اختیارات کی سمت بڑھ رہا تھا۔ جین کے لئے براہ راست یہ کہنا ممکن نہیں تھا کہ تم جاسوسی کر رہے ہو۔ لیکن یہ اسے احساس دلا سکتی تھی کہ اسے اپنے بارے " آزادانہ فیصلے کرنے کا اختیار حاصل ہے۔" میری خواہشات کو اس طرح رد کرنے کا تمہیں بھی کوئی حق نہیں ہے جیری" وہ بولی "میں اسی گرمی میں افغانستان چھوڑنا چاہتی ہوں۔"

"اور میرا جواب نہیں میں ہے۔" جیری نے سخت لہجے میں جواب دیا "اور اگر تم واقعی جانا چاہتی ہو تو تم جاسکتی ہو لیکن مجھے میرے حال پر چھوڑ دو۔"

ایک لمحے کو جین نے سوچا کہ وہ اس تجویز سے اتفاق کرے اور کسی قافلے کے ساتھ فوری طور پر یہاں سے روانہ ہوجائے لیکن دوسرے ہی لمحے اسے خیال آیا کہ اس طرح جیری اور آزادی سے روسیوں کو اطلاعات فراہم کرے گا اور یہاں روزبروز یتیموں اور بیواؤں کی تعداد میں اضافہ ہوتا رہے گا۔ دوسری بات یہ بھی تھی کہ اس طرح ان کی ازدواجی زندگی میں انتشار پیدا ہوجانے کا خطرہ تھا۔

"نہیں میں اکیلے نہیں جاسکتی۔" تم کو میرے ساتھ چلنا ہوا۔" جین نے کہا۔

"اور میں ابھی نہیں جاسکتا۔"

جین نے ایک گہری سانس لیتے ہوئے کہا۔ "تمہیں چلنا پڑے گا۔" اس کا لہجہ بھی سخت ہونے لگا تھا۔

"یہ ممکن نہیں ہے۔" جیری اپنی ضد پر قائم تھا۔

جین نے جیری کی آنکھوں میں دیکھا اور کچھ خوفزدہ ہوگئی۔ جیری نے آگے آکر کہا "بہتر ہوگا کہ تم مجھے مجبور نہ کرو۔"

"لیکن میں کیا کروں گی۔"

"میرا مشورہ یہی ہے کہ تم اس معاملے میں خاموش رہو۔" جیری نے سرد مہری سے کہا۔

اچانک جیری اس کے لئے اجنبی بن گیا تھا وہ ایک لمحے خاموش رہی اور کچھ سوچنے لگی پھر بولی "کیا تم مجھ سے واقعی محبت کرتے ہو جیری۔"

"محبت کا مطلب یہ تو نہیں ہے کہ میں تمہاری ہر ناجائز و بیجا بات مان لوں۔" جیری کے لہجے میں کوئی تبدیلی نہیں آئی تھی۔

"میں اس جواب کا مطلب ہاں سمجھوں یا نہیں۔"

جیری نے اس پر ایک گہری نظر ڈالی اور کہا "اس کا مطلب صرف ہاں ہے ہاں مجھے تم سے محبت ہے۔" اور آگے بڑھ کر اس نے اس کے گالوں کا بوسہ لے لیا۔

جین بے حد پریشان تھی۔ اس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ ان حالات میں اسے کیا کرنا چاہیے۔

موسیٰ نے جسے اب اس کے سارے ساتھی "الٹے" کہہ کر پکارتے تھے۔ سب سے پہلے گاؤں والوں کو اطلاع دی تھی کہ پاکستانی قافلہ واپس آگیا ہے۔ وہ غاروں کی طرف

دوڑتا ہوا آیا تھا اور چلا رہا تھا "وہ واپس آ گئے۔" سب لوگ اس بات کا مطلب سمجھ گئے تھے۔

صبح کا وقت تھا جین اور جیری والٹر اپنے غار والے دوا خانے میں تھے شور و غل کی آواز سن کر جین نے جیری کی طرف دیکھا اس کے چہرے پر ہوائیاں اڑ رہی تھیں۔ اسے حیرت تھی کہ روسی فوجوں نے اس قافلے کو کیوں چھوڑ دیا۔ جین دانستہ اس سے کچھ دور ہو گئی۔ تاکہ اس کے چہرے کی فاتحانہ دمک سے جیری کوئی اندازہ نہ لگا سکے۔ اس نے ان تمام لوگوں کو نئی زندگی دی تھی۔ یوسف کے نغمے اب بھی فضا میں گونجیں گے۔ شیر قادر اپنی بکریوں کی دیکھ بھال پھر کر سکے گا۔ علی ضیغم ایک بار پھر اپنی بیوی اور چودہ بچوں کو باری باری پیار کر سکے گا۔

اسے حیرت تھی کہ جیری نے کسی رد عمل کا اظہار نہیں کیا تھا۔ کیا وہ غصے میں ہو گیا یا پچھتا رہا ہے۔ یہ بھی کتنی عجیب بات ہے کہ ایک ڈاکٹر لوگوں کی زندگی بچ جانے پر مغموم و افسردہ ہو۔ اس نے چوری سے اس پر ایک نظر ڈالی لیکن اب اس کا چہرہ تاثرات سے عاری تھا۔ کاش مجھے معلوم ہو سکتا کہ اس کے دل پر کیا گزر رہی ہے جین نے سوچا۔

دوا خانے میں موجود مریض بھی باہر نکل گئے تھے جیسے ان کی غیر موجودگی قافلے کے استقبال کے لئے فال بد ثابت ہو گی۔

جین نے جیری کو مخاطب کرتے ہوئے کہا "کیا ہم بستی میں چلیں؟"

"تم چلی جاؤ۔" اس نے جواب دیا "میں ابھی کچھ ضروری کام کرنا چاہتا ہوں اس کے بعد میں بھی آجاؤں گا۔"

"ٹھیک ہے" جین نے جیسے بادل نخواستہ کہا "اس نے سوچا شاید جیری اپنی مایوسی اور گھبراہٹ پر قابو پانے کے لئے تنہائی چاہتا ہے۔ وہ قافلے کو صحیح سلامت واپس آتا دیکھ کر شاید برداشت نہیں کرے گا۔

اس نے لڑی کو گود میں لیا اور ڈھلوان اترتے ہوئے بستی کی طرف چل پڑی۔ وہ جیری سے ابھی تک صاف صاف بات کرنے کی ہمت نہیں کر سکی تھی اسے یہ بھی نہیں معلوم تھا کہ قافلے کی سلامتی کی ذمہ دار جین ہے۔ جلد یا دیر سے اسے ضرور معلوم ہو جائے گا کہ قافلے کا راستہ بدلنے کے لئے محمد خان نے ایک تیز گام کو روانہ کیا تھا اور وہ فطری طور پر محمد خان سے پوچھے گا۔ کہ اس فیصلے کا سبب کیا تھا اور محمد خان جیری سے میرے تصوراتی خواب کا ذکر کرے گا لیکن جیری والٹر کو اچھی طرح معلوم ہے کہ میں خوابوں پر یقین نہیں رکھتی۔

لیکن مجھے ڈر کس بات کا ہے۔ میں کوئی مجرم نہیں ہوں۔ مجرم تو وہ خود ہے اور اب

اس کی پراسرار زندگی میرے لئے قابل نفرت ہے۔ میں نے اس شام اسے آگاہ کردیا تھا کہ اسے میری ہمدردی کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اب میرے اپنے بھی کچھ راز جنہیں چھپانے کا حق مجھے ہے۔

پیرس واپس جانے کی تجویز پر عمل درآمد کے لئے اس کے پاس کوئی مضبوط دلیل نہیں تھی اور وہ جیری کو آمادہ کرنے میں پوری طرح ناکام ہوچکی تھی۔ اس نے اس موضوع پر سینکڑوں اوٹ پٹانگ منصوبہ پر غور کیا تھا مثلاً یہ کہ وہ جیری کو باور کرائے کہ اس کی ماں کی طبیعت بہت خراب ہے یا جیری کے کھانے میں زہر کی کچھ مقدار ملا کر اسے بیمار کردے تاکہ وہ علاج کی غرض سے واپسی پر مجبور ہوجائے یا وہ جیری کو دھمکی دے کہ وہ اپس چلے ورنہ وہ محمد خان کو بتادے گی کہ جیری روسی جاسوس ہے لیکن یہ سب کچھ کرنا اس کے بس کی بات نہیں تھی۔ جیری کا راز فاش ہونا اس کی موت کی دلیل ہوگی۔

یہ سوچ کر وہ گرمی کے باوجود کانپ گئی۔ قتل اور خون خرابے کا یہ تصور بے سروپا تھا اور وہ اس پر مزید غور نہیں کرسکی۔

بستی کے نزدیک پہنچنے پر اس نے ان گنت بے تکے فائروں کی آواز سنی۔ یہ افغانوں کی خوشی کا اظہار تھا۔ وہ مسجد کی طرف بڑھ رہی تھی' قافلے کے تمام افراد قریب ہی کھڑے تھے۔ قریب ہی سامان سے لدے پھندے گھوڑے بھی کھڑے تھے۔ استقبال کرنے والے مردوں اور عورتوں کی ایک بھیڑ انہیں گھیرے ہوئے تھی جین ایک طرف کھڑی ہوکر دیکھنے لگی۔ یہ خوشی اس کی محنتوں کا حاصل تھی۔

دوسرے لمحے اس نے جو دیکھا وہ اس کی زندگی کا سب سے بڑا ذہنی جھٹکا تھا۔

ٹوپیوں اور مصافوں کی بھیڑ میں ایک سنہرے بالوں والا سر بھی تھا۔ پہلی نظر میں تو وہ اسے نہیں پہچان سکی۔ حالانکہ اسے احساس ہوا تھا کہ یہ سر اس کا شناسا ہے۔ لیکن جب وہ بھیڑ سے نکلا تو سنہری ڈاڑھی کے پیچھے پوشیدہ ولیم اسمیتھ کے چہرے کو وہ فوراً پہچان گئی۔

جین نے محسوس کیا جیسے اس کی پنڈلیاں بے جان ہوگئی ہیں۔ "ولیم اور یہاں.... یہ ناممکن ہے۔"

ولیم نے اسے دیکھ لیا تھا اور اب وہ اسی کی طرف آرہا تھا۔ اس نے افغانوں کی طرح کے کپڑے پہن رکھے تھے۔ اس کے کندھے پر ایک میلا کچیلا کمبل پڑا ہوا تھا۔ اس کا چہرہ سنہری ڈاڑھی کے پیچھے سرخ ہورہا تھا۔ اس کی نیلی آنکھوں میں چمک تھی جو اس نے پہلے کبھی نہیں دیکھی تھی۔

جین گونگی بہری جیسی غیر متحرک اور ساکت کھڑی تھی۔

اسے لگا جیسے اسے اب ولیم سے نفرت نہیں ہے۔ ایک سال پہلے اس نے اسے قابل نفرت قرار دیتے ہوئے ہمیشہ کے لئے کنارہ کشی اختیار کرلی تھی اس لئے کہ وہ اس کے دوستوں کی جاسوسی کررہا تھا لیکن اب اس کا غصہ ختم ہوچکا تھا۔ شاید وہ مستقبل میں اسے پسند نہ کرے لیکن اس کی قربت الجھن کا سبب نہیں بنے گی۔ اور پھر ایک برس بعد کسی انگریزی بولنے والے آدمی سے مل کر اسے خوشی نہ ہوئی تھی۔

"ولیم" جین کی آواز نہایت کمزور تھی۔ "تم یہاں کیا جھک مار رہے ہو؟" "جو تم کررہی ہو۔"

اس کا کیا مطلب ہوا جین نے سوچا کیا جاسوسی؟..... نہیں ولیم کو نہیں معلوم ہوسکتا کہ جیری والٹر یہاں جاسوسی کررہا ہے۔

ولیم نے جین کی الجھن کو محسوس کرلیا اور بولا "میرا مطلب ہے کہ افغان مجاہدین کی مدد کرنے کے لئے آیا ہوں۔"

جین اچانک اپنے شوہر کے لئے فکر مند ہوگئی۔ اگر ولیم کو اس کا راز معلوم ہوگیا تو وہ یقیناً اسے قتل کردے گا۔

"یہ بچہ کس کا ہے؟" ولیم اسمیتھ نے اس کی گود میں بچے کو دیکھ کر پوچھا۔

"میرا اور جیری کا اس کا نام لزی ہے۔"

جین نے دیکھا کہ یہ سن کر ولیم کچھ افسردہ ہوگیا۔ شاید وہ سوچ رہا تھا کہ جین اپنے شوہر سے نالاں ہوگی۔ میرے خدا کیا ولیم اب بھی مجھ سے محبت کرتا ہے' جین نے سوچا اور فوراً موضوع بدلنے کی غرض سے پوچھا۔ "لیکن تم کس طرح مجاہدین کی مدد کروگے؟"

اس نے اپنے کندھے پر لٹکتے ہوئے بیگ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا "میں انہیں بتاؤں گا کہ سڑکیں اور پل کس طرح تباہ کئے جاسکتے ہیں۔ مجاہدین کے لئے یہ تربیت نہایت ضروری ہے اور اس طرح اس جنگ میں ہم اور تم لوگ ایک ہی طرف ہیں۔"

لیکن جیری دوسری طرف ہے اس نے سوچا۔ اب کیا ہوگا۔ افغان مجاہدین جیری کی حقیقت سے کبھی واقف نہیں ہوسکتے تھے لیکن ولیم ..... ولیم تو ایک تربیت یافتہ اور تجربہ کار جاسوس ہے اور وہ ایک نہ ایک دن اس راز کو فاش کردے گا۔

"تمہارا کب تک یہاں رکنے کا ارادہ ہے؟" جین نے پوچھا۔

"بس گرمیوں کے بعد چلا جاؤں گا۔"

شاید وقت اس حقیقت تک پہنچنے کے لئے ناکافی ہوگا۔ جین نے سوچا اور اطمینان سے پوچھا۔ "یہاں کہاں ٹھہرے ہوئے ہو؟"

"باندہ میں۔"

"اوہ"

ولیم نے جین کی گھبراہٹ محسوس کرلی تھی "مجھے امید نہیں تھی کہ تم مجھے یہاں دیکھ کر خوشی محسوس کروگی۔"

جین کا ذہن بہت تیزی سے کام کررہا تھا۔ اگر وہ ولیم کو نظرانداز کردے تو خطرہ شاید ٹل جائے لیکن وہ ولیم کو نظرانداز نہیں کرسکتی تھی۔ وہ محسوس کررہی تھی کہ ولیم کی موجودگی اسے حوصلہ دے گی اور وہ بے خوف ہوکر اپنے شوہر سے گفتگو کرسکے گی۔

میں نے پہلے کبھی نہیں سوچا تھا کہ میں اپنے شوہر سے خوفزدہ ہوں۔ جین نے سوچا۔

"مجموعی طور پر تمہیں یہاں دیکھ کر مجھے خوشی ہوئی ہے" بالآخر جین نے کہا۔

دونوں خاموش ہوگئے ولیم جین کی اندرونی کیفیات نہیں سمجھ پارہا تھا۔ آخر وہ بولا "میرے پاس خاصی مقدار میں دھماکہ خیز مادہ ہے۔ بہتر ہوگا کہ پہلے اسے کسی محفوظ مقام تک پہنچادوں۔

"بہتر ہے اچھا خدا حافظ۔"

ولیم اسمیتھ پیچھے مڑا اور بھیڑ میں روپوش ہوگیا جین آہستہ روی سے اپنے گھر کی طرف چل پڑی' ولیم کو پنج شیر وادی میں دیکھ کر وہ حیرت زدہ تھی۔ اور یہ محسوس کرکے اسے اور حیرت تھی کہ وہ اب بھی اس سے محبت کرتا ہے۔

جیسے ہی وہ دروازے پر پہنچی جیرر باہر نکل رہا تھا اس نے واپس میں مسجد کے پاس جین کو دیکھ لیا تھا لیکن شاید وہ اپنا میڈیکل بیگ رکھنے کے لئے پہلے گھر آگیا تھا جین کو الفاظ نہیں مل رہے تھے کہ وہ کس طرح ولیم کے یہاں آنے کی اطلاع دے۔"

قافلے میں ایک شخص ایسا بھی ہے جسے تم جانتے ہو۔ جین نے بالآخر کہا۔

کون' کیا کوئی یورپی؟

ہاں۔

اوہ۔ لیکن کون؟

جاؤ اور خود دیکھ لو تم اسے دیکھ کر حیران رہ جاؤ گے۔

وہ تیزی سے باہر نکل گیا۔ جین سوچ رہی تھی کہ جیری ولیم کو دیکھ کر کیا کرے گا۔ شاید وہ اس کی اطلاع روسیوں کو دے دے اور ولیم کو قتل کردیں۔

اس خیال نے اسے مشتعل کردیا۔ اب قتل و غارت گری کا یہ سلسلہ بند ہونا چاہئے۔ اس کے منہ سے نکل گیا۔ میں اس کی اجازت نہیں دے سکتی۔ اس کی تیز آواز سن کر لڑکی نیند سے بیدار ہوگئی۔ جین نے اسے تھپک تھپک کر دوبارہ سلادیا۔

اب مجھے کچھ نہ کچھ کرنا چاہئے ورنہ یہ سلسلہ نہیں رک سکتا۔ جین نے سوچا۔ مجھے

ایسا انتظام کرنا چاہئے جس سے جیری روسیوں سے نہ مل سکے۔ لیکن کیسے؟
کوئی روسی اس گاؤں میں آکر جیری سے ملنے کی جرائت نہیں کر سکتا۔ اس لئے کوئی ایسی ترکیب کرنی ہوگی کہ جیری گاؤں چھوڑ کر نہ جائے۔
میں اس سے صاف کہوں گی کہ مجھ سے وعدہ کرو کہ اس گاؤں کے علاوہ تم کہیں نہیں جاؤ گے۔ اور وہ اگر انکار کرے تو اسے دھمکی دوں کہ اگر تم نے میری بات نہ مانی تو میں ولیم کو بتادوں گی کہ تم روسی جاسوس ہو۔
اور اگر جیری نے میرے سامنے وعدہ کرلیا اور خفیہ طور پر اپنا کام جاری رکھا تو؟
میں معلوم کرلوں گی کہ وہ گاؤں سے باہر گیا تھا اور یہ بھی میرے لئے دشوار نہ ہوگا کہ معلوم کروں کہ وہ کس سے ملا ہے اور اگر ایسا ہوا تو میں ولیم کو ہوشیار کردوں گی
یا شاید جیری کے پاس روسیوں سے رابطہ قائم کرنے کا کوئی دوسرا ذریعہ بھی ہو۔
فوری طور پر رابطہ قائم کرنے کے لئے کوئی ذریعہ ضروری بھی ہے۔
لیکن یہاں نہ ٹیلی فون ہیں نہ ڈاک کا انتظام' نہ ہرکارہ ہے' نہ کبوتروں کے ذریعے ترسیل کا انتظام۔
تو پھر اس کے پاس یقینی طور پر کوئی ٹرانسمیٹر ہونا چاہئے۔
اور اگر اس کے پاس ٹرانسمیٹر ہے تو اسے اطلاعات دینے سے روکنا میرے لئے ناممکن ہوگا۔
وہ اس مفروضے پر سنجیدگی سے غور کرنے لگی اور دھیرے دھیرے اسے یقین ہوتا گیا کہ اس کے پاس ٹرانسمیٹر ضرور ہوگا جس سے وہ ملاقات کے وقت کا تعین کرتا ہوگا اور فوری طور پر کوئی اطلاع وہ اس کے ذریعہ پہنچاتا ہوگا۔ اس کا مطلب ٹرانسمیٹر جیری کے پاس یقینی طور پر ہوگا۔
اور اگر اس کے پاس ٹرانسمیٹر ہے تو مجھے کیا کرنا چاہئے۔
بس چوری سے اسے حاصل کر سکتی ہوں۔
اس نے لڑی کو آہستہ سے پالنے پر لٹا دیا اور کمرے میں ادھر ادھر دیکھا۔ وہ بیرونی کمرے میں گئی جہاں ایک میز پر جیری والٹر کا میڈیکل بیگ رکھا ہوا تھا۔
جین کے علاوہ اس بیگ کو کھول کر دیکھنے کی کسی کو اجازت نہیں تھی لیکن اس نے کبھی خاص طور پر اسے دیکھنے کی ضرورت محسوس نہیں کی تھی۔
اس نے بیگ کھولا اور تمام چیزیں نکال کر میز پر رکھنے لگی۔
لیکن بیگ میں کوئی ٹرانسمیٹر نہیں تھا۔
یعنی ٹرانسمیٹر کی تلاش اتنی آسان نہیں ہے جتنا میں سمجھتی ہوں۔

جیری کے پاس ٹرانسمیٹر ہے اور مجھے کسی بھی طرح اسے تلاش کرنا ہے ورنہ جیری ولیم کو قتل کردے گا یا ولیم جیری کو۔

اس نے پورے گھر کی تلاشی لینے کا ارادہ کیا۔

وہ اس کمرے میں گئی جہاں دواؤں کا ذخیرہ تھا اور ایک ایک ڈبے کو ہٹا کر چھان بین کی لیکن ٹرانسمیٹر اسے نہیں ملا۔

خواب گاہ کی تلاش بھی بے سود رہی۔

لزی پھر رونے لگی تھی۔ اس کے دودھ پینے کا وقت ہوچکا تھا۔ اس نے اسے دودھ پلایا اور بہت جلد وہ پھر نیند کی آغوش میں تھی۔

اس نے قالین اٹھا کر دیکھا کہ شاید زمین میں گڑھا کرکے اسے چھپایا گیا ہو لیکن ٹرانسمیٹر وہاں بھی نہیں تھا۔

لیکن ٹرانسمیٹر کہیں نہ کہیں ہے ضرور جین نے سوچا۔ وہ اس کا تصور بھی نہیں کرسکتی تھی کہ جیری نے اسے گھر کے باہر کہیں چھپایا ہو اس لئے کہ اس پر اتفاقیہ کسی کی بھی نظر پڑسکتی تھی اور جیری یہ خطرہ مول نہیں لے سکتا تھا۔

اس کی نظریں جیری کے میڈیکل بیگ پر پھر جم گئیں۔ اسے یاد آیا کہ یہ بیگ ہر وقت جیری کے ساتھ رہتا ہے اس لئے جاکر دوبارہ خالی بیگ اٹھایا۔ بیگ معمولی سے زیادہ وزنی تھا۔ اس نے ایک بار پھر اندر کا جائزہ لیا لیکن وہاں کچھ نہیں تھا۔

یکایک اسے خیال آیا کہ بیگ میں دو تہیں ہوسکتی ہیں۔

اس نے اپنا ہاتھ اندر ڈالا اور تہہ کی پلیٹ کو اوپر کی طرف کھینچا۔ یہ تہہ اس کے ہاتھ میں آسانی سے آگئی۔

جین کے دل کی دھڑکن تیز ہوگئی۔

نیچے سیاہ پلاسٹک کا ایک ڈبہ تھا اس نے جلدی سے اسے باہر نکال لیا تو یہ ہے وہ ٹرانسمیٹر جس پر وہ روسیوں سے رابطہ رکھتا ہے۔

پھر اسے ان سے ملنے کی ضرورت کیوں پیش آتی ہے۔

شاید کسی ڈر کی وجہ سے وہ انتہائی راز کی باتیں ٹرانسمیٹر پر نہ کہتا ہو اور اسے صرف ملاقات کے وقت کا تعین کرنے کے لئے استعمال کیا جاتا ہو۔

اسی وقت اس نے عقبی دروازہ کھلنے کی آواز سنی اور ٹرانسمیٹر اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر زمین پر گر پڑا۔ لیکن وہ فرح تھی جو ہر کمرے میں جھاڑو دے رہی تھی اس کی جان میں جان آئی اور اس نے جھک کر ٹرانسمیٹر کو پھر اٹھا لیا۔

اسے ٹرانسمیٹر کو جیری کے آنے سے پہلے اپنی تحویل میں لے لینا چاہئے۔

لیکن کیسے؟......جیری اسے دوبارہ ڈھونڈھ سکتا ہے۔
وہ اسے توڑ ڈالے۔
لیکن کیسے؟
اس کے پاس تو ہتھوڑی بھی نہیں ہے۔
پھر پتھر کی مدد سے۔
وہ تقریباً دوڑتی ہوئی برآمدے میں آئی جہاں کچھ پتھر پڑے ہوئے تھے۔
اس نے ایک بڑا پتھر اٹھا لیا اور پھر کمرے کے اندر چلی گئی اس نے ٹرانسمیٹر کو زمین پر رکھا اور پتھر کو اپنے سر سے اوپر اٹھا کر اس پر پٹخ دیا۔
ٹرانسمیٹر ایک ہی ضرب میں چور چور ہو گیا۔
لیکن وہ اس پر مزید ضربیں لگاتی رہی۔ جب اس کا کوئی پرزہ سلامت نہیں بچا تو اسے کچھ اطمینان ہوا۔
اچانک اس نے محسوس کیا کہ کسی نے پیچھے سے آکر اسے پکڑ لیا ہے۔
دوسرے ہی لمحے اس نے جیری والٹر کے چیخنے کی آواز سنی۔ یہ تم کیا کر رہی ہو؟
وہ اپنے آپ کو تیزی سے چھڑانے کی کوشش کرنے لگی۔ ایک جھٹکے میں وہ الگ کھڑی تھی۔ اس نے پتھر کو پھر اوپر اٹھایا اور ٹرانسمیٹر پر ایک اور ضرب لگائی۔
جیری نے مایوسی سے تباہ ہو جانے والے ٹرانسمیٹر کو دیکھا اور چلایا۔
میں تمہیں معاف نہیں کر سکتا جین۔
وہ جین کی طرف بڑھا اور بولا۔ تمہیں نہیں معلوم کہ تم سے کتنا خطرناک جرم سرزد ہو چکا ہے۔ اس کی سزا میری موت کے علاوہ کچھ نہیں ہو سکتی۔ اسکے غصے میں گھبراہٹ اور خوف کا نمایاں اظہار ہو رہا تھا۔
تم مجھے کیا سمجھتے ہو؟ جین نے چیختے ہوئے کہا۔ مجھے چھوڑ دو۔
میں تمہیں...... کہتے ہوئے جیری نے جین کو دبوچ لیا اور ایک سخت گھونسہ اس کے پیٹ پر رسید کر دیا۔ جین شدت کرب سے دہری ہو گئی۔ ایک لمحے کے لئے اسے ایسا لگا جیسے اب دوسری سانس نہیں لے سکے گی۔ اس نے اپنی آنکھیں بند کر لیں۔ جیری غصے سے بے قابو ہو رہا تھا۔ وہ پھر اس کے قریب آیا اور ایک دوسرا گھونسہ اس کے جبڑے پر جڑ دیا۔
جین اپنے آپ کو جیری سے بچانے کی ناکام کوشش کر رہی تھی۔
تمہیں یہ بات کب سے معلوم ہے؟ جیری نے اس سے پوچھا۔
اس نے اپنے خون آلود ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے کہا۔ جب میں تم سے اس

صحرائی جھونپڑی میں ملی تھی جہاں ایک روسی بھی کوبک لباس میں موجود تھا۔
لیکن وہاں کوئی مشکوک چیز نہیں تھی۔
وہ شخص فرانسیسی زبان روسی لہجے میں بول رہا تھا اور اس نے تم سے اپنے پیروں کے آبلوں کے لئے مرہم طلب کیا تھا لیکن ان باتوں کو میں اس وقت نہیں سمجھ سکی تھی۔
پھر یہ سب کچھ تمہارے بھیجے میں کیسے آیا۔ جیری مسلسل چیخ رہا تھا۔ تم نے ٹرانسیٹر پہلے ہی کیوں نہیں توڑ دیا۔؟
میں اس کی ہمت نہیں کر سکی تھی۔ جین نے اب جھوٹ کا سہارا لینا شروع کر دیا۔
اور اب تمہاری ہمت کیسے ہوئی؟
تو؟
جین نے اپنی ہمت کو یکجا کرتے ہوئے کہا۔ اگر تم نے یہ سلسلہ بند نہ کیا تو میں ولیم کو سب کچھ بتادوں گی اور پھر وہ اپنے طور پر تمہیں اس کام سے روک دیگا۔
جیری نے لپک کر اس کی گردن دبوچ لی۔ اور اگر میں تمہیں جان سے مار ڈالوں تو کیا ہو گا؟
اگر مجھے کچھ ہوا تو ولیم کو فکر ہوگی کہ یہ کیوں ہوا۔ وہ اب بھی مجھ سے محبت کرتا ہے۔ جین کی تیکھی نظریں جیری پر مرکوز تھیں۔
یعنی اب میں اسے کبھی نہیں پاسکوں گا۔ جیری کے منہ سے نکلا جین اس جملہ کا مطلب نہیں سمجھ سکی۔ وہ سمجھی شاید وہ ولیم کے بارے میں کچھ کہہ رہا ہے لیکن وہ جلد ہی سمجھ گئی کہ اس کا اشارہ مسعود کی طرف ہے۔ اس کا گلا اب پھر جیری کی گرفت میں تھا۔ جسے اس نے دبانا شروع کر دیا تھا۔ جین خوفزدہ سی جیری کو دیکھ رہی تھی۔
اسی وقت لڑکی رونے لگی۔
اور ڈرامائی انداز میں جیری والٹر کے اعصاب ڈھیلے پڑ گئے اور یکا یک اس کے مزاج میں تبدیلی آئی۔ اس نے جین کو چھوڑ دیا اور اپنے ہاتھوں سے چہرہ چھپا کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا۔
جین آگے بڑھی۔ اس نے جیری کے چہرے پر محبت سے ہاتھ پھیرا۔
مجھے معاف کردو.....مجھے معاف کردو جین۔ میرا سب کچھ برباد ہو چکا۔ میں نے اپنا سب کچھ کھو دیا۔ لیکن نتیجہ صفر رہا۔
جین اپنے متورم ہونٹوں کی چبھن اور پیٹ میں اٹھتی درد کی ٹیسوں کو ایک لمحے میں بھول گئی۔ اسے لگا جیسے اس سامنے اس کا شوہر نہیں اس کا بیٹا ہے جو کوئی غلطی کرنے کے بعد معافی مانگ رہا ہے۔

اور یہ سب اناتولی کے لہجے کی وجہ سے ہوا۔ جیری کہہ رہا تھا۔ میں بھول گیا تھا کہ تم لسانیات کی ماہر ہو۔

اناتولی کو بھول جاؤ۔ جین نے تسلی آمیز لہجے میں کہا۔ ہم بہت جلد افغانستان چھوڑ دیں گے۔ اگلے قافلے کے ساتھ ہم پیرس کے لئے روانہ ہو جائیں گے۔

جیری نے جین کے دونوں ہاتھ اپنے چہرے سے لگا لئے اور روتے ہوئے بولا۔ کیا واقعی ہم پیرس پہنچ سکیں گے؟

ہاں۔

وہاں ہم ساتھ رہیں گے، کیا تم مجھے معاف کر سکو گی جین میں تم سے بے حد محبت کرتا ہوں۔ تم مجھے چھوڑ کر نہ جانا جین۔

میں کہیں نہیں جاؤں گی۔ جین نے کہا۔

وعدہ؟

خون آلود ہونٹوں کے درمیان اس کی مسکراہٹ ابھری۔ اس نے کہا میں وعدہ کرتی ہوں کہ تمہیں چھوڑ کر کہیں نہیں جاؤں گی۔

باب نہم

پنج شیر وادی میں رہتے ہوئے ولیم کو ایک ہفتہ ہو رہا تھا لیکن ابھی تک مسعود سے ملاقات ممکن نہیں ہو سکی تھی۔ اس طرح وقت کے ضائع ہونے سے ولیم کچھ افسردہ اور کچھ غصے میں تھا۔ یہ انتظار اس کے لئے اس لئے بھی ناقابل برداشت ہو رہا تھا کہ اس کی نظروں کے سامنے جین اور جیری ایک ساتھ رہ رہے تھے اور ایک دوسرے کی قربت سے مسرور و مطمئن تھے۔ اسے غصہ اس بات پر آ رہا تھا کہ وہ آخر یہاں آیا ہی کیوں۔

بعد انتظار بسیار مجاہدین نے اسے مطلع کیا تھا کہ آج مسعود سے اس کی ملاقات ہو جائے گی لیکن آدھا دن گزر جانے کے بعد بھی وہ اس عظیم مجاہد کے دیدار سے محروم تھا۔ ملاقات کی جگہ پنج شیر وادی کی جنوب مغربی سرحد پر تقریباً ایک دن کی مسافت پر طے ہوئی تھی۔ باندہ سے چلتے وقت اس کے ساتھ تین مجاہدین علی غنیم، مطیع اللہ اور یوسف گل بھی ساتھ تھے لیکن راستے میں کچھ اور سرفروش بھی ان کے ساتھ آ گئے تھے اور اب وہ تیس آدمی مل کر ایک انجیر کے درخت کے نیچے بیٹھے مسعود کا انتظار کر رہے تھے۔

یہ جگہ کابل سے پچاس میل کے فاصلے پر تھی۔ دس میل دور باگرم کا ہوائی اڈہ تھا۔

وہاں کی عمارتیں تو انہی نظر نہیں آرہی تھیں لیکن تھوڑے وقفے سے جیٹ طیاروں کو اڑتے ہوئے دیکھا جاسکتا تھا۔ انکے چاروں طرف وادی کا سرسبز و شاداب نہایت زرخیز خطہ پھیلا ہوا تھا قریب ہی دریائے پنج شیر رواں تھا جس کا رخ پایہ تخت کابل کی سمت تھا۔ ان سے کچھ فاصلے پر ایک پختہ سڑک تھی جہاں سے وقتاً" فوقتاً" جیپ اور ٹینک وغیرہ گزرتے تھے۔ اس سڑک کا دریائے پنج شیر کے اوپر ایک پل تھا جسے روسیوں نے اپنی سہولت کے لئے بنوایا تھا۔

ولیم آج اسی پل کو اڑانے کا ارادہ رکھتا تھا۔

دھماکہ خیز اشیاء کے استعمال کی تربیت کا یہ اولین سبق تھا جو ولیم مجاہدین کو دینے والا تھا اس کے ذریعہ وہ ان کے دلوں میں جگہ بنا سکتا تھا۔ تہران کے قیام کے دوران اس نے اچھی خاصی فارسی سیکھ لی تھی اور پاکستان سے آتے وقت اس نے دری زبان کی مشق بھی شروع کردی تھی لیکن یہ معلومات اپنے مافی الضمیر کے اظہار کے لئے ناکافی ثابت ہورہی تھی۔ وہ مجاہدین کو کیمیائی مرکبات کے تناسب اور بم سازی کے نازک مراحل کے بارے میں کچھ سمجھا نہیں پارہا تھا۔ اس لئے اس نے فیصلہ کیا تھا کہ زبانی تربیت کے بجائے عملی تربیت زیادہ سودمند ثابت ہوگی۔ وہ انہیں بتانا چاہتا تھا کہ کم سے کم بارود استعمال کرکے وہ بڑے سے بڑے کام کیسے انجام دے سکتے ہیں اس لئے کہ یہ چیزیں انہیں بمشکل ہی دستیاب ہوپاتی تھیں۔ وہ انہیں خود حفاظتی کے بنیادی اصولوں سے واقف کرانا چاہتا تھا لیکن زبان بری طرح اس کے راستے کا روڑہ بن گئی تھی۔

اور ان حالات میں جین کا تصور اس کے لئے مسلسل تازیانہ تھا۔

جیری اور جین کے خوشگوار تعلقات نے اس کی گھٹن میں اضافہ کردیا تھا۔ وہ جب انہیں ایک ساتھ خوش اسلوبی سے اپنے دواخانے میں کام کرتے دیکھتا تو حسد کی آگ اس کے وجود کو خاک کردیتی۔ دو دن پہلے اس نے بچی کو دودھ پلاتے وقت جین کے بھرے ہوئے سینے کی ایک جھلک دیکھی تھی جو باوجود کوشش کے اس کے ذہن سے خارج نہیں ہوپارہی تھی۔ راتوں میں اسے نیند نہیں آتی تھی۔ اس کی رہائش اسماعیل گل کے مکان پر تھی جہاں دوسرے کمرے میں وہ اپنی بیوی کی آغوش میں دنیا و فیہا سے بے خبر عجیب و غریب آوازیں نکالتا۔ یہ آوازیں ولیم کے زخموں پر نمک پاشی کرتیں اور وہ جین کو حاصل کرنے کے عجیب و غریب اور ناقابل عمل منصوبوں پر غور کرنے لگتا۔

اس کے لئے وہ کسی کو الزام نہیں دیتا تھا۔ ساری ذمہ داری خود اسی کی تھی۔ افغانستان کا سفر اس نے اسی مبہم امید کے زیر اثر اختیار کیا تھا کہ شاید وہ جین کو دوبارہ حاصل کرلے گا اور اب وہ جتنی جلدی ممکن ہوسکے یہاں سے بھاگ جانا چاہتا تھا۔

اور یہ اس وقت تک ممکن نہیں تھا جب تک مسعود سے اس کی ملاقات نہ ہو جائے۔

وہ اپنی جگہ پر کھڑے ہو کر بڑی بے چینی سے ادھر ادھر ٹہلنے لگا۔

اچانک مجاہدین کھڑے ہو کر ایک سمت دیکھنے لگے۔ ولیم نے دیکھا کہ سات آٹھ مجاہدین کا ایک دستہ ان کی طرف آ رہا ہے۔ ان کے کندھوں پر لٹکتی ہوئی رائفلیں اور سر پر چترالی ٹوپیاں ان کے گوریلا ہونے کی نشاندہی کر رہی تھیں۔ ان کے قریب آتے ہی علی غنیم مستعد کھڑا ہو گیا۔ ولیم نے اس سے پوچھا۔ یہ کون ہے؟

مسعود۔ اس نے مختصر سا جواب دیا۔

ان میں سے مسعود کون ہے؟

بالکل بیچ میں۔

ولیم نے درمیان میں کھڑے شخص کو غور سے دیکھا۔ وہ پہلی نظر میں دوسروں سے بالکل مختلف نہیں تھا۔ درمیانہ قد کا اکہرا آدمی۔ اس کے جسم پر مجاہدین کی خاکی وردی تھی اور پاؤں میں روسی جوتے۔ اس کے چہرے پر باریک لیکن بکھری ہوئی مونچھیں اور چھوٹی سے ڈاڑھی تھی۔ گہری سیاہ آنکھیں اس کی ہوشمندی کی مظہر تھیں مجموعی طور پر اس کی عمر اصل سے جو اٹھائیس برس تھی۔ پانچ برس زائد لگ رہی تھی۔ اس کی ظاہری شکل متاثر کن نہیں تھی لیکن ولیم افغانستان میں اس کی حیثیت سے واقف تھا۔

وہ براہ راست ولیم کے پاس آیا اور مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے اپنا تعارف دیا۔ میں مسعود ہوں۔

میرا نام ولیم اسمیتھ ہے۔ ولیم نے مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔

تو آج ہم اس پل کو اڑا رہے ہیں۔ مسعود نے فرانسیسی میں کہا۔

کیا میں اپنا کام شروع کروں۔ ولیم نے اجازت طلب کی۔

بسم اللہ۔

ولیم نے اپنا تھیلا نکالا اور مسعود دوسروں سے ملاقات کرنے لگا۔ وہ کسی سے مصافحہ کر رہا تھا کسی کو سر کی جنبش سے جواب دے رہا تھا اور کسی کو گلے سے لگا لیتا تھا۔

اب سب لوگ تیار تھے۔ وہ منتشر ہو گئے تاکہ اگر ان پر کسی کی نظر پڑے تو انہیں عام آدمی تصور کیا جائے۔ جب وہ پہاڑی سے بالکل قریب آگئے تو سڑک سے انہیں دیکھ پانا ممکن نہیں رہا۔ ہاں ہیلی کاپٹر سے انہیں دیکھا جا سکتا تھا۔ تیار کھیتوں کے درمیان نکالی گئی پگڈنڈیوں کے ذریعہ وہ ندی کی طرف چل پڑے۔ راستے میں انہیں کئی لوگ ملے جو کھیتوں میں کام کر رہے تھے۔

کسی سے سلام کا تبادلہ ہوا لیکن بیشتر انہیں دیکھ کر خاموش رہے ندی کے کنارے پہنچ کر وہ رک گئے۔ پل یہاں تین سو گز کے فاصلے پر تھا۔ انہوں نے دیکھا کہ لاریوں کا ایک قافلہ پل سے گزر کر رخہ کی طرف جارہا ہے۔ ولیم جلدی سے بیر کے ایک درخت کی آڑمیں پہنچ گیا۔ مسعود بھی اس کے ساتھ تھا۔ اس نے ولیم سے کہا۔ اگر ہم اس پل کو اڑانے میں کامیاب ہوجاتے ہیں تو رخا سے ان کا تعلق منقطع ہوجائے گا۔

لاریوں کے گزر جانے کے چند منٹ بعد وہ پل کی طرف چل پڑے اور تیزی سے دوڑتے ہوئے پل کے نیچے آگئے اور اب سڑک سے انہیں نہیں دیکھا جاسکتا تھا۔

پل کے درمیانی حصے کے نیچے کھڑے ہو کر ولیم نے اندازہ لگایا کہ یہ ایک معمولی پل ہے۔ اس پل کا صرف بیس فٹ کا حصہ فی الحال ندی کے اوپر تھا۔

ولیم نے اپنی تیاری شروع کردی۔ اس کے تھیلے میں ایک ایک پونڈ بارود کے کئی ڈبے تھے۔ اس نے دس ڈبوں کو ملا کر ڈوری سے باندھ دیا اور اسی طرح اس نے تین مزید بم تیار کئے۔ یہ دھماکہ خیز شے وہ اس لئے استعمال کر رہا تھا کہ مجاہدین کو افغانستان میں اگر کہیں سے کچھ مل سکتا تھا تو وہ صرف بارود ہو سکتی تھی۔ یہ تمام باتیں ولیم کو پشاور میں مقیم سی آئی اے کے ایک ایجنٹ نے بتائی تھیں۔

پورا پل دو آہنی شہتیروں پر ٹکا ہوا تھا۔ ولیم پل کے ایک سرے پر پہنچ کر دری میں بولا۔ مجھے زمین سے پل تک سہارے کے لئے ایک لکڑی چاہئے۔ ایک مجاہد جلد ہی ایک درخت کو جڑ سے کاٹ کر لے آیا۔ ولیم نے اس سے کہا۔ ایسا ہی ایک درخت اور چاہئے۔

اس نے اپنے تیار کردہ چار بموں میں سے ایک نکالا اور اسے پل کی چھت سے چپکا دیا۔ ایک مجاہد سے اس نے اسے پکڑے رہنے کو کہا اور اس سے ملا کر دوسرا بم رکھ دیا۔ ان دونوں کو پل سے چپکائے رکھنے کے لئے زمین سے لکڑی کا سہارا دے دیا۔

ندی کے اس پار پہنچ کر پل کے دوسرے سرے پر اس نے اسی طرح دو بم لگا دیئے۔

ولیم جو کچھ کرتا جارہا تھا اس کی تفصیل پوری' انگریزی اور فرانسیسی کی ملی جلی خود ساختہ زبان میں مجاہدین کو سمجھاتا رہا تھا۔ اس کے ہر عمل کو سمجھنا مجاہدین کے لئے بہت ضروری تھا۔ اس نے اپنے تھیلے سے نہایت حساس فلیتے کا ایک رومال نکالا جو اکیس ہزار فٹ فی سکنڈ کے حساب سے جلتا تھا اور اسے چاروں بموں سے جوڑ کر ایک جگہ باندھ دیا۔ تاکہ ضرورت پڑنے پر چاروں بم ایک ساتھ پھٹیں۔

ولیم ایک عرصے سے بعد اس قسم کا کام انجام دے رہا تھا۔

وہ حساس فلیتے کو زمین پر پھیلاتے ہوئے پانی کے اندر سے گزار کر کافی دور تک لے

گیا تا کہ اسے نظروں سے محفوظ رکھا جاسکے۔ یہ فلیتہ پانی کے اندر بھی اپنے جلنے کی رفتار کو برقرار رکھتا تھا۔ فلیتے کا ایک سرا ندی کے کنارے لاکر اس نے اس میں ٹوپی فٹ کی اور اس میں چار منٹ جلنے والا فلیتہ جوڑ دیا۔

ریڈی۔ اس نے مسعود سے کہا۔

ولیم نے فلیتے کو آگ لگادی اور اس کے ساتھ ہی سب لوگ تیز رفتاری سے پل کی مخالف سمت میں بھاگے۔ ولیم اس زبردست دھماکے کا منتظر تھا لیکن اسی وقت کہیں دور سے ٹینکوں کے گڑگڑانے کی آواز آنے لگی۔

جہاں اس وقت وہ کھڑے تھے وہاں سے سڑک نظر نہیں آرہی تھی۔ ایک گوریلا تیزی سے درخت پر چڑھ گیا اور اس نے بتایا کہ دو ٹینک پل کی طرف آرہے ہیں۔

مسعود نے ولیم کے بازو پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔ کیا ایسا ممکن نہیں ہے کہ جب یہ ٹینک پل پر ہوں اس وقت دھماکہ ہو؟

ولیم نے سوچا یہ میرے امتحان کی گھڑی ہے۔ ہاں یہ ممکن ہے۔ اس نے کہا۔ مسعود نے کہا۔ تو بسم اللہ۔

ولیم بھی درخت پر چڑھ گیا اور ٹینکوں کو دیکھنے لگا جو ابھی پل سے سو گز دور تھے۔ ان کے ساتھ دوسری گاڑیاں نہیں تھیں شاید یہ نئے ٹینک تھے جو رخنہ جارہے تھے۔

اس نے دل ہی دل حساب لگایا۔

یہ ٹینک دس میل فی گھنٹہ کی رفتار سے چل رہے تھے اس طرح انہیں تقریباً ڈیڑھ یا دو منٹ میں پل پر آجانا چاہیئے فلیتے کو جلتے ہوئے ابھی ایک منٹ سے کم وقت ہوا تھا۔ اسے اس فلیتے تک پہنچنے کے لئے ابھی تین منٹ باقی تھے اور اتنی دیر میں ٹینک بخیریت پل کی دوسری جانب پہنچ جائیں گے۔ وہ درخت سے کود پڑا اور جلتے ہوئے فلیے کی طرف تیزی سے دوڑنے لگا۔

اس نے پیچھے کسی اور کے قدموں کی آواز بھی سنی۔ اس نے پلٹ کر دیکھا۔ یہ علی غنیم تھا اس کے پیچھے دو مجاہد اور آرہے تھے باقی سب لوگ کھڑے ہوئے انہیں دیکھ رہے تھے۔

چند لمحوں میں وہ فلیتے تک پہنچ گیا جو آہستہ آہستہ جل رہا تھا۔ اس نے تھیلے سے چاقو نکالا اور اسے کاٹ دی اس نے حساب لگایا ٹینکوں کو پل تک پہنچنے میں ابھی ایک منٹ کی دیری تھی۔ اس نے فلیے کو اتنی دور سے کاٹا جتنی دیر میں ٹینک پل پر آجائیں۔ اس سلسلے میں اسے خاصہ تجربہ تھا۔ اس نے یہ بھی حساب لگایا کہ فلیتے کو آگ لگانے کے بعد دھماکے سے پہلے وہ تقریباً ڈیڑھ سو گز بھاگ سکتا ہے جو حفاظت کے لئے کافی تھا۔

اس نے فلیتے کو آگ لگائی اور دوڑنا شروع کردیا۔

علی غنیم اور دوسرے دو مجاہدین اس کے پیچھے بھاگ رہے تھے۔

ٹینک پر بیٹھے آدمیوں نے ان چار لوگوں کو بھاگتے ہوئے دیکھ لیا تھا۔ ولیم تیز رفتاری سے بھاگ رہا تھا کہ ٹینک سے فائر کی گونج دار آواز آئی۔ روسیوں نے یہ سمجھنے میں دیر نہیں کی کہ یہ انقلابی مجاہدین ہیں۔ اس لئے انہوں نے فائرنگ کی مشق کی غرض سے اندھا دھند گولیاں برسانی شروع کردیں۔ دو گولیاں ولیم کے سر کے پاس سے گزریں۔ اس نے اپنا رخ بدل بدل کے دوڑنا شروع کردیا تاکہ نشانہ بہ آسانی نہ لیا جاسکے۔ ایک گولی اس کے قریب چٹان سے ٹکرائی اور اس نے پھر رخ بدل دیا۔ اس نے سوچا اگر بم فوراً نہیں پھٹا تو میری زندگی بچنی مشکل ہے۔ مجھے اس خطرناک کھیل کی ویسے کوئی ضرورت نہیں تھی۔ یہ بیوقوفی میں نے کیوں کی میں ابھی مرنا نہیں چاہتا خواہ جین مجھے ملے یا نہ ملے۔ اس نے اپنے پیچھے ایک آدمی کو زخمی ہوکر چیختے ہوئے سنا۔ اس نے اپنی رفتار اور تیز کردی۔ دوسرے ہی لمحے اس نے اپنے کولہوں میں جلن محسوس کی۔ ایک اور گولی اس کی دائیں ران میں پیوست ہوئی اور وہ مفلوج ہوگیا۔ دونوں ٹینک پل کے درمیان کھڑے اطمینان سے گولیاں برسا رہے تھے۔ ولیم اپنی جگہ پر ہی زمین پر لیٹ گیا۔ علی غنیم جواب بھی اس کے ساتھ تھا اسے سہارا دے کر لے جانے کی کوشش کرنے لگا۔

اور اسی وقت ایک دھماکے کے ساتھ پل اڑ گیا۔

یہ منظر مجاہدین کے لئے نہایت دلکش اور مسرت بخش تھا۔

چار متواتر دھماکوں نے پل کے پرخچے اڑادیئے اور اس پر کھڑے دونوں ٹینک بے سہارا نیچے آرہے۔ ٹینکوں کے دریا برد ہونے کا منظر قابل دید تھا۔

دھماکوں کی آواز کے بعد ولیم نے مجاہدین کو خوشیاں مناتے دیکھا۔

ان میں سے کچھ لوگ ٹینکوں کی طرف جارہے تھے۔ علی غنیم نے ولیم کو پیروں پر کھڑا کرلیا تھا اور اس کی بغلوں میں ہاتھ ڈال کر چلنے میں اس کی مدد کرنے لگا۔ ولیم نے کہا۔ میں نہیں سمجھتا کہ میرے لئے ایک قدم چلنا بھی ممکن ہوسکے گا۔ شاید گولی میری مقعد میں داخل ہوگئی ہے۔

انہوں نے پھر گولیوں کی آواز سنی۔ شاید روسی فوجی ٹینکوں سے نکل کر فرار ہونے کی کوشش میں تھے لیکن باہر نکلتے ہی انہیں مجاہدین نے اپنے تحویل میں لے لیا اور فوراً ہی گولی مار کر ان کا کام تمام کردیا۔

مسعود ولیم کے پاس آیا۔ وہ مسکرا رہا تھا۔ بہت خوب' آپ کا یہ کارنامہ یقیناً نہایت شاندار تھا۔

شکریہ۔ ولیم نے کہا۔ لیکن میں یہاں پر پل اڑانے کے لئے نہیں آیا ہوں۔ وہ اتنی کمزوری محسوس کررہا تھا کہ بولنا بھی دشوار ہو رہا تھا۔ میں ایک معاہدے کی غرض سے آپ کے پاس آیا ہوں۔

مسعود نے حیرت سے اسے دیکھا اور پوچھا۔ آپ کون ہیں کیا اپنا تفصیلی تعارف دینا پسند کریں گے؟

میں واشنگٹن سے آیا ہوں اور صدر امریکہ کا نمائندہ ہوں۔

مسعود کو اس جواب سے حیرت نہیں ہوئی۔ اس نے خوش مزاجی سے کہا۔

بہت خوب مجھے آپ سے مل کر خوشی ہوئی۔

ولیم اس کے بعد کوئی بات نہ کرسکا اور بے ہوش ہوگیا۔

رات بھر مسعود اس کے قریب رہا۔

مجاہدین اسے اسٹریچر میں لٹا کر قریبی بستی آستانہ تک لے آئے تھے۔ مسعود نے ڈاکٹر جیری والٹر کو بلانے کے لئے فوری طور پر ایک تیز گام کو روانہ کردیا تھا جو کل آکر اس کے جسم سے گولیاں نکالنے کی کوشش کرے گا۔ ولیم کو درد میں کچھ کمی کا احساس تو ہو رہا تھا لیکن کمزوری کی وجہ سے وہ ہل بھی نہیں سکتا تھا۔ مجاہدین نے اپنے طور پر اس کے زخموں کی مرہم پٹی کردی تھی۔

یہاں آنے کے ایک گھنٹے بعد اسے گرم گرم سبز چائے پینے کو دی گئی جس سے اسے کسی حد تک آرام کا احساس ہوا۔ کچھ دیر بعد انہوں نے کھانے کے لئے کچھ ہلکی غذا بھی فراہم کی۔ یہ غذا وہی تھی جو عموماً مجاہدین استعمال کرتے تھے۔ اور جس کا تجربہ اسے پاکستان سے وادی تک کے سفر کے دوران پہلے ہی ہوچکا تھا۔

کھانے کے بعد مسعود آکر ولیم کے قریب بیٹھ گیا اور دوسرے لمحے تمام دوسرے مجاہدین ان کو تنہا چھوڑ کر باہر چلے گئے۔ کمرے میں اب مسعود اور ولیم کے علاوہ صرف دو مجاہدین اور تھے جو مسعود کے باڈی گارڈ تھے۔ ولیم اس وقت کی اہمیت سے واقف تھا اسے مسعود سے تفصیلی گفتگو ابھی کرلینی چاہئے ورنہ دوبارہ یہ وقت نہیں مل سکے گا لیکن وہ اتنی کمزوری محسوس کررہا تھا کہ بات کرنا اب بھی اس کے لئے دشوار ہو رہا تھا۔

گفتگو کا آغاز مسعود ہی نے کیا۔ برسوں قبل کسی مغربی ملک کے سربراہ نے شاہ افغانستان سے پانچ سو سرفروشوں کی مدد طلب کی تھی۔ شاہ نے اس وادی سے پانچ لوگوں کا انتخاب کرکے اس پیغام کے ساتھ انہیں اسکے پاس بھیجا تھا کہ یہ پانچ شیر پانچ سو گیدڑوں سے بہتر ثابت ہوں گے۔ اس وادی کا نام انہیں جیالوں کی یاد میں پنج شیر وادی پڑا۔ مسعود

نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور آج آپ نے بھی اپنے آپ کو ایک شیر کی حیثیت سے متعارف کرایا ہے۔

ولیم نے کہا۔ میں نے سنا تھا کہ پانچ بہادر جنہیں پنج شیر کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ مختلف سمتوں میں اس وادی کی حفاظت پر مامور ہیں۔ اس وادی کا نام ان جوانوں کی یادگار ہے اور اب لوگ آپ کو اس وادی کا چھٹا شیر کہتے ہیں۔

خیر روایات کا تذکرہ بہت ہوچکا' مسعود نے مسکراتے ہوئے کہا۔ آپ مجھ سے کیا باتیں کرنا چاہتے ہیں۔

ولیم نے مسعود سے گفتگو کے لئے کافی تیاری کی تھی لیکن اسکے تصور میں بھی نہیں تھا کہ گفتگو کا آغاز ان حالات میں ہوگا۔ میں روسیوں سے جنگ کے متعلق آپ کا تجزیہ سننا چاہتا ہوں۔ اس نے کہا۔

مسعود کے سر کو جنبش ہوئی۔ روسیوں نے رخہ میں تقریباً دس ہزار تربیت یافتہ فوجیوں کو اکٹھا کر رکھا ہے اور۔ پنج شیر وادی کا باب داخلہ ہے۔ ان کا طریقہ یہی ہے کہ پہلے بمباری' پھر افغان فوجیوں کو روکا جاسکے۔ وہ پرامید ہیں کہ جلد ہی انہیں بارہ سو مزید فوجیوں کا تعاون ملنے والا ہے۔ دو ہفتے کے اندر وہ اس وادی پر فوجی اقدام کی تیاریوں میں مصروف ہیں۔ ان کا خاص مقصد ہماری قوت کو ختم کرنا ہے۔ قوت کو ختم کرنا ہے۔

ولیم کو حیرت تھی کہ مسعود کو اس پس ماندہ ملک میں جاسوسی کی کون سے سہولت حاصل ہے کہ وہ روس کی تازہ ترین پیش رفت سے واقف ہوجاتا ہے لیکن وہ اس کے متعلق کچھ پوچھنا نہیں چاہتا تھا۔ اس نے کہا اور آپ کے خیال میں روسیوں کے ان عزائم کا کیا نتیجہ نکلے گا؟

وہ کامیاب نہیں ہوسکیں گے۔ مسعود نے یقین اور اعتقاد سے کہا۔ جب وہ حملہ کریں گے تو ہم پہاڑوں میں روپوش ہوجائیں گے اور انہیں جنگ کے لئے کوئی مقابل نہیں ملے گا بالاآخر وہ جنگ بند کریں گے اور تب ہم بلندی سے ان کے نظام ترسیل کو مفلوج کرکے انہیں پریشان کردیں گے۔ اور بتدریج انہیں مجبور کردیں گے کہ وہ واپس چلے جائیں یہ خطہ ویسے بھی ان کے لئے کسی فوجی مفاد کے لئے اہم نہیں ہے اور امید ہے وہ اسے چھوڑ دیں گے۔

ولیم حیران تھا۔ یہ گوریلا جنگی تکنیک کا ایک بلند مینار تھا۔ اب اسکی سمجھ میں بہ آسانی آگیا تھا کہ مسعود کو اپنا راہبر تسلیم کرکے افغانیوں نے کوئی غلطی نہیں کی ہے۔ اس نے پوچھا۔ آپ کے خیال میں روسی فوجیں اسی طرح کے لاحاصل حملے کب تک کرتی رہیں گی؟

یہ تو خدا ہی بہتر جانتا ہے۔ مسعود نے کہا۔

کیا آپ کو یقین ہے کہ ایک دن آپ انہیں اپنے ملک سے نکالنے میں کامیاب ہوں گے۔؟

کیوں نہیں آخر ویت نام کے مجاہدین نے بھی تو امریکیوں کو اپنے ملک سے بھگایا تھا۔ مسعود نے مسکراتے ہوئے کہا۔

ہاں، لیکن کیا آپ ان کے طریقہ کار سے واقف ہیں۔؟

میرا خیال ہے کہ اس میں سب سے اہم رول ان روسی ہتھیاروں کا تھا جو انہیں مسلسل ملتے رہتے تھے۔ زمین سے فضاء میں مار کرنے والے میزائل جدید ترین اسلحہ جات جس سے وہ ہوائی حملوں کو بھی ناکام بنادیتے تھے۔

مجھے آپ سے اتفاق ہے۔ ولیم نے کہا۔ امریکی حکومت کا بھی اس سلسلے میں یہی خیال ہے اور اسی لئے ہم چاہتے ہیں کہ آپ کی مدد کریں۔ آپ کو بہتر ہتھیار مہیا کریں لیکن اس کے ساتھ ہی ہم چاہتے ہیں کہ مجاہدین ان ہتھیاروں کا صحیح استعمال کرسکیں۔ اس سے افغان مجاہدین کی قوت مدافعت میں اضافہ ہوگا اور اس کے لئے افغان اتحاد اولین شرط ہے۔

مسعود نے بے یقینی سے اپنے سر کو جنبش دیتے ہوئے کہا۔ مجھے اعتراف کرنا ہوگا کہ ہمارا یہ اتحاد ابھی ابتدائی مراحل میں ہے۔

اس میں رکاوٹ کیا ہے۔ ولیم سانس روک کر مسعود کی جانب دیکھ رہا تھا اور دعا مانگ رہا تھا کہ جواب وہی ہو جو اس کے ذہن میں ہے۔

مجاہدین کے مختلف گروہوں کے درمیان بے اعتمادی اس راستے کی سب سے بڑی رکاوٹ ہے۔

ولیم نے سکون سے ایک گہری سانس لی۔

مسعود نے سلسلہ کلام جاری رکھا۔ ہمارا تعلق مختلف قبائل سے ہے اور ہر قبیلہ اپنی سرزمین کو ایک علیحدہ وطن تصور کرتا ہے۔ سب کے راہبر الگ الگ ہیں۔ یہاں تک کہ دوسرے قبیلے کے لوگ کبھی کبھی میرے قافلوں کو لوٹ لیتے ہیں اور ہمارا سامان چوری کرلیتے ہیں۔

بے اعتمادی۔ ولیم نے دوہرایا۔ اور اس کے علاوہ؟

ترسیل، ہمیں ایک طرف سے دوسری طرف اطلاعات پہنچانے کے ذرائع میسر نہیں۔ تیز گام یہ کام وقت پر نہیں کرپاتے اس کے لئے ہمیں ٹرانسمیٹروں کے ایک جال بچھانے کی ضرورت شدت سے محسوس ہوتی ہے۔

بے اعتمادی اور ناکافی ذرائع ترسیل۔ ولیم نے دہرایا اسے اسی جواب کی توقع تھی۔ وہ بے حد کمزوری محسوس کررہا تھا۔ اس کے جسم سے کافی خون خارج ہوچکا تھا۔ اس نے اپنی تمام قوت کو جمع کر کے کہا۔ ہم گفتگو کو اور وسیع کرلیں۔ آپ یہاں پنج شیر وادی میں گوریلا جنگی تکنیک کا جو معیار رکھتے ہیں وہ بہت اچھا ہے لیکن افغانستان کے دوسرے حصوں میں یہ تکنیک تسلی بخش نہیں ہے۔ دوسرے رہنما اب بھی وسائل کا لاحاصل استعمال کر کے انہیں ضائع کردیتے ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ آپ یہاں ملک کے دوسرے حصوں سے چند افراد کو بلاکر انہیں گوریلا تربیت دیں۔ کیا آپ کو میرے اس مشورے سے اتفاق ہے؟

ہاں' اور میں یہ بھی سمجھ رہا ہوں کہ آپ کی گفتگو کس سمت جارہی ہے۔ مسعود نے کہا۔ اس طرح ایک سال کے اندر ملک کے گوشے گوشے میں تربیت یافتہ گوریلا مجاہدین پھیلے ہوں گے۔ ترسیل کے ذرائع میسر آنے کے بعد مواصلات کا مسئلہ بھی حل ہوجائے گا اور لوگوں پر میرا اعتماد بھی بحال ہوجائے گا۔

آپ بالکل ٹھیک سمجھ رہے ہیں۔ ولیم نے کہا۔ اب مزید گفتگو کی تاب اس میں نہیں تھی۔ اس کا کام تقریباً ختم ہوچکا تھا۔ تو یہ رہا معاہدہ' اگر آپ ایسے معاہدے پر لوگوں کے دستخط لے سکیں کہ وہ اپنے مجاہدین تربیت کے لئے یہاں بھیجیں گے تو امریکی حکومت آپ کو راکٹ لانچرز' زمین سے فضاء میں نشانہ لینے والے میزائل' طیارہ شکن توپیں اور ریڈیو ٹرانسیٹر نظام آپ کو فراہم کردے گا لیکن اس معاہدے پر کم از کم دو اور لیڈروں کے دستخط ہونے ضروری ہیں اور ان کے نام بھی میں آپ کو بتادوں...... وادی پیچ کے جہان کامل اور فیض آباد کے عمل عزیزی۔

یہ کام بہت مشکل ثابت ہوگا۔ مسعود نے تاسف آمیز لہجے میں کہا۔

میں جانتا ہوں۔ ولیم نے کہا' لیکن کیا آپ یہ کام کرسکیں گے؟

مجھے سوچنے کے لئے کچھ وقت چاہئے۔ مسعود نے کہا۔

ٹھیک ہے۔ ولیم نے کہا۔

وہ تھکا ہوا سا سرد فرش پر نڈھال سا پڑا ہوا تھا۔ اس نے اپنی آنکھیں بند کرلی تھیں اور ایک لمحے بعد ہی وہ نیند کی آغوش میں پہنچ گیا۔

باب دہم

جیری والٹر چاندنی رات میں کھلے میدانوں کے درمیان بے مقصد اپنا وقت گزار رہا

تھا۔ ایک ہفتے قبل وہ کتنا مسرور و مطمئن تھا۔ حالات اس کے قابو میں تھے لیکن اب سب کچھ ختم ہوچکا تھا اور وہ اپنے مقصد کے حصول میں ناکام افسردہ اور مغموم دن گزارنے پر مجبور تھا۔

اس نے حالات پر بار بار غور کیا لیکن شاید کوئی راستہ بچا ہی نہیں تھا۔ وہ بار بار ایک ہی نتیجے پر پہنچتا تھا کہ اسے افغانستان چھوڑ دینا چاہئے۔

اس نے سوچا۔ ایک جاسوس کی حیثیت سے میری اہمیت ختم ہوچکی ہے۔ میرے پاس اناتولی سے رابطہ رکھنے کا اب کوئی ذریعہ نہیں ہے۔ اگر جین ٹرانسمیٹر نہ بھی توڑتی تو بھی گاؤں چھوڑ کر اناتولی سے ملنا تقریباً ناممکن ہوچکا تھا۔ اس لئے کہ جین کو میرا مقصد سمجھنے میں اب دیر نہیں لگے گی اور وہ لازمی طور پر ولیم کو اس کی اطلاع دے دے گی۔ میں جین کو ہمیشہ کے لئے خاموش کرسکتا ہوں لیکن ولیم بہرحال اس کے لئے فکر مند ہوگا اور یہ بھید کھل جائے گا۔ مجھے دراصل ولیم کو ختم کرنے کی تدبیر کرنی چاہئے۔ لیکن کیسے؟......وہ مجھ سے زیادہ قوی اور طاقتور ہے۔ میرا اس پر قابو پانا ناممکن ہے۔

لیکن یہ سب ہوا کیسے؟ ہاں مجھ سے اور اناتولی سے تھوڑی بداحتیاطی تو ہوئی۔ ہمیں ملاقات کی جگہ کا انتخاب کرتے وقت اس بات کا خیال رکھنا چاہئے تھا کہ وہاں سے تمام راستوں پر نظر رکھی جاسکے اور کسی کے اس طرف آنے کی پیشگی اطلاع ہمیں مل جائے لیکن یہ کس نے سوچا تھا کہ جین اس طرح اچانک وہاں آجائے گی۔ یہ سب میری تقدیر کا قصور تھا کہ وہ بچہ پینسلین کے ردعمل کا شکار ہوگیا۔ اور اسے مجبوراً میری تلاش میں وہاں آنا پڑا۔ اس نے اناتولی کے روسی لہجے کی شناخت فوراً کرلی تھی۔ ولیم کی آمد نے جین کو حوصلہ دیا ہے۔ یہ میری بدقسمتی ہے۔ تاریخ ان لوگوں کو یاد نہیں رکھتی جنہوں نے حصول مقاصد میں جان کی بازی لگادی لیکن ناکام رہے۔ وہ تصور میں اپنے باپ سے مخاطب ہوا۔ میں نے اپنی بہترین صلاحیتوں کو استعمال کیا ہے پاپا۔ اور جیسے اسے فوراً جواب ملا۔ مجھے اس سے غرض نہیں ہے کہ تم نے اپنی صلاحیتوں کا کتنا استعمال کیا ہے۔ میں یہ جاننا چاہتا ہوں کہ تم کامیاب رہے یا ناکام؟

وہ بستی کی طرف چل پڑا اسے نیند آرہی تھی اور وہ گھر جاکر فوراً سوجانا چاہتا تھا۔ یہ تفریح صرف اس غرض سے تھی کہ وہ جین کو کسی طویل گفتگو کا موقع دینا نہیں چاہتا تھا۔

جین اب بھی اس کی تھی لیکن یہ خیال اس کے لئے اب سکون بخش نہیں تھا اس کے راز سے واقف ہونے کے بعد دونوں کے درمیان قربت میں تصنع در آیا تھا۔ ہاں ہم بستری کے اوقات میں دونوں کی وہی پرانی گرم جوشی عود کر آتی تھی اور وہ دونوں دنیا سے بے خبر لطف انبساط کے سمندر میں ڈوب جاتے تھے۔

وہ گھر میں داخل ہوا اس کا خیال تھا کہ جین سو چکی ہوگی لیکن یہ دیکھ کر اسے حیرت ہوئی کہ وہ نہ صرف ابھی تک جاگ رہی ہے بلکہ اس کی منتظر بھی ہے۔ کمرے میں داخل ہوتے ہی اس نے بتایا کہ آستانہ سے ایک تیزگام آیا ہے اور مسعود نے تم کو فوری طور پر طلب کیا ہے وہاں ولیم زخمی پڑا ہوا ہے۔

ولیم زخمی ہے یہ سن کر جیری کا دل زور زور سے دھڑکنے لگا۔ وہ کیسے زخمی ہوا؟۔

خطرے کی کوئی بات نہیں ہے اس کے کولہے میں گولی لگی ہے۔

میں صبح پہلی فرصت میں آستانہ کے لئے چل دوں گا۔

جین نے سر کو جنبش دیتے ہوئے کہا۔ تیزگام بھی تمہارے ساتھ جائے گا۔ میرا خیال ہے سورج غروب ہونے سے پہلے تم وہاں سے واپس بھی آجاؤ گے۔

ہاں۔ جیری سوچ رہا تھا کہ جین اس بات کی احتیاط کر رہی ہے کہ میں راستے میں کسی روسی سے نہ مل سکوں لیکن اب یہ احتیاط اس کے لئے غیر ضروری تھی۔ اب ایسی ملاقاتوں کا اہتمام جیری کے لئے ناممکن ہو چکا تھا۔ اس نے سوچا کہ جین ایک معمولی بات کو اہمیت دے رہی ہے اور ایک خاص نکتے کو نظرانداز کر رہی ہے۔ ولیم زخمی ہے کمزور ہے اور غیر محفوظ بھی۔

اب اس کی زندگی اور موت کا فیصلہ کرنا جیری کے اپنے ہاتھ میں تھا۔

-۲-

جیری کو ساری رات نیند نہیں آئی۔ وہ ولیم کے بارے میں سوچ رہا تھا جو اس کے تصور میں کسی انجیر کے درخت کے نیچے زمین پر کمبل کے اوپر بے یار و مددگار لیٹا تھا۔ درد کی شدت سے اس کے دانت جکڑ چکے تھے اس کے جسم سے وافر مقدار میں خون خارج ہو چکا تھا اور نقاہت اس کے چہرے سے عیاں تھی اس نے دیکھا کہ وہ انجکشن تیار کر رہا ہے اور ولیم سے کہہ رہا ہے کہ یہ جراثیم کش انجکشن ہے اور وہ ضرورت سے چار گنی زیادہ مقدار میں یہ دوا اس کے اندر پہنچا رہا ہے جو بہت جلد اثر کرے گا۔ اور ولیم کو پے در پے دل کے دورے پڑنے شروع ہو جائیں گے۔

اس کے ہارٹ اٹیک پر لوگوں کو حیرت ضرور ہوگی لیکن ایک آدمی کے لئے جس کی عمر چونتیس برس ہو اور جو مسلسل پر خطر کاموں میں لگا رہا ہو یہ کوئی حیرت کی بات نہیں یہاں اس سے کوئی جواب طلب نہیں کر سکتا اس کے ملک میں بھی کوئی شبہ نہیں کرے گا۔ وہ یہی سمجھیں گے کہ ولیم کام کے دوران زخمی ہوا اور زخموں کی تاب نہ لا کر مر گیا۔ پنج شیر وادی میں اسے تمام لوگوں کا اعتماد حاصل تھا۔ سب لوگ اس کی تشخیص کے معتقد تھے اس پر لوگوں کو اتنا ہی بھروسہ تھا جتنا مسعود کے کسی رفیق پر کیا جا سکتا تھا۔ اس کا سبب

بھی تھا۔ اس نے مجاہدین کی خدمت کے لئے بڑی سے بڑی قربانی دی تھی لیکن جین؟....ہاں جین کی بات دوسری ہے اور اگر اسے شک ہوا تو اس کا اگلا قدم کیا ہوگا؟

ولیم کی رفاقت کے ساتھ جین ایک ناقابل شکست مدمقابل ہوسکتی ہے لیکن تنہا وہ کچھ نہیں کرسکتی اس کے بعد۔ جیری اسے مزید ایک سال تک وادی میں رہنے پر مجبور کرسکتا تھا۔ وہ اس سے وعدہ کرسکتا تھا کہ وہ اب قافلے کے بارے میں روسیوں کو اطلاع نہیں دے گا۔ اس بیچ وہ کوشش کرے گا کہ اناتولی سے دوبارہ رابطہ قائم کرسکے اور مسعود کی گرفتاری کا اپنا مقصد پورا کرسکے۔

اس نے رات میں دوبجے اٹھ کر لزی کو بوتل سے دودھ پلایا اور پھر لیٹ گیا۔ اس نے سونے کی کوشش بھی نہیں کی۔ اسے صبح کا بڑی بے چینی سے انتظار تھا۔ وہ مسرور بھی تھا اور خوفزدہ بھی۔ خوف یہ تھا کہ کہیں طلوع آفتاب سے پہلے کوئی تبدیلی نہ آجائے کہیں ولیم اس سے علاج کرانے سے انکار کردے یا جیری اپنے منصوبے میں ناکام رہے یا ولیم کو معمولی زخم آئے ہوں اور وہ حسب معمول گھوم پھر رہا ہو یا ولیم اور مسعود کے آستانہ پہنچنے سے پہلے ہی وہ بستی چھوڑ چکے ہوں۔

جین بھی شاید کوئی خواب دیکھ رہی تھی۔ اس کا بار بار کروٹ بدلنا اور سوتے میں بڑبڑانا اس بات کا غماز تھا۔ صرف لزی تھی جو سکون کی نیند سو رہی تھی۔

طلوع آفتاب سے کچھ قبل جیری نے بستر چھوڑ دیا اور فوراً غسل کے لئے ندی کی طرف چل پڑا جب وہ نہاکر واپس لوٹا تو تیزگام برآمدے میں بیٹھا فرح کی دی ہوئی سوکھی روٹیوں کے ساتھ چائے پی رہا تھا۔ جیری نے بھی چائے پی اور چلنے کی تیاری کرنے لگا۔

جین چھت پر تھی جیری اوپر گیا اور اس کے چہرے کا بوسہ لیتے ہوئے اسے خدا حافظ کہا۔ وہ جب جین کو ہاتھ لگاتا تھا اسے یہ بات کچوکے لگنے لگتی تھی کہ اس نے کس بیدردی سے اسے پیٹا تھا۔ جین شاید اسے معاف کرچکی تھی لیکن اپنے اس عمل کے لئے وہ اپنے آپ کو معاف نہیں کرسکا تھا۔

اس نے باہر نکل کر چاروں طرف ایک طائرانہ نظر ڈالی اور تیزگام کو ساتھ لے کر چل پڑا۔ باندہ سے آستانہ تک ایک ناہموار سڑک تھی جو دریائے پنج شیر کے بہاؤ کی سمت کنارے کنارے جاتی تھی۔ جیری راستہ چلتے ہوئے موجودہ صورت حال پر غور کررہا تھا۔

یہ وادی اپنے دلفریب قدرتی مناظر اور متوازن آب و ہوا کے لئے مشہور تھی۔ جیری سورج کے نکلنے کا مسحور کن منظر دیکھتے ہوئے سوچ رہا تھا۔ دریائے پنج شیر کی آبیاری سے سارا خطہ زمرد پوش بنا ہوا تھا۔ چاروں طرف اونچے پہاڑوں سے گھری ہوئی یہ وادی افغانستان میں محفوظ ترین جگہ تھی۔ قریب سے گزرنے والی سڑک پر نورستان کی طرف

جاتی ہوئی ایک آدھ گاڑی کبھی کبھار نظر آجاتی تھی یا کابل سے کبھی کبھی کوئی تاجر اس وادی میں آجاتے تھے۔ ورنہ یہاں کے باشندے اور یہاں کا ماحول عہد وسطیٰ سے قطعی مختلف نہیں تھا۔ روسیوں کی جارحانہ پیش قدمی کے بعد اس وادی کے تقریباً تمام گاؤں بمباری کا نشانہ بن چکے تھے۔ سوائے باندہ کے جہاں جیری والٹر کا قیام تھا اس بمباری کا اثر وادی کے معاشی نظام پر بہت برا پڑا تھا۔ یہاں کے بیشتر خاندان پاکستان ہجرت کر گئے تھے۔ راستے میں جیری ایسی ہی ایک تباہ حال بستی سے گزرا۔ وہ یہاں ایک بار پہلے بھی آچکا تھا۔ اس وقت یہاں فضا میں لوگوں کے قہقہے گونجا کرتے تھے۔ لیکن آج پوری بستی خالی تھی جیری نے سوچا یہ تباہی صرف اس لئے آرہی ہے کہ مسعود جیسے قدامت پسند لوگ یہاں نئی روشنی کے استقبال کی مخالفت کررہے ہیں۔ اس کے خیال کے مطابق مسعود تاریخ کے سنہرے باب سے نبرد آزما تھا اور معصوم عوام کو بھڑکا کر افغانستان کے خیر خواہ روسیوں کے خلاف جنگ پر آمادہ کررہا ہے۔ اگر مسعود راستے سے ہٹ جائے تو افغانستان جنت نظیر بن جائے۔

اور ولیم کو راستے سے ہٹا کر جیری والٹر مسعود کو راستے سے ہٹانے کی کوشش دوبارہ شروع کرسکتا تھا۔

دوپہر سے کچھ قبل وہ آستانہ پہنچ گئے۔ وہ یہ سوچ کر بہت شرم محسوس کررہا تھا کہ ایک ڈاکٹر ہونے کے باوجود اسے کسی مریض کو موت کے گھاٹ اتارنا ہے۔ اس بے تکی بات کے لئے وہ خود کو یہ کہہ کر آمادہ کررہا تھا کہ تاریخ کا نیا باب لکھنے کے لئے کچھ اس قسم کا کام بھی ضروری ہوتے ہیں۔ وہ اسے مرتے ہوئے دیکھے گا اور افسوس کا اظہار کرے گا کہ وہ اس کی زندگی بچانے میں ناکام رہا۔ کیا اسے مجھ پر شک ہوگا۔ بلیک بیتھ کی طرح یا جرم و سزا کے کردار راسکو لینکوف کی طرح جنہیں مرنے سے پہلے اس کا احساس ہوگیا تھا کہ وہ کس کی سازش کا شکار ہوئے ہیں۔

بیس یا اس سے زیادہ مجاہدین ادھر ادھر بکھرے ہوئے تھے۔ کچھ مکان کے دروازے پر بیٹھے ہوئے خوش گپیوں میں مصروف تھے۔ شاید مسعود وہاں نہیں تھا لیکن اس کے دو قریبی رفیق وہاں موجود تھے۔ ولیم اندرونی کمرے کے ایک نیم تاریک گوشے میں ایک کمبل کے اوپر دراز تھا۔

جیری زمین پر بیٹھ کر ولیم کے اوپر جھک گیا۔ ولیم بری طرح درد میں مبتلا تھا۔ کولہوں میں گولی لگنے کی وجہ سے وہ اوندھا لیٹا تھا۔ اس کا چہرہ زرد تھا اور پسینے کی بوندیں چمک رہی تھیں۔

بہت تکلیف ہورہی ہوگی؟ جیری والٹر نے انگریزی میں پوچھا۔

بس پوچھو مت۔ ولیم نے دانتوں کو بھینچتے ہوئے بمشکل کہا جیسے وہ کافی دیر بعد بولا ہو۔
جیری نے اس کے اوپر پڑا ہوا کمبل ہٹایا۔ اس کے اشارے پر دو مجاہدین نے آگے بڑھ کر اس کا لباس کاٹ کر اس کے جسم سے علیحدہ کردیا۔ جیری نے اس کی پٹیاں بھی کھول دیں۔ زخم دیکھ کر اسے اندازہ ہوا کہ خطرے کی کوئی بات نہیں ہے۔ ولیم کے جسم سے خون خارج ہونے کی وجہ سے کمزوری اور گولی کی اندر موجودگی درد کا سبب تھی۔ ہڈیاں اور جسم کے حساس اعضا بالکل صحیح سلامت تھے۔ ولیم بہت جلد ٹھیک ہوجائے گا۔
نہیں۔ جیری نے خود کو یقین دہانی کرائی۔ یہ زخم کبھی مندمل نہیں ہوں گے۔
پہلے میں تمہیں ایسی دوا دوں گا جس سے درد میں کچھ کمی آجائے۔ جیری نے ولیم سے کہا۔
شکریہ دوست۔ ولیم نے قدرے گرمجوشی سے کہا۔
جیری نے اپنا میڈیکل بیگ کھولا اب میں اسے مارڈالوں گا۔ اس نے سوچا میں نے آج تک کسی کو نہیں مارا۔ اتفاقی حادثے کے طور پر بھی نہیں۔ قاتل بننے کے بعد کیسا محسوس ہوتا ہوگا۔ وہ سوچ رہا تھا قتل تو روز ہوتے ہیں۔ شوہر اپنی بیوی کو' عورتیں اپنے بچوں کو' قاتل سیاست دانوں کو' چور مکان کے مالکوں کو' منصف قاتلوں کو آئے دن قتل کرتے رہتے ہیں۔ اور یہ سب کسی نہ کسی طرح حالات کے دباؤ میں آکر ہی ایسا کرتے ہیں۔ اس نے اپنے بیگ سے سیرنج نکالی اور دافع درد کی اتنی مقدار اس میں کھینچ لی جو تقریباً چار مریضوں کے لئے کافی تھی۔
ولیم مرتے ہوئے کیسا لگے گا۔ انجکشن کا پہلا ردعمل یہ ہوگا کہ اس کے دل کی دھڑکن میں اضافہ ہوگا۔ وہ اضطراب اور بے چینی محسوس کرے گا۔ بتدریج دھڑکنوں میں تیزی آئے گی اور اضطراب میں اسی تناسب سے اضافہ ہوگا۔ اور آخر میں دھڑکنوں کا یہ تسلسل برقرار نہ رہ سکے گا اور نبض کبھی تیز اور کبھی کمزور محسوس ہوں گی اور پھر ولیم جسمانی تکلیف اور خوف کے زیر سائے ابدی نیند سوجائے گا۔ اس نے سوچا اگر جیری درد اور بے چینی میں چیخنا شروع کردے گا تو میں کیا کروں گا کیا میں اسے بتادوں کہ میں نے انتقام لے لیا۔ یا خاموش رہ کر اسے تسلی دوں کہ دوا کا عمومی ردعمل ہے جو کسی کسی کو ہوجاتا ہے۔ ابھی تھوڑی دیر میں سب کچھ ٹھیک ہوجائے گا۔
انجکشن بالکل تیار تھا۔
آج میں اسے بہ آسانی مار سکتا ہوں۔ اس نے سوچا۔ اس کے بعد کیا ہوگا یہ سب بعد میں دیکھا جائے گا۔
اس نے ولیم کا ایک بازو اٹھایا۔ روئی کو اسپرٹ سے تر کرکے انجکشن کی جگہ کو صاف

کیا۔

اور اسی وقت مسعود کمرے میں داخل ہوا۔

جیری والٹر نے اسے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے نہیں دیکھا تھا جیسے ہی وہ قریب آیا جیری بری طرح چونک گیا۔ مسعود نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے فرانسیسی میں کہا۔ میں نے آپ کو چونکا دیا۔ موسیولی دکتیور پھر وہ ولیم کی طرف جھکا اور کہا۔ میں نے امریکی حکومت کی تجویز منظور کرلی ہے۔ یہ سن کر جیری والٹر ساکت رہ گیا۔ تیار انجکشن اس کے ہاتھ میں تھا۔ یہ کون سی تجویز ہے۔ اس نے سوچا یہ سب کیا چکر چل رہا ہے۔ مسعود بے جھجک اسکے سامنے آزادانہ گفتگو کر رہا تھا جیسے جیری خود اس کا اپنا آدمی ہو لیکن ہوسکتا ہے اب ولیم اس کو اشارے سے روک دے اور تنہائی میں بات کرنے کا مشورہ دے۔

لیکن اس کے برعکس ولیم نے کروٹ لینے کی کوشش کرتے ہوئے جیری سے کہا۔ آپ اپنے کام جاری رکھئے۔

درد کی شدت میں ولیم حفاظت کے ادنیٰ اصولوں کو بھی بالائے طاق رکھے دے رہا ہے۔ جیری نے سوچا۔

مسعود نے سلسلہ کلام جاری رکھا۔ یہ سب تو ٹھیک ہے لیکن میں سوچتا ہوں کہ مجھ پر جو ذمہ داری عائد ہوتی ہے کیا میں اسے پورا کرسکوں گا۔

جیری نے سوچا۔ تو سی آئی اے نے اپنے ایک اہم ایجنٹ کو یہاں صرف جنگی تربیت دینے کے لئے نہیں بھیجا بلکہ وہ اپنی حکومت کی طرف سے کوئی اہم معاہدہ کرنے آیا ہے۔

مسعود کہہ رہا تھا۔ افغانستان کے دور دراز خطوں کے مجاہدین آزادی کی گوریلا تربیت کا انتظام تو میں کرلوں گا لیکن یہ سب لوگ مجھ پر شبہ کریں گے۔ خصوصاً اگر یہ تجویز میری طرف سے کی گئی۔ میرا خیال ہے کہ یہ فرض آپ خود ادا کریں اور انہیں باور کرائیں کہ آپ کی حکومت کیا چاہتی ہے۔ اس طرح انہیں یقین دلانا نسبتاً آسان ہوگا۔

جیری والٹر ہمہ تن متوجہ مسعود کی باتیں سن رہا تھا۔ تو یہ مجاہدین کی جنگی تربیت کا کوئی وسیع منصوبہ زیر غور ہے۔ اس نے سوچا۔

ولیم نے ہمت کرکے بمشکل کہا۔ مجھے اس فرض کی ادائیگی سے بے حد خوشی ہوگی لیکن آپ کو ان لوگوں کو جمع کرنے کی کوشش تو بہرحال کرنی ہوگی۔

ہاں۔ مسعود نے مسکراتے ہوئے کہا۔ میں تمام انقلابی رہنماؤں کی ایک سرکردہ کانفرنس پنج شیر وادی کی درگاہ بستی میں بلا رہا ہوں۔ آج کے ٹھیک آٹھویں دن میں نے آج ہی ہر سمت تیزگام روانہ کردیئے ہیں اور اطلاع بھجوائی ہے کہ امریکی حکومت نے اپنا

ایک نمائندہ ہمارے پاس بھیجا ہے تاکہ آلات حرب کی در آمد اور دیگر امور پر تفصیلی گفتگو کی جاسکے۔

کانفرنس؟...... ہتھیاروں کی در آمد....؟ معاہدے کی اشکال اب جیری والٹر کے ذہن میں واضح ہوچکی تھیں لیکن اس سلسلے میں وہ اب کرہی کیا سکتا تھا۔

کیا لوگ اس کانفرنس میں شرکت کریں گے؟ ولیم نے تشویش ظاہر کی۔

اکثریت شرکت کے لئے آمادہ ہوجائے گی۔ مسعود نے جواب دیا۔

لیکن مغربی علاقوں کے ہمارے کچھ کامریڈ دوست شاید ہی آمادہ ہوسکیں۔

جہاں کامل اور عمل عزیزی کی شرکت کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟ خدا بہتر کرے گا۔ مسعود نے مبہم سا جواب دیا۔

جیری والٹر کا جسم خوشی سے کانپنے لگا۔ وہ سوچ رہا تھا یہ واقعہ افغانستان کے انقلابی محاذ کا ایک عظیم الشان تاریخی واقعہ ہوگا۔

ولیم نے اپنے سرہانے رکھے بیگ کو ٹٹول کر اٹھایا۔ میں کامل اور عزیزی کو بلانے کے سلسلے میں کچھ تعاون تو ابھی دے سکتا ہوں۔ اس نے بیگ میں ہاتھ ڈالا اور دو ڈبے نکالے جن میں سونے کی دو اینٹیں تھیں۔ ان میں سے ہر ایک کی قیمت پانچ ہزار ڈالر ہے۔ ولیم نے کہا۔

کسی افغان کے لئے یہ ایک بیش بہا دولت تھی۔ پانچ ہزار ڈالر یہاں کے کسی بھی شخص کی دو سال کی آمدنی کے برابر تھے۔

مسعود نے ایک اینٹ اٹھائی اور اسے الٹ پلٹ کر دیکھنے لگا۔ اس کا مطلب کیا ہے؟ اس نے درمیان میں بنے ہوئے ایک نشان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے پوچھا۔

یہ امریکی صدر کی مہر کا نشان ہے۔ ولیم نے جواب دیا۔

کیا ہوشیاری ہے۔ جیری سوچ رہا تھا۔ ان قبائلی رہنماؤں کو متاثر کرنے کا کتنا کارگر طریقہ اپنایا ہے ان لوگوں نے۔

میرا خیال ہے اس سے کامل اور عزیزی کو آپ کی سنجیدگی کا یقین آجائے گا۔ ولیم نے کہا۔

ہاں اب شاید ان کی شرکت مسئلہ نہیں رہی۔

جیری سوچ رہا تھا۔ کامل اور عزیزی اس عظیم کانفرنس میں ضرور شریک ہوں گے۔

افغان مزاحمت کے تین اہم ستون آج سے آٹھویں دن درگاہ میں یکجا ہوں گے۔

میری یہ خبر اناتولی کو دینا جو ان سب کو بیک وقت قتل کرسکے گا۔

یہی تو وہ لمحہ ہے جس کے لئے میں پچھلے ایک سال سے انتظار کررہا ہوں۔ مسعود

ایک طے شدہ وقت پر مل سکتا ہے اور ساتھ میں دوسرے دو لیڈر اور بھی۔
لیکن اناتولی کو میں کس طرح مطلع کروں گا۔
کوئی نہ کوئی راستہ مجھے نکالنا ہی ہوگا۔
ایک چھوٹی کانفرنس۔ مسعود کہہ رہا تھا۔ اس کے چہرے پر گستاخانہ مسکراہٹ تھی۔
مجاہدین کو متحد کرنے کی یہ ایک عمدہ ابتدا ہے۔
اور جیری سوچ رہا تھا کہ اس ابتدا کو صرف وہ اختتام میں بدل سکتا ہے اس نے انجکشن کو نیچے کی طرف جھکایا اور زائد دوا آہستہ آہستہ خارج کردی۔ بچی ہوئی دوا اب مہلک نہیں تھی جسے اس نے جلدی سے ولیم کے جسم میں منتقل کردیا۔ ولیم کی زندگی اس ابتدا کو اختتام میں بدلنے کے لئے نہایت ضروری تھی ورنہ اس کانفرنس کے ملتوی ہوجانے کا اندیشہ پیدا ہوسکتا تھا۔
جیری والٹر نے ولیم کو خواب آور انجکشن دے دیا اور اس کے جسم سے دونوں گولیاں نکال کر زخموں کو صاف کر کے مرہم پٹی کردی۔ اس کے بعد اس نے دو اور زخمی لوگوں کو دیکھا۔ اس اثنا میں سارے گاؤں میں ڈاکٹر کے آنے کی خبر پھیل گئی اور مختلف امراض میں مبتلا لوگ ڈاکٹر سے مشورے کے لئے باہر جمع ہوگئے۔ جیری نے ان سب کو مناسب ادویات دیں۔ دوپہر کا کھانا کھایا اور واپسی کے لئے تیار ہوگیا۔
وہ ولیم کو یہیں چھوڑ کر جارہا تھا۔ دو چار دن کے آرام کے بعد وہ بڑی حد تک ٹھیک ہوجائے گا۔ جیری جو خود اسے قتل کرنے آیا تھا اب اس کی صحت یابی کے لئے فکر مند تھا اور اس کے لئے اس نے ہر ممکن کوشش کی تھی۔
تمام راستے وہ یہی سوچتا رہا کہ اناتولی سے رابطہ قائم کرنے کا کیا طریقہ اختیار کرے۔ وہ اس وقت بھی اپنا رخ رخہ کی طرف موڑ سکتا تھا جہاں روس کی فوجی چھاؤنی تھی۔ وہاں وہ خود کو اس شرط پر فوجیوں کے حوالے کردیتا کہ اسے اناتولی کے پاس بھیج دیا جائے بشرطیکہ وہ اسے دیکھتے ہی گولی نہ ماردیں۔ لیکن جین فوراً سمجھ جائے گی کہ میں کہاں ہوں اور وہ ولیم کو اس کی اطلاع دے دے گی اور نتیجہ یہ ہوگا کہ کانفرنس ملتوی ہوجائے گی۔
وہ اناتولی کو خط لکھ سکتا ہے لیکن سوال یہ ہے کہ یہ خط لے کر کون جائے گا۔
یوں تو پنج شیر وادی سے چیر یکر تک لوگوں کی مسلسل آمد و رفت رہتی تھی۔ یہ شہر روس کی تحویل میں تھا اور وادی سے ستر میل دور تھا۔ یہاں پر ڈاک کی سہولت بھی موجود تھی۔ چیریکر تک بھی خط پہنچانے کی خدمت کس سے لی جاسکتی ہے۔
باندہ پہنچنے تک وہ اس مسئلے کا کوئی حل نہیں ڈھونڈھ سکا۔ سورج غروب ہوچکا تھا۔ جین چھت پر لیٹی ہوئی شام کی لطیف ہوا کا مزہ لے رہی تھی۔ لزی بھی اس کے پاس لیٹی

تھی۔ جیری نے اپنا بیگ نیچے رکھا اور تمام ادویات باہر نکالنے لگا تاکہ انہیں احتیاط سے الماری میں رکھ سکے۔ اسی وقت اسکی نظر نشہ آور گولیوں پر پڑی اور اسے اچانک یاد آیا کہ اس بستی میں ایک شخص ہے جو اس کا خط اناتولی تک پہنچا سکتا ہے۔

اس نے اپنے بیگ سے ایک پنسل نکالی۔ دواؤں کے ڈبے سے ایک کاغذ نکال کر اسے برابر کاٹا اس لئے کہ یہاں اس کے پاس کاغذ نہیں تھا جس پر وہ کچھ لکھ سکے۔ اس نے فرانسیسی زبان میں لکھا۔

کے جی بی کے کرنل اناتولی کی خدمت میں۔

مسعود نے باغی سرادروں کی ایک کانفرنس طلب کی ہے جو آج سے آٹھویں دن جمعرات ۲۷ر اگست کو درگاہ میں ہوگی۔ یہ باندہ سے جنوب میں ایک چھوٹا سا گاؤں ہے۔ شاید یہ لوگ وہاں کی مسجد میں قیام کریں گے اور جمعہ کی نماز اسی مسجد میں ادا کریں گے۔ یہ کانفرنس سی آئی اے کے ایک ایجنٹ کی ترغیب پر جسے میں ولیم اسمیتھ کے نام سے جانتا ہوں، منعقد کی جارہی ہے جو پنج شیر وادی میں ایک ہفتے پہلے ہی وارد ہوا ہے۔

شاید وہ وقت آگیا ہے جس کا ہمیں شدت سے انتظار تھا۔

ہمپلیکس۔

دستخط کر کے اس نے تاریخ ڈالی۔ اس کے پاس کوئی لفافہ نہیں تھا۔ یورپ چھوڑنے کے بعد تقریباً ایک سال سے اس نے لفافے کی شکل بھی نہیں دیکھی تھی۔ اس خط کو محفوظ کرنے کا کیا طریقہ ہو سکتا ہے۔ اس نے دواؤں کے ڈبے پر ایک نظر ڈالی جس پر چسپاں ہونے والے کاغذی ٹیپ لگے تھے۔ اس نے وہ ٹیپ نکال کر خط کو اس سے چپکا دیا۔ مزید احتیاط کے طور پر اس نے اسے ٹن کے ڈبے میں بھی بند کردیا۔

وہ سوچ رہا تھا کہ ڈبے کے اوپر پتہ کیا لکھے۔ اس بات کا امکان تھا کہ یہ پیکٹ کسی معمولی روسی سپاہی کے ہاتھ لگے۔ اس پر انگریزی، فرانسیسی یا دری زبان میں اشد ضروری یا کے جی بی لکھنے سے کوئی فائدہ نہیں تھا۔ اس لئے کہ ایک معمولی روسی سپاہی ان زبانوں سے ناواقف تھا۔ جیری روسی رسم الخط سے نابلد تھا۔ اسے خیال آیا کہ جین جو اوپر لیٹی ہوئی اپنی بیٹی کو لوری سنا رہی ہے بہت اچھی روسی جانتی ہے لیکن اس کا علم جیری کے لئے بے کار تھا اس نے انگریزی میں اناتولی کے جی بی لکھا اور ٹن کے اس ڈبے کو دفتی کے میں بند کر کے سیل کردیا۔ جس پر پندرہ زبانوں اور تین علامات کے ذریعہ زہر لکھا گیا تھا۔

اس نے دوائیں وغیرہ جلدی جلدی سلیقے سے رکھیں اور ایک مٹھی ڈائی مارفین نشہ آور دوا کی گولیاں جیب میں ڈالیں۔ ایک پرانے تولیے میں ڈبے کو لپیٹا اور باہر نکلنے کو تیار ہو گیا۔

جین کو آواز دے کر اس نے کہا۔ میں نہانے کے لئے ندی پر جا رہا ہوں۔ ٹھیک ہے۔ جین کا جواب آیا۔

وہ آہستہ آہستہ گاؤں سے باہر نکل آیا۔ راستے میں اسے ایک یا دو لوگ نظر آئے جو شاید کھیتوں میں کام کی غرض سے جا رہے تھے۔ اسے اب اپنی کامیابی کا پورا یقین ہو گیا تھا۔ سرسبز چراگاہ کو پار کر کے وہ ملا کے مکان کے پاس سے گزرا تقریباً ایک میل کی مسافت کے بعد وہ بم باری میں مسمار شدہ ایک مکان کے قریب پہنچا اور آواز دی۔ کوئی اندر ہے؟

کسی کے قدموں کی آواز سنائی دی اور دوسرے لمحے نیم دیوانہ بابا ملنگ دروازے پر کھڑا تھا۔

جیری والٹر نے قدرے جھک کر اسے تعظیم دی اور کہا۔ السلام علیکم مقدس بزرگ۔

وعلیکم السلام ڈاکٹر۔ بابا ملنگ نے جواب دیا۔

آپ کے پیٹ کا درد کیسا ہے بابا؟ جیری نے ہمدردانہ لہجے میں پوچھا۔

ہمیشہ کی طرح اس نے درد کی شکایت کی۔ اسے دواؤں کی ضرورت تھی۔ جیری نے ایک گولی نکال کر اسے دی۔ بابا نے دوسری گولیاں بھی اس کے پاس دیکھ لیں۔ وہ فوراً گولی نگل گیا۔ تاکہ ڈاکٹر اسے ایک گولی اور دے دے۔

میں آپ کو اور گولیاں دوں گا۔ جیری نے کہا۔ ڈھیر ساری۔ اس نے مٹھی بھر گولیاں اسے دکھائیں۔ لیکن آپ کو میرا ایک کام کرنا پڑے گا۔

اس نے نہایت بے چینی سے کام کرنے کا اقرار کر لیا۔

آپ چیریکر چلے جائیں اور کسی بھی روسی فوجی کو یہ ڈبہ دے دیں۔ جیری نے اسے چیریکر بھیجنے کا فیصلہ کیا تھا حالانکہ یہاں ایک دن زیادہ لگ سکتا تھا۔ اس لئے کہ رخنہ کے بارے میں اسے خط کے ضائع ہونے کا خطرہ تھا۔ چیریکر روس کی تحویل میں تھا اور ایک بڑی فوجی چھاؤنی تھی۔ اس نے خط کو ڈاک کے سپرد کرنے کے بجائے کسی فوجی کو دینے کا فیصلہ اس لئے بھی کیا تھا کہ بابا ملنگ سے یہ امید نہیں کی جاسکتی تھی کہ وہ ٹکٹ خرید کر اس پر چسپاں کرے گا۔

اس نے بابا ملنگ کے کیچڑ میں لتھ پتھ چہرے کو بغور دیکھا اور سوچا کیا یہ پاگل میرے منصوبے کو عملی جامہ پہنانے کی صلاحیت رکھتا ہے یا اس ڈبے کو پھینک کر واپس آسکتا ہے۔ جیری کو تصدیق کا ایک وسیلہ سمجھ میں آیا اس نے بابا ملنگ سے کہا۔ اور واپسی پر آپ میرے لئے روسی سگریٹوں کا ایک ڈبہ خرید لائیں۔

ملنگ نے ہاتھ کا اشارے سے کہا۔ میرے پاس پیسے نہیں ہیں۔

جیری یہ بات جانتا تھا۔ اس نے اسے سو افغانی دیئے۔ اس طرح یہ تو یقین ہو جائے گا کہ یہ شخص چیریکر گیا تھا۔ اس نے کہا۔ اگر آپ نے میرا یہ کام کر دیا تو جتنی گولیوں کی آپ کو ضرورت ہوگی میں دیتا رہوں گا لیکن مجھے بیوقوف بنانے کی کوشش مت کیجئے گا اور اگر یہ حماقت آپ سے سرزد ہوئی تو میں آپ کا علاج بند کر دوں گا اور آپ کی آنتیں پھٹ جائیں گی اور انتہائی کرب کے عالم میں آپ مر جائیں گے.... آپ میری باتیں سن رہے ہیں نا....؟ ہاں۔ بابا ملنگ نے مختصر سا جواب دیا۔

مدھم روشنی میں جیری نے اس کے چہرے سے اس کے عزائم جاننے کی کوشش کی۔ وہ کچھ خوفزدہ تھا۔ جیری نے جیب سے نشہ آور گولیاں نکالیں اور سب کی سب اسے دیتے ہوئے کہا۔ ان میں سے ایک گولی روز صبح کے وقت کھاتے رہیئے گا اور جلدی واپس آنے کی کوشش کیجئے۔

اتنی گولیاں دیکھ کر ملنگ کے پژمردہ چہرے میں جان آگئی۔

وہ ڈبے کو لے کر مڑا اور تاریک راستے میں روپوش ہو گیا۔ جیری اندھیرے میں اسے جاتے ہوئے دیکھتا رہا۔ اور زیر لب بولا۔ افغانستان کا مستقبل تمہارے ہاتھ میں ہے پاگل ملنگ..... خدا تمہاری مدد کرے۔

ایک ہفتہ گزر چکا تھا لیکن ملنگ کی واپسی ابھی تک نہیں ہوئی تھی۔

کانفرنس کے انعقاد سے ایک دن قبل چہارشنبہ تک جیری والٹر اضطراب اور بے چینی سے بدحواس ہو چکا تھا۔ ہر لحہ ایسا محسوس ہوتا جیسے ملنگ بس ابھی آجائے گا۔ اور ہر رات وہ سوچتا تھا کہ کل اسے ضرور آجانا چاہیئے۔

پنج شیر وادی میں طیاروں کی آمدورفت میں دن بدن اضافہ ہو رہا تھا۔ جس سے جیری کو تشویش تھی۔ ایسا لگتا تھا کہ شاید یہ طیارے آج بستی میں بمباری کریں گے۔ باندہ اس معاملے میں خوش قسمت ثابت ہوا تھا۔ اس بستی میں ابھی تک صرف ایک بم گرا تھا جس سے عبداللہ کی چراگاہ میں ایک بڑا گڑھا ہو گیا تھا۔ لیکن طیاروں کا مسلسل شور اور خطرے کا احساس لوگوں کو پریشان کئے ہوئے تھا۔ اس تناؤ کی وجہ سے لوگوں کے پرانے امراض عود کر آئے تھے اور نتیجتاً" جیری کے دواخانے میں مریضوں کی تعداد بڑھ گئی تھی۔

آج صبح بھی اپنی عادت کے مطابق وہ مریضوں کے علاج میں مصروف تھا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ کیا ملنگ نے مجھے دھوکا دیا یا روسی فوجیوں نے اسے پکڑ کر نشانے بازی کی مشق کے لئے استعمال کر لیا۔ اسے بمشکل پانچویں دن آجانا چاہیئے تھا۔ لیکن ایک ہفتے کے بعد بھی اس کی آمد کے آثار نظر نہیں آرہے تھے۔

جیری نے گھڑی دیکھی۔ ساڑھے دس بجے تھے۔ اسے اب بھی امید تھی کہ کسی لمحے ملنگ آجائے گا جس کے ہاتھ میں ثبوت کے طور پر روسی سگریٹ کا پیکٹ ہوگا۔ اس نے سوچا جین کے سامنے روسی سگریٹوں کی توضیح کیسے کرے گا اس لئے کہ وہ خود تو سگریٹ پیتا ہی نہیں تھا لیکن یہ سوچ کر وہ مطمئن ہوا کہ ایک پاگل کے کسی عمل کی ذمہ داری اس پر عائد نہیں ہوتی۔

وہ ایک بچے کے زخموں پر پٹی باندھ رہا تھا کہ باہر قدموں کی آہٹ اور پھر لوگوں کے ایک دوسرے کو سلام کرنے کی آواز سنائی دی۔ اس نے سوچا شاید کوئی معزز اور محترم شخص باہر آیا ہے اور یہ شخص صرف ملنگ ہو سکتا ہے۔ جب اس نے جین کو گفتگو کرتے سنا تو سر اٹھا کر اس نے دیکھا اور مایوسی کی ایک لہر اس کے وجود میں دوڑ گئی۔ وہ ملنگ نہیں بلکہ دو اجنبی تھے۔

ان میں سے ایک نے ڈاکٹر کو تعظیم دی اور کہا۔ السلام و علیکم ڈاکٹر۔

وعلیکم السلام۔ جیری نے مصنوعی خوش مزاجی کا مظاہرہ کرتے ہوئے جواب دیا۔ میں آپ لوگوں کی کیا خدمت کر سکتا ہوں؟

قابون میں زبردست بمباری ہوئی ہے۔ بیشمار لوگ ہلاک اور ان گنت زخمی ہو گئے ہیں۔

جیری نے جین کی طرف دیکھا۔ وہ اب بھی جین کی اجازت کے بغیر باندہ نہیں چھوڑ سکتا تھا۔ اس نے فرانسیسی میں کہا۔ میں جاؤں یا تم خود جانا پسند کرو گی؟ وہ ویسے بھی اس وقت کہیں باہر نہیں جانا چاہتا تھا اس لئے کہ ملنگ کسی بھی وقت آسکتا تھا۔

جین نے ایک لمحے کے توقف کے بعد کہا۔ شاید وہاں کچھ مریض میری صلاحیت سے زیادہ خطرے میں ہوں اور پھر لڑکی کو چھوڑنا میرے لئے مشکل بھی ہے۔

جیسی تمہاری مرضی۔ جیری نے کہا۔

تم چلے جاؤ۔ جین نے جیسے اجازت دیتے ہوئے کہا۔

ٹھیک ہے قابون یہاں سے چند گھنٹوں کی مسافت پر ہے اگر جلدی فرصت ملی تو شاید شام تک ورنہ رات میں کسی بھی صورت واپس آجاؤں گا۔

جین اس کے قریب آئی اور الوداعی بوسہ لیا۔

اس نے اپنے بیگ کو چیک کیا جس میں ہمہ اقسام کی ادویات موجود تھیں۔ سر پر ایک کیپ اور کندھے پر کمبل ڈال کر وہ چلنے کے لئے تیار ہو گیا۔

میں میکی کو نہیں لے جا رہا ہوں۔ اس نے جین سے کہا۔ قابون دور بھی نہیں ہے اور راستہ بے حد خراب ہے۔ اس نے جین کا بوسہ لیا اور دونوں مجاہدین کو ساتھ لے کر

چل پڑا۔

وہ بستی سے باہر آئے اور ایک پہاڑی پر چڑھنے لگے۔ جیری سوچ رہا تھا کہ اگر وہ اپنے منصوبے میں کامیاب ہوگیا تو روسی مسعود کو قتل کردیں گے۔ اس کا جین پر کیا رد عمل ہوگا۔ وہ یقین سے کہے گی کہ اس میں میرا ہاتھ تھا لیکن اب وہ انہیں دھوکا نہیں دے گی۔ وہ اب بھی اس سے محبت کرتی ہے۔ وہ بھی جین کو خوش رکھنا چاہتا تھا لیکن اس کا مطلب جین کی محبت سے عظیم تھا۔ مسعود کے قتل کے لئے وہ جین کو چھوڑ دینے کا خطرہ مول لے سکتا تھا۔

پہاڑی کی بلندی پر پہنچنے کے بعد وہ تینوں جنوب مغرب کی سمت جانے والی پگڈنڈی پر چلنے لگے۔ دریائے پنج شیر کے بہاؤ کی تیز آواز ان کے کانوں سے ٹکرا رہی تھی۔

جیری نے ان سے پوچھا۔ بمباری میں کتنے لوگ مرے ہیں؟

بہت۔ جواب ملا۔

اس قسم کے جواب جیری کے لئے اب نئے نہیں تھے۔ اس نے پھر پوچھا۔ آخر کتنے۔ پانچ، دس، تیس یا چالیس؟

سو کے قریب۔

جیری کو یقین نہیں آیا۔ قابون کی کل آبادی بھی اسی کے آس پاس تھی۔

اور زخمیوں کی تعداد کیا ہے؟ اس نے پوچھا۔

دو سو۔

یہ جوابات مضحکہ خیز حد تک غیر سنجیدہ تھے یا یہ لوگ دانستہ تعداد بڑھا کر بتا رہے ہیں کہ کہیں کم تعداد بتانے سے ڈاکٹر واپس نہ لوٹ جائے۔

اس نے پوچھا۔ ان کو کس طرح کے زخم آئے ہیں؟

بدن میں سوراخ، گہری خراشیں اور خون کی کمی۔

یہ بیماریاں تو جنگ کے دوران ممکن تھیں۔ جیری نے سوچا بمباری میں لوگ دماغی صدمہ، جلن اور ملبے میں دبنے سے زخمی اور بیمار ہوتے ہیں۔ شاید یہ لوگ حقیقت میں صحیح معلومات نہیں رکھتے۔ اس لئے اب ان سے پوچھنا فضول ہی ہے۔

چند میل چلنے کے بعد وہ ایسے راستے پر مڑ گئے جو جیری کے لئے بالکل نیا تھا اس نے پوچھا۔ کیا یہ راستہ قابون کو ہی جاتا ہے؟

ہاں۔

ہوسکتا ہے یہ قریبی راستہ ہو جو اس کے علم میں اب تک نہیں تھا۔

کچھ دیر بعد اس نے دیکھا۔ سامنے پتھر کی ایک جھونپڑی تھی۔ جہاں عموماً مسافر رک

کر کچھ دیر آرام کرتے تھے۔ جیری کو یہ دیکھ کر حیرت تھی کہ اسکے دونوں راہبر اسی سمت جا رہے تھے۔ جیری نے ان سے کہا۔ ہمارے پاس آرام کا وقت بالکل نہیں ہے وہاں مریض ہمارے منتظر ہوں گے۔

اور اسی وقت جھونپڑی کے دروازے پر اس نے اناتولی کو دیکھا۔

جیری مسرت اور خوف کے ملے جلے جذبات کے زیر اثر ساکت و جامد کھڑا رہ گیا۔ وہ نہیں سمجھ پایا کہ اناتولی سے مل کر وہ خوش ہو یا اس بات پر مغموم کہ یہ دونوں افغان مجاہدین ابھی اناتولی کو قتل کر دیں گے۔

فکر مت کرو۔ اناتولی نے جیسے اس کے مافی الضمیر کو سمجھتے ہوئے کہا۔ یہ ہماری افغان فوج کے بہادر جوان ہیں۔ میں نے ہی انہیں تمہیں بلانے کے لئے بھیجا تھا۔

مائی گاڈ۔ اس کے منہ سے نکلا۔ وہ حیرت سے سوچنے لگا تو قابون میں کوئی بمباری نہیں ہوئی ہوگی۔ یہ اناتولی کی چال تھی تاکہ وہ جیری سے مل سکے۔ جیری نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔ کل تاریخ کا اہم ترین باب لکھا جانے والا ہے۔

مجھے معلوم ہے تمہارا خط مجھے مل گیا تھا اور اسی لئے میں یہاں آیا ہوں۔یعنی مسعود اب ہماری گرفت میں ہے۔

اناتولی کے چہرے پر شیطانی مسکراہٹ تھی۔ یقیناً اب مسعود ہم سے نہیں بچ سکتا لیکن تم ذرا اپنی سانسیں درست کرلو۔

جیری کی حالت اس وقت ایسی ہو رہی تھی جیسی کرسمس کی آمد پر کسی بچے کی ہوتی ہے۔ وہ اپنے جوش اور ولولے کو روکنے کی کوشش کر رہا تھا لیکن ناکام تھا۔ اس نے کہا۔ جب ملنگ واپس نہیں آیا تو میں نے سوچا۔

وہ کل چیریکر پہنچا تھا۔ اناتولی نے کہا۔ خدا جانے راستے میں اسے دیر کیوں ہوئی لیکن تم نے اپنا ٹرانسمیٹر استعمال کیوں نہیں کیا۔

اس لئے کہ وہ ٹوٹ گیا ہے۔ جیری نے کہا۔ وہ اس کے ٹوٹنے کی روداد سنانے سے گریز کر رہا تھا۔ موضوع بدلتے ہوئے اس نے کہا۔ ملنگ میرے لئے کچھ بھی کرنے کو ہمہ وقت تیار رہتا ہے۔ اس لئے کہ میں اسے نشہ آور گولیاں دیتا ہوں۔

اناتولی نے جیری پر ایک سخت نگاہ ڈالی لیکن فوراً ہی اس کی آنکھوں میں جیری کے لئے تحسین آمیز مسکراہٹ نمودار ہوئی۔ مجھے تم جیسے آدمیوں پر فخر ہے جیری والٹر۔

میں کچھ اور معلومات چاہتا ہوں۔ اناتولی نے جیری کے کندھوں پر ہاتھ رکھتے ہوئے اندر چلنے کا اشارہ کیا۔ اندر پہنچ کر دونوں فرش پر بیٹھ گئے اور اناتولی نے سگریٹ جلا کر ایک طویل کش لیا۔ تمہیں اس کانفرنس کا علم کیسے ہوا۔ اس نے پوچھا۔

جیری نے اناتولی کو ولیم کے بارے میں بتایا کہ وہ کس طرح زخمی ہوا اور مسعود کے طلب کرنے پر کس طرح وہ وہاں پہنچا۔ کس طرح اس نے ولیم کو جان سے مارنے کا ارادہ کیا اور پھر یہ ارادہ کیوں ترک کیا۔ اس نے سونے کی مہر لگی اینٹوں اور فوجی تربیت کے منصوبے کے بارے میں بھی اناتولی کو ساری باتیں بتادیں۔

بہت خوب۔ اناتولی نے ساری باتیں سن کر کہا۔ مسعود اس وقت کہاں ہوگا؟

کہہ نہیں سکتا لیکن آج کسی بھی وقت وہ درگاہ پہنچے گا یا شاید وہ کل بروقت وہاں پہنچے گا۔ جیری نے کہا۔

تم یہ کیسے کہہ سکتے ہو؟

کانفرنس کا اہتمام وہی کررہا ہے وہ کیسے غیر حاضر رہ سکتا ہے۔

اناتولی نے سر کو جنبش دیتے ہوئے پوچھا۔ سی آئی اے کے بارے میں مجھے تفصیلی معلومات چاہئے۔

اسکا قد پانچ فٹ دس انچ ہے وزن ایک سو پچاس پونڈ' بال سنہرے اور آنکھیں نیلی ہیں اس کی عمر چونتیس سال ہے لیکن وہ اپنی عمر سے کچھ زیادہ لگتا ہے وہ اعلیٰ تعلیم یافتہ ہے۔

میں یہ اطلاعات کمپیوٹر کو دیدوں گا۔ اناتولی نے کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔ اور باہر کی طرف چل پڑا۔ جیری بھی اس کے پیچھے پیچھے باہر آگیا۔

اناتولی نے اپنی جیب سے ایک ٹرانسیٹر نکالا۔ اس کا ایریئل کھینچا اور ایک بٹن دبا کر روسی زبان میں کچھ کہا پھر وہ جیری سے مخاطب ہوا۔ میرے دوست مبارک ہو کہ تم اپنے مشن میں کامیاب رہے۔

یہ سچ ہے۔ جیری نے سوچا میں کامیاب ہوگیا۔ اس نے پوچھا۔ حملہ کب ہوگا؟

کل ہی۔

جیری والٹر کے چہرے پر ایک وحشیانہ مسکراہٹ نمودار ہوئی۔

وہاں موجود دونوں افغان فوجی آسمان کی طرف دیکھ رہے تھے۔ جیری نے ان کی نظروں کا تعاقب کیا تو دیکھا کہ ایک ہیلی کاپٹر نیچے اتر رہا ہے۔ شاید اناتولی نے ٹرانسمیٹر پر اسے یہاں آنے کی ہدایت کی تھی۔

جیری اناتولی اور دونوں افغان ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھے وہ سوچ رہا تھا ان لوگوں کے جانے کے بعد وہ کیا کرے گا۔ قابون جانے کی اب کوئی ضرورت ہی نہیں تھی لیکن وہ اتنی جلدی باندہ بھی نہیں جانا چاہتا تھا۔ اس نے سوچا کہ وہ کچھ گھنٹے یہیں آرام کرنے کے بعد باندہ کے لئے [illegible]

اس نے اناتولی کی طرف مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھایا۔
لیکن اناتولی نے اس سے مصافحہ نہیں کیا بلکہ ہیلی کاپٹر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ اندر چلو۔
کیا؟ جیری نے حیرت سے کہا۔
ہیلی کاپٹر میں بیٹھ جاؤ۔ اناتولی نے کہا۔
جیری شش و پنج میں مبتلا تھا۔ لیکن کیوں؟
اس لئے کہ تمہیں میرے ساتھ چلنا ہے۔
کہاں.........؟ کیا باگرم؟
ہاں۔
لیکن میں.....
بکواس بند کرو اور میری بات غور سے سنو۔ اناتولی نے خفگی کا اظہار کیا۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ افغانستان میں اب تمہارا کام ختم ہو چکا ہے۔ تم نے ایک عظیم الشان کامیابی حاصل کی ہے۔ کل مسعود ہماری گرفت میں ہوگا پھر تم پیرس واپس جاسکو گے۔ دوسری بات یہ ہے کہ حفظ ماتقدم کے طور پر اب ہم تمہارے باندہ جانے کا خطرہ مول نہیں لے سکتے اس لئے کہ اب اس راز کو کل تک بہر حال راز رکھنا ہے۔
لیکن میں کسی سے کچھ کہہ نہیں سکتا۔ یہ آپ جانتے ہیں۔ جیری نے دلیل دی۔
فرض کرو وہ تمہیں اذیتیں دیکر یہ معلوم کرنے کی کوشش کریں۔ مان لو کہ یہ بات معلوم کرنے کے لئے وہ تمہاری بیوی کو تمہاری نظروں کے سامنے بے آبرو کریں یا تمہاری بچی کو تمہاری بیوی کے سامنے ٹکڑے ٹکڑے کردیں۔
لیکن میرے یہاں سے جانے کے بعد میرے خاندان کا کیا ہوگا؟
کل اس مہم کے اختتام کے بعد ہم انہیں تم تک پہنچادیں گے۔
جیری جانتا تھا کہ اناتولی بالکل صحیح قدم اٹھا رہا ہے لیکن اچانک اسے باندہ جانے سے روک دینا توہین آمیز تھا۔
اندر چلو۔ اناتولی نے پھر کہا۔
دونوں افغان فوجی جیری کی طرف بڑھے۔ جیری نے سوچا۔ اب ان کے ساتھ جانے کے سوا کوئی چارہ نہیں اور وہ ایک جھٹکے سے ہیلی کاپٹر کے اندر داخل ہوگیا۔
اس کے بیٹھتے ہی اناتولی اور دونوں فوجی بھی اندر آگئے۔
ہیلی کاپٹر کے فضا میں اوپر اٹھنے کے بعد جیری نے پہلی بار پنج شیر وادی کا طائرانہ منظر دیکھا۔ ندی کا سفید چمکتا پانی لہریں لیتا ہوا بڑا خوبصورت سا نظر آرہا تھا۔ اس نے اپنی بستی

باندہ پر بھی ایک نظر ڈالی جس کی سبز پوش زمین کو شاید وہ آخری بار دیکھ رہا تھا۔ ہیلی کاپٹر نے رفتار پکڑلی تھی۔ اور باندہ اس کی نظروں سے اوجھل ہو چکا تھا۔ جہاں اس کی بیوی جین اور بیٹی لزی اس کے انتظار میں ہوں گے۔ اب ہیلی کاپٹر درگاہ کے اوپر سے گزر رہا تھا جہاں کل روس کو ایک بے نظیر کامیابی ملنے والی تھی۔

وہ خوش تھا۔ کہ یہ کامیابی اس کی نجی کوششوں کا نتیجہ ہوگی۔

ہیلی کاپٹر اب ایک اجنبی سمت پرواز کر رہا تھا اور سامنے آنے والے مناظر سے جیری بالکل ناواقف تھا۔

باب یازدہم

فرح کو جب یہ معلوم ہوا کہ جین اور جیری والٹر اگلے قافلے کے ساتھ واپس جانے والے ہیں تو وہ دن بھر روتی رہی۔ جین اور لزی سے اس کی انسیت کا تعلق بہت گہرا ہو چکا تھا اور وہ ان کے بغیر رہنے کا تصور بھی نہیں کر پا رہی تھی۔ جین گھر واپسی کے تصور سے بہت خوش تھی لیکن فرح کی حالت کا اسے دکھ تھا۔ فرح اتنے دنوں میں جین کو شاید اپنی ماں سے بھی زیادہ چاہنے لگی تھی لیکن دوسرے دن تک فرح نے اس حقیقت کو قبول کر لیا تھا کہ ایک نہ ایک دن انہیں جانا ہی ہے اور وہ حسب معمول اپنے کاموں میں لگ گئی۔

جین واپسی کے سفر کے لئے فکر مند تھی۔ پنج شیر وادی سے درہ خیبر تک کا سفر ایک سو پچاس میلوں پر مشتمل تھا۔ پچھلی بار انہیں یہ دوری طے کرنے میں چودہ دن لگے تھے اور راستے میں اس کے پیروں میں آبلے اور معدے میں جلن پیدا ہو گئی تھی اور اب واپسی کے سفر میں اس کے ساتھ دو ماہ کا ایک بچہ بھی ہوگا۔ ان کے ساتھ گھوڑے ہوں گے لیکن بیشتر راستہ انہیں پیدل ہی طے کرنا تھا اس لئے کہ ان ناہموار پہاڑی راستوں پر گھوڑے کی سواری خطرناک ثابت ہو سکتی تھی۔

اس نے سوتی کپڑے کی ایک جھولی تیار کر لی تھی جس میں لزی کو لٹا کر وہ اپنے کندھوں پر لٹکا سکتی تھی۔ جیری وہ سامان لے کر چلنے لگا جس کی ضرورت انہیں راستے میں پڑ سکتی تھی۔ یہاں آتے وقت انہیں جو تجربہ ہوا تھا اسے ملحوظ رکھ کر ہی وہ واپسی کی تیاری کر رہی تھی۔

اپنے ساتھ کیا کیا سامان لے جانا ہے۔ اس کا فیصلہ کرنا بھی ایک مسئلہ تھا۔ جیری

قابون گیا ہوا تھا اور تنہا یہ فیصلہ اس کے لئے دشوار تھا۔ وافر مقدار میں اشیائے خوردنی کا بھی ساتھ رکھنا ضروری تھا۔ آتے وقت ان کے پاس یورپ سے لائے چاکلیٹ' سوپ کے ٹن اور مختلف قسم کے لذیذ کھانوں کے پیکٹ تھے۔ لیکن اب ان چیزوں کا تصور بھی محال تھا سوائے چاول اور پھلوں کے جو وادی میں وافر مقدار میں مہیا ہو سکتا تھا۔

بچے کا ساتھ ہونے کے سبب چند اور مشکلات بھی درپیش تھیں۔ یہاں شیر خوار بچوں کو کمر کے نیچے کپڑے پہنانے کا رواج نہیں تھا لیکن راستے کے لئے یہ کپڑے ضروری تھے اور اسی کے پیش نظر جین نے تین کپڑے تیار کر لئے تھے تاکہ دوران سفر ایک کے خراب ہونے پر دوسرے کا استعمال کیا جاسکے اور شام میں جب وہ کہیں خیمہ زن ہوں گے تو خراب کپڑا دھولے گی۔ صبح تک یہ سوکھ کر دوبارہ استعمال کے لئے تیار ہو جائے گا۔ یوں راستے میں انہیں اس تعلق سے کوئی پریشانی نہیں ہوگی۔

ایک طرح سے جین کی موجودہ حالت گذشتہ سفر سے بہتر تھی اس کے پیروں کے تلوے اب کافی مضبوط ہو چکے تھے اور اس کا معدہ مقامی غذا کو ہضم کرنے کا عادی ہو چکا تھا۔ اب وہ طویل سفر آسانی سے کر سکتی تھی۔ ولادت کے بعد کی کمزوری بھی بڑی حد تک رفع ہو چکی تھی اور اب وہ تازہ دم ہو کر سفر کے لئے بالکل تیار تھی۔

یہاں آنے کے بعد اس نے بہت سے فوٹو کھینچے تھے اس لئے کہ وہ ایک پولیرائیڈ کیمرہ اپنے ساتھ لائی تھی جسے وہ یہیں چھوڑ جانے والی تھی۔ یہاں کے رہنے والے تقریباً تمام لوگوں کی تصوریں اس کے پاس تھیں ایک گروپ فوٹو میں محمد خان' عالیشان' کھمیر اور مطیع اللہ اپنی سپاہیانہ شان کے ساتھ کھڑے تھے۔ ایک گروپ میں زہرہ' رابعہ اور محمد خان کی بیوی حلیمہ تھیں جو اسکول بچوں کی طرح مسکراتی ہوئی کھڑی تھیں۔ کچھ بچوں کے گروپ تھے۔ محمد کی تین لڑکیوں اور موسیٰ کا ایک گروپ تھا۔ زہرہ کے دو تین چار اور پانچ سالہ بچوں کا ایک گروپ تھا اور وہ ان میں سے کوئی تصویر چھوڑنا نہیں چاہتی تھی۔

لزی سو رہی تھی اور فرح کمروں میں جھاڑو لگا رہی تھی۔ جین نے اپنے کپڑے نکال کر ایک بیگ میں رکھے۔ وہ غار سے اٹھ کر بستی میں جلد ہی آگئی تھی تاکہ یہ کام وقت پر انجام دے سکے لیکن یہ کام زیادہ دیر کا نہیں تھا اس نے لزی کے لئے تیار کردہ کپڑوں کے علاوہ جیری اور اپنے لئے ایک اضافی جوڑا رکھ لیا تھا۔ راستے میں اوپری کپڑے بدلنے کی انہیں ضرورت ہی نہیں تھی اور یہ کپڑے بھی شاید پشاور کے کسی ہوٹل میں پہنچ کر وہ مہذب دنیا کے استقبال میں باخوشی نذر آتش کردیں۔

مہذب دنیا میں پہنچنے کا تصور جین کے لئے بے حد حوصلہ افزا تھا۔ اسے پشاور کے ایک ہوٹل میں اپنے قیام کے وہ دن یاد آئے جب انہوں نے جھنجلا کر مینجر سے شکایت کی

تھی کہ کمرے کا ایئر کنڈیشنر آواز کر رہا ہے۔ اور غسل خانے کا شاور بے کار ہے۔
مہذب دنیا' اس کے منہ سے نکلا اور فرح اسکی طرف متوجہ ہو گئی۔ جیسے اسے کسی حکم کا انتظار ہو اس نے دری میں کہا۔ میں بہت خوش ہوں اس لئے کہ اتنے دنوں بعد میں اپنے گھر جارہی ہوں۔
مجھے شہر بہت اچھے لگتے ہیں۔ فرح نے کہا' ایک بار میں رخنہ گئی تھی۔ وہ کمرے میں جھاڑو لگاتی جارہی تھی۔ اسنے کچھ فخریہ انداز میں کہا۔ میرا بھائی جلال آباد گیا ہوا ہے۔
اس کی واپسی کب تک ہوگی۔ جین نے پوچھا لیکن فرح جیسے گونگی اور بہری ہوگئی تھی۔ ایک لمحے بعد ہی فرح کی خاموشی کا سبب جین کی سمجھ میں آگیا تھا۔ باہر برآمدے میں کسی کے قدموں کی آہٹ سنائی دی اور پھر دستک ہوئی۔ اس کے ساتھ ہی ولیم کی آواز آئی۔ گھر میں کوئی ہے؟
اندر آجایئے۔ جین نے قدرے بلند آواز میں کہا۔ اور وہ اندر آگیا۔ ولیم اب اسے رومانی نظروں سے نہیں دیکھ رہا تھا۔ جین کو یاد آیا کہ وہ زخمی ہونے کے بعد پہلی بار اس سے مل رہا ہے اس نے کہا۔ اب کیسی طبیعت ہے؟
یہاں گولی کھا کر پڑے رہنا انتہائی تکلیف دہ ثابت ہوا۔
اس افسوس کا مطلب یہ ہے کہ اب تم بالکل ٹھیک ہو۔
اس نے سر کو جنبش دیتے ہوئے اقرار کیا۔ ڈاکٹر صاحب کہاں ہیں؟
جیری قابون گیا ہے۔ جین نے کہا۔ وہاں بمباری ہوئی ہے اور دو آدمی اسے بلانے کے لئے آئے تھے۔
میں انہیں اطلاع دینے آیا تھا کہ اب میں بالکل ٹھیک ہو چکا ہوں۔
اس کی واپسی آج رات یا کل صبح تک ہوگی۔ وہ ولیم کو بغور دیکھ رہی تھی سر کے بالوں کے ساتھ اس نے ڈاڑھی بھی بڑھالی تھی اور سنہرے بالوں میں بالکل شیر کی طرح لگ رہا تھا۔
تم اپنے بال کیوں نہیں کاٹ رہے ہو؟ اس نے پوچھا۔
مجاہدین نے مجھ سے کہا تھا کہ میں شیو نہ کیا کروں۔
وہ ہمیشہ یہ کہتے ہیں اس کا مقصد یہ ہے کہ مغربی لوگوں کی کوئی الگ شناخت نہ ہو لیکن تمہارے معاملے میں شاید کوئی دوسرا سبب بھی ہو۔
بال نہ کٹوانے پر بھی میں اس ملک میں نمایاں نظر آتا ہوں۔
یہ سچ ہے۔ جین نے محسوس کیا کہ اس وقت یہ پہلا موقع ہے جب وہ اور ولیم جیری کی غیر موجودگی میں تنہا ہیں اور بہت جلد اپنے پرانے انداز گفتگو کی طرف لوٹ رہے

ہیں۔ اب اس کے لئے یہ یاد کرنا بھی مشکل تھا کہ وہ اس سے نفرت کرتی تھی۔
ولیم اس کے بندھے ہوئے سامان کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔ کہاں کی تیاری ہے؟
ہم لوگ پیرس واپس جا رہے ہیں۔
کیسے؟
قافلے کے ساتھ جس طرح ہم یہاں آئے تھے۔
گزشتہ چند دنوں میں روسیوں نے کئی جگہ پر قبضہ کرلیا ہے۔ کیا یہ بات تمہارے علم میں ہے۔
جین نے ایک سرد لہر محسوس کی۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو؟
روسی فوجیوں نے گرمی کا پورا فائدہ اٹھایا ہے اور بیشتر خطے اب ان کی تحویل میں پہنچ چکے ہیں جن میں وہ راستے بھی شامل ہیں جہاں سے عموماً قافلے گذرتے تھے۔
کیا تمہارا مطلب ہے کہ پاکستان جانے کا راستہ بند ہو چکا ہے۔
گھر پہنچنے کا جین کا خواب بکھر رہا تھا۔ کسی نے مجھے بتایا نہیں۔ اس نے مایوسی سے کہا۔

میرا خیال ہے یہ بات جیری کو بھی نہیں معلوم ہوگی۔ ولیم نے کہا۔ میں چونکہ کئی دن مسعود کے ساتھ رہا ہوں اس لئے میری معلومات تازہ ترین ہیں۔
ہاں۔ جین ولیم کی طرف دیکھنے سے اجتناب کررہی تھی۔ شاید جیری یہ بات واقعی نہ جانتا ہو یا ممکن ہے اسے معلوم ہو اور اس نے بتانا مناسب نہ سمجھا ہو اس لئے وہ واپس لوٹنے کو بالکل تیار نہیں ہے۔ کچھ بھی ہو' حالات اس کے قابو میں نہیں تھے پہلے اسے معلوم کرنا چاہئے کہ ولیم کی باتوں میں کہاں تک سچائی ہے اور پھر اس مسئلے کا حل تلاش کرنا ہوگا۔

اندر جاکر وہ افغانستان کا نقشہ اٹھا لائی اور نہایت بے صبری سے اسے کھول کر زمین پر پھیلا دیا۔ اس کی نظریں نقشے کا جائزہ لینے لگیں۔ وہ دولی سے درہ خیبر تک کے تمام راستوں پر انگلیاں پھیرتی رہی۔ ولیم وہیں کھڑا ہوا اس کے شانے کے نیچے رکھے نقشے کو دیکھ رہا تھا۔ یہ نقشہ تو بہت اچھا ہے۔ ولیم نے کہا۔
جیری اسے پیرس سے لایا تھا۔
مسعود کے پاس موجود نقشہ بھی اس کے مقابلے میں اچھا نہیں ہے۔
مجھے معلوم ہے' محمد خان قافلے کی منصوبہ بندی سے پہلے اسے دیکھنے کے لئے آتا تھا۔ مجھے بتاؤ روس کہاں تک داخل ہو چکا ہے؟
ولیم جھکا اور اپنی انگلی سے روس کے مقبوضہ علاقوں پر انگلی پھیرنے لگا۔

جین کو امید کی ایک کرن نظر آئی۔ مجھے نہیں لگتا کہ درہ خیبر بند ہو چکا ہے۔ اس نے کہا۔ ہم اس راستے کو کیوں نہ اختیار کریں۔ اس نے نقشے پر انگلی رکھتے ہوئے کہا۔

میں نہیں سمجھتا کہ ادھر سے کوئی راستہ ہو گا۔ ولیم نے کہا۔ میرا خیال ہے تم کسی مقامی آدمی سے اس سلسلے میں دریافت کرو۔ میں یہ بھی بتا دوں کہ مسعود کی اطلاع کم از کم دو دن پرانی ہے اس بیچ روس نے اپنی حدود میں یقیناً اور اضافہ کر لیا ہو گا ہو سکتا ہے کہ کوئی راستہ اب تک کھلا رہا ہو اور آج بند ہو گیا ہو۔

جین ہار ماننے کو بالکل تیار نہیں تھی وہ پھر نقشے کے اوپر جھکی اور سرحدی علاقوں پر گہری نظر ڈالی۔ دیکھو درہ خیبر کے علاوہ اور بھی راستے ہیں جو پاکستان جاتے ہیں۔

ایک دریائی وادی سرحد کے ساتھ ساتھ جاتی ہے افغانی حدود میں اس راستے میں بے شمار پہاڑی سلسلے ہیں جن میں سے بیشتر ناقابل عبور ہیں۔ میں نہیں سمجھتا کہ جنوب کے کسی راستے سے روسی حدود میں داخل ہوئے بغیر پاکستان پہنچا جا سکتا ہے۔

اندازوں سے کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔ جین نے نقشے کو تہہ کرتے ہوئے کہا۔ کوئی نہ کوئی تو صحیح اطلاع دے ہی سکتا ہے۔

ہاں میں بھی یہی چاہتا ہوں۔ ولیم نے کہا۔

جین کھڑی ہو گئی۔ میں اس ملک میں اب ایک دن بھی نہیں رکنا چاہتی۔ اس نے نقشے کو اپنی بغل میں دبا لیا تھا اور باہر نکل گئی۔

ولیم بھی باہر نکل کر ایک طرف چل پڑا۔

عورتیں اور بچے غاروں سے نکل کر بستی میں آ چکے تھے۔ گھروں سے دھواں اٹھ رہا تھا۔ مسجد کے پاس بچے بیٹھے ہوئے ملن کا کھیل کھیل رہے تھے۔ یہ کھیل دراصل داستان گوئی کی ایک شکل تھی جس میں داستان گو کہانی کو انجام تک پہنچانے سے پہلے روک دیتا تھا اور پھر دوسرا بچہ اس کہانی کو آگے بڑھاتا تھا۔ جین نے وہاں محمد خان کے بیٹے موسیٰ کو دیکھا جس کے ہاتھ میں اس کے باپ کا دیا ہوا خنجر چمک رہا تھا۔ داستان کو آگے بڑھانے کا فرض اس وقت اسی کے ذمہ تھا۔ جین نے سنا وہ کہہ رہا تھا..... اور ریچھ نے ہاتھ کاٹنے کی کوشش کی لیکن اسکے ہاتھ میں ایک چمکدار خنجر تھا۔ اس نے ریچھ پر حملہ کر دیا......

اس کا رخ محمد خان کے گھر کی طرف تھا۔ وہاں محمد خان کے ملنے کی امید کم ہی تھی اس لئے کہ پچھلے کئی دنوں سے وہ بستی میں نظر نہیں آیا تھا۔ لیکن اس کا کوئی بھائی ضرور مل سکتا تھا جو اس وقت اسکی مدد کر سکتا تھا۔

مکان میں داخل ہونے سے پہلے وہ کچھ جھجکی اس لئے کہ یہاں کی تہذیب کے مطابق اسے پہلے برآمدے میں موجود خواتین سے دریافت کرنا چاہیے تھا پھر کوئی بزرگ

خاتون سے معلومات کرکے اسے جواب دیتی لیکن وہ سیدھی مکان کے مردان خانے کی طرف چلی گئی۔

وہاں تین لوگ بیٹھے ہوئے باتیں کررہے تھے۔ محمد خان کا اٹھارہ سالہ بھائی کھیر خان، مطیع اللہ اور خود محمد خان۔ تین مجاہدین کا ایک ساتھ مل جانا غیر معمولی تھا۔ جین کو اچانک یہاں دیکھ کر وہ لوگ حیران تھے

السلام و علیکم محمد خان۔ جین نے کہا اور انتظار کئے بغیر محمد خان سے پوچھا۔ واپسی کب ہوئی؟

آج ہی۔ محمد خان نے جواب دیا۔

وہ اس کے پاس ہی پالتی مار کر بیٹھ گئی۔ محمد خان خود اسے حیرت سے دیکھ رہا تھا اس نے زمین پر نقشہ بچھایا اور انگلی پھیر کر کہا۔ روسی شاید یہاں تک اپنی حدود پھیلا چکے ہیں۔

ہاں۔ محمد خان نے مختصر سا جواب دیا۔

یعنی قافلوں کا عام راستہ بند ہوچکا ہے۔

محمد خان نے اثبات میں سر کو جنبش دی۔

اب کون سا راستہ قافلے کے لئے اختیار کیا جائے گا۔ جین نے پوچھا سب لوگ اب بھی اسے گھور رہے تھے۔ جین عموماً گفتگو میں اپنی بردباری کو قائم رکھتی تھی لیکن آج وہ کسی بات کا لحاظ نہیں رکھ رہی تھی۔ یہ راستہ کیسا رہے گا۔ اس نے نقشے پر انگلی پھیرتے ہوئے کہا۔

یہ روسی سرحد سے بہت قریب ہے۔

اور یہ؟ اس نے دوسرے راستے کی نشاندہی کی۔

نہیں۔

کیوں؟

یہ راستہ یہاں جاکر ناقابل عبور ہوجاتا ہے۔ محمد خان نے انگلی سے نشاندہی کی۔

تو پھر کوئی راستہ تو ہوگا۔ جین چیخ کر بولی۔ کیا یہ ملک ایسا ہی گھر ہے جس میں ایک دروازہ ہے اور اگر یہ دروازہ بند ہو تو ہمیں رکنا پڑے گا۔

ایسا نہیں ہے۔ محمد خان نے صبر و ضبط سے کہا۔ ان دنوں کئی راستے چلنے کے قابل نہیں رہے۔

کون سے راستے، مجھے بتاؤ۔

محمد خان نے پھر نقشے پر انگلی رکھی۔ یہ راستہ مشرقی حصے سے کئی پہاڑیوں کو عبور کرتا

ہوا نکلتا تھا پھر اس کا رخ ہمالیہ کی طرف مڑجاتا تھا اور آخر میں ایک غیر آباد خطے سے افغانستان کی سرحد پار کی جاسکتی تھی اور پاکستانی سرحد پر بسے شہر چترال تک پہنچا جاسکتا تھا اس نے بتایا۔ نورستان کے باشندے اسی راستے سے اپنا مکھن اور گھی پاکستان میں بیچنے کے لئے لے جاتے ہیں۔ محمد خان نے مسکراتے ہوئے اپنی ٹوپی کی طرف اشارہ کیا۔ یہ وہی جگہ ہے جہاں یہ ٹوپیاں بنتی ہیں۔ جین کو یاد آیا کہ اسی لئے انہیں چترالی ٹوپی کہا جاتا ہے۔

بہت خوب۔ جین نے کہا۔ ہم اسی راستے سے جائیں گے۔

آپ لوگ اس راستے سے نہیں جاسکتے۔ محمد خان نے کہا۔

کیوں؟

پہلا مسئلہ یہ ہے کہ راستے کے پہاڑ بہت بلند ہیں جہاں برف جمی رہتی ہے۔ راستے میں کہیں بھی پانی نہیں ملتا اور دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ یہ راستہ بہت خطرناک ہے۔ مقامی لوگ قافلوں کو لوٹ لیتے ہیں۔ اس علاقے کا نام حالانکہ نورستان ہے لیکن ہم اسے کفرستان کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ اس لئے کہ یہاں کے لوگ شرابی اور چور اچکے ہیں۔ یورپی لوگوں کے لئے یہ راستہ قطعی نامناسب ہے اور خواتین کے لئے تو ناممکن ہی ہے صرف نوجوان اور قومی لوگ یہاں سے گزر سکتے ہیں لیکن خطرہ ان کے سروں پر بھی منڈلاتا رہتا ہے۔

کیا کوئی قافلہ اس راستے سے بھیجنے کا ارادہ ہے؟

نہیں ہم اس وقت تک انتظار کریں گے جب تک دوسرے راستے کھل نہیں جاتے۔

جین نے محمد خان کے چہرے کو بغور دیکھا۔ وہ مبالغے سے کام نہیں لے رہا تھا۔ اس نے کھڑے ہوکر نقشہ تہہ کیا وہ بے حد مایوس تھی۔ اس کی گھر واپسی کا منصوبہ غیر معینہ مدت تک ملتوی ہوچکا تھا۔ جین کے لئے یہاں رکنے کا تصور اب وبال جان بن چکا تھا اور اس کا دل اس بات پر رو رہا تھا۔

کافی دنوں سے آپ بستی میں نظر نہیں آئے۔ اسنے چلتے چلتے پوچھا۔ میں فیض آباد گیا تھا۔

بہت طویل سفر تھا۔ جین نے کہا۔ فیض آباد شمال بعید میں ایک قصبہ تھا وہاں پر مزاحم گوریلے بہت طاقتور تھے۔ روس کو وہاں کی جگہوں پر پسپائی کا سامنا کرنا پڑا تھا۔

اس نے محمد خان پر ایک نظر ڈالی اور باہر نکل گئی۔

جین سوچ رہی تھی۔ مجاہدین ان دنوں لمبے لمبے سفر کررہے ہیں۔ محمد خان فیض آباد گیا تھا۔ فرح کا بھائی جلال آباد گیا ہوا ہے۔ جین کو یاد آیا کہ اس کے ایک مریض نے جو

دشت ریوت سے آیا تھا بتایا تھا کہ اس کے شوہر کو باغبان بھیجا گیا ہے جو کابل کے قریب ایک قصبہ ہے۔ زہرہ کے دیور یوسف گل کو وادی لاغر کے سفر پر روانہ کیا گیا اور یہ تمام مقامات مجاہدین کی طاقت کے ناقابل شکست قلعے تھے۔
یہاں کوئی نہایت اہم کار روائی چل رہی ہے۔ جس کا مجھے علم نہیں ہے۔ جین نے سوچا۔
یہ خیال آتے ہی جین کی مایوسی میں کمی آئی۔ مسعود نے افغانستان میں ہر سمت اپنے سفیر بھیجے ہیں یہ اتفاق نہیں ہوسکتا کہ یہ سب کچھ ولیم کے یہاں آنے کے بعد ہو رہا ہے۔ ولیم یہاں کیوں آیا ہے شاید امریکہ مسعود اور اس کے دوستوں کو متحد کرکے ان کی مدد کرنا چاہتا ہے اور اگر یہ تمام مجاہدین متحد ہوگئے تو روس کے لئے ایک عظیم خطرہ بن سکتے ہیں اور یہ بھی ممکن ہے کہ وہ کابل پر دوبارہ اپنا قبضہ قائم کرلیں۔
جین گھر میں داخل ہوئی۔ نقشے کو اس کی جگہ پر رکھا لڑی ابھی سو رہی تھی۔ فرح رات کا کھانا تیار کرنے میں مصروف تھی۔ اس نے فرح سے پوچھا۔ تمہارا بھائی جلال آباد کیوں گیا ہے؟
اسے وہاں شاید مسعود نے بھیجا ہے۔
کس لئے؟
یہ مجھے نہیں معلوم۔ فرح کو حیرت تھی کہ جین یہ جانتے ہوئے کہ یہاں مرد عورتوں کو کوئی بات بتانا ضروری نہیں سمجھتے۔ مجھ سے یہ سب کیوں پوچھ رہی ہے۔
اسے کوئی پیغام دے کر بھیجا گیا ہے یا کوئی دوسرا کام ہے؟ جین نے پھر پوچھا۔
مجھے نہیں معلوم۔ فرح نے کہا اور حیرت سے جین کی طرف دیکھتی رہی۔ کوئی بات نہیں۔ جین نے مسکراتے ہوئے فرح سے کہا۔ اور سوچا اس بستی میں شاید زہرہ ہی ایسی عورت ہے جو مجھے اس سلسلے میں کچھ بتا سکتی ہے۔
جین نے تولیہ اٹھایا اور ندی کی طرف چل پڑی۔
زہرہ کے دل و دماغ سے شوہر کی موت کا غم ہلکا ہوچکا تھا لیکن اب وہ پہلے کی طرح شوخ نہیں رہ گئی تھی جین کا خیال تھا کہ وہ جلد کسی سے شادی کرلے گی اس لئے کہ وہ مزاجاً ایک شوہر پرست عورت تھی اور بغیر مرد کے زیادہ دن نہیں رہ سکتی تھی۔ احمد گل اور زہرہ کے درمیان بے حد خوشگوار تعلقات تھے اور دونوں ایک دوسرے پر جان دیتے تھے۔ لیکن بہرحال وقت ہر زخم کو مندمل کردیتا ہے۔ احمد کا چھوٹا بھائی یوسف اسی مکان میں رہتا تھا جس کی عمر اٹھارہ برس تھی بستی کے لوگوں کا خیال تھا کہ وہ عنقریب زہرہ سے شادی کرلے گا۔

جین بہت تیزی سے ندی کی طرف جا رہی تھی۔ کھیتوں میں کچھ لوگ کام کر رہے تھے جہاں فصلیں تقریباً تیار تھیں اور اب کٹائی کا کام شروع ہونے والا تھا۔

وہ ندی کے اس مخصوص گھاٹ پر پہنچی جہاں آٹھ دس عورتیں نہا رہی تھیں۔ ان میں زہرہ بھی تھی جو ندی کے اندر تھی۔ وہ دوسری عورتوں سے باتیں کر رہی تھی لیکن اس کے روایتی قہقہے اور خوش مزاجی اب نظر نہیں آ رہی تھی۔

جین نے تولیہ ریت پر پھینکا اور پانی میں اتر گئی۔ اس نے محسوس کیا کہ وہ زہرہ سے اس طرح بات نہیں کر سکتی جس طرح فرح سے کی تھی وہ یہ تاثر دینے کی جیسے باتوں باتوں میں یہ ذکر بھی آ گیا تھا۔ وہ سیدھی زہرہ کے پاس نہیں گئی جب دوسری عورتیں باہر نکل گئیں تو اس نے زہرہ کے قریب جا کر پوچھا۔ یوسف کی واپسی کب ہو رہی ہے؟

آج یا زیادہ سے زیادہ کل تک آ جائے گا۔ وہ وادی لاغر تک گیا ہے۔

مجھے معلوم ہے۔ کیا وہ اکیلے گیا ہے؟

ہاں لیکن واپسی میں شاید کوئی اس کے ساتھ ہو گا۔

کون؟

شاید ایک عدد بیوی۔ زہرہ نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا۔

اس سے ظاہر ہوا کہ زہرہ کو خطرہ ہے کہ یوسف کہیں دوسری جگہ شادی نہ کر لے یعنی بستی میں پھیلی باتوں میں سچائی تھی زہرہ کو فوری طور پر ایک مرد کی ضرورت تھی۔ جین نے کہا۔ میں نہیں سمجھتی کہ وہ بیوی کی تلاش میں وہاں گیا ہے۔

کیوں؟

یہاں کوئی اہم بات وجود میں آنے والی ہے۔ مسعود نے کئی سفیر دور دراز علاقوں میں بھیجے ہیں میں نہیں سمجھتی کہ یہ سب بیویاں دیکھنے گئے ہوں گے۔

زہرہ یہ ظاہر کرنے کی کوشش کر رہی تھی کہ اس خبر سے اسے خوشی نہیں ہوئی لیکن جین سمجھ گئی تھی کہ اسے اس بات سے تسلی ہوئی۔

جب وہ دونوں بستی کی طرف چلیں تو خاصا اندھیرا ہو چکا تھا۔ جب وہ مسجد کے پاس سے گزریں تو عشاء کی اذان ہو رہی تھی۔ جین نے مسجد کے اندر ایک نگاہ ڈالی لوگ عبادت میں مصروف تھے۔ ان کی رائفلیں اور مشین گنیں ایک گوشے میں رکھی ہوئی تھیں۔ مسجد میں آج معمول سے زیادہ لوگ تھے اور ان میں بیشتر چہرے اجنبی تھے۔ جین نے پوچھا۔ یہ کون ہیں؟

ان کے عماموں سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ وادی پنج اور جلال آباد سے آئے ہیں۔ زہرہ نے کہا۔ یہ پختون ہیں اور عام حالات میں ہمارے دشمن ہیں میں ان کی یہاں موجودگی کا

سبب نہیں سمجھ سکی۔

یہ دونوں باتیں کر رہی تھیں کہ دراز قد شخص باہر نکلا۔ زہرہ نے جین کو بتایا۔ یہ جہان کامل ہے۔ مسعود کا سب سے بڑا جانی دشمن۔

لیکن ان نمازیوں کے درمیان انہیں مسعود بھی نظر آیا۔ پھر وہ دونوں باتیں کرنے لگے۔ جین نے زہرہ کو متوجہ کیا تو اسے بڑی حیرت ہوئی۔

سب لوگ مسجد سے باہر نکل رہے تھے۔ ساری عورتیں اپنے اپنے گھروں کو جا چکی تھیں صرف تنہا جین کھڑی ہوئی انہیں دیکھ رہی تھی وہ سمجھنا چاہتی تھی کہ یہ سب کیا چکر ہے۔ جیسے ہی محمد خان مسجد سے باہر نکلا وہ اس کے قریب آئی اور فرانسیسی میں بولی۔ میں یہ پوچھنا تو بھول ہی گئی تھی کہ آپ کا فیض آباد کا سفر کامیاب رہا یا نہیں۔

میں کامیاب رہا۔ محمد خان اس وقت اس کی بات کا جواب دینے سے کترا رہا تھا۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ اس کے پختون مہمان یہ دیکھیں کہ وہ ایک عورت سے باتیں کر رہا ہے۔ وہ اپنے گھر کی طرف چل پڑا۔ جین بھی اس کے ساتھ ساتھ چلنے لگی۔ یعنی فیض آباد کے کمانڈر یہاں آ چکے ہیں۔؟

ہاں۔

جین کا خیال ٹھیک نکلا۔ مسعود نے تمام لیڈروں کو مدعو کیا تھا۔ کیا یہ منصوبہ کامیاب ہو سکے گا۔ اس نے ہوا میں تیر چھوڑا۔

محمد خان فکرمند تھا۔ اس کے چہرے سے تمکنت پھوٹ رہی تھی۔ یہ موضوع اس کی دلچسپی کا تھا۔ اس نے جواب دیا۔ یہ اس بات پر منحصر ہے کہ ولیم کل کس طرح گفتگو کا آغاز کرتا ہے اگر وہ ان لیڈروں کو متاثر کر سکا تو مجھے یقین ہے کہ یہ منصوبہ کامیاب ثابت ہوگا۔

آپ کے خیال میں ولیم کا منصوبہ کیسا ہے؟

یہ بہت اچھی بات ہوگی کہ تمام مزاحمتی گوریلا مجاہدین آزادی کو متحد کیا جائے اور انہیں امریکہ سے ضروری ہتھیار فراہم کئے جائیں۔

تو یہ بات ہے۔ امریکی حکومت مجاہدین آزادی کو آلات حرب مہیا کرنا چاہتی ہے تاکہ یہ سب متحد ہو کر روسی افواج کا مقابلہ کر سکیں اور باہم خانہ جنگی سے گریز کریں۔

وہ محمد کے گھر کے پاس پہنچ چکے تھے۔ جین اپنے گھر کی طرف مڑ گئی۔ اس کا سینہ پھٹا پڑ رہا تھا۔ یہ لڑکی کے بھوکے ہونے کی علامت تھی۔ گھر میں داخل ہو کر وہ سیدھی خوابگاہ میں پہنچی جہاں لڑکی اپنے جھولے میں جاگ چکی تھی۔ بچے پر نظر پڑتے ہی وہ مجاہدین آزادی اور جنگ۔ ولیم، محمد خان اور مسعود سب کو بھول گئی۔ اس نے جلدی جلدی اپنی

قمیض کے بٹن کھولے اور چھاتی بچے کے منہ میں دے دی۔ لزی فوراً دودھ چوسنے لگی۔
جیری والٹر کا کہنا تھا کہ وہ دودھ پلانے سے پہلے ہر بار چھاتی کو اسپرٹ سے صاف کرلیا کرے لیکن اس نے اس مشورے پر عمل کرنا چھوڑ دیا تھا اس لئے کہ لزی کو اس کا مزہ برا معلوم ہوتا تھا۔ ایک طرف کا دودھ ختم ہوجانے کے بعد اس نے لزی کو دوسری طرف لگالیا۔

دروازے پر دستک ہوئی اور آواز آئی۔ گھر میں کوئی ہے۔
اندر آجاؤ۔ جین نے ولیم کی آواز کو پہچان کر کہا۔ اس نے اپنے کھلے سینے کو چھپانے کی ضرورت محسوس نہیں کی اس لئے کہ ولیم افغان نہیں تھا۔ اور پھر وہ ایک زمانے میں اس کا محبوب رہ چکا تھا۔
اندر آکر ولیم نے بچے کو دودھ پلاتے ہوئے دیکھا تو کہا۔ کیا میں کچھ دیر بعد آؤں۔
میرا سینہ تمہارے لئے نیا نہیں ہے۔ جین نے اس سے کہا۔
ہاں۔ ولیم نے کہا۔ لیکن اب ان میں بہت تبدیلی آچکی ہے۔
جین ہنسنے لگی۔ حاملہ ہونے کے بعد ان کا سائز بڑھ جاتا ہے۔ جین جانتی تھی کہ ولیم کی شادی ہوئی تھی اور اس کے ایک بچہ تھا اس نے اسے بتایا تھا کہ وہ ایک عرصے سے ان سے نہیں ملا۔ کیا تمہیں یاد نہیں کہ جب تمہاری بیوی حاملہ ہوئی تھی تو کیا فرق پڑا تھا۔ جین نے کہا۔
میں اس وقت اس سے بہت دور تھا۔ اس کا لہجہ خشک تھا۔ جب وہ کسی موضوع پر مزید گفتگو کرنا نہیں چاہتا تھا تو لہجے میں ایسی ہی خشکی آجاتی تھی۔ جیری والٹر ابھی تک واپس نہیں آیا۔ ولیم نے بات بدلتے ہوئے پوچھا۔
ابھی نہیں۔ اس نے بچے کے منہ سے خالی سینہ کھینچتے ہوئے کہا۔ مسعود کو تمہارے نقشے کی ضرورت ہے۔
تمہیں تو معلوم ہے کہ وہ کہاں رکھا ہے نکال لو۔ اس نے بچے کو نیچے لٹا دیا۔ تم اپنے بچے سے ملنے کیوں نہیں جاتے؟
اس نے الماری سے نقشے نکال لئے تھے۔ کبھی کبھی مل لیتا ہوں۔
جین ولیم کے ساتھ چھ مہینے رہ چکی تھی لیکن اسے اب تک نہیں معلوم تھا کہ اس کا بچہ لڑکی ہے یا لڑکا اس نے پوچھا۔ وہ لڑکی ہے یا لڑکا؟
لڑکی۔
اس کی عمر......؟
تیرہ سال ہے۔ ولیم نے بتایا۔

میرے خدا یہ تو اچھی خاصی پختہ عمر ہے۔ جین کا تجسّس بڑھ گیا۔ اسے افسوس تھا کہ اس سے پہلے اس نے یہ سب کچھ معلوم کرنے کی کوشش کیوں نہیں کی۔ شاید یہ دلچسپی اب اس لئے پیدا ہوئی ہے کہ وہ خود بھی ایک بچے کی ماں بن گئی ہے۔ وہ کہاں رہتی ہے؟ اس نے پوچھا۔ جواب دینے میں ولیم کچھ ہچکچایا۔

مت بتاؤ۔ جین نے فوراً کہا۔ میں نے تمہارے چہرے سے سمجھ لیا ہے کہ تم جھوٹ بولنے والے ہو۔

تم ٹھیک سمجھیں۔ ولیم نے کہا۔ لیکن کیا تم یہ بھی جانتی ہو کہ یہ جھوٹ میں کیوں بولتا؟

جین نے ایک لمحے سوچا۔ شاید تمہیں خطرہ ہو کہ تمہارے دشمن اسے نقصان پہنچاسکتے ہیں۔

ہاں۔

اور یہ ایک مناسب سبب ہے۔

شکریہ' اور اس کے لئے بھی شکرگزار ہوں۔ اس نے نقشے کو اوپر اٹھاتے ہوئے کہا اور تیزی سے باہر نکل گیا۔

لزی سوچکی تھی۔ اس نے سوچا بچپن بھی خدا کا عظیم تحفہ ہے تمام افکار و تردد سے عاری وجود کسی بھی لمحے گہری نیند سو سکتا ہے۔

جین کو خواہش تھی کہ جیری واپس آجائے۔ اسے یقین تھا کہ اب وہ مجاہدین کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا لیکن اس پر احتیاطاً نظر رکھنا ضروری تھا۔ ٹرانسمیٹر کے ٹوٹ جانے کے بعد اس کے پاس رابطے کا کوئی ذریعہ نہیں بچا تھا۔ مسعود کی طرح اگر وہ تیزگام کے ذریعہ کوئی پیغام بھیجے تو یہ راز نہیں رہ سکتا۔ بس ایک ہی خطرناک امکان تھا کہ وہ خود رخہ چلا جائے لیکن اسکے پاس اتنا وقت نہیں تھا۔

تفکرات کے علاوہ بھی اسے تنہا سونے سے نفرت تھی۔ پیرس میں اس نے کبھی اس بات پر غور نہیں کیا تھا لیکن یہاں آئے دن کی درندگی دیکھ کر وہ خوف محسوس کرنے لگی تھی۔

لزی نے کروٹ بدلی تھی پھر وہ جاگ کر رونے لگی۔ جین اس سے باتیں کرنے لگی۔ تنہائی میں وہ اکثر ایسا کرتی تھی اور اس سے اسے بڑا سکون ملتا تھا۔

دروازے پر دستک ہوئی اور جین نے سوچا ہمارا گھر بھی نیشنل گیلری ہے جب جو چاہے آجاتا ہے۔ اس نے قمیض کے بٹن بند کرتے ہوئے اونچی آواز میں کہا۔ آجایئے۔

محمد خان کمرے کے اندر آیا اور جین سے پوچھا۔ جیری والٹر کہاں ہے؟ وہ قابون گیا

ہے۔ میرے لائق کوئی خدمت؟
واپسی کب تک ہو گی۔ اس نے پوچھا۔
بات کیا ہے کچھ بتاؤ گے یا اسی طرح کابل کے سپاہی کی طرح سوالات کرتے رہو گے۔
جین کا یہ انداز محمد خان کے لئے صبر آزما ہوتا تھا۔ اس نے نرم لہجہ اختیار کرتے ہوئے کہا۔ عالیشان مسعود کے ساتھ واپس آچکا ہے اسے مزید دواؤں کی ضرورت ہے۔
ہاں یوں کہو۔ جین نے کہا۔ عالیشان ملا کا بھائی تھا جو گلے کی سوزش میں مبتلا تھا لیکن وہ اپنی جنگی سرگرمیوں سے دستبردار ہونے کو تیار نہیں تھا۔ میں نے لزی کو محمد خان کی گود میں دیتے ہوئے کہا۔ ذرا اسے پکڑنا میں گولیاں نکال کر دیتی ہوں۔
محمد خان نے بے چون و چرا لزی کو سنبھال لیا۔ جین اندرونی کمرے میں گئی۔ اور سو گولیوں کا ایک ڈبہ لے کر باہر آئی۔ لزی حیرت سے محمد خان کو تک رہی تھی۔ جین نے ڈبہ اس کے حوالے کرتے ہوئے لزی کو اپنی گود میں لے لیا۔ عالیشان سے کہنا کہ اسے آرام کی ضرورت ہے۔
محمد خان نے گردن ہلائی۔ وہ میری بات نہیں سنتا تم خود کسی وقت اس سے کہہ دینا۔
جین ہنسنے لگی۔ کسی افغان مجاہد کے منہ سے یہ جملہ کسی لطیفے سے کم نہیں تھا۔
محمد خان نے پوچھا۔ جیری والٹر قابون کیوں گیا ہے؟
صبح وہاں زبردست بمباری ہوئی تھی۔
"یہ خبر غلط ہے وہاں کوئی بمباری نہیں ہوئی۔"
نہیں یہ سچ ہے..... اچانک جین کچھ سوچ کے رک گئی۔
میں آج سارا دن مسعود کے ساتھ وہیں تھا۔ شاید تم سے سننے میں غلطی ہوئی ہے۔ محمد خان نے کہا۔
جین نے اپنی خفت اور خوف کو پوشیدہ رکھنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔ ممکن ہے۔
محمد خان نے اتنی رات میں زحمت دینے کی معذرت کی اور باہر نکل گیا۔
جین بوجھل سی وہیں اسٹول پر بیٹھ گئی ۔ قابون میں بمباری نہیں ہوئی تو یقیناً جیری اناتولی سے ملنے گیا ہے۔ اس کی سمجھ میں یہ تو نہیں آرہا تھا کہ یہ ملاقات کس طرح طے کی گئی ہو گی لیکن اس کے لئے اس شک کے علاوہ کوئی چارہ نہیں تھا۔
اب اسے کیا کرنا چاہئے؟
اگر جیری کو کل کی کانفرنس کا علم ہے تو وہ اس کی اطلاع روسیوں کو ضرور دے گا اور نتیجہ یہ ہو گا کہ روسی ان پر اچانک حملہ کر دیں گے۔
اور اس حملے میں وہ مجاہدین آزادی کے تمام لیڈروں کو ایک ہی دن میں ملک عدم

پہنچادیں گے۔
اسے فوراً ولیم سے ملنا چاہیئے۔
اس نے لزی کے گرد شال کو لپیٹا۔ باہر خنکی تھی۔ وہ باہر نکلی۔ اس کا رخ مسجد کی طرف تھا۔ مسجد کے باہر برآمدے میں ہی ولیم کچھ دوسرے لوگوں کے ساتھ کھڑا باتیں کررہا تھا۔ زمین پر وہی نقشہ تھا جو ابھی کچھ دیر پہلے وہ اس سے لے گیا تھا اور مسعود اور محمد خان اس پر جھکے ہوئے تھے۔ کچھ مجاہدین بیٹھے ہوئے حقہ پی رہے تھے۔ کچھ کھانا کھارہے تھے۔ انہیں ایک عورت کو گود میں بچہ لئے اپنی طرف آتے دیکھ کر حیرت تھی۔
ولیم اس نے دور سے آواز دی۔
ولیم نے گھور کر اس کی طرف دیکھا۔
میں تم سے کچھ ضروری باتیں کرنا چاہتی ہوں۔ جین نے کہا۔ وہ باہر آگیا اور بولا۔ کیا بات ہے۔
کیا جیری کو کل ہونے والی کانفرنس کا علم ہے۔ جین نے پوچھا۔
ہاں جب مسعود نے مجھے پہلی بار اس کی اطلاع دی تھی تو جیری اس وقت میرے جسم سے گولیاں نکال رہا تھا۔ لیکن تم یہ کیوں پوچھ رہی ہو؟
جین کانپ گئی۔ وہ اس مبہم امید کے ساتھ یہاں آئی تھی کہ شاید یہ بات جیری کے علم میں نہیں ہوگی لیکن اب اس کے پاس راز فاش کردینے کے علاوہ کوئی دوسرا متبادل نہیں تھا۔ اس نے ادھر ادھر دیکھا اور ولیم سے سرگوشی میں کہا۔ میں تمہیں کچھ بتانا چاہتی ہوں لیکن وعدہ کرو کہ اس سے جیری کو کسی طرح کا نقصان نہیں پہنچنے دوگے۔
وہ ایک لمحہ تک جین کو گھورتا رہا۔ یہ سب کیا بکواس ہے..... اوہ میں سب کچھ سمجھ گیا...... پیرس میں ان قاتلوں کو جیری ساتھ لایا تھا۔ یہاں آکر شاید روسیوں کو اطلاعات فراہم کرتا رہا ہے اور یہ سب شاید تمہارے لئے انتہائی تکلیف دہ ہوگا۔
ہاں۔ جین کے ماتھے پر سلوٹیں تھیں۔ اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ اس نے خود کو اس حالت میں دیکھ کر کچھ سبکی محسوس کی۔
ولیم نے لزی کے گال تھپتھپاتے ہوئے کہا۔ تم کتنی خوش قسمت ہو جین۔
ہاں اور اس سے زیادہ بدقسمت بھی۔
یہ بات تمہیں کب معلوم ہوئی؟
کچھ ہفتے پہلے۔
کیا شادی سے پہلے تم اس کے بارے میں نہیں جانتی تھیں؟
بالکل نہیں۔

یعنی ہم دونوں نے تمہارے ساتھ ناانصافی کی۔
ہاں۔
تم دراصل غلط لوگوں کے درمیان پھنس گئی تھیں۔
ہاں تم ٹھیک کہتے ہو۔
اس نے دونوں ہاتھوں سے اپنا چہرہ چھپالیا اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔ ساتھ ہی لزی نے بھی رونا شروع کردیا۔ ولیم نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر تھپتھپایا اور اسے تسلی دینے لگا۔ روتے ہوئے جین نے کہا۔ میں نے اس کا ٹرانسمیٹر توڑدیا تھا اور یہ سمجھ بیٹھی کہ اب وہ ان سے ربط نہیں قائم کرسکے گا لیکن آج قابون سے دو آدمی اسے بلانے آئے تھے تاکہ بمباری میں زخمی بے شمار لوگوں کا علاج ہوسکے۔ جبکہ وہاں بمباری ہوئی ہی نہیں۔

محمد خان مسجد سے باہر نکل رہا تھا۔ ولیم نے جین سے واپس جانے کے لئے کہا۔ محمد خان کے چہرے سے فکرمندی کا اظہار ہورہا تھا۔ کیا ہوا؟ ولیم نے پوچھا۔
وہ لوگ بحث کررہے ہیں۔ محمد خان نے بتایا۔ کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ یہ منصوبہ بہت اچھا ہے اور اس طرح ہم روسیوں کو شکست دے سکیں گے لیکن کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ ولیم کون ہوتا ہے یہ کہنے والا کہ مسعود ہم سب میں اچھا لیڈر ہے آپ اندر چلئے اور انہیں سمجھائیے۔
رکئے۔ ولیم نے کہا۔ ابھی ابھی کچھ تازہ معلومات حاصل ہوئی ہیں۔
جین ابھی گئی نہیں تھی اس نے سوچا محمد خان یہ سننے کے بعد ضرور جیری کو قتل کردے گا۔
ہماری مخبری ہوگئی ہے۔ ولیم نے محمد خان سے کہا۔
کیا مطلب ہے آپ کا۔ محمد خان کا لہجہ خطرناک ہوگیا تھا۔
روسیوں کو کل کی کانفرنس کا علم ہوچکا ہے۔
کس نے یہ خبر ان کو دی ہے۔ محمد خان چیخنے لگا۔ مجھے اس غدار کا نام بتائیے۔
شاید یہ کام ڈاکٹر کا ہے مگر.........
محمد خان نے جین کی طرف دیکھا اور کہا۔ تمہیں اس کے بارے میں کب معلوم ہوا؟
مجھ سے نرم لہجے میں بات کرو ورنہ بات کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ جین نے تلخ لہجے میں کہا۔
چھوڑو اس بات کو۔ ولیم نے کہا۔
جین محمد خان کے تہمت آمیز لہجے کو برداشت نہیں کرسکی تھی۔ اس نے کہا۔ میں

نے پہلے بھی تمہاری مدد کی تھی۔ قافلے کا راستہ بدلنے کے لئے میں نے تمہیں اسی لئے مجبور کیا تھا۔ تمہارے کتنے آدمیوں کی زندگی میں نے بچائی ہے اور تم مجھ پر انگلی اٹھا رہے ہو۔

محمد خان کا غصہ ٹھنڈا پڑ گیا۔

ولیم نے کہا۔ تو راستہ اس لئے بدلا گیا تھا۔ اس نے تحسین آمیز نگاہوں سے جین کی طرف دیکھا۔

اس وقت وہ کہاں ہے؟ محمد خان نے پوچھا۔

یقینی طور پر کچھ کہا نہیں جاسکتا۔ جواب ولیم نے دیا۔

واپس آتے ہی اسے قتل کر دیا جائے گا۔ محمد خان نے فیصلہ سناتے ہوئے کہا۔

نہیں...... جین کی چیخ نکل گئی۔

ولیم نے جین کے کندھے پر ہاتھ رکھا اور محمد خان سے کہا۔ کیا واقعی تم ایسے آدمی کو قتل کرسکتے ہو جس نے تمہارے بے شمار لوگوں کی جان بچائی ہو۔

اسے انصاف کا سامنا کرنا ہی پڑے گا۔ محمد خان اپنے فیصلہ بدلنے کو تیار ہی نہیں تھا۔

لیکن فیصلے پر عمل درآمد تو اسی صورت میں ہو سکتا تھا۔ جب جیری والٹر واپس آتا لیکن اب جین کو لگ رہا تھا کہ وہ واپس ہی نہیں آئے گا۔

ولیم نے کہا۔ اگر وہ واقعی غدار ہے اور روسیوں سے رابطہ قائم کرنے میں اسے کامیابی مل چکی ہے تو اس نے انہیں کل کی کانفرنس کے بارے میں ضرور بتایا ہوگا اور وہ کل درگاہ میں مسعود پر حملہ کریں گے۔

یہ بہت برا ہوا۔ محمد خان نے کہا۔ مسعود کو فوراً یہاں سے چلا جانا چاہئے۔ کانفرنس کا ارادہ اب ترک کرنا ہوگا۔

نہیں۔ ولیم نے کہا۔ ہم اس حملے کو اپنے فائدے کے لئے استعمال کرسکتے ہیں۔

وہ کیسے؟ محمد خان کو حیرت تھی۔

اس مسئلے پر مجھے مزید غور کرنا پڑے گا اور میرا خیال ہے روسیوں کا یہ حملہ مجاہدین آزادی کو متحد کرنے میں ایک خاص کردار ادا کرے گا۔

باب دوازدہم

صبح صادق سے کچھ پہلے انہوں نے درگاہ گاؤں خالی کردیا۔ مسعود کے آدمیوں نے گھر گھر جاکر لوگوں کو سوتے سے اٹھایا اور انہیں اطلاع دی کہ آج کسی بھی وقت روسی فوجیں اس گاؤں پر بمباری کریں گی اور وہ سب لوگ اپنی قیمتی چیزیں ساتھ لے کر باندہ چلے جائیں۔ طلوع آفتاب تک درگاہ کی تمام خواتین اور بچے باندہ منتقل ہوچکے تھے۔

درگاہ کا جائے وقوع باندہ سے یکسر مختلف تھا یہاں تمام مکان ایک قطار میں ایک دوسرے سے ملے ہوئے ہموار زمین پر بنے ہوئے تھے۔ اور ان کا سلسلہ چوٹی کے آخری سرے تک چلا گیا تھا۔ یہاں کے باشندوں کی زرعی زمینیں ندی کے اس پار تھیں۔ ندی کو پار کرنے کے لئے مسجد کے قریب ایک پل تھا جسے یہاں کے باشندے اپنے کھیتوں پر پہنچنے کے لئے استعمال کرتے تھے۔

اس طرح حملے کے لئے یہ مناسب ترین جگہ تھی۔

مسعود نے رات ہی میں اپنا منصوبہ ترتیب دے لیا تھا اور اب محمد خان اور عالیشان کے ذمے اس پر عمل درآمد تھا اور وہ نہایت ہوشیاری اور مشاقی کے ساتھ یہ کام انجام دے رہے تھے۔

ولیم نے ایک طرح سے بہت بڑا خطرہ مول لے لیا تھا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ کیا واقعی آج روسی فوجیں حملہ کریں گی۔ جیری ابھی تک واپس نہیں لوٹا تھا۔ اس سے یہ یقین پختہ ہوگیا تھا کہ اس نے اناتولی تک کانفرنس کی اطلاع پہنچا دی ہے۔ اطلاع کے بعد روسی فوجیں مسعود کو گرفتار کرنے یا قتل کردینے کا یہ سنہرا موقع نہیں چھوڑ سکتے۔ لیکن یہ سب ان حالات پر مبنی تھا جن کا خیال ولیم کے ذہن میں ترتیب پایا تھا کیا ضروری کہ یہی کچھ پیش بھی آیا ہو اور اگر یہ حملہ نہیں ہوا تو ولیم کو احمق ضرور تصور کرلیا جائے گا اور مسعود کی اہمیت وادی میں کم ہوجائے گی اور دوسرے لیڈر ایک احمق کو اپنا راہ نما ماننے سے یکسر انکار کردیں گے اور اگر حملہ ہوا اور مسعود کی اس گوریلا تکنیک نے کامیاب مزاحمت کی تو افغان اتحاد جو اسکے اس سفر کا مقصد تھا اپنے آپ پورا ہوجائے گا۔

وہ کوشش کررہا تھا کہ اس وقت اسے جین کی یاد نہ آئے۔ کل جب اس نے بچے کو پیار کیا تھا تو اسے محسوس ہوا تھا کہ جین کی قمیض آنسوؤں سے تر ہے وہ جین کی طرف بتدریج پھر راغب ہورہا تھا۔ جین کا عشق بالکل ایسا تھا جیسے کسی نے پٹرول میں چنگاری پھینک دی ہو جب اس نے جین کو تسلی دینے کے لئے اسے اپنے سینے سے لگالیا تھا اسے خواہش ہوئی کہ وہ ہمیشہ اس طرح کھڑا رہے۔ بے چاری جین۔ وہ کتنی معصوم ہے۔

اس کے قریب خصوصی فلیتے کا دوسرا سرا پڑا تھا جو دریا کے اندر سے گزرتا ہوا اس چھوٹے سے مکان کی طرف آیا تھا جہاں وہ پوشیدہ تھا۔ اس نے اس کے کنارے پر ٹوپی فٹ کی اور اب وہ انگلی کے ایک ہلکے اشارے سے پل کے پرخچے اڑا سکتا تھا۔

اسے مسعود کے منصوبے سے پوری طرح اتفاق تھا۔ ایشیاء کے گزشتہ سفر کے دوران اس نے قلعہ برگ میں حملے اور جوابی حملے کی باقاعدہ تربیت حاصل کی تھی اور اس کے روشنی میں مسعود کا منصوبہ نوے فیصد ٹھیک تھا۔ منصوبے کا کمزور حصہ صرف یہ تھا کہ اس نے مجاہدین کی شکست ہونے کی صورت میں فرار کے امکانات پر توجہ نہیں دی تھی لیکن مسعود اسے کمزوری ماننے کو بھی تیار نہیں تھا۔

صبح کے نو بجے ان کے سارے انتظامات مکمل ہو چکے تھے۔ مجاہدین نے مل کر اس طرح ناشتہ کیا جیسے یہ بھی منصوبے کا ایک حصہ ہو۔ حسب ضرورت وہ ایک منٹ سے بھی کم وقت میں بھاگ کر اپنی پوزیشن سنبھال سکتے تھے۔ گاؤں کا فضائی جائزہ یہ تاثر دے رہا تھے جیسے یہاں زندگی معمول پر ہو۔ انہوں نے اس کا خصوصی انتظام کیا تھا۔ کئی گھروں سے دھواں باہر نکل رہا تھا جیسے عورتیں کھانا پکا رہی ہوں گی لیکن ہیلی کاپٹر کی آواز سن کر محفوظ مقامات پر چلے گئے ہوں گے۔ روسی فوجیں کسی بھی طرح اس جال پر شک نہیں کر سکتے تھے جو انہوں نے بچھایا تھا۔

ولیم نے ڈبل روٹی کے چند ٹکڑے لئے اور کئی کپ سبز چائے پی گیا۔ اور پھر اطمینان سے بیٹھ کر انتظار کرنے لگا۔ ایسے موقعوں پر انتظار کی زحمت تو برداشت کرنی ہی پڑتی ہے۔ اسے ایشیا کا اپنا پہلا دورہ یاد آیا۔ اس وقت وہ ماری جوانا اور کوکین کا عادی تھا اس لئے انتظار کی تکلیف اسے کبھی محسوس نہیں ہوتی تھی۔ اسے یاد نہیں تھا کہ اس کی یہ عادت کب چھوٹی تھی۔

ولیم کو توقع تھی کہ روسی حملہ آج دوپہر بعد ہوگا یا کل علی الصبح اس سے زیادہ دیر کرنا روسی کمانڈروں کے لئے ممکن نہیں تھا اس طرح وہ مسعود کو گنوا دینے کا خطرہ مول نہیں لے سکتے تھے۔

دوپہر سے پہلے ہی مجاہدین کے ہتھیار وہاں پہنچ گئے۔ ان میں طیارہ شکن مشین گنوں کا ایک جوڑا۔ بے شمار چینی رائفلیں (ایم۔۵۰) تھیں۔ جو ٹٹوؤں پر لاد کر یہاں لائی گئی تھیں۔

دو مشین گنوں میں سے مسعود نے ایک گن یوسف کو دی۔ جس کے بارے میں باندہ میں مشہور تھا کہ وہ عنقریب زہرہ سے شادی کر لے گا۔ اور دوسری گن عبدل نام کے ایک مجاہد کے سپرد کی گئی۔ جو قریب کی وادی پیچ سے آیا تھا۔ ولیم اس سے ناواقف تھا۔ یوسف

اب تک اپنی رائفل سے تین ہیلی کاپٹروں کو گرا چکا تھا۔ ولیم کو اس بات پر شک تھا کیونکہ اڑتے ہوئے ہیلی کاپٹروں کو معمولی رائفل سے گرانا تقریباً ناممکن تھا۔ لیکن یوسف نے جب اسے تفصیل بتائی کہ وہ پہاڑ کی چوٹی پر پوشیدہ تھا اور بہت قریب سے نشانہ لے کر گولی چلائی تھی تو ولیم کو اس کی بات کا یقین آگیا تھا۔ اسے یاد آیا کہ ویت نام میں یہ طریقہ کار ممکن نہیں ہوسکا تھا لیکن افغانستان میں اس کے بے حساب مواقع فراہم تھے۔

اور آج تو یوسف کے پاس اس مقصد کے لئے جدید ترین مشین گن تھی لیکن اپنی قدیم تکنیک سے ہی اسے استعمال کرنا تھا۔ دو آدمیوں کے ذریعہ ان مشین گنوں کو پہاڑ کی چوٹی پر پہنچایا گیا جہاں ایک غار خاص اسی مقصد کے لئے بنایا گیا تھا۔ یہاں سے گاؤں کے ساتھ ساتھ جارح ہیلی کاپٹروں پر بھی نظر رکھی جاسکتی تھی۔

ولیم نیچے سے مشین گنوں کو صحیح مقام پر فٹ ہوتے دیکھ رہا تھا۔ چوٹی پر دس پندرہ فٹ کی ایک ہموار جگہ تھی جس کے ایک طرف یہ غار بنایا گیا تھا۔

تمام انتظامات کا تفصیلی جائزہ لینے کے بعد ولیم اپنی اس جھونپڑی میں پہنچ گیا جہاں اسے بھی ایک اہم ترین خدمت انجام دینی تھی۔

سہ پہر ہوچکی تھی لیکن مجاہدین نے دوپہر کا کھانا نہیں کھایا تھا۔ ولیم کو معلوم ہوا کہ ایسا اس لئے ہوا کہ کھانا مہیا ہی نہیں کیا جاسکا۔ وہ حیران تھا کہ بغیر کھائے پیے کوئی جنگی کارنامہ کیسے انجام دیا جاسکتا تھا۔ اس نے سوچا شاید یہی سبب ہے کہ تمام مجاہدین بہ کثرت سگریٹ نوشی میں مبتلا ہیں اس لئے کہ تمباکو بھوک کو ختم کرتی ہے۔

گرمی اتنی شدید تھی کہ سائے میں بھی وحشت ہورہی تھی۔ ولیم کھڑکی کے پاس سے ہٹ کر دروازے کے پاس کھڑا ہوگیا۔ یہاں سے اسے دریا کے اس پار پھیلے کھیتوں کے مناظر صاف نظر آرہے تھے۔ دریا پر بنا ہوا اینٹ اور چونے کا معمولی پل بھی اس کی نظروں کے سامنے تھا۔

مجاہدین اپنی اپنی جگہوں پر مستعد بیٹھے تھے۔ ان میں سے بیشتر مکانوں کے اس سرے پر پوشیدہ تھے جہاں سے چوٹی ختم ہوتی تھی۔ ہیلی کاپٹروں کے لئے اس جگہ کو گولہ باری سے مسمار کرنا ذرا دشوار تھا۔ اس کے برعکس کچھ مجاہدین ایسی جگہوں پر بھی تھے۔ جو غیر محفوظ تھیں۔ مسجد کی تین محرابوں کے نیچے بھی تین لوگ تھے۔ آخری محراب کے نیچے محمد خان تھا۔ درمیانی محراب اس کا بھائی کھیر خان سنبھالے ہوئے تھا اور تیسری قریبی محراب کے نیچے علی غنیم تھا جو اس وقت اپنے چودہ بچوں کے خاندان سے بے خبر روسیوں کی آمد کا منتظر تھا۔ ان تینوں کے پاس رائفلیں تھیں۔ اور تینوں اس وقت سگریٹ پی رہے تھے۔ ولیم نے سوچا نہ معلوم ان میں سے کتنے لوگ کل کا سورج نہیں دیکھ سکیں گے۔

کالج کے زمانے میں ولیم نے اپنی زندگی کا جو پہلا مضمون لکھا تھا وہ شیکسپئیر کے ڈراموں میں جنگی تکنیک کے بارے میں تھا۔ اسے یاد آیا۔ ہیری چہارم میں ایک جگہ بادشاہ کہتا ہے' میرے دوستوں ہمیں ایک بار جنگی اصولوں کی خلاف ورزی کرنی ہوگی ورنہ ہمارے مردہ سپاہیوں سے اس شہر کی چہاردیواری تعمیر کی جائے گی' ولیم نے محسوس کیا جیسے وہ خود ہیری چہارم ہو اس کے ذہن میں شیکسپیئر کے کئی مکالمات گردش کرنے لگے۔ اس نے یہ مضمون انیس برس کی عمر میں لکھا تھا۔ اور اس پر اسے سب سے زیادہ نمبر ملے تھے لیکن یہ اس کا آخری مضمون بھی ثابت ہوا اس لئے کہ بعد میں شیکسپیئر ہی کیا تمام انگریزی ادب اسے حقیقت سے بہت دور محسوس ہونے لگا۔

اس کی محویت شور و غل کی آوازوں سے ختم ہوئی۔ دری زبان کے الفاظ تو اس کی سمجھ سے باہر تھے لیکن لہجے سے اس نے کافی کچھ سمجھ لیا تھا۔ دوسری پہاڑی پر کھڑے پہریداروں نے ہیلی کاپٹروں کے ادھر آنے کی خبر دی تھی۔ انہوں نے یوسف کو اشاروں سے اس کی اطلاع دی۔ مجاہدین نے اپنے ہتھیاروں پر ایک نظر ڈالی اور تیار ہو گئے۔ دیر اتنی ہو چکی تھی کہ بستی کے مکانوں سے دھواں نکلنا بند ہو گیا تھا لیکن فضا سے یہی سمجھا جاسکتا تھا کہ لوگ اس وقت قیلولہ کر رہے ہوں گے۔

کچھ ہی دیر بعد ولیم نے ہیلی کاپٹروں کی قریب آتی ہوئی آواز سنی جو بتدریج خوفناک ہوتی جارہی تھی اس کے دل کی دھڑکن بڑھ گئی۔

اس نے پل اڑانے کے چھوٹے سے آلے پر ایک آخری نظر ڈالی۔

ہیلی کاپٹروں کی آواز قریب آتی جارہی تھی لیکن ابھی وہ نظروں سے اوجھل تھے۔ وہ سوچ رہا تھا نہ معلوم ان کی تعداد کیا ہوگی۔ آواز سے اس کا اندازہ لگانا ناممکن تھا۔ اس نے ندی کے اس پار سے کسی کو پانی میں چھلانگ لگانے پھر ندی سے باہر نکل کر اپنی طرف آتے ہوئے دیکھا۔ کچھ اور قریب آنے پر اسے پہچان گیا۔ یہ شاہ زئی گل تھا جو زمین میں سرنگ بچھانے کے فن کا بہترین ماہر تھا۔ وہ تیزی سے آگے بڑھ گیا اور ایک مکان کے اندر جاکر چھپ گیا۔

کچھ دیر کے لئے مجاہدین کی حرکات و سکنات ساکت و جامد ہو گئیں۔ ہر شخص کے کان آنے والے ہیلی کاپٹروں کی آواز پر لگے تھے۔ ولیم پریشان تھا۔ آواز سے ظاہر ہونے لگا تھا کہ ان کی تعداد توقع سے کہیں زیادہ ہے۔ اس کے فوراً بعد اس نے پہلے ہیلی کاپٹر کو دیکھا جو تیزی سے ادھر آرہا تھا۔ پل کے پاس آکر وہ فضا میں ایک جگہ تھم گیا اور بستی کا جائزہ لینے لگا۔

یہ ہیلی کاپٹر ایم آئی۔۲۴ تھا جسے مغربی ممالک میں ہند کے نام سے جانا جاتا تھا۔ پائلٹ

کے پاس ہی ایک فوجی بیٹھا تھا۔ جس کے ہاتھ میں رائفل تھی۔ پچھلے حصے میں جدید آلات کا ایک انبار تھا وہ سوچ رہا تھا کہ یہ مجاہد کس طرح ان کا مقابلہ کر سکیں گے۔

اس کے پیچھے پانچ اور ہند آئے اور بستی کے اوپر منڈلانے لگے۔ ولیم نے سوچا یہ احتیاطی تدابیر کے بعد ہی زمین پر اتریں گے لیکن روسیوں کے خواب و خیال میں بھی نہیں ہو گا کہ یہاں انہیں زبردست مزاحمت کا سامنا کرنا پڑے گا۔ ان کے خیال میں یہ حملہ اچانک تھا جس سے فوری طور پر بھگدڑ مچ جائے گی۔

فضا میں ایک دوسری قسم کا ہیلی کاپٹر نظر آیا۔ ولیم نے دیکھا۔ یہ ایم آئی ۸ تھا۔ اور وہ اسے ہپ کے نام سے جانتا تھا۔ یہ ہند سے کافی بڑا تھا اور اس میں بیس سے تیس آدمیوں کے بیٹھنے کی گنجائش تھی۔ اس کا مقصد حملے میں معاونت نہیں بلکہ فوجیوں کو لانا اور لے جانا تھا۔ تھوڑی دیر وہ فضا میں رکا رہا اور پھر مکئی کے کھیت میں اتر گیا۔ اس کے پیچھے پیچھے پانچ اور ہپ اترے۔ ولیم نے حساب لگایا کل آدمیوں کی تعداد ڈیڑھ سو ہوتی تھی۔ زمین پر اترتے ہی فوجی زمین پر کودنے لگے۔ ان کا رخ درگاہ کی طرف تھا۔ لیکن ابھی وہ فائر نہیں کر رہے تھے۔

گاؤں تک پہنچنے کے لئے انہیں ندی پار کرنی تھی جس کے لئے پل کا استعمال ناگزیر تھا۔ لیکن احتیاطاً وہ پل کے بجائے ندی میں داخل ہوئے اور اس پار آ گئے۔

ولیم ان کی احتیاط دیکھ کر فکر مند ہو گیا اسے یہ بھی تشویش تھی کہ روسی گاؤں خالی دیکھ کر کسی شک میں نہ مبتلا ہو جائیں۔ کچھ ہی منٹوں میں اس نے گاؤں میں چند لوگوں کو بھاگتے ہوئے دیکھا اور اس کے فوراً بعد فائر کی پہلی آواز آئی۔ وہ بغور حالات پر نظر رکھے ہوئے تھا اور اب خوف یا دھڑ کا نام کی کوئی چیز اس کے دل میں نہیں تھی۔

شاہ زئی نے مکئی کے کھیتوں میں جہاں ہپ کھڑے تھے بارودی سرنگیں بچھا رکھی تھیں۔ یہ بات ولیم کے علم میں تھی لیکن اسے حیرت یہ تھی کہ ابھی تک ان میں سے کوئی دھماکہ نہیں ہوا تھا۔ ایک لمحے بعد ہی اسے کا جواب مل گیا۔ ایک فوجی جو شاید کوئی افسر تھا ہیلی کاپٹر سے نکل کر باہر آیا اور چیخ چیخ کر حکم دینے لگا۔ بیس یا تیس آدمی پیٹ کے بل رینگتے ہوئے پل کی جانب چل پڑے۔ اور اسی وقت ایک زبردست دھماکہ ہوا۔ یہ آواز ہیلی کاپٹروں کی آواز سے بھی زیادہ خوفناک تھی۔ اس دھماکے کے بعد ایک ایک کر کے کئی دھماکے ہوئے۔ اس افسر کو ولیم نے ہوا میں اوپر اٹھتے اور پھر نیچے گرتے دیکھا۔ شاہ زئی نے شاید سرنگوں میں بارود کچھ زیادہ مقدار میں استعمال کی تھی۔ پورے کھیت میں دھوئیں اور دھول کے مرغولے اٹھ رہے تھے۔ میدان میں کئی لوگ اوپر نیچے ہو رہے تھے جیسے سرکس میں کئی قلابازاپنے کرتب دکھا رہے ہوں۔ سرنگوں کے پھٹنے کی آواز ابھی تھمی ہی تھی کہ

ایک اور خوفناک دھماکہ ہوا۔ یوسف اور عبدل نے پہاڑ کی چوٹی سے کسی ہیلی کاپٹر کو نشانہ بنایا تھا اور اس کے ساتھ ہی گاؤں میں اور دوسرے مقامات پر بیٹھے مجاہدین نے متواتر فائرنگ شروع کر دی۔

روسیوں کی بدحواسی نے مجاہدین میں جوش پیدا کر دیا تھا لیکن یہ زیادہ دیر تک برقرار نہیں رہ سکا۔ روسی کمانڈر نے اپنے تباہ ہوتے دستوں کو سنجیدگی سے لیا۔ لیکن کوئی بھی فیصلہ لینے سے پہلے پل پار کرنا ضروری تھا۔

مکئی کے کھیت میں ایک ہیلی کاپٹر کو گرتے ہوئے ولیم نے دیکھا۔ شاید یہ کارنامہ بھی یوسف اور عبدل نے انجام دیا تھا۔ وہ ان کی کارکردگی کو تحسین آمیز جذبے کے ساتھ دیکھ رہا تھا۔ طیارہ شکن مشین گنیں ایک میل تک باآسانی نشانہ لے سکتی تھیں جبکہ یہ ہیلی کاپٹر اس سے بمشکل نصف میل کی دوری پر تھے اس لئے ان کے لئے نشانہ لینا اور انہیں گرا لینا بہت آسان ثابت ہو رہا تھا۔

کچھ ہند اب بھی ہوا میں معلق حالات کا جائزہ لے رہے تھے۔ ان میں جدید ترین ہتھیاروں کے انبار کو ولیم پہلے ہی دیکھ چکا تھا۔ روسی کمانڈر نے انہیں حرکت میں آنے کا حکم دیا۔ ان میں سے ایک نیچے آکر دریا کے اوپر اڑنے لگا۔ یوسف اور عبدل نے اس کا نشانہ لیا۔ لیکن نشانہ غلط لگا۔ شاہ زئی کی سرنگیں اب بھی تھوڑے وقفے سے دھماکے کر رہی تھیں لیکن اب ان سے کوئی نقصان نہیں ہو رہا تھا۔ ولیم کے اندازے کے مطابق ان سرنگوں سے تقریباً بیس یا تیس افراد ہلاک ہوئے تھے۔ جو توقع سے بہت کم تھے۔ ہند پھر اوپر اٹھنے لگا اور یوسف کی زد سے بچنے کے لئے وہ پھر نیچے آیا اور مکئی کے کھیت پر ایک بم پھینکا۔ یوسف اور عبدل کی مشین گنوں نے تقریباً ایک ساتھ شعلے اگلے اور ولیم نے دیکھا کہ ہیلی کاپٹر ندی میں گر رہا ہے۔ اس نے سوچا کہ اس نقصان کے بعد بھی تقریباً سو فوجی اور دس ہیلی کاپٹر باقی تھے جن کو نقصان پہنچانا بہت مشکل نظر آ رہا تھا۔ اسے لگا کہ شاید مجاہدین یہ جنگ ہار جائیں گے۔

اس ہیلی کاپٹر کی تباہی سے شاید روسی کمانڈر بوکھلا گیا تھا۔ بوکھلاہٹ میں فوجیوں کا ایک ریلا پل کی طرف آیا تاکہ ندی کی دوسری طرف پہنچ سکیں۔ پل کے پاس آکر وہ پیٹ کے بل لیٹ کر فائر کرنے لگے۔ ان کا نظم و ضبط دیکھ کر ولیم نے سوچا۔ روسی اتنے بیوقوف نہیں ہیں جتنا امریکی اخبار کہتے ہیں اس نے غور کیا کہ ان فوجیوں میں کوئی افغان فوجی شامل نہیں تھا ویت نام کی طرح جہاں اہم کاموں کے لئے امریکہ نے کبھی مقامی لوگوں پر بھروسہ نہیں کیا۔

مکئی کے کھیت میں موجود روسی فوج اور بستی میں موجود مجاہدین کے درمیان فائرنگ کا

تبادلہ ہو رہا تھا۔ روسی اندھا دھند فائرنگ کر رہے تھے جبکہ مجاہدین اس سلسلے میں محتاط تھے۔ ولیم نے دیکھا کہ کچھ ہند اوپر اٹھے اور پہاڑ کی اس چوٹی کی طرف چلے جہاں یوسف اور عبدل تھے۔ روسی کمانڈر نے شاید وہاں ان کی موجودگی کو محسوس کر لیا تھا۔

جیسے ہی ایک ہند چوٹی پر موجود نشانے بازوں کے قریب جھٹکے سے نیچے آیا۔ ولیم نے پائلٹ کی ہوشمندی کی داد دی۔ اسے معلوم تھا کہ اس طرح موت کے منہ میں جانا کتنی دلیری کا کام ہے۔ قریب جا کر ہیلی کاپٹر نے فوراً رخ بدلا اور اس طرح یوسف اور عبدل شاید اس کا نشانہ نہیں لے سکے۔

دونوں کی کامیابی اور ناکامی کا تناسب برابر ہے۔ ولیم نے سوچا یوسف کے لئے نشانہ لینا نسبتاً آسان تھا اس لئے کہ وہ ایک جگہ جما ہوا تھا جبکہ ہیلی کاپٹر میں بیٹھے ہوئے نشانہ باز کو متحرک رہ کر نشانہ لینا تھا۔ ولیم کو یاد آیا کہ ہیلی کاپٹر میں پروں والے راکٹ موجود ہیں جبکہ یوسف کے پاس صرف مشین گن ہے لیکن مشین گن زیادہ دور تک نشانہ لے سکتی تھی۔ اس لئے یوسف کی کامیابی کی امید تھی لیکن کچھ مبہم۔

ولیم نے صدق دل سے یوسف کی کامیابی کے لئے دعا کی۔

دوسرا ہند بھی اس چوٹی کے پاس آگیا اور اس طرح منڈلانے لگا جیسے چیل خرگوش کی تاک میں ہو۔ اچانک ایک فائر ہوا اور ولیم نے ایک ہند کو شعلے کی شکل میں زمین کی طرف آتے ہوئے دیکھا۔ ولیم کی خوشی کی انتہا نہیں تھی۔

لیکن دوسرا ہند اب بھی وہیں تھا۔ نشانے بازوں نے اس کا بھی نشانہ لیا۔ ایک جھٹکے سے وہ اوپر اٹھ گیا اور گولی اس کی دم کو چھو کر نکل گئی لیکن اس کی تباہی کے لئے شاید اتنا ہی کافی تھا۔ وہ پہاڑی سے ٹکرا گیا اور اس کے پرخچے زمین پر گر کر بکھر گئے۔ اس درمیان ولیم نے محسوس کیا کہ چوٹی پر فائرنگ کرنے والا آدمی اب ایک ہی ہے شاید ایک آدمی مارا جا چکا تھا۔ اس نے غور سے دیکھا چترالی ٹوپی سے اس نے اندازہ لگایا کہ یوسف اب بھی زندہ ہے۔

باقی بچے ہوئے تینوں ہند ایک ساتھ فضا میں اوپر اٹھے اور پہاڑی کی چوٹی پر پہنچ گئے شاید ان میں سے کسی ایک میں روسی کمانڈر خود بھی موجود تھا۔ یہ ولیم کا خیال تھا۔ دو ہند ایک ساتھ یوسف پر حملہ آور ہوئے یوسف ایک ساتھ دونوں کو نہیں گرا سکتا تھا اس نے ایک کا نشانہ لیا اور وہ نیچے گرنے لگا لیکن اس بیچ دوسرے ہیلی کاپٹر نے اس کا نشانہ لے کر فائر کر دیا تھا اور چترالی ٹوپی کے ساتھ ایک ہیولا چوٹی سے گرتا ہوا ولیم کو نظر آیا۔

روسیوں کے چار ہند اور ایک ہپ ہیلی کاپٹر تباہ ہو چکے تھے۔ اس کے ساتھ ہی ان کے پچیس تیس آدمی بھی مارے جا چکے تھے لیکن اس میں مجاہدین اپنے دو بہترین نشانے باز

کھو چکے تھے اور اب جب بچے ہوئے ہند ان پر بمباری کی تیاری کر رہے تھے ان کے پاس اپنی مدافعت کا کوئی ذریعہ نہیں بچا تھا۔ ولیم جھونپڑی کے اندر چلا گیا اور سوچنے لگا کہ کاش یہ جھونپڑی لکڑی کی نہ ہوتی۔ روسی طیاروں کو بمباری کے لئے شاید اگلے حکم کا انتظار تھا۔ مکئی کے کھیت میں موجود تمام فوجی ندی پار کرنے کے لئے پل کی طرف بڑھ رہے تھے۔

اب یہ پل کی طرف آرہے ہیں۔ ولیم نے سوچا اور بالکل تیار ہو گیا۔

بستی میں موجود گوریلا مجاہدین نے بڑھتے ہوئے فوجیوں پر فائرنگ شروع کردی کچھ فوجی نیچے گرے لیکن وہ بے خوف و خطر آگے بڑھ رہے تھے۔ سارے فوجی اب سیدھے کھڑے ہو کر چل رہے تھے۔ ان کی تعداد اسی یا نوے تھی۔ وہ آگے بڑھتے ہوئے فائرنگ کر رہے تھے۔ شاید وہ خوشی میں چیخ بھی رہے تھے۔ گوریلا مجاہدین اندھا دھند فائرنگ کرنے کے بجائے ایک ایک کا نشانہ لے کر گولیاں چلا رہے تھے لیکن وہ ان کو آگے بڑھنے سے روک نہیں پا رہے تھے۔ کچھ لمحوں بعد آگے چلنے والا فوجی پل کے نیچے آیا اور بستی کی طرف دوڑا۔

اس وقت تقریباً ساٹھ آدمی پل کے اوپر موجود تھے۔ ولیم کی انگلی میں جنبش ہوئی اور پل ایک زبردست دھماکے کے ساتھ اڑ گیا۔

ولیم نے خوش ہوتے ہوئے پل کو آتش فشاں میں تبدیل ہوتے ہوئے دیکھا۔

ایک ہی جھٹکے میں اتنے لوگوں کو ضائع ہوتے دیکھ کر روسی فوجی بوکھلا گئے اور وہ ادھر ادھر بھاگنے لگے۔ پل کی جگہ پتھروں کا ایک ڈھیر بچا تھا۔ اور اب مکئی کے کھیت میں موجود فوجیوں کے لئے پیدل دریا پار کرنے کا فی الحال کوئی سہارا نہیں رہ گیا تھا۔ پل کے اڑنے سے بستی کے کچھ مکان اور مسجد کا ایک حصہ بھی شہید ہو گیا تھا۔

ولیم نے دیکھا کہ بیس تیس آدمی اب بھی زندہ بچے ہیں لیکن اب ان کا رخ بستی کی بجائے ہپ کے کھلے ہوئے دروازے کی طرف تھا اس لئے کہ اب اگر بے یار و مددگار مکئی کے کھیت میں کھڑے بھی رہتے تو مجاہدین با آسانی انہیں مار بھی سکتے تھے اور اگر وہ دریا عبور کرنے کی کوشش کرتے تو انہیں مچھلیوں کی طرح بھون دیا جا سکتا تھا۔

کچھ سیکنڈ بعد ہی باقی ماندہ ہپ اور ہند اپنے بچے ہوئے فوجیوں کو لے کر اوپر اٹھے اور بغیر کسی طرح کی بمباری کے پہاڑی کی پشت میں روپوش ہو گئے۔ ولیم مسرت کے عالم میں انہیں اپنی آنکھوں سے اوجھل ہوتے دیکھ رہا تھا۔

طیاروں کا دلخراش شور جیسے ہی ختم ہوا ولیم نے دوسرا شور سنا یہ مجاہدین تھے جو اپنی فتح کا جشن مناتے ہوئے ایک دوسرے سے گلے مل رہے تھے۔

ہم جیت گئے۔ ایک مجاہد نے آکر ولیم کو اطلاع دی۔

ولیم مسکرایا اور آگے بڑھ کر اطلاع دینے والے کو گلے سے لگاتے ہوئے اسے مبارک باد پیش کی۔

باب زیز دہم

اور سب گوریلا مجاہدین کہاں ہیں؟ جین نے پوچھا۔
وہ بکھر گئے۔ ولیم نے جواب دیا۔ یہ مسعود کی گوریلا تکنیک ہے۔ اس سے پہلے کہ روسیوں کی سانسیں قابو میں آئیں اور وہ دوبارہ حملہ کریں یہ سب پہاڑیوں میں منتشر ہو کر غائب ہو گئے اور اب اگر روسی فوجیں درگاہ پہنچ بھی گئیں تو انہیں مزاحمت کرنے والا ایک بشر بھی نہیں ملے گا۔

جین کے دواخانے میں سات زخمی مجاہدین لائے گئے تھے ان میں سے کسی کی زندگی کو خطرہ نہیں تھا۔ بارہ اور لوگوں کی مرہم پٹی کر کے انہیں رخصت کر دیا گیا تھا۔ اس جنگ میں صرف دو آدمیوں کو اپنی جان سے ہاتھ دھونا پڑا تھا۔ اور جین کے لئے یہ بہت خوفناک خبر تھی کہ ان میں سے ایک یوسف بھی تھا۔ زہرہ پھر ماتم میں ہو گی اور اس بار بھی اس کا سبب جیری والٹر تھا۔

ولیم کی سرور کن گفتگو کے باوجود جین افسردہ تھی۔ یہ جنگ ختم ہونی چاہیئے۔ اس نے سوچا جیری والٹر جا چکا تھا اور اب اس کے واپس آنے کی کوئی امید نہیں تھی۔
تمہاری کانفرنس کا کیا بنا؟ جین نے ولیم سے پوچھا سارے رہنما تو جا چکے ہوں گے۔
سب نے میری تجویز کے حق میں ووٹ دیئے ہیں۔ ولیم نے کہا۔ وہ بے حد مسرور تھے اس حملے میں روس کی پسپائی نے انہیں میری تجویز کی منظوری پر مجبور کر دیا۔ اب وہ مسعود کے جنگی طریقہ کار کے مداح ہیں۔ مسعود پر ان کے دیرینہ شکوک کا ازالہ بھی ہو چکا ہے اور انہوں نے اسے اپنا اجتماعی لیڈر تسلیم کر لیا ہے انہیں احساس ہو چکا ہے کہ متحد ہو کر اگر مقابلہ کیا جائے تو روس جیسی قوت کو بھی شکست دی جا سکتی ہے۔
یعنی تمہارا دورہ کامیاب رہا؟

ہاں ہمارے درمیان ایک معاہدہ بھی ہو چکا ہے جس میں تمام رہنماؤں نے دستخط کئے ہیں اور گواہ کی حیثیت سے ملا نے اس میں اپنی مہر ثبت کی ہے۔
تمہیں اپنی کامیابی پر ناز ہو گا ولیم۔ جین نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا لیکن پھر کچھ سوچ کر بڑی تیزی سے اپنا ہاتھ کھینچ لیا۔ وہ ولیم کے یہاں آنے سے خوش تھی

لیکن اسے یاد آیا کہ اب ان کے درمیان پہلے جیسے تعلقات نہیں ہیں اور موجودہ تعلقات کے پیش نظر اسے کچھ محتاط رہنا چاہئے۔

وہ پیچھے مڑی اور غار کے اندر دیکھنے لگی۔ پٹیاں اور سرنج ڈبے کے اندر تھیں اور دوائیں اس کے بیگ میں۔ زخمی مجاہدین لیٹے ہوئے آرام کررہے تھے۔ انہیں رات اسی غار میں گزارنی تھی اس لئے کہ انہیں اتر کر نیچے بستی تک جانا دشوار تھا۔ انہوں نے شام کو پانی میں ڈبل روٹی بھگو کر کھائی تھی۔ ان میں سے دو تین نے جو چل پھر سکتے تھے اٹھ کر چائے تیار کی اور سب لوگوں کو دی۔ محمد خان کا لڑکا موسیٰ اپنے باپ کے دئے ہوئے تیز دھار خنجر کے ساتھ رات بھر غار میں ٹھہرنے والا تھا تاکہ اگر فوری ضرورت پیش آئے تو وہ بستی میں جاکر جین کو لاسکے۔

سب کچھ ٹھیک تھا۔ جین نے سب پر ایک نظر ڈالتے ہوئے خدا حافظ کہا اور موسیٰ کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے باہر نکل گئی۔ ولیم بھی اس کے پیچھے پیچھے چل پڑا۔ جین کو موسم میں کچھ خنکی کا احساس ہوا۔ یہ گرمیوں کے اختتام کی اولین علامت تھی۔ اس نے دور پھیلے ہوئے ہندوکش پہاڑی سلسلوں کو دیکھا جہاں سے سردی نیچے اترتی تھی۔ سورج کی شعاعوں سے پہاڑ کی برفیلی چوٹیاں سنہری نظر آرہی تھیں۔ یہ ملک کتنا خوبصورت ہے۔ جین نے سوچا اسے بھول پانا آسان نہ ہوگا مجھے فخر ہے کہ میں نے اس حسین ملک کی زیارت کی ہے۔

جین اور ولیم ساتھ ساتھ نیچے اتر رہے تھے۔ اس نے کئی بار ولیم کے چہرے کی طرف دیکھا جو سورج کی روشنی میں تانبے کی طرح چمک رہا تھا۔ اس نے محسوس کیا شاید وہ پچھلی کئی راتوں سے سو نہیں سکا ہے۔ تم بہت تھکے ہوئے لگ رہے ہو۔ اس نے ولیم سے کہا۔

جنگی سرگرمیوں میں حصہ لینا میں چھوڑ چکا ہوں اور اس کو ایک زمانہ گزر گیا اب عادت نہیں رہی ورنہ جاگنا میرے لئے کبھی مسئلہ نہیں رہا۔ ولیم نے کہا۔

اس کے بعد ولیم نے جین کو بتایا کہ درگاہ میں کس طرح جنگ ہوئی کس طرح اس نے پل اڑا کر روسیوں کو بدحواس کردینے میں اپنا کردار ادا کیا۔ اس کشت و خون کے بعد کس طرح جنگ کا رخ بدلا۔ اور پھر کس طرح روسیوں کو شکست کا منہ دیکھنا پڑا۔

باندہ میں ایک جشن کا سماں تھا۔ مردوں سے ہٹ کر عورتوں میں بھی جنگ ہی موضوع گفتگو تھا۔ بچے الگ اپنے جنگی کھیلوں میں مصروف تھے۔ اور کہیں ڈھول پر کوئی گیت گا رہا تھا۔ تنہائی میں رات گزارنے کا تصور یکایک جین کے لئے ناقابل برداشت ہوگیا اور اسی ہیجان کے تحت اس نے ولیم سے کہا۔ چلو ہم چائے ساتھ پی لیں گے بشرطیکہ لڑی کو دودھ پلانے کا میرا عمل تمہیں برا نہ معلوم ہو۔

مجھے یہ منظر بہت حسین اور ہیجان انگیز معلوم ہوتا ہے۔ ولیم نے کہا۔

جین نے گھر میں داخل ہوتے ہی لزی کے رونے کی آواز سنی اور ہمیشہ کی طرح اس کے جسم نے اس کا جواب دیا۔ سینے پر اس کی قمیض گیلی ہونے لگی۔ اس نے ولیم سے کہا۔ تم یہاں بیٹھو میں فرح سے چائے کے لئے کہہ دیتی ہوں۔ وہ جلدی سے دوسرے کمرے میں چلی گئی تاکہ ولیم اس کی بھیگی ہوئی قمیض نہ دیکھ سکے۔

اس نے جلدی جلدی بٹن کھولے اور لزی کو گود میں اٹھا کر دودھ پلانے لگی۔ اسے اس حالت میں باہر کمرے میں جانے میں کچھ جھجک ہوئی پھر اس نے سوچا۔ اسے میں نے مدعو کیا ہے اور لزی کو گود میں لئے ہوئے وہ باہر آگئی۔

ولیم بیٹھا ہوا جیری کے نقشوں میں الجھا ہوا تھا اس نے جین کو دیکھ کر کہا۔ جیری کو تمام راستوں کا علم ہوگا اس لئے کہ محمد خان اس کے نقشے استعمال کرتا رہا ہے...... لیکن ہمیں اس موضوع پر بات نہیں کرنی چاہئے۔

جین اس کے پاس ہی دیوار کا سہارا لے کر بیٹھ گئی۔ ولیم کو اس کے دودھ پلانے سے کوئی الجھن نہیں ہو رہی تھی۔ میں انتظار کر رہی ہوں۔ جین نے کہا۔ جیسے ہی پاکستان جانے کا راستہ صاف ہوگا اور قافلوں کی آمد و رفت شروع ہوگی میں گھر واپس چلی جاؤں گی...... تمہارا کب تک لوٹنے کا ارادہ ہے؟

میرا کام ختم ہو چکا ہے۔ جتنی جلدی موقع ملے میں واپس جانا چاہوں گا۔ ولیم نے کہا۔ اب اس معاہدے پر عمل درآمد شروع ہونا ہے ایجنسی کا پاکستان میں تعینات ایجنٹ یہ ذمہ داری نبھائے گا۔

فرح چائے لے آئی۔ جین سوچ رہی تھی کہ اب ولیم کا اگلا کام کیا ہوگا۔ شاید نکاراگوا میں فوجی پیش قدمی کے لئے میدان ہموار کرنا یا واشنگٹن میں کسی روسی ڈپلومیٹ کا بلیک میل یا افریقہ کے کسی کمیونسٹ کا قتل۔ اس نے ہمت کر کے یہ سوال اس سے پوچھ ہی لیا۔ گھر جا کر اب کیا کرنے کا ارادہ ہے۔ شاید کاسترو کے قتل کے منصوبے میں رنگ بھرنے کی ذمہ داری بھی آپ ہی کے سپرد کی جائے۔

ایجنسی قتل کرنے کا کام اپنے ذمے نہیں لیتی۔ ولیم نے کہا۔

لیکن عملاً ایسا ہی ہوتا ہے۔

یہ لوگوں کا پاگل پن ہے جنہوں نے ہمیں بدنام کیا ہے۔

اس بدنام ایجنسی سے علیحدگی اختیار کر کے تم انسانیت کی آزادانہ خدمت کیوں نہیں کرتے؟

جین، امریکہ کے تقریباً تمام باشندے اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ نہ صرف وہ بلکہ

دنیا کے ہر انسان کو آزاد رہنے کا حق حاصل ہے اسی کے تحت ایجنسی ہر خیال و فکر کے لوگوں کی خدمات حاصل کرتی ہے۔ تاکہ ان سے مشورہ کر کے ہی کوئی قدم اٹھایا جائے۔ چونکہ ہمارے یہاں جمہوریت ہے اس لئے اگر صدر کسی ترنگ میں آکر کسی بیرونی ملک سے رابطہ رکھنے کی کوشش کرے تو اسے عوام کے سامنے جواب دہ ہونا پڑتا ہے۔ اس احتیاط کے بعد حکومت کے کسی کام پر الزام تراشی غلط سی بات ہے۔ اپنی حکومت کے ہر قدم کو میں عوام کی منشا تصور کرتا ہوں اور اس لئے مجھ پر عائد کی گئی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونا میرا فرض ہے۔

یعنی تم سمجھتے ہو کہ اگر کے جی بی کو اصلاح کرنا ہے تو اس میں شمولیت حاصل کر لینی چاہئے۔

نہیں' اس لئے کہ کے جی بی کے سربراہ عملاً عوام نہیں ہیں لیکن سی آئی اے کے ساتھ ایسا ہی ہے۔

عوام سے ایمانداری نبھانا آسان نہیں ہے۔ جین نے کہا۔ سی آئی اے بھی اپنے عوام سے جھوٹ بولتی ہے۔ عوام کے خیالات معلوم کرنے کی پرواہ ہی کسے ہوتی ہے۔

ایسا نہیں ہے جین۔

میرا خیال ہے کہ ایجنسی میں شمولیت کے بجائے اس سے باہر رہنے کو ترجیح دینا چاہئے۔

ہم ایک خطرناک دنیا میں رہ رہے ہیں۔ ہمیں اس قسم کے ادارے کی سخت ضرورت ہے۔ جو ہمارے دشمنوں کے بارے میں معلومات فراہم کر سکے۔

لیکن ذرا غور تو کرو۔ جین نے کہا۔ یہ سلسلہ کہاں تک دراز ہوتا ہے اب آپ لوگ مسعود کو اچھے ہتھیار دیں گے تاکہ وہ زیادہ لوگوں کو بہ آسانی قتل کر سکے اور شاید یہی آپ لوگوں کا بنیادی مقصد ہے۔

مقصد یہ نہیں ہے کہ لوگوں کا قتل کیا جائے۔ ولیم نے پرزور مخالفت کرتے ہوئے کہا۔ افغان مجاہدین اپنی آزادی کی جنگ لڑ رہے ہیں اور ان کا مقابلہ قاتلوں کے ایک بڑے گروہ سے ہے۔

یہ لوگ اپنی آزادی کے لئے لڑ رہے ہیں۔ جین نے بات کاٹتے ہوئے کہا۔ تو پھر تنظیم آزادی فلسطین' کیوبا کے جلا وطن باشندے ہوں' ایران کے باغیوں اور جنوبی افریقہ کے سیاہ فام لوگوں کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟

ان میں سے کچھ حق پر ہیں اور کچھ غلط راستے پر۔

اور سی آئی اے حق اور ناحق کا فیصلہ کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔

بے شک۔

نہیں یہ غلط ہے۔ مسعود کس کی آزادی کے لئے جنگ کر رہا ہے؟

افغان عوام کی۔

یہ بھی غلط ہے۔ جین نے کہا۔ مسعود اسلام کے قدامت پسندانہ عقائد کا زبردست مبلغ ہے اگر اسے کامیابی ملی تو خواتین پر مزید پابندیاں عائد کرے گا۔ انہیں ووٹ کا حق کبھی حاصل نہ ہوسکے گا۔ وہ مردوں کے اختیارات میں وسعت پیدا کرے گا۔ شاید مخالفین کے ساتھ وہ وہی سلوک کرے جو آیت اللہ خمینی نے ایران میں اپنے مخالفین کے ساتھ روا رکھا۔ اس لئے کہ وہ خمینی کے نظام حکومت کا مداح ہے۔ کیا مسعود کا آزاد افغانستان میں سائنس دانوں اور تعلیم یافتہ لوگوں کی قدر ہوگی۔ کیا نوجوان لوگوں کو اپنی خواہشات کی تکمیل کے لئے جنسی آزادی دی جائے گی کیا اس مملکت میں رہنے والے ہندوؤں' بودھوں لوگوں اور دوسرے مذاہب کے ساتھ مساویانہ سلوک روا رکھا جاسکے گا۔

ولیم نے جین سے پوچھا۔ کیا تم واقعی سمجھتی ہو کہ مسعود کا طرز حکومت روس کے ظالمانہ اقتدار سے بھی بدتر ہوگا۔

جین نے ایک لمحے غور کیا۔ کہہ نہیں سکتی....ہاں یہ بات میں یقین سے کہہ سکتی ہوں کہ مسعود کی فتح کا مقصد صرف یہ ہوگا کہ روسی مطلق العنانیت مسعود کی مطلق العنانیت میں تبدیل ہو جائے گی۔

لیکن افغان اس پر مکمل اعتماد رکھتے ہیں اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اس نظام کے حامی ہیں۔

بیشتر افغان ان کے مخالف ہیں مثلاً وہ جو روسیوں کے ساتھ مل گئے ہیں۔

میرا خیال ہے یہ بحث لاحاصل ہوگی۔ بہرحال میں اتنا ضرور کہوں گا کہ میرا کام یہ نہیں ہے بلکہ محض جاسوسی سرگرمیوں تک محدود ہے اور میں اپنے فرائض کی ادائیگی میں کوتاہی پسند نہیں کرتا۔

جین کو یہ اچھا موقع ملا تھا کہ وہ اس سے پیرس میں اس کی جاسوسی سرگرمیوں کے بارے میں دریافت کرسکے۔ اس نے پوچھا۔ تم پیرس میں کیا کرنے آئے تھے۔

میں تمہارے دوستوں کے درمیان رہ کر جاسوسی کر رہا تھا۔ ولیم نے کہا۔ کیا جیری نے تمہیں کچھ نہیں بتایا؟

شاید اسے خود نہیں معلوم تھا؟

ممکن ہے' میں دراصل وہاں دہشت پسندوں کی تلاش میں تھا۔

دہشت پسند اور میرے دوستوں میں؟

ہاں میری اطلاع کے مطابق ایسا ہی تھا جو بعد میں درست ثابت ہوا۔
کیا رحمی جبال دہشت پسند تھا؟ جین کو یاد آیا کہ جیری نے اسے بتایا تھا کہ رحمی جبال ولیم کی وجہ سے گرفتار ہوا تھا۔
ہاں وہ ترکی فضائیہ کے ایک اعلیٰ افسر کے قتل میں ملوث تھا۔
یہ تمہیں کیسے معلوم ہوا؟
اس نے خود مجھے بتایا تھا اور جب میں نے اسے گرفتار کروایا تھا۔ وہ دوسرے قتل کی تیاری کر رہا تھا۔
کیا یہ بات بھی اس نے بتائی تھی؟
ہاں اس نے بم کی فراہمی کے لئے مجھ سے مدد مانگی تھی۔
مائی گاڈ۔ جین کے منہ سے نکلا۔
ولیم نے اپنی بات جاری رکھی۔ تم جم لوتھر کو نہیں بھولی ہوگی۔
جین کی پیشانی پر شکنیں ابھریں۔ وہ لاس انجلیس والا آدمی جس کے پاس رولس رائس تھی؟
ہاں، وہ ان لوگوں کو ہتھیار اور دھماکہ خیز اشیاء قیمتاً فراہم کرتا تھا۔ ان کی قیمت بہت ہوتی تھی اس لئے کہ اس کے خریدار عموماً سیاسی لوگ ہوتے تھے۔
جین شش و پنج میں مبتلا تھی۔ وہ جم لوتھر کو اچھا آدمی پہلے بھی نہیں سمجھتی تھی۔ اس کے تصور میں تھا کہ وہ کوئی چھوٹا موٹا غیر قانونی کام کرتا رہا ہوگا۔ لیکن یہ کاروبار بہرحال اس کے تصورات سے بہت آگے تھا۔
ان کے ساتھ میں نے ایک روسی کو بھی گرفتار کروایا تھا۔ ولیم نے کہا۔ جو ان قاتلوں اور اغوا کنندگان کو مالی تعاون دیتا تھا۔ جم کو اذیت دے کر جب معلومات حاصل کی گئی تو اس نے تمام یورپ میں پھیلے ہوئے سیکڑوں دہشت پسندوں کی نشاندہی کی۔
یعنی اس وقت جب ہم ایک دوسرے سے محبت کرتے تھے تم ان کاموں میں مصروف تھے اور دوسرے لوگوں کی طرح مجھے بھی اسکی خبر نہ ہوئی۔ اگر سچ پوچھو تو یہ میری زندگی کی عظیم ترین کامیابی تھی۔
یہ باتیں تم مجھ سے پوشیدہ رکھنا چاہتے تھے۔
ہاں میں تم سے جھوٹ بولتا رہا لیکن اس جھوٹ پر مجھے شرمندگی تھی اور میں نے سوچا تھا کہ اس کامیابی کے بعد میں تمہیں حالات سے باخبر کردوں گا۔
جین کو یہ باتیں بڑی عجیب سی لگ رہی تھیں۔ اس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ وہ جواب میں کیا کہے۔ اسنے لزی کا رخ بدل کر دوسرا سینہ اس کے منہ سے لگادیا اور پہلے حصے

کو قمیض سے ڈھانپ دیا گفتگو بڑی حد تک ذاتی حدود میں داخل ہو چکی تھی۔ لیکن جین ابھی اور بہت کچھ معلوم کرنا چاہتی تھی۔ اس نے سوچا یہ موقع اسے دوبارہ نہیں ملے گا اس لئے جو پوچھنا ہے اسی وقت پوچھ لے۔

میری سمجھ میں نہیں آتا کہ اس قسم کے کاموں کے لئے لوگ اپنی زندگی کیسے وقف کر دیتے ہیں؟

وہ دور دیکھنے لگا۔ جیسے میں' میں یہ کام اپنے شوق کے لئے کرتا ہوں اور مجھے اس کا معاوضہ بھی بہت اچھا مل جاتا ہے۔

اگر برا نہ مانو تو میں تمہاری زندگی کے بارے میں اور بھی بہت کچھ جاننا چاہتی ہوں۔ جین نے کہا۔ مثلاً تمہاری عملی زندگی کے ابتدائی دور کے بارے میں۔ اس نے جین پر ایک سخت نگاہ ڈالی جیسے اس کے دلی جذبات کی تہہ تک پہنچنا چاہتا ہو۔ میں یہ سب خود بھی بتانا چاہتا ہوں۔ کیا تم یہ سب سن سکو گی؟

کیوں نہیں۔

اس کا تعلق بھی جنگ سے ہے۔ ولیم نے بات شروع کرتے ہوئے کہا اور اسی وقت جین نے محسوس کیا جیسے اب وہ کوئی ایسی بات بتانے والا ہے جسے اس نے آج تک کسی کو نہیں بتایا۔ ویت نام کی فضاؤں میں چکر لگاتے ہوئے میرے لئے یہ نہایت دشوار تھا کہ میں ویت کانگ کے گوریلوں اور ویت نامی عوام میں کوئی حد شناخت قائم کر سکتا۔ ہر بار جب ہم فضائی بمباری کرتے یا سرنگوں کے ذریعہ بستیاں اڑاتے تو ہم یہ اچھی طرح جانتے تھے کہ اس سے گوریلوں سے زیادہ خواتین' بچے اور بوڑھے ہلاک ہوں گے' اس وقت ہم یہ جواز پیدا کر لیتے تھے کہ یہ لوگ گوریلوں کو پناہ دیتے ہیں لیکن یقین سے یہ کون کہہ سکتا تھا لیکن اس کی فکر ہی کسے تھی ہم انہیں قتل کر رہے تھے اور اب میں سمجھتا ہوں کہ اس جگہ ہم خود دہشت پسند تھے۔ مجھے اس زمانے کے ظالمانہ اعمال سے اب بھی شرمندگی ہوتی ہے۔ ہماری فکر کی بنیادیں جھوٹ اور فریب پر استعمار کی گئی تھیں۔ ہم غلط راستے پر تھے.... ولیم کا چہرہ زرد ہو رہا تھا اور شاید وہ خود پر قابو نہیں رکھ پا رہا تھا۔ لیکن اس کا احساس ہونے کے بعد معافی تلافی کا کوئی جواز ہی نہیں رہ گیا اس لئے کہ جانے والوں کو واپس لانا ہمارے اختیار میں نہیں تھا۔

جین نے اسے مزید بولنے پر اکسانے کے لئے کہا۔ لیکن اس کے بعد تم ایجنسی سے کیوں چپکے رہے۔ تم نے یہ ملازمت چھوڑ کیوں نہ دی۔ جہاں تک میری معلومات میں ہے۔ اس کے بعد تم نے ایک دورہ اور کیا تھا۔

وہ اس لئے کہ میرے ذہن میں تصورات مبہم تھے۔ ولیم نے کہا۔ میں سمجھ رہا تھا کہ یہ

جنگ میرے ملک کے لئے ہے اور چونکہ میں اپنے ملک کا وفادار سپاہی ہوں اس لئے یہ جنگ مجھے لڑنی ہے اور پھر مجھے یہ بھی احساس تھا کہ اگر میں فوری طور پر اسے چھوڑ دوں تو میرے تمام آدمی خطرے میں پڑ جائیں گے۔ میرا تعلق خفیہ شعبے سے تھا۔ اس لئے فوجی ملازمت کے بعد انہوں نے تجویز رکھی کہ میں عوام کے درمیان رہ کر یہی کام انجام دوں۔ ان کا کہنا تھا کہ چونکہ اس شعبے میں مجھے خاصا تجربہ ہے اس لئے یہ کام میں بخوبی انجام دے سکوں گا۔ یہ لوگ میرے انتہا پسندانہ ماضی سے واقف تھے جس سے دہشت پسندوں کو گرفتار کروانے کی ذمہ داری میرے سپرد کردی گئی۔ وہ مجھے انتہا پسندوں کے خلاف جوابی انتہا پسندانہ کا ماہر خیال کرتے تھے۔ یہ بہت آسان سی بات لگتی ہے لیکن مشکلوں کے باوجود میں نے یہ کام محنت اور لگن سے انجام دیئے۔ ان تمام کامیابیوں کے باوجود ایجنسی کی نظر میں میں پسندیدہ نہیں تھا۔ اس لئے کہ ان کے بیشتر منصوبوں سے میں اتفاق نہیں کرتا تھا اور اس کا آزادانہ اظہار کردیتا تھا۔ مثلاً جب وہ چلی کے صدر کے قتل کا منصوبہ بنا رہے تھے میں نے سخت مخالفت کی تھی۔ ایجنسی کے کسی رکن کو اختلاف رائے کا اختیار حاصل نہیں ہے لیکن وہ میرے خلاف کوئی اقدام کرنے سے گھبراتے تھے۔

لزی سو چکی تھی۔ جین نے اٹھ کر اسے پالنے میں لٹا دیا اور ولیم سے بولی۔ مجھے اب یہ کہنے میں کوئی جھجک نہیں ہے کہ تمہارے بارے میں فیصلہ کرنے میں میں نے جلد بازی اور ناانصافی سے کام لیا۔

وہ مسکرایا۔ خدا کا شکر ہے کہ تم نے مجھے سمجھنے کی کوشش کی۔

ایک لمحے کے لئے جین کو اپنے وطن کی یاد آئی جہاں کسی وقت وہ اور ولیم ایک ساتھ رہتے تھے اور ان کے درمیان نہ سی آئی اے تھا' نہ جیری والٹر اور نہ افغانستان۔ شاید تم مجھے معاف نہ کرسکو اس لئے کہ جو عمل میں نے تمہارے ساتھ کیا وہ ناقابل تلافی ہے۔

نہیں۔ وہ بیٹھا ہوا جین کے چہرے کے اتار چڑھاؤ پڑھنے کی کوشش کررہا تھا پھر اٹھ کر اسنے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ جین بے اختیارانہ اس سے لپٹ گئی اور ولیم اس کی پیٹھ تھپتھپانے لگا۔ اسی بیچ لزی کی مم مم مم جیسی آواز آئی جین فوراً مڑی اور اسے گود میں لے کر دوبارہ سلانے کی کوشش کرنے لگی۔

جین نے پھر ولیم کی طرف دیکھا جو سینے میں ہاتھ باندھے مسلسل اسے تکے جارہا تھا۔ وہ مسکرایا۔ جین کا جی چاہا کہ ولیم اسے چھوڑ کر نہ جائے۔ اس نے کہا۔ ہم رات کا کھانا ساتھ ہی کھالیں گے حالانکہ اس میں ڈبل روٹی اور دہی کے علاوہ کچھ بھی نہیں ہوگا۔

ٹھیک ہے۔

جین نے لزی کو ولیم کی گود میں دیتے ہوئے کہا۔ میں فرح کو کہدوں کہ آپ بھی کھانا

یہیں کھائیں گے۔ اس کے بعد وہ برآمدے سے ہوتی ہوئی باورچی خانے کی طرف جانے لگی۔

چراغ کی مدھم روشنی میں ولیم بستر پر لیٹا ہوا تھا۔ لزی کو اس نے اپنی گود میں لے رکھا تھا اور اس سے باتیں کر رہا تھا۔ واپس آکر جین دروازے پر رک گئی اور اس منظر کو دلچسپی سے دیکھنے لگی۔ ایک لمحے کو اسے لگا جیسے ولیم نے لزی کے باپ کی جگہ حاصل کرلی ہے۔

-۲-

نصف شب کے بعد دونوں پہاڑ کی سمت جا رہے تھے۔ جین آگے آگے تھی اور ولیم اس کے تعاقب میں تھا۔ اس کی پشت پر ایک بیگ تھا جس میں اس کا سفری بستر تھا۔ لزی کو نہلا کر سلانے اور کھانا کھانے کے بعد اسے فرح کے حوالے کردیا تھا۔ یہ مشورہ ولیم کا تھا اس لئے کہ اس مکان میں وہ جین کو جیری سے الگ کر کے دیکھنے میں ناکام رہا تھا۔ جین نے اسے بتایا تھا کہ میں ایک ایسی جگہ سے واقف ہوں جہاں ہم دونوں تنہا رات بسر کرسکتے ہیں۔

اور اب وہ ولیم کو لے کر پہاڑی راستوں پر رواں تھی اس کا رخ اس کے اس خفیہ مقام کی طرف تھا جو خود اس کا دریافت کردہ تھا اور جہاں وہ اکثر دن میں غسل آفتاب کے لئے جاتی تھی۔ چاندنی رات میں اسے وہاں تک پہنچنے میں بالکل دشواری نہیں ہوئی۔ جین کو یاد آیا کہ شاید یہ پہلی رات ہے جو لزی کی غیر موجودگی میں گزارے گی۔ وہ کھڑی ہو کر اپنے مکان کی سمت دیکھنے لگی جس کی چھت پر فرح اسے لیکر سو رہی تھی لیکن اسے کچھ بھی نظر نہیں آیا۔

ولیم اتنی دیر میں اپنا بستر کھول چکا تھا اور اب اسے زمین پر بچھا رہا تھا۔ جین کو یہ سب عجیب لگ رہا تھا لیکن وہ بہت خوش تھی اس کے اندر جنسی خواہشات کا ایک لاوا پھوٹ رہا تھا اور ولیم کا لمس حاصل کرنے کے لئے بے چین تھی۔ ڈیڑھ برس سے زیادہ عرصہ ہوگیا تھا کہ وہ ولیم کے ساتھ سوئی نہ تھی۔ بستر بچھا کر ولیم اس پر بیٹھ گیا تھا اسنے جین سے کہا آؤ یہاں بیٹھ جاؤ۔

وہ اس کے قریب جاکر بیٹھ گئی اور دونوں تاریکی میں ڈوبے ہوئے گاؤں کی طرف دیکھنے لگے اس سکوت کو توڑتے ہوئے جین نے کہا۔ اس جگہ پر آج تک میرے علاوہ کسی کے قدم نہیں پڑے یہ محفوظ ترین جگہ میری تلاش ہے۔

کس کام کے لئے؟ ولیم نے پوچھا۔

میں.....میں دراصل اسے غسل آفتابی کے لئے استعمال کرتی تھی۔

ولیم مسکرانے لگا اور اس کے بازوؤں پر ہاتھ رکھ کر اپنی طرف کھینچا جین نے اپنا چہرہ

ولیم کی طرف کیا اور اس کے ہونٹوں کو چوم لیا۔
اگلے لمحے ولیم دنیا و مافیہا سے بے خبر' مجاہدین کی ہمدردیوں سے دور' سی آئی اے کے خونیں دسترس سے آزاد' ماضی کی بے راہ رویوں اور بداعمالیوں کی شرمندگی سے ماورا جین کے وجود میں کھو چکا تھا۔ اور وہ دونوں لذت کی اس اونچائی پر تھے۔ جو ہندوکش کے ان پہاڑی سلسلوں سے ہزار گنا بلند تھی۔

پنج شیر وادی میں ایک سال گزارنے کے بعد جیری والٹر کو کابل جیسے شہر سے خوف محسوس ہو رہا تھا۔ یہاں کی طویل و بلند عمارتیں' تیز رفتار کاریں اور آدمیوں کا سیلاب اس کی الجھن کا سبب بن گئے۔ اگر کوئی روسی ٹینک سڑک سے گزرتا تو وہ اپنے کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیتا۔ یہاں کی ہر چیز اسے نئی لگ رہی تھی۔ یونیفارم میں ملبوس اسکول کی لڑکیاں۔ سڑک پر جلتی روشنیاں' لفٹ' میز کرسیاں اور شراب کی لذت جیسے وہ ان چیزوں سے کبھی آشنا ہی نہیں تھا۔ کابل آئے ہوئے اسے چوبیس گھنٹے ہو چکے تھے لیکن وہ ابھی گھبراہٹ پر قابو نہیں پا سکا تھا۔
اسے مجرد افسران کے لئے بنے کوارٹروں میں سے ایک کوارٹر اس وعدے پر دے دیا گیا تھا کہ جین اور لزی کے آجانے کے فوراً بعد انہیں فیملی کوارٹر دے دیا جائے گا۔ اسے ایسا لگ رہا تھا جیسے اسے کسی سستے ہوٹل میں ٹھہرا دیا گیا ہو۔ شاید روسیوں کے آنے سے پہلے یہ عمارت کوئی ہوٹل ہی رہی ہو۔ جین کسی بھی لمحے کابل پہنچ سکتی تھی اور اس کے بعد وہ تینوں ایک رات اسی کمرے میں گزاریں گے۔ اسے کسی سے شکایت نہیں تھی اس لئے کہ وہ اب بھی ہیرو نہیں بن سکا تھا۔
وہ کھڑکی کے پاس کھڑا ہوا کابل شہر کا منظر دیکھ رہا تھا۔ رات کی سرد ہوا کا لطف وہ نہیں لے سکتا تھا اس لئے کہ اس کے شیشے کے دروازے کیلوں سے جڑے ہوئے تھے۔ کمرے کا دروازہ مقفل تو نہیں تھا لیکن باہر ایک روسی پستول لئے پہرہ دے رہا تھا۔ جیری کا خیال تھا کہ اگر وہ باہر جانے کی کوشش کرے گا تو وہ یقیناً اسے روک دے گا۔
جین اس وقت کہاں ہو گی۔ رات آنے سے پہلے ہی درگاہ پر حملے کی کارروائی پوری ہو چکی ہو گی اس کے بعد ایک ہیلی کاپٹر درگاہ سے باندہ گیا ہو گا جہاں چند منٹ انہیں جین کو آمادہ کرنے میں لگے ہوں گے۔ اور پھر ہیلی کاپٹر باندہ سے کابل کے لئے اڑا ہو گا جو ایک گھنٹے کی مسافت تھی یا ممکن ہے کہ حملے کے بعد انہیں لے کر کوئی طیارہ باگرم گیا ہو جہاں طیارگاہ ہے اور پھر ظاہر ہے جین بس کے ذریعہ کابل آئے گی اور اناتولی یقیناً اس کے ساتھ ہو گا۔

اپنے شوہر سے مل کر اسے یقیناً خوشی ہوگی اور وہ اس کی غداری اور دغا بازی کو صدق دل سے معاف کر دے گی۔ وہ مسعود کے بارے میں اسے اپنا نقطہ نظر سمجھائے گا اور اس سے کہے گا کہ گزری باتوں کو بھول جانا ہی بہتر ہوگا۔ اس نے سوچا میں اسے اچھی طرح جانتا ہوں۔ وہ میری مٹھی میں ہے۔ اور مجھے چھوڑ کر کہیں نہیں جاسکتی۔ اور وہ اسے بتائے گا کہ وہ ان چند خوش قسمت لوگوں میں سے ہے جو اس کی کامیابی کے راز سے واقف ہیں۔

اسے امید تھی کہ مسعود کو قتل کرنے کے بجائے گرفتار کرلیا گیا ہوگا۔ تاکہ اس پر مقدمہ چلایا جاسکے اور اس کے مرجانے کی مصدقہ تشہیر ہوسکے۔ خاموشی سے مسعود کا مرجانا روسیوں کے حق میں مفید نہیں تھا۔ اس لئے کہ باغی جماعت لوگوں کو بتاتی کہ مسعود زندہ ہے۔

اس نے راہداری میں کسی کے چلنے کی آواز سنی۔ کیا یہ اناتولی ہے یا جین یا دونوں لیکن چلنے کی یہ آواز مردانہ سی تھی۔ اس نے دروازہ کھولا اور سامنے دو روسی سپاہیوں کو پایا۔ ایک تیسرا آدمی بھی ان کے پیچھے کھڑا تھا جو شاید ان کا افسر تھا۔ جیری کو امید تھی کہ یہ لوگ اسے اناتولی کے پاس لے جانے کے لئے آئے ہیں جہاں جین بھی موجود ہوگی لیکن ان کے رویے کو دیکھ کر اسے مایوسی ہوئی۔ اس نے سوالیہ نگاہوں سے افسر کی جانب دیکھا دونوں سپاہی کمرے کے اندر داخل ہوئے۔ جیری ایک قدم پیچھے ہٹ گیا۔ اس سے پہلے کہ وہ اپنے دفاع میں کچھ کہتا ایک زبردست مکہ اس کے گال پر پڑا۔ جیری خوف اور درد سے تلملا گیا۔ دوسرے سپاہی نے اسکے پیڑو پر ایک مکہ جڑ دیا اور وہ دوہرا ہوگیا۔ جیری کو احساس ہوگیا کہ اس کی زندگی کا خوفناک ترین لمحہ سامنے ہے۔

دونوں سپاہیوں نے آگے بڑھ کر اسے سیدھا کیا اور افسر آکر اس کے قریب کھڑا ہوگیا۔ آنسوؤں کے پیچھے سے جیری نے اس کے چہرے کو دیکھا جو سخت تھا۔ اس کے ہاتھ میں ایک بید تھا۔

سپاہیوں نے جیری کو جکڑ لیا اور افسر نے بیت سے جیری کے چہرے اور سر پر پے در پے وار کرنے شروع کر دیئے۔ یہ سلسلہ پانچ منٹ تک جاری رہا۔ اس کے بعد اس نے پنڈلی' پیٹ' کولہوں اور پشت پر بھی وار شروع کر دئے۔ وہ بری طرح زخمی ہوچکا تھا اور اس کے جسم پر جگہ جگہ خون کی بوندیں چمکنے لگی تھیں۔ درد اس کی برداشت سے باہر ہو رہا تھا۔ اس نے کہا۔ مجھے مت ماریئے سر' مجھے مت ماریئے۔ میں آپ کے لئے کچھ بھی کر سکتا ہوں۔ آپ مجھ سے کیا چاہتے ہیں...... مجھے مت ماریئے۔

بہت ہوچکا۔ کسی نے پیچھے سے فرانسیسی میں کہا۔

نہیں۔
شاید یہی سبب ہو ان کے اندازے کا انہیں معلوم ہوا ہوگا کہ قابون میں بمباری نہیں ہوئی۔ تمہیں پہلے سے اس کا معقول انتظام کرنا تھا۔
اناتولی کچھ سوچ رہا تھا۔ وہاں کوئی بے حد ذہین آدمی موجود ہے۔
جین کے علاوہ کون ہو سکتا ہے۔ جیری نے سوچا اور اس کے دل میں جین کے لئے ایک شدید نفرت کی لہر آئی۔
اناتولی نے پوچھا۔ کیا ولیم اسمتھ کی کوئی ظاہری شناخت بتا سکتے ہو؟
جیری کا جی چاہا کہ وہ غلط بیانی سے کام لے۔ لیکن پٹائی کے خوف سے اس نے سچ سچ بتایا۔ اس کی پشت پر کراس جیسی ایک بڑی خراش ہے۔
تو پھر یہ وہی ہے۔ اناتولی نے دھیرے سے کہا۔
کون۔
جان مائیکل ریلے عمر چونتیس سال۔ پیدائش نیو جرسی۔ ایک ماہر تعمیرات کا بڑا لڑکا۔ کیلی فورنیا یونیورسٹی برکلے سے اسے نکال دیا گیا تھا۔ امریکی بحریہ میں کیپٹن اور اب ۱۹۷۲ء سے سی آئی اے کا باقاعدہ ایجنٹ ہے۔ شادی ہو چکی ہے۔ بیوی کو طلاق دے چکا ہے۔ ایک بچہ ہے۔ یہ بچہ کہاں ہے معلوم نہیں ہو سکا۔ اناتولی یہ تفصیلات بتا کر جیری کی طرف دیکھنے لگا۔ اب شک کی گنجائش نہیں کہ درگاہ میں اسی کی مدد سے ہمارے حملے کو ناکام بنایا گیا۔ بہر حال اب یہ ہم سے بچ کر نہیں جا سکے گا۔
جیری فرش پر بیٹھا ہوا اپنے جسم کے زخمی حصوں کو دیکھ رہا تھا۔ اس نے مایوسی سے اپنی دونوں آنکھیں بند کر لیں اب وہ حالات کی گہرائی تک پہنچ گیا تھا۔ اس علاقے میں آکر ولیم پوری طرح روسیوں کے رحم و کرم پر تھا۔ اور اب اس کا بچ نکلنا تقریباً ناممکن تھا۔
اسے اناتولی کی آواز پھر سنائی دی۔ میرا خیال ہے وہ جس کام کے لئے آیا ہے وہ پورا ہو چکا ہوگا۔ اور وہ کام ان ڈاکوؤں کے اتحاد کے علاوہ اور کیا ہو سکتا ہے شاید کوئی معاہدہ بھی عمل میں آیا ہو۔ جس کے تحت امریکہ انہیں جنگی اسلحہ جات کی امداد فراہم کرے اس طرح یہ ڈاکو سردار مزید کئی برسوں تک روس کے اقدام اور استحکام کو کھوکھلا کرتے رہیں گے۔ بہتر ہوگا کہ اسے شروع ہونے سے پہلے ہی ختم کر دیا جائے۔
جیری نے نظریں اٹھا کر اناتولی کی طرف دیکھا اور پوچھا۔ لیکن یہ کیسے ممکن ہو سکے گا؟
ہمیں اس آدمی کو امریکہ پہنچنے سے پہلے ہی گرفتار کر لینا چاہئے اس طرح اس معاہدے کا علم امریکہ کو نہیں ہوگا اور یہ پست ہمت باغی بہت جلد شکست قبول کر لیں گے۔
جیری نے سوچا۔ اپنی شکست کو فتح میں تبدیل کرنے کا یہ ایک اور موقع ہے۔

جیری نے آنکھیں کھول کر اپنے نجات دہندہ کو دیکھنے کی کوشش کی۔ اس نے دیکھا دروازے پر اناتولی کھڑا تھا۔

دونوں سپاہیوں نے اسے چھوڑ دیا اور وہ فرش پر ڈھیر ہو گیا۔ اس کے پورے بدن میں جلن ہو رہی تھی۔ اس کی ہر حرکت سے درد کی شدید لہر اٹھتی۔ اور وہ نڈھال ہوا جا رہا تھا۔ اس نے اپنا منہ کھولا جہاں سے خون بہہ نکلا۔ اس نے خون آلود تھوک نگلتے ہوئے کہا۔ میرے ساتھ یہ سلوک کیوں کیا جا رہا ہے اناتولی؟

تم جانتے ہو۔ اناتولی نے جواب دیا۔

اس نے انکار میں گردن ہلانے کی کوشش کی اور اسے چکر آ گیا۔ ہمت ہمت کر کے وہ بولا۔ میں نے تمہارے لئے اپنی زندگی داؤں پر لگا دی اور تم نے مجھے یہ انعام دیا۔

تم نے ایک جال بچھایا تھا۔ اناتولی نے کہا۔ جس میں آج میرے اکیاسی آدمی کام آ گئے اور اس کی واحد ذمہ داری تم پر ہے۔

شاید حملہ ناکام رہا۔ جیری نے سوچا۔ اور اس کا الزام مجھ پر منڈھا جا رہا ہے۔ نہیں میں نے کوئی جال نہیں بچھایا۔ اس نے کہا۔

تم سمجھ رہے تھے کہ یہ جال بچھا کر تم میلوں دور نکل جاؤ گے لیکن اسی کے پیش نظر میں نے تمہیں ہیلی کاپٹر پر بٹھالیا تھا اور اب تم اپنی سزا بھگتنے کے لئے یہاں موجود ہو جو ایک غیر معینہ مدت تک مسلسل چلتی رہے گی۔ اناتولی نے کہا اور جانے کے لئے مڑا۔

نہیں یں یں یں۔ جیری نے چیختے ہوئے ملتجیانہ لہجے میں کہا۔

ایک منٹ میری بات تو سنو۔

اناتولی واپس آ گیا۔

جیری نے اپنی صفائی دیتے ہوئے کہا۔ میں یہاں آیا..... تمہارے کہنے پر.....اپنی زندگی کو خطرے میں ڈال کر......میں نے تمہیں ہمیشہ قافلوں سے متعلق اطلاعات دیں جن پر کامیاب حملے ہوئے..... مجموعی طور پر تم ان کو اس سے کئی گناہ زیادہ نقصان پہنچا چکے ہو.....اور اگر مجھے اس جال کا علم ہوتا تو یہاں آنے کے بعد بروقت تم کو آگاہ کر کے رحم کی بھیک مانگتا۔

پھر کیا تم بتا سکتے ہو کہ درگاہ میں ہم پر یہ منظم کس کا کارنامہ ہو سکتا ہے۔ اناتولی نے پوچھا۔

شاید انہوں نے اندازہ لگا لیا ہو۔

وہ کیسے اندازہ لگا سکتے ہیں؟

جیری نے کچھ سوچتے ہوئے اناتولی سے پوچھا۔ کیا قابون میں واقعی بم باری ہوئی تھی؟

کیا تم بتا سکتے ہو کہ ولیم آج رات کہاں ہوگا؟ اناتولی نے پوچھا۔
شاید مسعود کے ساتھ۔ جیری نے کہا۔
میری سمجھ میں نہیں آتا کہ وہ مستقل مسعود کے ساتھ ہوگا۔ کیا اس نے کہیں قیام نہیں کیا تھا۔
ہاں وہ باندہ ہی میں ایک خاندان کا مہمان تھا لیکن وہ وہاں بہت کم نظر آتا تھا۔
لیکن ہم اپنی تلاش کی شروعات اسی خاندان سے کریں گے۔
ہاں اور اگر ولیم وہاں نہیں ملا تو کوئی ایسا آدمی ضرور مل جائے گا جو اس کے بارے میں بتا سکے۔
جیری سوچ رہا تھا کہ ولیم کی گرفتاری کے بعد اسے جین کے لئے فکر مند نہیں ہونا پڑے گا۔ امید کی ہلکی رمق کے ساتھ اس نے اناتولی سے پوچھا۔ کیا میں بھی باندہ چلوں؟
میں یہی سوچ رہا ہوں۔ تم گاؤں اور وہاں کے آدمیوں سے واقف ہو۔ تمہارا ساتھ رہنا سود مند ثابت ہوگا۔
جیری نے اپنے پیروں پر کھڑے ہونے کی کوشش کرتے ہوئے پوچھا۔ ہمیں وہاں کب چلنا ہے؟
ابھی اور اسی وقت۔ اناتولی کا جواب تھا۔

باب چہار دہم

ولیم کو ٹرین پکڑنے کی جلدی تھی۔ وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ وہ خواب دیکھ رہا ہے لیکن اس کے باوجود اس کے اندر ایک انجانے خوف کا تسلط تھا۔ اسے یہ خوف تھا کہ وہ کار پر جا رہا تھا۔ وہ اسٹیشن تک نہیں پہنچ سکے گا پھر یہ خدشہ کہ اسے کھڑکی سے ٹکٹ نہیں ملے گا۔ پھر وہ بغیر ٹکٹ کے ٹرین میں سوار ہونے کی کوشش کرے گا۔ لیکن گرانڈ سینٹرل اسٹیشن کی بھیڑ میں ٹرین چھوٹ جائے گی۔ اس سے پہلے بھی کئی بار وہ یہ خواب دیکھ چکا تھا لیکن ٹرین کا ہر بار چھوٹ جانا اس کے خوابوں کا مقدر بن چکا تھا۔ آج بھی وہ نہایت تیز رفتاری سے مارگریٹ کی کار چلاتا ہوا اسٹیشن جا رہا تھا لیکن آج اس نے سکون سے گاڑی پارک کی۔ کھڑکی سے ٹکٹ لیا اور ٹرین پر سوار ہو گیا۔

ٹرین پکڑ کر وہ بہت خوش تھا۔ فرسٹ کلاس کے ڈبے میں بیٹھ کر وہ کھڑکی کے باہر کے مناظر سے لطف لے رہا تھا۔ اس کے قریب ہی بستر پر جین تھی اور یہ ٹرین پنج شیر وادی سے گزر رہی تھی۔

ولیم کے لئے نیند اور بیداری کے درمیان حد فاصل قائم کرنے میں دشواری ہو رہی تھی آہستہ آہستہ ٹرین اس کے تصور سے محو ہو گئی اور وہ پہاڑیوں کے درمیان ایک سطح مرتفع پر جین کے پہلو میں محو خواب تھا۔ وہ اس کی گرم سانسوں کو اپنی گردن پر محسوس کر رہا تھا۔ اس کے سینے کی اٹھانیں اس کی پشت میں پیوست تھیں۔ اس کی ایک ٹانگ اس کے کولہو پر تھی۔ ولیم کو یاد تھا کہ یہ اس کے سونے کا مخصوص انداز تھا۔ پیرس میں جین کی صحبت کا اسے وسیع تجربہ تھا صبح اٹھ کر وہ ہمیشہ شکایت کرتی تھی کہ بستر میں وافر جگہ موجود ہونے کے باوجود وہ اس سے چمٹ کر سوتا ہے۔

کسی عورت کے ساتھ سوئے ہوئے اسے ایک طویل عرصہ گزر چکا تھا اس نے یاد کرنے کی کوشش کی کہ آخری بار اس کی ہم بستر لڑکی کون تھی۔ لیکن اس کا سرا جین ہی سے ملا۔

جین آخری اور واحد عورت تھی جس سے اس کے اتنے قریبی جنسی تعلقات تھے۔ اس نے رات کی سرگزشت پر ایک بار پھر غور کیا اور اس کا جسم پھر بیدار ہونے لگا۔ اسے یاد نہیں تھا کہ رات میں یہ بیداری کتنے بار آئی تھی۔

اس پر آج واضح ہوا کہ جین سے اس کی محبت میں کوئی کمی نہیں آئی۔ اس سے بچھڑنے کے بعد وہ کئی عورتوں سے ملا۔ ایجنسی کے کئی کام کئے۔ پٹیل کو لے کر سپر مارکیٹ گیا لیکن یہ سب کچھ مصنوعی تھا۔ حقیقت یہ تھی کہ اس کی محبت صرف جین کے لئے تھی

شاید وہ تمام عمر اس محبت کا ماتم کرتا رہتا اگر وہ افغانستان نہ آتا۔
اسے احساس ہوا کہ جین اب بھی اس کی زندگی کے کئی گوشوں سے ناواقف ہے۔
کیا جین مجھے واقعی مل گئی ہے۔ اس نے حیرت سے سوچا۔ جین نے رات اس سے کہا تھا۔ مجھے تم سے محبت ہے۔ اور ولیم نے محسوس کیا تھا کہ ساری زندگی اس نے اس سے خوبصورت جملہ نہیں سنا تھا۔
کس بات پر مسکرا رہے ہو؟ اس نے جین کی آواز سنی۔
ولیم نے آنکھیں کھولیں اور جین کی طرف دیکھا۔ میں سمجھا تم سو رہی ہو۔ اس نے کہا۔
بڑی دیر سے تمہیں دیکھ رہی ہوں۔ جین نے کہا۔ تم بڑے خوش نظر آ رہے ہو۔
ہاں، ولیم نے ایک گہری سانس لی اور صبح کی فرحت بخش ہوا کو محسوس کرتے ہوئے اپنی کہنیوں کو زمین پر ٹیک کر اٹھا۔ اس کی نظریں نیچے پھیلے ہوئے دلفریب مناظر پر مرکوز تھیں جن کے درمیان باندہ ایک ہیرے کی طرح نظر آ رہا تھا وہ اپنی خوشی کا سبب جین کو بتانے ہی والا تھا کہ اس نے کہیں دور بھنبھناہٹ کی آواز سنی جو بتدریج تیز ہو رہی تھی اس نے اٹھ کر اس آواز کو غور سے سننے کی کوشش کی۔
یہ کیا ہو سکتا ہے؟ جین نے بھی یہ آواز سن لی تھی۔
اس نے ہونٹوں پر اپنی ایک انگلی رکھی اور کچھ دیر سوچتا رہا۔ اب یہ آواز واضح ہونے لگی تھی اور ولیم سمجھ گیا تھا کہ یہ بستی کی طرف آتے ہوئے ہیلی کاپٹروں کی آواز تھی۔
تھوڑی ہی دیر میں انہوں نے پہاڑ کی پشت سے ابھرتے ہوئے ہیلی کاپٹروں کو دیکھا۔ تین ہند ہیلی کاپٹروں کے پیچھے ایک ہپ بھی تھا۔
اپنا سر نیچے جھکا لو۔ ولیم نے جین کو نیچے کی طرف دباتے ہوئے کہا۔ انہوں نے مٹ میلے رنگ کے بستر کو اوپر سے اوڑھ لیا اور زمین کا ایک حصہ بن گئے۔ ان کی نظریں بستی کی طرف تھیں جہاں یہ ہیلی کاپٹر اترنے کے لئے پر تول رہے تھے۔
جین نے کہا۔ میرا خیال ہے کہ ہیلی کاپٹر یہاں نہیں اتریں گے۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ وہ یہیں آئے ہیں۔
جین نے اٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔ تو پھر مجھے فوراً بستی میں جانا ہو گا۔
نہیں۔ ولیم نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر نیچے دباتے ہوئے کہا۔ چند لمحے رکو اور دیکھو کہ کیا ہونے والا ہے۔
لیکن لزی...... جین نے اٹھنے کی دوبارہ کوشش کی اور ولیم نے زبردستی اسے پھر لٹا لیا۔ اس نے مجبوراً بستی کی طرف دیکھنا شروع کر دیا۔ مکانوں کی چھتوں پر نیند میں ڈوبے

ہوئے لوگ اٹھ کر بیٹھ گئے تھے۔ ولیم بھی ادھر ہی دیکھ رہا تھا۔ اس نے جین کے مکان کی چھت تلاش کرلی تھی۔ چھت پر فرح تھی جو کھڑے ہو کر اپنے جسم سے شال لپیٹ رہی تھی۔ اس کے پاس ہی پالنے میں لزی سو رہی تھی۔

ہیلی کاپٹر نہایت احتیاط سے نیچے اترنے کی کوشش کر رہے تھے۔ ولیم نے سوچا شاید یہ احتیاط درگاہ کی شکست کی وجہ سے ہے۔

بستی کے لوگ دشمنوں کو طرح دے کر بھاگنے کی تیاری میں تھے۔ ان میں سے کچھ گھروں سے نکل بھی چکے تھے لیکن ایک ہند نیچے آیا اور انھیں واپس لوٹنے پر مجبور کردیا۔

اس سے ظاہر ہو رہا تھا کہ یہ روسی دستہ یہاں حملہ کرنے کی غرض سے نہیں آیا ہے۔

ایک ہند اور ہپ میدان میں اتر چکے تھے۔ ہپ سے فوجیوں کی ایک ٹکڑی باہر نکلی اور ایک قطار میں کھڑی ہو گئی۔

یہ اچھا نہیں ہو رہا ہے۔ جین نے کہا۔ مجھے نیچے بستی میں جانا پڑیگا۔

لزی کو کوئی خطرہ نہیں ہے۔ ولیم نے جین سے کہا۔ روسی کمانڈر کا مقصد تو میں نہیں سمجھا لیکن انہیں بہرحال بچوں سے کچھ لینا دینا نہیں ہے۔ یہ ضرور ہو سکتا ہے کہ وہ تمہاری تلاش میں ہوں۔

لیکن مجھے لزی کے پاس ہونا چاہئے۔

ڈرنا بند کرو۔ ولیم نے چیختے ہوئے کہا۔ اگر تم اس کے ساتھ رہیں تو وہ بھی خطرے میں پڑجائے گی تمہارا یہاں رہنا ہی اسے محفوظ رکھے گا۔

ولیم میں رک نہیں سکتی۔ جین کے لہجے میں التجا تھی۔

تمہیں رکنا ہوگا۔

میرے خدا۔ جین کے منہ سے نکلا اور بے بسی میں اس کی آنکھ میں آنسو آگئے۔

ولیم نے اسے سنبھالا اور اس کے کندھوں کو تھپتھپاتے ہوئے تسلی دینے لگا۔

فوجیوں کی ٹکڑی نے پورے گاؤں کی ناکہ بندی کرلی۔ صرف ملا کا مکان جو گاؤں سے ہٹ کر تھا اس حصار سے باہر تھا۔ اس مکان سے ولیم نے ایک آدمی کو باہر نکلتے دیکھا۔ یہ ملا عبداللہ تھا اس کے تین بچے اور بیوی بھی مکان سے نکلے اور پہاری پگڈنڈی کی طرف چل پڑے۔ لیکن وہ روسیوں کی نظر سے نہیں بچ سکے۔ ایک ہیلی کاپٹر جین اور ولیم کے سر پر آگیا اور اس میں سے عبداللہ کے پیروں کے پاس گولیوں کی بوچھاڑ ہوئی۔ عبداللہ گھبرایا اور فوراً ہی اپنے خاندان کو لوٹنے کا اشارہ کیا۔ جب وہ واپس اپنے مکان میں جانے لگے تو پھر فائر ہوئے اور انہیں بستی میں جانے کا اشارہ ملا۔

یہ فائر صرف دہشت پھیلانے کے لئے کئے جا رہے تھے ورنہ روسیوں کے لئے کسی کو

مار ڈالنا ایک عام بات تھی اس سے صاف ظاہر تھا کہ وہ بستی پر حملہ کرنے نہیں آئے ہیں۔

یہ آخر یہاں کیا کرنے آئے ہوں گے؟ جین کی سہمی سہمی سی آواز ابھری۔ ابھی کچھ نہیں کہا جاسکتا۔

کیا..... کیا یہ انتقامی کارروائی کا پیش خیمہ ہے؟

خدا جانے' شاید مسعود کو گرفتار کرنے کی یہ ایک اور کوشش ہو۔

لیکن وہ ایسی جگہوں پر کبھی نہیں رکتا۔

شاید ان کا خیال ہو کہ فتح کے نشے میں سرشار ہو کر وہ کچھ بد احتیاطی کرے۔ یا یہ کہ مسعود زخمی ہو کر زیر علاج ہو۔ حقیقتاً ولیم خود بھی اس کارروائی کا مقصد نہیں سمجھ پا رہا تھا۔ بستی کے تمام لوگ ایک غول کی شکل میں ہانک کر مسجد کے برآمدے تک لائے گئے۔ فوجیوں کا رویہ جارحانہ ضرورت تھا لیکن ان میں بربیت نہیں تھی۔

فرح......؟ اچانک جین چیخی۔

کیا ہوا؟

فرح کیا کر رہی ہے..... دیکھو تو۔ جین نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

ولیم نے مکان کی چھت کو غور سے دیکھا۔ فرح لزی کے پالنے کے پاس جھکی ہوئی تھی۔ شاید لزی اب بھی سو رہی تھی۔ فرح نے اسے ضرور رات میں دودھ پلایا ہوگا اور اس وقت وہ شاید بھوکی نہ ہو لیکن ممکن ہے ہیلی کاپٹروں کے شور سے وہ جاگ جائے۔ خدا کرے وہ سوتی رہے۔ ولیم نے صدق دل سے دعا مانگی۔

اس نے دیکھا کہ فرح نے لزی کے دونوں طرف تکیئے کھڑے کئے اور پھر اسے کمبل سے ڈھانپ دیا۔

وہ اسے چھپا رہی ہے۔ جین نے کہا۔ تکیئے اس لئے رکھے ہیں کہ اسے سانس لینے میں دشواری نہ ہو۔

فرح بہت ہوشیار لڑکی ہے۔ ولیم نے کہا۔

کاش میں بھی وہیں ہوتی۔

فرح نے دوسرے کئی کمبل پالنے کے اوپر بکھرا دیئے اور کھڑے ہو کر اسکا جائزہ لیا۔ دور سے کوئی اندازہ نہیں لگا سکتا تھا کہ اس میں کوئی بچہ بھی ہو سکتا ہے۔ فرح اب مطمئن تھی۔ وہ زینے کے پاس آئی اور نیچے اتر گئی۔ وہ اسے چھوڑ کر جا رہی ہے۔ جین نے کہا۔

ان حالات میں لزی کی حفاظت کا اس سے بہتر انتظام ممکن نہیں ہے۔ ولیم بولا۔

میں سمجھ رہی ہوں۔

اب فرح مسجد کی طرف جارہی تھی۔ وہ آخری فرد تھی جو بستی چھوڑ رہی تھی۔
سب بچے اپنی ماں کے ساتھ ہیں۔ جین نے کہا۔ میں سمجھتی تھی کہ فرح اسے اپنے ساتھ ہی لے جائے گی۔
بس دیکھتی رہو کیا ہونا والا ہے۔ ولیم نے کہا۔ وہ خود نہیں سمجھ پارہا تھا کہ چڑھائی کا مقصد کیا ہوسکتا ہے۔
جب سب لوگ مسجد کے پاس جمع ہوگئے تو فوجیوں نے پورے گاؤں کی تلاشی لینی شروع کی۔ وہ ہر گھر میں جاکر دیکھ رہے تھے اور ساتھ ہی ہوا میں فائر بھی کرتے جارہے تھے۔ اوپر فضا میں ہیلی کاپٹر اب بھی بستی کے چاروں طرف چکر لگارہے تھے۔
ایک فوجی جین کے مکان کی طرف بھی جارہا تھا۔
ولیم جین کی بے چینی کو محسوس کر رہا تھا۔ اس نے جین کے کان میں کہا۔ اسے کچھ نہیں ہوگا۔
فوجی مکان کے اندر داخل ہوا۔ ولیم اور جین کی نگاہیں دروازے پر مرکوز تھیں۔ کچھ ہی دیر بعد وہ واپس نکلا اور پھر زینے سے اوپر جانے لگا۔
خدا میری بچی کو بچالے۔ جین نے دعا مانگی۔
فوجی چھت پر کھڑا چاروں طرف دیکھ رہا تھا اس کی نظریں بستر کے گٹھے پر ٹھہر گئیں۔ وہ اس کے قریب پہنچا اور پیروں سے اسے ہلانے لگا۔ پھر وہ مڑا اور زینہ اتر کر چلا گیا۔
ولیم اور جین نے اطمینان کی سانس لی جین کا چہرہ خوف سے سفید ہورہا تھا۔ میں کہہ رہا تھا نا کہ سب ٹھیک ہوجائے گا۔ ولیم نے کہا۔ جین اب بھی کانپ رہی تھی۔
ولیم نے اپنی توجہ پھر مسجد پر مرکوز کردی۔ بستی کے لوگ ایک قطار میں بیٹھے ہوئے تھے۔ کچھ لوگ اب بھی آجارہے تھے۔ ولیم نے اندازہ لگانے کی کوشش کی کہ یہ سب کیا ہورہا ہے۔ کیا ان سے مسعود کے بارے میں پوچھا جارہا ہے۔ ان میں سے تین آدمیوں کو مسعود کے بارے میں معلومات ہوسکتی ہے۔ شاہ زئی گل۔ عالیشان کریم اور شیر قادر اس لئے کہ یہ تینوں کل مسعود کے ساتھ تھے۔ شاہ زئی اور عالیشان کی عمر چالیس کے قریب تھی۔ شیر قادر چودہ برس کا تھا۔ یہ تینوں کہیں گے کہ وہ مسعود کے بارے میں کچھ نہیں جانتے۔ یہ اچھا ہوا کہ محمد خان گاؤں میں موجود نہیں تھا ورنہ اسکے انکار پر روسیوں کو مشکل سے یقین آتا۔
دیکھو ولیم۔ جین اچانک بولی۔ دیکھو مسجد کے قریب کون کھڑا ہے۔
ولیم نے دیکھا اور کہا۔ کیا وہ روسی افسر جو ہیٹ لگائے ہوئے ہے؟
ہاں، میں اسے جانتی ہوں۔ اسی آدمی کو میں نے جنگل کی ایک جھونپڑی میں

دیکھا تھا اس کا نام اناتولی ہے۔

جیری کا باس۔ ولیم نے سانس کھینچی۔ وہ بہت گہرائی سے اس آدمی کا جائزہ لے رہا تھا۔ مجاہدین کے درمیان آکر جیری سے رابطہ قائم کرنے کی جرائت اس کی دلیری کی علامت تھی۔ آج وہ یقیناً بہت ناراض ہوگا۔ اس لئے کہ اس کو شکست کا سامنا کرنا پڑا تھا۔ وہ ضرور اپنی شکست کی خفت مٹانے کو بیتاب ہوگا۔

ولیم کے خیالات کا سلسلہ اچانک ایک اور آدمی کو وہاں دیکھ کر منقطع ہوگیا۔ سفید لباس میں ملبوس چھوٹی سی ڈاڑھی والا یہ آدمی جیری والٹر تھا جین بھی اسے دیکھ چکی تھی۔

یہ سب کیا ہو رہا ہے؟ ولیم نے سرگوشی میں جین سے کہا۔

میرا خیال تھا کہ اب میں جیری کی صورت کبھی نہیں دیکھ سکوں گی۔ جین بولی۔ ولیم نے اس کی طرف دیکھا اس کے چہرے کے تاثرات ناقابل فہم تھے۔

وہ پھر بستی کی طرف دیکھنے لگا۔ جیری والٹر ہاتھ کی جنبش سے روسی افسر کو کچھ سمجھانے کی کوشش کر رہا تھا۔

اس کے کھڑے ہونے کا انداز غیر فطری ہے۔ جین نے کہا۔ شاید وہ زخمی ہے۔

کیا وہ ہماری طرف اشارہ کرکے کچھ کہہ رہا ہے۔ ولیم نے پوچھا۔

اس جگہ کے بارے میں اسے کچھ نہیں معلوم' کیا وہ کسی طرح ہمیں دیکھ بھی سکتا ہے۔

نہیں۔

لیکن ہم اسے دیکھ رہے ہیں۔

وہ ہموار میدان میں کھڑا ہے اور ہم کافی بلندی پر لیٹے ہوئے ہیں اگر اس جگہ کا علم اسے نہیں ہے تو وہ ہمیں کبھی نہیں دیکھ سکے گا۔

پھر اس کا اشارہ غاروں کی طرف ہوگا جہاں بستی کے لوگ دن میں پناہ لیتے ہیں۔

یقیناً۔

شاید وہ روسی افسر سے کہہ رہا ہے کہ ہمیں وہاں چل کر دیکھنا چاہئے۔

ہاں۔

لیکن یہ سب کتنا عجیب ہے۔ جیری غداری پر کیسے آمادہ ہوا۔ جین کی آواز یہ سن کر گھٹ گئی کہ جیری کے یہاں آنے کا مقصد ہی روسیوں کو اطلاعات فراہم کرنا تھا۔

ولیم نے دیکھا کہ اناتولی نے جیب سے ٹرانسیٹر نما کوئی چیز نکالی اور اس پر کچھ بولا' ایک لمحے بعد انہوں نے ایک ہند کو اترتے دیکھا۔

جیری اور اناتولی مسجد سے نکل کر چل پڑے تھے۔

جیری لنگڑا رہا تھا۔

خدا جانے اس کے ساتھ کیا سلوک کیا گیا ہے۔ جین نے کچھ پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

ولیم اچھی طرح جانتا تھا کہ جیری کو اذیتیں دے کر کچھ معلوم کرنے کی کوشش کی گئی ہے لیکن وہ جین کو یہ بتانا نہیں چاہتا تھا۔ نہ معلوم جین کے دل میں اس وقت کیا گزر رہی ہو۔ جیری بہرحال اس کا شوہر ہے۔

جو اس وقت ایک روسی افسر کے ساتھ گھوم رہا ہے اور یہاں جین ہے۔ جو اپنی گذشتہ شب کسی اور کے ساتھ گزار چکی ہے۔ کیا جین کو احساس گناہ ہے' شرمندگی ہے۔ اپنی بیوفائی کی پشیمانی میں گرفتہ ہے یا وہ جیری سے نفرت کررہی ہے۔ اس نے پوچھ ہی لیا۔ تم اس کے لئے کیا محسوس کررہی ہو جین۔

اس نے ولیم کو تیز نگاہوں سے دیکھا اور ایک لمحے کو محسوس کیا جیسے وہ پاگل ہو جائے گی۔ یہ اس لئے کہ اس نے ولیم کے اس سوال کو نہایت سنجیدگی سے لیا تھا۔ اس نے مختصر جواب دیا۔ مجھے افسوس ہے اور وہ دونوں پھر بستی کی طرف دیکھنے لگے۔

جیری والٹر اور اناتولی کا رخ جین کے گھر کی طرف تھا۔ جہاں چھت پر لزی بے یارو مددگار سو رہی تھی۔

جین نے کہا۔ شاید یہ لوگ مجھے ڈھونڈھ رہے ہیں۔

ولیم نہیں سمجھتا تھا کہ یہ روسی افسر اتنے لوگوں کو ساتھ لے کر یہاں صرف جین کی تلاش میں آیا ہوگا۔

جیری اور اناتولی مکان میں داخل ہو چکے تھے۔

میری بچی کہیں رونے نہ لگے۔ جین نے سرگوشی میں اپنا خدشہ ظاہر کیا۔

یہ بات بہت عجیب تھی کہ لزی اب بھی سو رہی تھی یا شاید وہ جاگ گئی ہو اور اس کے رونے کی آواز ہیلی کاپٹر کی گڑگڑاہٹ میں دب گئی ہو اور شاید فوجی اپنی دھن میں اس کی آواز سے غافل رہا ہو۔ لیکن اب جیری اپنی بیٹی کی آواز سننے میں غلطی نہیں کرے گا۔

دونوں مکان سے باہر نکل رہے تھے۔

وہ ایک لمحے کے لئے برآمدے میں رکے اور آپس میں کوئی بات کی جیری زینے سے اوپر جارہا تھا لیکن اس کے روسی افسر نے اسے نیچے آنے کو کہا اور خود اوپر چڑھ گیا۔

ولیم نے اپنی سانسیں روک لیں۔

اناتولی چھت پر پہنچ چکا تھا۔ اس نے آس پاس پھیلی مکانات کی چھتوں پر ایک سرسری نظر ڈالی۔ اس کی نگاہیں الجھے ہوئے بستر پر رک گئیں آگے بڑھ کر اس نے اپنے جوتے کی نوک سے بستر کو ہلایا پھر وہ اس پر جھک کر کچھ دیکھنے لگا۔

آہستہ سے اس نے اوپر پڑا کمبل ہٹایا۔
جین کے منہ سے ایک چیخ نکلی وہ خوف سے لزی کا گلابی چہرہ دیکھ رہی تھی۔
اگر انہیں واقعی جین کی تلاش ہے تو وہ لزی کو لے جائیں گے۔ ولیم نے سوچا اس لئے کہ انہیں معلوم ہے کہ اس طرح جین خود بخود ان تک پہنچ جائے گی۔
اناتولی لزی کو تھوڑی دیر تک گھورتا رہا۔
مجھ سے یہ سب کچھ برداشت نہیں ہو رہا ہے۔ جین نے کہا۔
ولیم نے اسے مضبوطی سے پکڑ لیا اور بولا۔ صبر و سکون سے جو ہو رہا ہے اس پر نظر رکھو۔
اس کی پتھرائی ہوئی آنکھیں اب بھی لزی پر مرکوز تھیں لیکن فاصلہ زیادہ ہونے سے چہرہ کافی دھندلا نظر آ رہا تھا۔
روسی افسر اب بھی کسی سوچ میں ڈوبا ہوا تھا۔
یکایک ایسا لگا جیسے کسی نتیجے پر پہنچ گیا ہو۔
اس نے کمبل دوبارہ اوپر ڈال دیا اور مڑ کر زینہ اترنے لگا۔ جین کا چہرہ آنسوؤں سے تر ہو چکا تھا۔
نیچے آ کر اناتولی نے ہاتھ کا اشارے سے جیری کو کچھ بتایا جیسے وہ چھت پر کسی وجود کی موجودگی سے انکار کر رہا ہو۔ اس کے بعد دونوں باہر نکلے اور واپس چل پڑے۔
اناتولی نے ایسا کیوں کیا' ولیم سوچ رہا تھا۔ اشاروں سے صاف ظاہر تھا کہ اناتولی جیری سے جھوٹ بول رہا ہے شاید اس لئے کہ جیری اپنی بیٹی کو لے جانے کے حق میں تھا۔ جب کہ اناتولی کسی وجہ سے ایسا نہیں چاہتا تھا۔
تو پھر اسے کس بات سے دلچسپی ہے۔ ولیم نے سوچا۔
بات واضح ہو رہی تھی۔ شاید انہیں ولیم کی تلاش ہے۔
جین رو رہی تھی اور ولیم اسے تسلی دے رہا تھا۔ جیری اور اناتولی اس ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھ رہے تھے۔ جو میدان میں کھڑا تھا اور جس کے پنکھے اب بھی متحرک تھے۔
غاروں کی سمت جانے والا ہنڈ بھی اڑان بھر چکا تھا اور اس وقت ولیم اور جین کے سر پر سے گزر رہا تھا۔ ولیم نے سوچا خدا جانے غار میں موجود سات زخمیوں کا کیا حشر ہوا ہو۔

تمام فوجی مسجد سے باہر آ چکے تھے اور وہ جلدی جلدی ہپ میں سوار ہونے لگے۔ جیری اور اناتولی ہپ میں تھے۔ یہ دونوں طیارے ہوا میں اٹھے اور تیز رفتاری کے ساتھ جنوب طرف پرواز کر گئے۔

جین کی ذہنی کیفیت کا کچھ اندازہ ولیم کو بھی تھا۔ اس نے کہا۔ بس دو سیکنڈ اور رک جاؤ یہ ہیلی کاپٹر نظروں سے اوجھل ہو جائیں آخری لمحے میں بد احتیاطی نقصان دہ ثابت ہو سکتی ہے۔

باندہ کے باشندے اب آہستہ آہستہ مسجد سے نکل کر جنوب کی طرف جاتے ہوئے ہیلی کاپٹروں کو دیکھ رہے تھے۔ جین اپنی جگہ سے اچھلی جلدی سے پاجامہ پہنا اور بھاگتی ہوئی بستی کی طرف چل پڑی۔ ولیم اسے جاتے دیکھتا رہا اس نے دوڑتے ہوئے ہی قمیض کے بٹن لگائے۔ لڑی سے ملنے کے لئے وہ بیتاب تھی۔

ملا عبداللہ کے مکان کے پاس پہنچنے کے بعد وہ نظروں سے اوجھل ہو گئی۔ ولیم نے ایک طائرانہ نگاہ گاؤں پر ڈالی سب کچھ دھیرے دھیرے معمول کی طرف آرہا تھا۔ بچے پھر کھیلوں کی طرف متوجہ ہو چکے تھے اور خیالی روسی طیاروں کو اپنی لکڑی کی بندوق سے گرا رہے تھے۔ لوگ اپنے اپنے گھروں کی طرف جا رہے تھے۔ وہ روسیوں سے کسی حد تک مرعوب اور خوفزدہ نظر آرہے تھے۔

ولیم کو غار میں موجود سات زخمیوں اور موسیٰ کا خیال آیا۔ وہ جا کر انہیں دیکھنا چاہتا تھا۔ اس نے اٹھ کر کپڑے پہنے بستر سمیٹا اور اسے پیٹھ پر لاد کر غاروں کی طرف چل پڑا۔

اسے ایلن وینڈرمین کی یاد آئی۔ جو سرمئی سوٹ میں اس سے واشنگٹن کے ایک ہوٹل میں ملا تھا اور کہا تھا کہ جو فوج مسعود کو آج تک نہیں پکڑ سکی وہ ایک تربیت یافتہ جاسوس کو کیسے پکڑ سکتی ہے۔ آج اسے اس بات کا جواب مل گیا تھا کہ اسے جیری والٹر کی مدد سے پکڑا جا سکتا ہے۔

وہ اس غار کے قریب پہنچا جس میں جین کا دواخانہ تھا۔ اندر گہرا سکوت تھا۔ اسے امید تھی کہ روسی موسیٰ کو پکڑ کر نہیں لے گئے ہوں گے اور نہ زخمی مجاہدین ان کے کسی کام کے تھے۔

وہ غار میں داخل ہوا۔ سورج اپنا خاصا فاصلہ طے کر چکا تھا اور اسکی روشنی میں ولیم غار کے اندر بخوبی دیکھ سکتا تھا۔ سارے زخمی مجاہدین وہاں موجود تھے۔ ولیم نے آواز دے کر دری میں پوچھا۔ آپ لوگ خیریت سے تو ہیں نا۔

اسے نہ تو کوئی جواب ملا اور نہ کسی نے حرکت کی۔

اوہ گاڈ۔ ولیم کے منہ سے نکلا۔

سب سے قریب لیٹے ہوئے زخمی پر وہ جھکا۔ اس کا چہرہ خون سے تر تھا۔ انہوں نے اسکے سر پر قریب سے فائر کیا تھا۔ ولیم نے جلدی جلدی سب کو دیکھا۔ سب کے ساتھ یہی سلوک کیا گیا تھا۔

اور موسیٰ بھی اس لوک سے محفوظ نہیں رہا تھا۔

باب پنج دہم

جین لوگوں کی بھیڑ ہٹاتی ہوئی، ٹھوکر کھا کر گرتی اور سنبھلتی ہوئی اپنے مکان کی طرف جا رہی تھی۔ اسے یہ خیال بار بار کچوکے لگا رہا تھا کہ اتنی دیر تک لزی کی نیند نہ کھلنے کا کیا سبب تھا اور اناتولی اس کے پاس کھڑے ہو کر کیا کر رہا تھا۔

مکان کے برآمدے میں پہنچ کر وہ سیدھی زینے پر چڑھ گئی۔ گھٹنوں کے بل زمین پر بیٹھ کر اس نے لزی پر پڑا ہوا کمبل کھینچ کر ایک طرف پھینک دیا۔ لزی اب بھی آنکھیں بند کئے ہوئے لیٹی تھی۔ کیا یہ زندہ ہے۔ اس نے سوچا اور اسی وقت بچی نے آنکھیں کھولیں اور اپنی ماں کو دیکھ کر مسکرائی۔ یہ اس کی زندگی کی پہلی مسکراہٹ تھی۔

جین نے اسے اٹھا کر سینے سے لگالیا۔ خوشی کے مارے اس کا دل بے قابو ہو رہا تھا۔ دباؤ پاکر لزی رونے لگی اور جین کے بھی آنسو نکل آئے۔ اس کی بچی زندہ تھی۔ اپنی زندگی کی پہلی مسکراہٹ سے اپنی ماں کو فرحت بخشنے کے لئے۔

تھوڑی دیر بعد جب جین ہوش و حواس میں آئی تو اسے گاؤں کے دوسرے لوگوں کا خیال آیا۔ نہ معلوم مسجد میں ان پر کیا گزری۔ کیا سب لوگ ٹھیک ٹھاک ہوں گے۔ وہ لزی کو گود میں لے کر فوراً مکان سے باہر نکلی اور مسجد کی طرف چل پڑی۔ راستے میں اس کی ملاقات فرح سے ہوگئی جین کچھ دیر اس کے چہرے کو تکتی رہی۔ شرمیلی اور خوفزدہ فرح اس کی نظروں سے بے چینی محسوس کر رہی تھی۔ جین سوچ رہی تھی کہ بروقت فیصلہ کر کے اسے لزی کو چھپا دینے کا خیال کیسے آیا اور یہ اس وقت ہوا جب فضا میں روسی طیارے گردش کر رہے تھے اور ان کی رائفلیں ہوائی فائر کر رہی تھیں۔

تم نے میری لزی کو بچالیا۔ جین نے اس سے کہا۔

فرح خوفزدہ تھی جیسے جین نے اس پر کوئی الزام عائد کر دیا ہو۔

جین نے لزی کو بائیں گود میں لیتے ہوئے دائیں ہاتھ سے فرح کی پیٹھ تھپکی اور پھر کہا۔ تم نے اس کی زندگی بچائی ہے۔ میں تمہاری ممنون ہوں فرح۔

فرح ایک لمحے کے لئے مسکرائی اور پھر اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے۔

جین نے اسے گلے لگالیا اور اس کی پشت تھپتھپانے لگی۔ فرح کی سسکیاں رکتے ہی جین نے پوچھا۔ مسجد میں کیا ہوا؟ روسیوں نے لوگوں کے ساتھ کیا سلوک کیا؟ کیا کوئی

آدمی زخمی ہوا ہے؟
ہاں۔ فرح نے گھبرائی ہوئی آواز میں کہا۔
جین مسکرائی۔ فرح پے در پے کیے گئے تین سوالوں کا جواب نہیں دے سکتی تھی۔
جب تم مسجد میں پہنچیں تو کیا ہوا۔ اس نے پوچھا۔
وہ پوچھ رہے تھے کہ وہ امریکی آدمی کہاں ہے۔ جو ایک ہفتے پہلے یہاں آیا ہے۔
یہ کس سے پوچھا تھا انہوں نے؟
سب سے وہ یہی پوچھ رہے تھے لیکن کسی کو بھی اس کے بارے میں نہیں معلوم تھا۔ ڈاکٹر صاحب نے مجھ سے آپ کے اور لزی کے بارے میں پوچھا تھا اور میں نے کہہ دیا تھا کہ مجھے ان کے بارے میں کچھ نہیں معلوم۔ پھر انہوں نے تین آدمیوں کو باہر نکالا۔ پہلے میرے چچا شاہ زئی کو پھر ملا کو اور پھر عالیشان کریم کو۔ انہوں نے ان سے بھی یہی سوال پوچھا لیکن جب انہیں کوئی مناسب جواب نہیں ملا تو انہوں نے ان کو مارنا شروع کر دیا۔
کیا انہیں چوٹ آئی ہے؟۔
نہیں' وہ صرف انہیں پیٹتے رہے۔
میں انہیں دیکھوں گی۔ جین نے کہا اسے یاد آیا کہ عالیشان دل کا مریض ہے۔ یہ تینوں کہاں ہیں؟
مسجد میں۔ فرح نے جواب دیا۔
میرے ساتھ آؤ۔ جین نے فرح سے کہا۔ وہ دونوں ساتھ ساتھ مکان میں داخل ہوئے۔ جین نے اپنا بیگ تیار کیا اور دونوں باہر نکل کر فوراً مسجد کی طرف چل پڑیں۔ لزی اب بھی جین کی گود میں تھی۔
کیا انہوں نے تمہیں بھی مارا تھا۔ جین نے پوچھا۔
نہیں' ڈاکٹر صاحب نے مجھے بے حد غصے سے گھورا تھا لیکن انہوں نے مجھے مارا نہیں۔
جین نے سوچا شاید ڈاکٹر غصہ اس لئے رہا ہو کہ اسے میرے ولیم کے ساتھ رات گزارنے کا احساس ہو گیا ہو گا۔ اسے خیال آیا کہ بستی کے دوسرے لوگ بھی اس کے بارے میں یہی سوچ رہے ہوں گے اور یہ واقعہ اسے شہوت پرست مغربی طوائف ثابت کرنے کا آخری ثبوت ہو گا۔
اب تک اس سے کسی نے کچھ نہیں کہا تھا۔ شاید اس لئے کہ زخمی لوگوں کو اس کی ضرورت تھی۔ وہ برآمدے میں رک گئی۔ عبداللہ کی بیوی نے اسے دیکھا اور اسے لے کر ملا کے پاس پہنچی۔ وہ زمین پر لیٹا ہوا کراہ رہا تھا۔ جین نے اسے دیکھا کوئی تشویشناک بات

نہیں تھی۔ اسے عالیشان کی فکر تھی جو دل کا مریض تھا۔ وہ بھی قریب ہی لیٹا ہوا تھا۔
عالیشان کا چہرہ دھواں دھواں ہو رہا تھا اور سانس لینے میں دشواری ہو رہی تھی۔ وہ ایک ہاتھ سے اپنے سینے کو مسل رہا تھا۔ جین ڈر گئی۔ دل کی دھڑکن سے اسے اندازہ ہوا کہ عنقریب اسے دورہ پڑنے والا ہے۔ اس نے اپنے بیگ سے ایک گولی نکالی اور اسے دے کر چوسنے کے لئے کہا۔
لزی کو اس نے فرح کے حوالے کر دیا تھا۔ وہ بغور عالیشان کے معائنہ کرنے لگی اسے کافی چوٹ آئی تھی لیکن ہڈیاں صحیح سلامت تھیں۔ انہوں نے کس چیز سے پٹائی کی تھی۔ جین نے پوچھا۔
رائفل کے کندوں سے۔ عالیشان نے بمشکل کہا۔
جین نے سر کو جنبش دی۔ چوٹ معمولی تھی۔ اس نے کئی جگہوں پر آیوڈین لگایا اور تاکید کی کہ وہ بے حس و حرکت کم از کم ایک گھنٹے تک یوں ہی لیٹا رہے۔
عالیشان سے فارغ ہو کر وہ عبداللہ کے پاس واپس آگئی۔ اسے دیکھ کر ملا کے منہ سے غرغراہٹ کی آواز نکلی۔ جین اس کے اشتعال کا سبب سمجھتی تھی۔ اس کے خیال کے مطابق گاؤں کے معزز ترین شخص ہونے کے ناطے اسے اہمیت دی جانی چاہئے تھی۔ جین کے پہلے عالیشان کے پاس جانے سے اس کی عزت نفس کو ٹھیس پہنچی تھی لیکن جین شرمندہ نہیں تھی۔ اس نے پہلے بھی کئی بار یہ بات اس سے کہی تھی کہ وہ لوگوں کے وقار کو مد نظر رکھ کر نہیں بلکہ طبی ضرورت کے تحت لوگوں کے علاج کو اولیت دیتی ہے۔ عبداللہ کو بلبلاتے ہوئے چھوڑ کر وہ شاہ زئی کی طرف بڑھ گئی۔
شاہ زئی کا علاج اس کی بہن دایہ رابعہ نے پہلے ہی شروع کر دیا تھا۔ اس نے زخم دھو کر جڑی بوٹیوں سے تیار کیا ہوا مرہم لگایا تھا جس پر جین کو کوئی اعتراض نہیں تھا۔
جین سوچ رہی تھی کہ ہم خوش قسمت تھے کہ روسی آئے لیکن معمولی زخموں کی سوغات کے علاوہ کوئی بڑا نقصان نہیں پہنچایا اور اب شاید درہ خیبر کے کھلنے سے پہلے وہ دوبارہ اس بستی کا رخ نہیں کریں گے۔ رابعہ قریب ہی بیٹھی تھی اور غور سے جین کو دیکھ رہی تھی۔
کیا ڈاکٹر روسی ہے؟ رابعہ نے اچانک پوچھا۔
نہیں، وہ روسی نہیں ہے لیکن اب وہ ان کا طرفدار ہو چکا ہے۔
یعنی اس نے ہمارے ساتھ غداری کی ہے۔
ہاں۔ جین رابعہ کے اندر مچی ہلچل سے ناواقف تھی۔
کیا عیسائیت میں شوہر کے غدار ہونے پر طلاق لی جاسکتی ہے؟

یورپ میں تو بہت معمولی چیزیں طلاق کا سبب بن سکتی ہیں۔ جین نے سوچا لیکن اس نے جواب میں اختصار سے کام لیتے ہوئے صرف ہاں کہا۔

اور شاید اسی لئے تم نے اس امریکی سے شادی کرلی ہے۔

رابعہ کی فکر اب جین پر واضح ہو چکی تھی۔ پہاڑیوں کے درمیان ولیم کے ساتھ گزاری گئی شب ملا عبداللہ کی اس بات کی تائید کرتی تھی کہ جین جسم فروش طوائف ہے۔ رابعہ جو اس معاملے کو لے کر جین کی طرفدار تھی۔ اس سے حالات کی تفصیلی معلومات چاہتی تھی۔ اس نے خود ہی جواز پیدا کرلیا تھا کہ جین نے جیری والٹر سے طلاق حاصل کر کے ولیم سے شادی کرلی ہے۔ ہاں میں نے ڈاکٹر سے طلاق لے کر ولیم سے شادی کرلی ہے۔ اس نے جواب دیا۔

یہ سن کر رابعہ کو بڑا سکون ملا۔

جین نے سوچا کیا واقعی میں بھی ایسا ہی محسوس کرتی ہوں کہ میں نے جیری سے طلاق لے لی ہے نہیں یہ غلط تھا اس کے دل میں اب بھی جیری کے لئے جگہ تھی۔ رابعہ سے اس نے جھوٹ بولا تھا اور اس جھوٹ سے رابعہ کو خوش کر کے وہ خود بھی مسرور تھی۔

مسجد کے صدر دروازے پر لوگوں کا شور و غل سن کر وہ اٹھی اور تیزی سے باہر آئی۔ اس نے دور سے ولیم کو آتے ہوئے دیکھا وہ اپنے ہاتھوں میں کچھ اٹھائے ہوئے تھا۔ ولیم کو اس حالت میں دیکھ کر جین کو یاد آیا کہ وہ پہلے بھی ولیم کو اس حالت میں دیکھ چکی ہے جب ایک خطرناک موڑ پر ایک کار نے موٹر سائیکل پر سوار ایک آدمی کو ٹکر ماری تھی جین نے یہ منظر خود اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا۔ ولیم اسے اسی طرح گود میں لیکر ایمبولینس تک لے گیا تھا۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب وہ دواؤں اور طبی مسائل سے قطعی نابلد تھی۔

ولیم کے ہاتھوں میں کوئی بچہ تھا۔ اس کے چہرے سے ظاہر ہو رہا تھا کہ بچہ مر چکا ہے۔ ولیم کچھ اور قریب آیا۔ اب جین بچے کو پہچان سکتی تھی۔ یہ موسیٰ تھا جس کی زندگی ایک بار اس نے بچائی تھی۔ ایک ہاتھ نہ ہونے کے باوجود موسیٰ نہایت بہادر تھا اور اس کے باپ کو اس پر ناز تھا لیکن اب وہ مر چکا تھا۔

گاؤں کے لوگ ولیم کے گرد ایک دائرے کی شکل میں کھڑے ہو گئے۔

غار میں اب کوئی زندہ نہیں بچا۔ ولیم نے دری میں کہا۔ اور یہ سنتے ہی کئی عورتوں نے رونا شروع کر دیا۔

یہ کیسے ہوا؟ جین نے پوچھا۔

روسیوں نے سب کو گولیوں سے بھون دیا۔

اوہ میرے خدا۔ کل ہی جین نے ان سے کہا تھا کہ ان میں سے کوئی زخموں کی وجہ

سے نہیں مرے گا۔ اسے امید تھی کے یہ سب پندرہ دن آرام کرنے کے بعد تازہ دم ہو کر پھر اپنے فرائض انجام دے سکیں گے۔
لیکن انہوں نے بچے کو کیوں مار دیا۔ جین نے بے بسی کے ساتھ ولیم سے پوچھا۔
میرا خیال ہے اس کی کسی حرکت نے انہیں مشتعل کر دیا تھا۔
جین کے تیوریوں پر بل پڑ گئے۔
ولیم نے موسیٰ کو زمین پر لٹا دیا۔ اس کا اکلوتا ہاتھ اب لوگوں کے سامنے تھا جس میں اب بھی دھار دار خنجر تھا جس کی دھار میں خون لگا تھا۔
اچانک حلیمہ روتی' چیختی ہوئی وہاں آئی۔ بھیڑ نے اسے راستہ دیا۔ وہ موسیٰ کے اوپر گر پڑی۔ اور اس کا نام لے لے کر رونے لگی۔ دوسری عورتیں آگے بڑھ کر اسے تسلی دینے کی کوشش کر رہی تھیں۔ جین اس منظر کی تاب نہ لا سکی اور وہاں سے دور ہٹ گئی۔
فرح کو لزی کے ساتھ پیچھے آنے کا اشارہ کر کے جین اپنے گھر کی طرف چل پڑی۔
ابھی کچھ منٹ پہلے ہی اس نے سوچا تھا کہ یہ باندہ کی خوش قسمتی ہے کہ روسیوں کی آمد کے بعد بھی اسے خاص نقصان نہیں پہنچا لیکن اب ظاہر ہوا کہ اس حملے میں سات آدمی اور ایک بچہ کام آئے۔ جین کی آنکھیں روتے روتے خشک ہو چکی تھیں اور وہ ان مرحومین کو اپنے آنسوؤں کا خراج بھی نہ دے سکی۔
گھر پہنچ کر وہ لزی کو دودھ پلانے لگی۔ تم کتنی صابر او ہوشمند ہو لزی۔ اس نے اپنی چھاتی اس کے منہ میں لگاتے ہوئے کہا۔
دو منٹ بعد ولیم گھر میں داخل ہوا۔ قریب آ کر اس نے لزی کو چوم لیا اور جین سے کہا۔ شاید تم مجھ سے بے حد ناراض ہو گی؟
جین نے اپنی ناراضگی کا اعتراف کرتے ہوئے کہا۔ سارے مرد خونخوار ہوتے ہیں۔ اس کا لہجہ تلخ تھا۔ موسیٰ نے مسلح فوج پر خنجر سے حملہ کیا یہ کس کی ترکیب کا نتیجہ ہے۔ کس نے اسے سکھایا کہ روسیوں کو قتل کرنا اس کا فرض ہے۔ ظاہر ہے یہ اس کے باپ کی تعلیم تھی اور ماں......ماں تو بے چاری رو سکتی ہے۔ اس کی موت کا ذمہ دار محمد خان ہے۔ اور تم پر بھی اس کی ذمہ داری عاید ہوتی ہے۔
مجھ پر......؟ ولیم نے حیرت سے کہا۔
اسے اپنے لہجے کی ترشی کا احساس تھا لیکن وہ رکی نہیں۔ انہوں نے عبداللہ' عالیشان اور شاہ زئی کی پٹائی کی وہ ان سے تمہارے بارے میں پوچھ رہے تھے انہیں تمہاری تلاش ہے اور انکی آمد کا مقصد تمہارا حصول تھا۔
میں جانتا ہوں' تو کیا اس سے مجھے بچے کی موت کا ذمہ دار ٹھہرایا جا سکتا ہے؟

یہ سب اس لئے ہو رہا ہے کہ تم یہاں آ گئے ہو۔

شاید تم ٹھیک کہتی ہو لیکن میرے پاس اس مسئلے کا حل ہے۔ میں جا رہا ہوں۔ یہاں میری موجودگی مزید خون خرابے کا باعث ہوگی۔ جیسا کہ ابھی تم نے خود نشاندہی کی۔ اس کے علاوہ یہاں رکنے سے میری گرفتاری کا بھی خطرہ ہے جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ معاہدے پر عمل درآمد نہ ہوسکے گا اور افغانیوں کا اپنے مشترکہ دشمن سے متحد ہو کر مقابلہ کرنے کا خواب شرمندہ تعبیر نہ ہوسکے گا۔ میری گرفتاری کو کے جی بی خوب تشہیر دے گی کہ سی آئی اے تیسری دنیا کے ممالک کا استحصال کر کے انھیں خانہ جنگی پر اکسانے کی کوشش کر رہی ہے۔

تم بہت ہوشیار ہو۔ جین نے کہا اور سوچا کہ اس سنسان وادی میں رونما ہونے والے واقعات کس طرح عالمی سیاست پر اثر انداز ہو رہے ہیں۔ لیکن تم جاؤ گے کیسے' درہ خیبر تو بند ہے۔

کوئی نہ کوئی دوسرا راستہ ہوگا مثلاً درہ آب شیر۔

یہ راستہ بہت مشقت طلب اور خطرناک ہے۔ جین نے کہا۔ اس نے تصور میں لوگوں کو یہاں سے گزرتے ہوئے اور برف کی طرح جمتے ہوئے دیکھا اور اگر قدرتی آفات سے بچ بھی گئے تو ڈاکو لوٹ لیں گے۔ نہیں تم اس راستے سے نہیں جاؤ گے۔ جین نے کہا۔

اگر دوسرا متبادل مل جائے گا تو میں راستہ بدل دوں گا۔

یعنی اسے پھر ولیم سے بچھڑنا ہوگا۔ یہ خیال ہی اس کے لئے تکلیف دہ تھا۔ مجھے امید نہیں تھی کہ ہم پھر اتنی جلدی الگ ہو جائیں گے۔ جین نے کہا۔

ولیم اس کے سامنے جھکا اور اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ شاید تم نے حالات پر غور نہیں کیا۔ جیری والٹر کے بارے میں سوچو ہو سکتا ہے اسے تمہاری ضرورت پڑے۔

جین کو ولیم کی سچائی پر اعتماد تھا۔ جیری اس وقت ذلت اور کمزوری محسوس کر رہا ہوگا۔ اس کے زخموں کا مداوا صرف اسی صورت میں ممکن ہے کہ وہ اسے واپس مل جائے۔ لیکن وہ میرے ساتھ کیا سلوک کرے گا۔ جین نے ولیم سے پوچھا۔

وہ تمہیں اور لزی کو لے کر سائبیریا کے کسی قصبے میں رہائش اختیار کر لے گا۔

اور اگر میں نے اس کی اس تجویز کو ماننے سے انکار کر دیا؟

وہ تمہیں آمادہ کرنے کی کوشش کرے گا لیکن ناکام ہونے کی صورت میں وہ تمہیں قتل کر دینے کے لئے مجبور ہوگا۔

جین کو یاد آیا کہ پچھلی بار جیری نے اسے کس بری طرح پیٹا تھا۔ کیا میری تلاش میں

روسی اس کی مدد کریں گے؟
ہاں۔
لیکن کیوں؟ انہیں میری تلاش کیوں ہوگی؟
اس لئے کہ جیری ان کا آدمی ہے اور جیری کی یک سوئی کے لئے تمہاری ضرورت ہے اور دوسری بات یہ بھی ہے کہ تم ان کے بہت سے راز جانتی ہو مثلاً تم نے اناتولی کو قریب سے دیکھا ہے اور سی آئی اے کی فائل کے لئے اس کا تفصیلی حلیہ دے سکتی ہو۔
یعنی یہ خون خرابہ رکنے والا نہیں ہے۔ جین نے سوچا۔ روسی اسی طرح بستیوں کو تباہ کرتے رہیں گے۔ لوگوں سے الٹے سیدھے سوالوں کے جواب مانگے جائیں گے اور خاموش رہنے والوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا جائے گا۔
ولیم نے سر کو ہلاتے ہوئے کہا۔ ہاں' اور اس وقت میری گرفتاری ان کے لئے سب سے اہم کام ہے اور شاید وہ۔ تمہیں اس لئے آزاد چھوڑ گئے ہیں کہ تم کو وہ دوسری طرح استعمال کرنا چاہتے ہیں۔
کس طرح؟
میرے فرار کی رفتار کم کرنے کے لئے۔
یعنی تمہیں یہاں روک کر۔
نہیں میری ہمراہی کر کے۔
جین نے فیصلہ کرلیا تھا کہ کچھ بھی ہو اسے ولیم کے ساتھ واپس لوٹنا ہے اس نے کہا۔ میرا خیال ہے ان خطرات کے باوجود تمہارے ساتھ یہاں سے فرار ہونا سائبیریا سے تنہا فرار ہونے سے بہتر ہوگا۔
تم ٹھیک سمجھیں۔
میں سامان باندھنا شروع کرتی ہوں۔ جین نے کہا۔ ہمیں وقت نہیں برباد کرنا چاہئے۔ صبح سورج نکلنے سے پہلے ہم یہ جگہ چھوڑ دیں گے۔
ولیم نے کہا۔ نہیں مجھے تمہارے اس خیال سے اتفاق نہیں میں چاہتا ہوں کہ ایک گھنٹے کے اندر ہمیں اپنے سفر پر روانہ ہو جانا چاہئے۔

ولیم کی بات سن کر جین کو جھٹکا سا لگا۔ وہ گھر واپس جانے کو بے چین تھی لیکن اتنی جلدی تیار ہونا اس کے لئے الجھن بن گیا۔ اسے کچھ سوچنے کی بھی فرصت نہیں تھی۔ اس نے گھر کے مختلف حصوں سے ضروری سامان اکٹھا کرنا شروع کیا۔ ضروری ادویات بھی اسے اپنے ساتھ رکھنی تھیں۔

ولیم کو جین کی کیفیت کا اندازہ تھا۔ اس نے اسکے شانے پر ہاتھ رکھا پیشانی کو بوسہ لیا اور نرمی سے پوچھا۔ کیا تم جانتی ہو کہ برطانیہ کا سب سے اونچا پہاڑ کون سا ہے؟
اس نے اس عجیب سوال پر کچھ الجھن محسوس کی لیکن اس نے جواب دیا بن نیوس۔
یہ اسکاٹ لینڈ میں ہے۔
اس کی اونچائی کیا ہے؟
چار ہزار فٹ سے بھی کچھ زیادہ۔
اور اس سفر میں جن پہاڑوں کو ہمیں پار کرنا ہے ان میں سے کئی سولہ اور سترہ ہزار فٹ بلند ہیں۔ یہ اونچائی برطانیہ کے سب سے اونچے پہاڑ سے بھی چار گنا زیادہ ہے۔ یوں یہ سفر صرف ایک سو پچاس میل کا ہے لیکن اس دوری کو طے کرنے میں ہمیں کم از کم دو ہفتے لگیں گے۔ اس لئے سوچنا بند کرو صرف ضروری سامان ساتھ لے لو جو ہمارے لئے زحمت نہ بنے۔
جین نے ایک گہری سانس لی اور پھر تیاری میں معروف ہوگئی۔ اس نے ایک جھولی تیار کی تھی اور اس کے دونوں طرف بنے تھیلوں میں وہ سامان رکھتی جارہی تھی۔ اشیائے خوردنی کے علاوہ ولیم اور اپنے سے متعلقہ تمام سامان اس نے رکھ لیا۔ وہ ان تصاویر کو بھی ضروری اشیاء میں شمار کرتی تھی جو اس نے اپنے پولیرائڈ کیمرے سے اس وادی میں کھینچے تھے۔ ان کو حفاظت سے ایک ڈبے میں رکھ کر اسے بھی تھیلے کے حوالے کردیا۔ سامان مکمل ہونے کے بعد ولیم نے اس تھیلے کو میگی کی پیٹھ پر لاد دیا اور وہاں سے چل پڑے۔
ان کی اچانک روانگی سے گاؤں کے لوگ افسردہ تھے۔ زہرہ نے جین کو گلے لگالیا۔ رابعہ اور حلیمہ نے بڑھ کر اسے دعائیں دیں۔ سب کی آنکھوں میں آنسو تھے۔ ملا عبداللہ کی بیوی بھی اس منظر سے متاثر تھی۔ وہ آگے بڑھی۔ اس کے ہاتھ میں اون سے تیار کی گئی ایک گڑیا تھی جسے مقامی لباس پہنایا گیا تھا۔ اس نے یہ گڑیا لڑکی کے کھیلنے کے لئے جین کو دی۔
جین نے پیار سے فرح کو چوم لیا۔ وہ رو رہی تھی۔ فرح کی عمر تیرہ سال تھا ایک دو سال میں اس کی شادی ہوجائے گی۔ جین نے سوچا پھر وہ اپنے شوہر کے خاندان کے ساتھ رہنے لگے گی۔ شاید آگے چل کر وہ بھی رابعہؔ کی طرح دایہ بنے۔ اس وقت وہ شاید جین کو یاد کرے اس لئے کہ جین نے اسے جدید طریقوں سے آگاہ کردیا تھا۔
خدا حافظ کہنے والوں میں عالیشان اور شاہ زئی بھی تھے۔ انہوں نے ولیم کو گلے سے لگالیا اور بخیریت واپس پہنچنے کی دعائیں دیں جین نے ایک بار مڑ کر ان مکانوں کو دیکھا جن میں سے ایک میں وہ پچھلے ایک سال سے رہتی چلی آئی تھی۔ اسے معلوم تھا کہ اب وہ

دوبارہ یہاں کبھی نہیں آئے گی لیکن باندہ کی کہانیاں اسکے ساتھ رہیں گی جنہیں وہ فخر سے بچوں کو سناتی رہے گی۔

وہ دریائے پنج شیر کے کنارے کنارے چل پڑے۔ دشت ریوت تک پہنچنے میں انہیں ایک گھنٹے سے بھی کم وقت لگا۔ دریائے پنج شیر کے شمالی کنارے پر بسا ہوا یہ گاؤں بہت خوبصورت تھا۔ پہاڑ کی بلندی سے اسکی سانپ جیسی لہراتی پگڈنڈیاں باندہ سے مختلف تھیں۔ یہاں کے باشندوں کا خاص کاروبار گھوڑوں کی خرید و فروخت تھا۔ یہاں ایک قید خانہ بھی تھا جہاں مجاہدین کے ذریعہ پکڑے گئے کچھ روسی قیدی بھی تھے جین اس قید خانے میں ایک بار جیری کے ساتھ آئی تھی۔

دوپہر ہو چکی تھی لیکن وہ آرام کرنا نہیں چاہتے تھے۔ وہ شام سے پہلے ساتیز پہنچ جانا چاہتے تھے جو یہاں سے دس میل کے فاصلے پر ایک پہاڑی پر واقع تھا۔ میدانی علاقوں میں دس میل کا سفر کوئی معنی نہیں رکھتا لیکن جس راستے پر وہ جا رہے تھے اس میں حول تک پہنچنے کے لئے مسلسل کئی گھنٹے چلتے رہنے کی ضرورت تھی۔

مکانات کا سلسلہ ختم ہونے کے بعد وہ جنوب کی طرف مڑے انہیں اب دو سوفٹ اونچی ایک پہاری سے گزرنا تھا۔ ولیم ٹٹو کو ہانک رہا تھا اور جین نے لزی کو اس طرح گود میں لے لیا کہ اسے دودھ پلانے کے لئے رکنا نہ پڑے گاؤں سے کچھ فاصلے پر ایک پن چکی تھی۔ پن چکی کے پاس سے ایک راستہ قید خانے کی طرف جاتا تھا۔ وہ پہاڑی کی بلندی پر پہنچنے کی کوشش میں تھک چکے تھے۔ اور ان کی رفتار میں کچھ کمی آگئی تھی۔ دھوپ کی شدت کی وجہ سے جین نے اپنا سر کتھئی رنگ کے پٹو سے ڈھانپ رکھا تھا اور اسی کی مدد سے اس نے لزی کے چہرے پر سایہ کر لیا تھا۔ ولیم کے سر پر ایک چترالی ٹوپی تھی جو محمد خان کا تحفہ تھی۔

پہاڑ کی چوٹی پر پہنچ کر جین نے سوچا کہ وہ بہت زیادہ نہیں تھکی ہے اور ابھی کافی سفر کرنے کی سکت اس میں موجود ہے۔ اس کی سانسیں ضرور تیز تیز چل رہی تھیں لیکن ولیم کی حالت مختلف تھی۔ وہ ہانپنے کے ساتھ ساتھ پسینے میں شرابور تھا لیکن اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ ابھی نو دن پہلے اس کے جسم سے دو گولیاں نکالی گئی ہیں۔ اس کی ہمت اور صحت دونوں قابل رشک تھیں۔

پہاڑی راستہ ختم ہو چکا تھا اور اب وہ میدانی علاقے میں چل رہے تھے۔ ان کے چاروں طرف کھیتوں کے سلسلے تھے اور دور انہیں برف پوش کوہ نورستان نظر آرہا تھا۔ اس بلندی کو دیکھ کر جین نے خدا سے دعا کی یا خدا ہماری مدد کرنا ہمیں اس پہاڑ کو پار کرنا ہے۔

کچے مکانوں اور جھونپڑیوں کے سلسلے شروع ہوئے تو ولیم نے جین سے کہا۔ میرا خیال ہے یہی ہماری آج کی منزل ہے سائیز ہمیں خوش آمدید کہہ رہا ہے۔
وہ گاؤں میں داخل ہوئے انہیں مسجد یا کسی ایسی جگہ کی تلاش تھی جہاں مسافروں کے رکنے کی سہولت ہو۔ جیسے ہی وہ پہلے مکان کے سامنے سے گزرے ایک شخص مکان سے نکلا۔ جین نے حیرت سے دیکھا۔ وہ محمد خان تھا۔ اسے بھی جین کو یہاں دیکھ کر حیرت تھی۔ اچانک جین نے اپنے دل میں ایک خلش محسوس کی۔ اسے محمد خان کو موسیٰ کے انتقال کی خبر دینی تھی۔
ولیم نے جین کو ذرا دم لینے کا وقت دینے کی غرض سے محمد خان سے پوچھا۔ آپ یہاں کیسے ہیں؟
مسعود بھی یہیں ہے۔ محمد خان نے بتایا۔
جین نے سوچا شاید یہ مقام مجاہدین کے لئے محفوظ ترین مقام ہے۔ محمد خان نے پوچھا۔ لیکن آپ لوگ یہاں کیا کر رہے ہیں؟
ہم پاکستان جا رہے ہیں۔
اس راستے سے؟ محمد خان کا چہرہ زرد ہو گیا۔ کیا باندہ میں کوئی حادثہ پیش آیا؟
جین نے سوچا کہ اب اسے وہ اطلاع دے دینی چاہیے۔ اس نے کہا میرے پاس تمہارے لئے ایک نہایت بری خبر ہے محمد خان۔ روسی فوج باندہ آئی تھی۔ انہوں نے سات آدمیوں اور ایک بچے کو جان سے مار ڈالا اور مجھے افسوس ہے کہ وہ بچہ موسیٰ تھا۔
محمد خان کے چہرے پر شدت درد کی پرچھائیاں نظر آئیں۔ اس نے پوچھا۔ میرا بیٹا کس حالت میں مرا تھا؟
اسے ولیم نے دیکھا تھا۔ جین نے کہا۔
ولیم اپنے مافی الضمیر کی ادائیگی کے لئے دری کے مناسب الفاظ تلاش کر رہا تھا۔ اس نے کہا۔ مرتے وقت اس کے ہاتھ میں ایک خنجر تھا۔ جس کی دھار میں خون تھا۔
محمد خان کی آنکھیں پھیل گئیں۔ اس نے کہا۔ میں اس کی تفصیلات جاننا چاہتا ہوں۔
جین نے بات کا سلسلہ اپنے ہاتھ میں لے لیا اس لئے کہ ولیم دری زبان بخوبی نہیں بول سکتا تھا۔ روسی فوجی میری اور ولیم کی تلاش میں آئے تھے۔ ہم لوگ پہاڑوں میں چھپے تھے اس لئے ان کے ہاتھ نہیں لگے۔ انہوں نے عالیشان' شاہ زئی اور عبداللہ کی پٹائی کی اور ہمارے بارے میں پوچھتے رہے لیکن وہاں انہوں نے کسی کو جان سے نہیں مارا۔ پھر وہ غار والے دواخانے میں گئے جہاں سات زخمی مجاہدین تھے اور موسیٰ اس کی معاونت کے لئے وہاں موجود تھا تاکہ اگر ضرورت پڑے تو مجھے بستی سے بلا سکے۔ یوں کے جانے

کے بعد جب ولیم وہاں پہنچا تو انہوں نے سب کو گولی مار کر ہلاک کر دیا تھا۔ موسیٰ کو بھی۔
کس طرح۔ محمد خان نے پوچھا۔ انہوں نے موسیٰ کو کس چیز سے مارا تھا۔ جین نے ولیم کی طرف دیکھا۔ ولیم نے کہا۔ رائفل سے۔
جین نے کہا۔ شاید اس نے زخمی مجاہدین کو بچانے کے لئے روسی فوجیوں پر حملہ کر دیا تھا۔
محمد خان کی آنکھوں میں آنسو تھے لیکن وہ فخر محسوس کر رہا تھا۔ اس نے روسی فوجیوں پر حملہ کیا۔ اپنے چاقو سے 'بہت خوب' اسے شہادت ملی ہے۔
مجاہدین اس جنگ کو مقدس جہاد کا درجہ دیتے تھے اور اس میں مرنے والوں کو شہید کہتے تھے جو بغیر حساب کتاب کے جنت میں جانے والے تھے موسیٰ کو بھی محمد خان نے اس مقام پر پہنچا دیا تھا۔
ولیم نے بغیر کچھ کہے محمد خان کو اپنے سینے سے لگالیا۔
اچانک جین کو موسیٰ کی تصویر کے بارے میں یاد آیا۔ اس نے سوچا۔ شاید محمد خان اسے رکھنا پسند کرے وہ ٹٹو کے پاس گئی اور اس میں سے موسیٰ کی تصویر لے کر آئی اور محمد خان کو دے دی۔
تصویر دیکھنے کے بعد ایسا لگا جیسے محمد خان رو دے گا لیکن وہ نہیں رویا۔ اس کی آنکھوں میں آنسو تھے مڑتے ہوئے وہ بولا۔ آپ لوگ میرے ساتھ آیئے۔
وہ دونوں محمد خان کے ساتھ ساتھ چلنے لگے۔ ندی کے کنارے پندرہ بیس مجاہدین ایک الاؤ کے گرد بیٹھے تھے۔ محمد خان نے بغیر کسی تمہید کے مجاہدین کو موسیٰ کی شہادت کی خبر دی۔
جین نے اپنے چاروں طرف ایک سرسری نظر ڈالی۔ یہاں اگر روسی آجائیں تو فرار ہونے یا چھپنے کی کوئی محفوظ جگہ نہیں تھی۔ دور دور تک صرف میدانی علاقہ تھا۔ لیکن مسعود اسے محفوظ خطہ سمجھتا ہے۔ شاید اس لئے کہ یہ چھوٹا سا گاؤں روسیوں کے لئے کوئی دل کشی نہیں رکھتا۔
جین زیادہ دیر کھڑی نہیں رہ سکی۔ وہ ایک درخت کی چھاؤں میں پاؤں پھیلا کر بیٹھ گئی اور لڑکی کو دودھ پلانے لگی۔ ولیم نے میگی کے اوپر سے سامان اتارا اور اسے ایک لمبی رسی سے باندھ دیا تاکہ وہ آرام سے میدان میں پھیلی سبز گھاس کھا سکے۔ جین نے محسوس کیا کہ اسے نیند آرہی ہے۔ پچھلی رات وہ ایک پل کے لئے نہیں سو سکی تھی۔ اس رات کا خیال آتے ہی جین کے چہرے پر مسکراہٹ بکھر گئی۔
ولیم نے جیری والٹر کا نقشہ نکالا اور دھندلی روشنی میں جین کے پاس بیٹھ کر دیکھنے لگا۔

جین ولیم کے شانے کے اوپر سے اس پگڈنڈی کو دیکھ رہی تھی جہاں سے انہیں اپنا آگے کا سفر جاری رکھنا تھا۔ ان کی اگلی منزل قمر تھی جہاں سے جنوب مشرق کی طرف مڑ کر انہیں نورستان پہنچنا تھا۔ جہاں انہیں اپنا پہلا بلند راستہ پار کرنا تھا جس کی اونچائی پندرہ ہزار فٹ تھی۔

وہاں کی سردی کے تصور سے ہی جین کانپنے لگی۔ اس نے سامنے سے مسعود کو اپنی طرف آتے ہوئے دیکھا۔

آپ کا فوراً افغانستان چھوڑ دینے کا فیصلہ دانشمندانہ ہے۔ مسعود نے کہا۔ ہمارا معاہدہ صدر امریکہ تک پہنچنا چاہئے اور روسی ہیں کہ تمہاری گرفتاری کے لئے فکر مند ہیں۔

میں جانتا ہوں کہ یہ راستہ انتہائی دشوار اور خطرناک ہے۔ ولیم نے کہا۔ ہمیں منجمد پہاڑی سلسلوں سے گزرنا ہے جہاں اغلب ہے کہ ہم بھی جم کر زمین کا حصہ بن جائیں۔

میں اس سلسلہ میں تمہاری مدد کروں گا۔ مسعود نے ولیم سے کہا۔ لیکن تمہاری ہی طرح میری بھی ایک شرط ہے۔

وہ کیا؟

میں محمد خان کو آپ کی رہنمائی کے لئے ساتھ کر دیتا ہوں لیکن شرط یہ ہے کہ آگے کا سفر تم تنہا کرو گے۔ ڈاکٹر کی بیوی اور بچی یہیں رکیں گی۔

جین کے لئے یہ شرط غیر متوقع اور تکلیف دہ تھی لیکن معاملات کی اہمیت کے پیش نظر وہ بھی چاہتی تھی کہ ولیم صحیح سلامت امریکہ پہنچ جائے۔ اس نے ولیم سے فوراً کہا۔ تمہیں یہ شرط منظور کر لینی چاہئے۔

ولیم مسکرایا اور مسعود کی طرف دیکھ کر کہا۔ میں آپ کی یہ شرط منظور نہیں کر سکتا۔

مسعود کچھ آزردہ سا اپنی جگہ سے اٹھا اور مڑ کر دور بیٹھے ہوئے مجاہدین کی طرف چلا گیا۔

جین نے ولیم سے کہا۔ کیا تمہارا یہ اقدام دانشمندانہ ہے؟

ولیم نے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر کہا۔ لیکن اب میں تمہیں اتنی آسانی سے نہیں گنوا سکتا۔

لیکن میں نے ابھی تک تم سے کوئی وعدہ نہیں کیا ہے۔ جین نے ہاتھ ملتے ہوئے کہا۔

میں جانتا ہوں۔ ولیم نے کہا۔ جب تم مہذب دنیا میں پہنچ جاؤ گی تو تم کوئی بھی فیصلہ کرنے کے لئے آزاد ہو گی۔ تمہارا جی چاہے تو تم جیری کے ساتھ بھی رہ سکتی ہو بشرطیکہ وہ تم تک پہنچ سکے۔

مسعود پھر ان کی طرف آ رہا تھا۔ اس کے چہرے پر مسکراہٹ تھی۔ اس نے آتے ہی

کہا۔ شاید میں سودے بازی میں کچھ کمزور ہوں۔ میں نے فیصلہ کیا ہے کہ میری شرط رد کرنے کے بعد بھی محمد خان آپ لوگوں کی رہنمائی کے لئے ساتھ جائے گا۔

باب ششدہم

طلوع آفتاب سے ایک گھنٹہ قبل وہ اٹھے۔ ایک ایک کر کے ہیلی کاپٹر زمین سے اوپر اٹھ رہے تھے اور بجلی کی روشنی سے بہت دور نظروں سے اوجھل ہو جاتے بالآخر وہ ہند بھی زمین سے اٹھا جس میں اناتولی اور جیری والٹر سوار تھے۔ جلد ہی طیارانگاہ کی سرخ و سبز روشنیاں ان کی نظروں سے اوجھل ہو گئیں اور ایک بار پھر ان کا رخ پنج شیر وادی کی طرف تھا۔

چوبیس گھنٹے سے بھی کم وقت میں اناتولی نے ایک حیرت انگیز منصوبہ تیار کر لیا تھا۔ جو شاید جنگ افغانستان کی تاریخ کا سب سے بڑا جنگی منصوبہ تھا۔ اس کی کمانڈ خود اناتولی کے ہاتھ میں تھی۔ گزشتہ روز اس کا تقریباً سارا دن ماسکو سے فون پر گفتگو کرتے گزرا تھا۔ اس نے مرکز کو تمام حالات سے آگاہ کر کے اس منصوبے پر عمل درآمد کے لئے آمادہ کیا تھا۔ اس سلسلے میں کے جی بی نے اس کی پوری مدد کی تھی ان باتوں کو دیکھ کر جیری والٹر کی نظر میں ولیم کی گرفتاری کی اہمیت بخوبی واضح ہو چکی تھی۔ ہنگامی حالات کے پیش نظر اناتولی کی گفتگو میں نرم لہجہ یکسر مفقود ہو چکا تھا۔

رسمی اجازت تو اسے کل دوپہر میں ہی مل گئی تھی لیکن اتنے کم وقت میں تمام انتظامات کی تکمیل اناتولی کے لئے ایک چیلنج تھا۔ اس نے افغانستان میں موجود تمام ہیلی کاپٹر حاصل کرنے کے لئے خاصی محنت کی لیکن جب کابل کے ایک جنرل نے بغیر تحریری اجازت نامے کے تعاون دینے سے انکار کیا تو اسے کے جی بی سے دوبارہ رابطہ قائم کرنا پڑا۔ وہ چھ سو ہیلی کاپٹر حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ ان میں سے پانچ سو اس نے باگرم طیارانگاہ پر کھڑے کئے تھے۔

جیری والٹر اور اناتولی نے پچھلا ایک گھنٹہ نقشوں کے مطالعے میں صرف کیا تھا۔ یہاں اناتولی کا طویل تجربہ اور جیری والٹر کی اس علاقے سے گہری واقفیت بہت اہم ثابت ہوئی تھی۔

کل انہیں اس کا علم ہو چکا تھا کہ جین اور ولیم باندہ میں نہیں ہیں ممکن ہے انہیں کسی طرح پیشگی اطلاع مل گئی ہو اور وہ کسی قریبی پناہ گاہ میں پوشیدہ ہو گئے ہوں لیکن وہ بہر حال

اب بھی پنج شیر وادی سے باہر نہیں جاسکے ہوں گے یا اگر وہ فوراً فرار ہوئے ہوں گے تو ابھی زیادہ دور نہیں گئے ہوں گے۔

اناتولی نے اپنے منصوبے میں ان تمام امکانات کا احاطہ کیا تھا۔

کم از کم ایک ہیلی کاپٹر اس علاقے کے ہر گاؤں اور چھوٹی سے چھوٹی بستی میں اترے گا۔ پائلٹ تمام پگڈنڈیوں کا دوربین سے جائزہ لیں گے۔ اور ہر ہیلی کاپٹر میں موجود فوجی دستہ بستی کے ہر گھر کی تلاشی لے گا۔ سنسان علاقوں میں مسافروں کے لئے بنی جھونپڑیوں کی تلاشی بھی اسکے منصوبے کا حصہ تھی۔ اناتولی کو پورا یقین تھا کہ ولیم اب ان کے چنگل سے نہیں بچے گا۔ آج ولیم کی گرفتاری کا دن ہوگا۔

وہ ہند جس میں اناتولی اور جیری بیٹھے تھے ایک فوجی ہیلی کاپٹر تھا۔ اس کے بنانے میں اس کی جنگی اہمیت پر زیادہ توجہ صرف کی گئی تھی۔ آرام سے بیٹھنے کا اس میں کوئی انتظام نہیں تھا۔

وہ شمال کی طرف بڑی تیزی سے بڑھ رہے تھے۔ جیری والٹر سوچ رہا تھا کہ ولیم نے اس سے دوست جیسا سلوک کیا لیکن پس پردہ وہ ہمیشہ سی آئی اے کے لئے کام کرتا رہا۔ مسعود کی گرفتاری کا منصوبہ صرف ولیم کی دخل اندازی سے ناکام ہوا تھا اور اس کی سال بھر کی جان لیوا محنت پر پانی پھر گیا تھا۔ اس کے علاوہ اس نے جین کو جنسی بے راہ روی کی طرف بھی اکسایا ہوگا۔

یہ خیال اس کے ذہن سے نہیں نکل پا رہا تھا کہ ولیم نے تنہائی کا فائدہ کس طرح اٹھایا ہوگا۔ اس کی نظریں دور اڑتے دوسرے ہیلی کاپٹروں کی روشنیوں پر مرکوز تھیں اور وہ تصور میں ولیم اور جین کو ہم بستری کرتے دیکھ رہا تھا۔ وہ دونوں ایک دوسرے کے عریاں جسم سے کھلے آسمان کے نیچے لطف اندوز ہو رہے تھے۔

سورج طلوع ہو چکا تھا اور اب دوسرے ہیلی کاپٹر انہیں صاف نظر آ رہے تھے۔ یہ طیارے آسمان پر گھر آئے بادلوں جیسے لگ رہے تھے اور ان کا مجموعی شور لوگوں کو بہرا بنا دینے کے لئے کافی تھا۔

پنج شیر وادی میں داخل ہوتے ہی وہ چھوٹی چھوٹی ٹکڑیوں میں بٹ گئے۔ جیری اور اناتولی کا رخ قمر بستی کی طرف تھا جو وادی کے شمال بعید میں ایک چھوٹا سا گاؤں تھا۔ وہ ندی کے سہارے پرواز کرتے ہوئے بڑھ رہے تھے۔ ان کے دونوں طرف کھیت تھے۔ اتنی بمباری کے بعد بھی روسی فوجیں انہیں زراعت سے نہیں روک سکی تھیں۔

قمر کے پاس ایک میدان میں اترتے وقت سورج ان کی آنکھوں کے بالکل سامنے تھا۔ یہاں مکانات ایک قطار میں بنے ہوئے تھے۔ جیسے پہاڑی سلسلوں کے گرد کسی نے فصیل

بنادی ہو۔ انہیں دیکھ کر جیری کو جنوبی فرانس کے وہ محلات یاد آئے جہاں وہ اکثر چھٹیاں گزارنے جایا کرتا تھا۔

اس نے اپنی سیٹ پر پہلو بدلا۔ ہیلی کاپٹر زمین چھو چکا تھا اور انہیں باہر نکلنا تھا۔ جب سے اس کی پٹائی ہوئی تھی اس کے لئے جنبش کرنا بھی تکلیف دہ تھا لیکن تذلیل کا تصور اس سے بھی کہیں زیادہ اذیت ناک تھا اس نے کس کس طرح رحم کی بھیک مانگی تھی۔ کس طرح چیخا تھا' کس طرح آنسو بہائے تھے لیکن کسی کو اس پر رحم نہیں آیا تھا۔ وہ اس تصور سے بچنے کی کوشش کرتا لیکن یہ سب بھول جانا اس کے لئے مشکل تھا۔ اس اذیت کا ایک ہی حل اس کی سمجھ میں آرہا تھا وہ ولیم کو اسی طرح پٹتے اور رحم کی بھیک مانگتے دیکھنا چاہتا تھا۔ وہ یہ بھی چاہتا تھا کہ جب ولیم کو اذیت دی جارہی ہو۔ تو جینن بھی اس منظر کو دیکھ رہی ہو۔

پہاڑیوں کے اس پار کافی دور انہیں کوہ مزیر کی برف پوش چوٹی نظر آرہی تھی۔ جس کی اونچائی بیس ہزار فٹ تھی۔ کسی زمانے میں اس چوٹی کو سر کرنے کے لئے یورپی ممالک سے کوہ پیما آیا کرتے تھے۔ اچانک اناتولی نے کہا۔ کیا کہیں سے چائے کا انتظام ہو سکتا ہے؟

جیری والٹر نے دور بیٹھے بوڑھے کو دیکھا اور بلند آواز میں دری میں کہا۔ ہمارے لئے چائے بنوا کر لے آؤ۔

تھوڑی دیر بعد وہ کسی عورت پر برس رہا تھا۔ واپس آکر اس نے بتایا۔ چائے آرہی ہے۔

اناتولی کے آدمیوں نے ہیلی کاپٹر کا انجن بند کردیا تھا اور نہایت صبر سے اگلے احکامات کا انتظار کر رہے تھے۔

اناتولی کی نگاہیں کہیں اور تھیں۔ ہم واقعی پریشانی میں ہیں۔ اس نے متردد لہجے میں کہا۔

اناتولی کے منہ سے "میں" کی جگہ "ہم" سن کر جیری کو کچھ حیرت ہوئی۔

اناتولی نے بات کو آگے بڑھاتے ہوئے کہا۔ ہمارے پیشے کا ایک اصول یہ بھی ہے کہ حالات کی اہمیت کو کچھ کم کرکے افسران تک پہنچائیں۔ ہاں اگر کامیابی یقینی ہو تو کوئی مضائقہ نہیں۔ اس معاملے میں میں نے تمام اصولوں کو بالائے طاق رکھ دیا ہے صرف اس لئے کہ میں بروقت زیادہ سے زیادہ تعاون حاصل کرسکوں۔ میں نے ولیم کی گرفتاری کی اہمیت کو کچھ بڑھا چڑھا کر ہی یہ تعاون حاصل کیا ہے میں نے ان سے ناکامی کے کسی امکان کا ذکر بھی نہیں کیا۔ اس کے فرار ہوجانے کی صورت میں میرا مستقبل غیر یقینی ہوجائے گا اور تمہارا مستقبل بہرحال میرے مستقبل سے منسلک ہے۔

جیری والٹر نے معاملے پر اس زاویے سے غور نہیں کیا تھا۔ ناکامی کی صورت میں ہمارے ساتھ کیا سلوک کیا جائے گا؟

مجھے موجودہ خدمت سے برطرف کردیا جائے گا۔ تنخواہ تو اس کے بعد بھی مجھے ملتی رہے گی۔ لیکن دوسری تمام سہولتیں مجھ سے چھین لی جائیں گی۔ مجھے وہسکی نہیں ملے گی میرے بیوی بچوں کو بحیرہ اسود پر چھٹیاں گزارنے کا امکان ختم ہوجائے گا۔ لیکن میں ان چیزوں کی غیر موجودگی کے باوجود اپنی زندگی بسر کرلوں گا اور کسی نامعلوم خطے میں کچھ غیر ضروری خدمات انجام دیتا رہوں گا۔

اور میں؟ جیری نے پوچھا۔ میرا کیا ہوگا؟

تمہاری کوئی حیثیت نہیں رہ جائے گی۔ اناتولی نے کہا۔۔۔۔۔ تم کے جی بی کے لئے آئندہ کوئی کام نہیں کرسکو گے ممکن ہے وہ تمہیں ماسکو میں رہنے کی اجازت دے دیں لیکن قوی امکان یہ ہے کہ وہ تمہیں فرانس واپس جانے کے لئے کہیں گے۔

اور اگر ولیم فرار ہونے میں کامیاب ہو جاتا ہے تو میں فرانس واپس جانے کی ہمت بھی نہیں کرسکتا وہ مجھے مار ڈالیں گے۔

لیکن تم نے فرانس میں کوئی جرم نہیں کیا ہے۔

میرے باپ نے بھی فرانس میں کوئی جرم نہیں کیا تھا لیکن انہیں قتل کردیا گیا۔

اس صورت میں تم کسی محفوظ ملک میں رہ سکتے ہو مثلاً نکاراگوا یا مصر میں۔

کیا بکواس ہے۔

لیکن ہمیں امید کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑنا چاہئے۔ اناتولی نے مسکراتے ہوئے کہا۔ یہ لوگ ہوا میں تو تحلیل ہو نہیں سکتے۔ ہمارے مفرور ملزم یہیں کہیں ہوں گے۔

اگر ہم ایک ہزار آدمیوں کے باوجود انہیں تلاش نہیں کرسکتے تو دس ہزار آدمیوں کے ذریعہ بھی ان کی تلاس ممکن نہیں۔ جیری نے اداس لہجے میں کہا۔

ہم اپنے آدمیوں کو ایک ہزار نہیں دس ہزار ہی سمجھ رہے ہیں۔ اناتولی نے کہا۔ اب ہمیں اپنا ذہن استعمال کرنا پڑے گا۔ ہم جتنی مدد دوسروں سے لے سکتے تھے لے چکے اب ہمیں اس معاملے میں از سرنو غور کرنا چاہئے۔ میرا خیال ہے کسی نے انہیں چھپنے میں مدد دی ہے۔ اس کا مطلب یہ بھی ہے جو جانتا ہے کہ وہ کہاں ہیں۔

اچانک جیری کے منہ سے نکلا۔ ملا۔۔۔۔۔۔۔ وہ اسے ہمیشہ طوائف کہتا تھا۔ یہ ملا کہاں رہتا ہے؟ اناتولی نے پوچھا۔

باندہ میں۔ اس کا مکان بستی سے نصف کلومیٹر دور اور سب سے الگ ہے۔

کیا وہ ہمیں کچھ بتائے گا؟

وہ جین سے اتنی نفرت کرتا ہے کہ اسے ہمارے حوالے کرکے اسے خوشی ہوگی۔ جیری نے کہا۔ لیکن یہ ضروری ہوگا کہ اسے ہم سے ملتے ہوئے کوئی دیکھ نہ سکے۔ ہم بستی میں اتر کر اسے اپنے ساتھ لا سکتے ہیں۔ ہر آدمی سمجھ لے گا کہ اس کا کیا حشر ہوگا اور وہ خاموش رہیں گے۔ جیری سوچ رہا تھا یہ سب کس قدر خوفناک ہوگا لیکن اس نے اپنا خیال ظاہر کرنا ضروری سمجھا۔ یا پھر آپ مجھے اس بستی میں چھوڑ دیں اور میں کسی جگہ چھپ کر اس کے آنے کا انتظار کروں۔

اور اگر وہ سارا دن اس راستے پر نہ آیا۔

ہاں یہ بھی ممکن ہے۔

ہمیں سب کچھ یقینی بنا کر کوئی قدم اٹھانا چاہئے۔ اناتولی نے کہا۔ ہم ایسا کریں گے کہ تمام گاؤں والوں کو پھر مسجد میں جمع کریں اور انہیں کچھ دیر بعد چھوڑیں تو واپسی میں تم اس سے مل سکتے ہو۔

لیکن کیا اس وقت وہ تنہا ہوگا؟

ہم۔ اناتولی نے کچھ سوچتے ہوئے آواز نکالی۔ ہم ایسا کریں گے کہ عورتوں اور بچوں کو پہلے چھوڑ دیں۔ جب یہ اپنے گھروں میں پہنچ جائیں پھر مردوں کو چھوڑا جائے۔ سارے مرد یقیناً اپنے اپنے گھر جائیں گے اور ملا بھی اپنے گھر کی طرف چل دے گا..... یا اس کے گھر کے قریب کوئی اور بھی رہتا ہے؟

نہیں۔

پھر وہ اکیلے ہی تیزی سے اپنے گھر کی طرف جائے گا۔ تم اچانک اس کے سامنے آجانا۔

اور اگر اس نے میری گردن کاٹ لی۔

کیا وہ اپنے ساتھ خنجر رکھتا ہے۔؟

بغیر خنجر کے کسی افغان کا تصور ہی نہیں کیا جاسکتا۔

تو تم میرا پستول اپنے پاس رکھ لو۔

جیری والٹر کو حیرت کے ساتھ خوشی بھی ہوئی کہ اناتولی اس پر اب بھی اعتماد کرتا ہے۔ حالانکہ وہ خود یہ نہیں جانتا تھا کہ پستول کس طرح استعمال کیا جاتا ہے۔ میرا خیال ہے پستول کی دھمکی کارگر رہے گی۔ جیری نے کہا۔ مجھے مقامی ملبوس کی بھی ضرورت پڑے گی اس لئے کہ عبداللہ کے علاوہ اگر کوئی مجھے دیکھ لے تو پہلی نظر میں پہچان نہ سکے۔ احتیاطاً میں اپنے چہرے کو بھی کپڑے سے چھپالوں گا۔

ویری گڈ۔ جیری نے جواب میں کہا۔ اس کا ہیٹ میرا چہرہ بھی چھپالے گا۔ اس نے

دری میں بوڑھے سے کہا۔ اپنے کپڑے اتار دو۔

اس نے کپڑے اتارنے میں آنا کانی کی۔ کسی افغان کا اس طرح لوگوں کے سامنے عریاں ہونا نہایت شرمناک تھا۔ اناتولی نے فوجیوں کو حکم دیا اور انہوں نے اسے زمین پر پٹخ کر کپڑوں سے آزاد کردیا وہ بوڑھا زمین سے اٹھا اور زیر ناف ہاتھ رکھ کر مکان کے اندر چلا گیا۔ تینوں فوجی اسے بھاگتے دیکھ کر قہقہے لگا رہے تھے۔

جیری کو یہ سب دیکھ کر کچھ شرم آئی لیکن اس نے خاموشی سے اپنے کپڑے اتار کر بوڑھے کے کپڑے پہن لئے۔

تمہارے پاس سے گھوڑے کی لید جیسی بو آرہی ہے۔ اناتولی نے کہا۔ اندر سے تو یہ اور بھی زیادہ بدبودار ہے۔

وہ جلدی سے ہیلی کاپٹر پر سوار ہوگئے۔ اناتولی نے پائلٹ کے ہیڈ فون پر روسی زبان میں کافی دیر تک گفتگو کی۔ جیری وقوع پذیر ہونے والے واقعات کے خیال سے کچھ گھبرا رہا تھا۔ مان لو عبداللہ سے ملنے کے وقت کوئی گوریلا اسے دیکھ لے اور حملہ کردے۔ پنج شیر وادی کا ہر آدمی اسے پہچانتا تھا اور اب اس کے غدار ہونے کی خبر بھی جنگل میں آگ کی طرح چاروں سمت پھیل چکی تھی۔ اب وہ افغانیوں کا ایک بڑا دشمن تھا اور وہ کسی بھی وقت اس کا قتل کرسکتے تھے اس کے بہ نسبت یہ زیادہ آسان تھا کہ عبداللہ کو زبردستی ہیلی کاپٹر پر بٹھالیا جاتا اور اس سے سب کچھ پوچھ لیا جاتا لیکن اسے یاد آیا کہ اس طرح یہ جبر کچھ معلوم کرنے کا طریقہ کل ہی ناکام ثابت ہوچکا ہے۔

اناتولی نے ہیڈ فون پائلٹ کو واپس کردیا اور وہ اپنی سیٹ پر بیٹھ کر ہیلی کاپٹر کا انجن گرم کرنے لگا۔ اس انتظار کے دوران اناتولی نے اپنا پستول نکالا اور جیری کو دکھاتے ہوئے کہا۔ یہ نائین ایم ایم ماکاروف ہے۔ اس نے سیفٹی کیچ کھسکا کر اسے میگزین دکھائی اور پستول کی تمام باریکیاں اسے سمجھا دیں۔ اس پستول میں بہ یک وقت آٹھ گولیاں آتی تھیں اس نے پستول جیری کے حوالے کرتے ہوئے کہا۔ فائر کرتے وقت ٹریگر کو اپنی طرف پورا کھینچنا۔

ہیلی کاپٹر زمین سے اوپر اٹھ رہے تھے۔ ان کا رخ جنوب مغرب میں پنج شیر وادی کی طرف تھا...... جیری سوچ رہا تھا کہ اناتولی کے ساتھ مل کر وہ ضرور کامیابی حاصل کرے گا۔ اناتولی نے اس کے باپ کا ذکر عزت سے کیا تھا۔ اگر ہمیں یہاں کامیابی مل گئی تو شاید اناتولی کے ساتھ کام کرنے کے دوسرے مواقع بھی ملیں اس خیال سے اسے خوشی ہوئی۔

دشت ریوت سے جہاں سے پنج شیر وادی کی حد شروع ہوتی ہے ان کا رخ جنوب مشرق کی طرف ہوگیا۔ اگلے پہاڑ کے بعد واقع باندہ ان کی منزل تھی۔

اناتولی نے پائلٹ کا ہیڈ فون پھر لے لیا۔ اس میں سے آواز آئی۔ سارے لوگ مسجد

میں اکٹھا کر دیئے گئے ہیں۔

اناتولی نے جیری سے پوچھا۔ ملا کی بیوی کو گھر تک پہنچنے میں کتنا وقت لگے گا؟

پانچ سے دس منٹ۔

تمہیں کہاں اتار دیا جائے۔

کیا سب لوگ مسجد میں ہیں؟

ہاں۔

کیا آپ کے آدمیوں نے غاروں کو بھی دیکھ لیا ہے؟

اناتولی نے ہیڈ فون میں روسی زبان میں کچھ پوچھا پھر جیری سے مخاطب ہوا۔ غار بالکل خالی ہیں۔

تو پھر مجھے وہیں اتار دیجئے۔

تم اپنی چھپنے کی جگہ تک کتنی دیر میں پہنچ جاؤ گے۔

مجھے کم از کم دس منٹ چاہئے۔ اس کے بعد آپ عورتوں اور بچوں کو چھوڑ دیجئے اور پھر دس منٹ انتظار کے بعد مردوں کو بھی چھوڑ دیں۔

ٹھیک ہے اناتولی نے کہا۔

کام ختم ہونے کے بعد میں آپ کو کس طرح سگنل دوں۔ جیری نے پوچھا۔

ہم یہیں تمہارا انتظار کریں گے۔

اگر میرے پہنچنے سے پہلے بستی کا کوئی آدمی یہاں آگیا تو آپ کیا کریں گے؟

گولی مار دیں گے۔

جیری کے والد اور اناتولی میں یہ قدر بھی مشترک تھی..... دونوں سنگ دل تھے۔

تلاشی لینے والی ٹکڑی نے اطلاع دی کہ میدان صاف ہے۔

اب تم اتر سکتے ہو۔ اناتولی نے کہا۔

جیری والٹر ہیلی کاپٹر سے نیچے کود گیا۔ اس کے ہاتھ میں اناتولی کا پستول تھا۔ وہ سر جھکا کر دوڑتے ہوئے چوٹی کے کنارے پہنچا۔ نیچے اترنے سے پہلے اس نے مڑ کر دیکھا۔ دونوں ہیلی کاپٹر کھڑے تھے۔ وہ اپنے شناسا راستوں پر نیچے بستی کی طرف بڑھنے لگا۔ مسجد کا برآمدہ جہاں لوگوں کا اژدہام تھا اسے نظر آرہا تھا۔ اسے ڈر تھا کہ کہیں اس پر کسی کی نظر نہ پڑ جائے اس لئے اس نے اپنا ہیٹ جھکا کر اپنا چہرہ چھپا لیا تھا۔

روسی ہیلی کاپٹروں سے دور جانے کے بعد اس کا دل زور زور سے دھڑکنے لگا تھا۔ وہ ملا کے گھر سے کچھ آگے نکل آیا تھا۔ بستی میں مکمل خاموشی تھی صرف دریائے پنج شیر کا مستقل شور اس کے سماعت سے ٹکرا رہا تھا۔ کچھ آگے اسے سدا بہار کی جھاڑیاں نظر

آئیں جہاں چھپ کر وہ ملا عبداللہ کے گھر پر نظر رکھ سکتا تھا۔ وہ اس کے پیچھے چھپ کر بیٹھ گیا۔ اس کی نظریں پگڈنڈی پر لگی ہوئی تھیں۔

اس نے ان جملوں کو دہرایا جو ملا سے بولنے والا تھا۔ اسے عورتوں سے شدید نفرت تھی اور اسی نفرت کو جیری اپنے حق میں استعمال کرنے والا تھا۔

دور ایک فائر کی آواز آئی۔ یہ اشارہ تھا کہ مسجد سے عورتوں اور بچوں کو چھوڑ دیا گیا ہے بستی والے حیران تھے کہ یہ سب ڈرامہ کس لئے ہو رہا ہے۔ کچھ دیر بعد اسنے دیکھا کہ ملا کی بیوی ایک بچے کو گود میں لئے اور تین بچوں کو اپنے پیچھے کئے پگڈنڈی میں اس کی طرف آرہی تھی۔ جیری سوچ رہا تھا کہیں ان میں سے کوئی اسے دیکھ نہ لے۔ اس نے اپنے ہاتھ کے پستول پر ایک نظر ڈالی اور سوچا اس صورت میں میں انھیں مار ڈالوں گا۔

وہ آگے نکل گئے تھے اور اب اپنے گھر میں داخل ہو رہے تھے۔

اس کے بعد دوسرے فائر کے ذریعہ اسے اشارہ ملا کہ مردوں کو بھی چھوڑ دیا گیا ہے۔ منصوبے کے مطابق ہی عبداللہ اکیلے پگڈنڈی پر نظر آرہا تھا۔ اس نے ایک انگریزی جیکٹ پہن رکھی تھی اور سر پر صافہ تھا جیری نے سوچا یہ مسخرہ میرے مستقبل کو روشن کر سکتا ہے۔ جیسے ہی وہ قریب آیا جیری اچھل کر اس کے سامنے آگیا۔

جیسے ہی ملا نے اسے دیکھا ایک چیخ ماری۔ وہ جیری کو پہچان گیا تھا اور چاقو نکالنے کے لئے وہ اپنی کمر تک ہاتھ لے گیا لیکن جیری نے فوراً پستول اس کے سینے سے لگا دیا۔

عبداللہ ساکت و جامد اور خوفزدہ اپنی جگہ کھڑا رہ گیا۔

ڈرومت۔ جیری نے دری میں کہا۔ کسی کو یہاں میری موجودگی کا علم نہیں ہے۔ تمہارے بیوی اور بچے یہاں سے گزرے تھے انھوں نے بھی مجھے نہیں دیکھا۔

عبداللہ گھبرایا ہوا اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔ آپ مجھ سے کیا چاہتے ہیں۔

میری بیوی فاحشہ نکلی۔ جیری نے ملا کے نفرت کے جذبات کو ابھارنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔ وہ میری بچی کو لے کر فرار ہو گئی ہے اور اس امریکی کے ساتھ داد عیش دے رہی ہے۔

مجھے معلوم ہے۔ عبداللہ نے کہا۔ جیری اس کی برہمی کو دیکھ رہا تھا اسے امید تھی کہ وہ جلد ہی جین کے بارے میں سب کچھ بتا دے گا۔

میں اسے ڈھونڈھ رہا ہوں تاکہ اسے اس کی بداعمالیوں کی سزا دے سکوں۔ جیری نے کہا۔

عبداللہ میں جوش و خروش عود کر آیا تھا۔ اسے ایک فاحشہ کو سزا دینے کی تجویز پسند آئی۔

لیکن یہ دونوں نہ جانے کہاں چھپ گئے ہیں۔ جیری والٹر نہایت احتیاط سے باتیں کر رہا

تھا۔ آپ اس علاقے میں خدا اور اس کے رسول کے نمائندے ہیں۔ آپ کے علاوہ اب میری کوئی مدد نہیں کر سکتا مجھے بتایئے کہ وہ کہاں مل سکتے ہیں۔

وہ فرار ہو چکے ہیں۔ عبداللہ نے پھنکارتے ہوئے کہا۔ غصے میں لعاب دہن اس کی ڈاڑھی کو تر کر رہا تھا۔

کہاں؟ جیری نے سانس روک کر اس سے پوچھا۔

وہ پنج شیر وادی چھوڑ چکے ہیں۔

لیکن وہ گئے کہاں ہیں؟

پاکستان۔

پاکستان؟...... لیکن سارے راستے تو بند ہیں۔

درہ آب شیراب بھی کھلا ہوا ہے۔

اوہ مائی گاڈ۔ جیری کے منہ سے نکلا۔ وہ ان کی ہمت سے کچھ مرعوب ہو گیا تھا۔ اور ایک لمحے کے لئے ان کے گرفتار ہونے کی امید موہوم ہو گئی۔ کیا میری بچی بھی ان کے ساتھ ہے؟

ہاں۔

یعنی اب میں ا بچی سے کبھی نہیں مل سکوں گا۔

اب آپ جایئے۔ جیری نے کہا اور اگر آپ نہیں چاہتے کہ آپکے بیوی بچے مجھے دیکھیں تو کچھ دیر انہیں اندر ہی روکے رکھیں۔

عبداللہ کو لگا کہ اسے جیسے یہ جبریہ حکم دیا گیا ہو لیکن وہ بغیر کچھ بولے گھر کی طرف چل پڑا۔

بیری نے وہیں کھڑے ہو کر عبداللہ کے گھر میں داخل ہونے کا انتظار کیا پھر جھاڑی سے نکل کر تقریباً بھاگتے ہوئے پہاڑی چڑھنے لگا۔ اس نے احتیاطاً ہیٹ سے اپنے چہرہ چھپا رکھا تھا۔

غاروں کے درمیان کھڑے ہیلی کاپٹر پر اناتولی بڑی بے چینی سے اس کا انتظار کر رہا تھا۔ اس نے جیری سے پستول لیتے ہوئے کہا۔ بہت خوب۔

وہ فرار ہو چکے ہیں۔ جیری نے کہا۔ اور شاید وہ اب تک وادی کی حد سے نکل چکے ہوں گے۔

وہ بھاگ کر کہاں جائیں گے۔ اناتولی نے خفگی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ ان کا رخ کس طرف ہے؟

نورستان کی طرف۔ اس نے ہیلی کاپٹر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ کیا ابھی ہم نہیں چل رہے۔

ہیلی کاپٹر کے اندر ہم گفتگو نہیں کر سکیں گے۔

لیکن اگر بستی کے لوگ یہاں آ گئے تو؟

بھاڑ میں جائیں بستی والے..... یہ شکست خوردہ لہجے میں بات کرنا چھوڑو' وہ نورستان جا کر کیا کریں گے؟

درہ آب شیر سے پاکستان جانے کی تیاری۔

اگر ان کا راستہ ہمیں معلوم ہو جاتا تو با آسانی انہیں پکڑ لیتے۔

میرا خیال اس سے مختلف ہے۔ جیری نے کہا۔ اس لئے کہ ایک ہی راستے میں کئی کئی پہاڑی پگڈنڈیاں ہیں۔

ہم ہیلی کاپٹر سے ان پر نظر رکھ سکتے ہیں۔

ناممکن یہ پہاڑی راستے اوپر سے نظر نہیں آئیں گے۔ ان راستوں پر صرف مقامی رہبروں کی مدد سے ہی آگے بڑھا جا سکتا ہے۔

مجھے معلوم ہے۔ اناتولی نے اطمینان سے کہا۔ یاد رکھو میرا تعلق روسی خفیہ پولس سے ہے۔ میں تمہاری طرح اتنی جلدی نہیں گھبراتا' میرے دوست اگر ولیم مقامی رہبر حاصل کر سکتا ہے تو ہمیں بھی ایسے رہبر حاصل کرنے میں دشواری نہ ہوگی۔

کیا یہ آسان ہے۔ جیری نے کہا۔ اور پھر ایک ہی راستے سے کتنے راستے پھوٹتے ہیں۔

مان لو ایسے دس راستے ہیں تو ہم دس دستے ترتیب دے کر ہر ایک کو ایک رہبر کے ساتھ بھیجیں گے۔

اب جیری کو اناتولی کا منصوبہ سمجھ میں آ گیا تھا۔ وہ سوچ رہا تھا اگر ولیم گرفتار ہوا تو جین اور لزی اسے پھر واپس مل جائیں گے۔ میرا خیال ہے لوگ ہماری مدد کریں گے۔ جیری نے کہا۔ اس لئے کہ نورستان کے لوگ روسیوں سے اتنی نفرت نہیں کرتے جتنی پنج شیر وادی کے لوگ۔

اب تم سمجھے۔ اناتولی نے کہا۔ اندھیرا بڑھ رہا ہے اور آج رات ہمیں بہت کچھ کرنا ہے۔ اس مہم پر علی الصبح ہمیں کام کرنا شروع کر دینا ہے۔ چلو اب ہم چلتے ہیں۔

باب ہفتد ہم

جین کچھ گھبرائی ہوئی سی اٹھی۔ اسے محسوس ہوا جیسے وہ روسیوں کی گرفت میں ہے۔ اس نے اوپر بانس کی چھت کی طرف دیکھتے ہوئے سوچا کیا یہ ہمارا قید خانہ ہے؟ اس کا دل زور زور سے دھڑک رہا تھا۔ اس نے دیکھا ولیم اپنے بستر بند پر بیٹھا ہوا جماہیاں لے رہا ہے۔ اسے یکایک یاد آیا کہ وہ پنج شیر وادی کی حدود سے باہر ہیں اور ان کے وجود کی ہوا بھی اب روسیوں کو نہیں لگ سکتی۔

اپنے دھڑکتے دل کو قابو میں لانے کے لئے وہ دوبارہ بستر پر لیٹ گئی۔

دراصل اب وہ اس راستے پر نہیں چل رہے تھے جو ان کے منصوبے میں تھا۔ قمر ہوتے ہوئے شمال اور پھر مشرق کی طرف مڑ کر نورستان جانے کے بجائے وہ سانیز سے جنوب کی طرف آکر مشرق کی جانب مڑے اب وہ اریو وادی میں چل رہے تھے۔ یہ راستہ محمد خان کا تجویز کردہ تھا اس کا کہنا تھا کہ اس راستے سے ہم پنج شیر وادی کی حدود سے جلدی دور ہو جائیں گے۔

پچھلے دن وہ اونچے نیچے پہاڑی راستوں پر مسلسل چلتے رہے تھے۔ ولیم اور جین باری باری سے لزی کو گود میں لے لیتے تھے۔ محمد خان بیگی کی لگام پکڑے آگے آگے چل رہا تھا۔ دوپہر میں وہ اریو کی چھوٹی سی بستی میں ٹھہرے تھے اور ایک مشتبہ نظر آنیوالے شخص سے کھانے کا کچھ سامان خریدا تھا۔

جین دوبارہ اٹھی لزی اس کے قریب ہی سو رہی تھی۔ ولیم اپنے بستر پر الگ تھا۔ اس نے رات میں بستر کو جوڑ کر بچھانے کی کوشش کی تھی لیکن جین نے اس خوف سے اسے الگ سونے پر مجبور کیا کہ وہ نیند میں لزی کو کچل دے گا۔ ہاں انہوں نے درمیانی دوری اتنی ضرور رکھی تھی کہ وہ ایک دوسرے کو چھو سکیں۔ محمد خان اس سے ملحق دوسرے کمرے میں تھا۔

وہ احتیاط سے اٹھی تاکہ لزی کی آنکھ نہ کھلے اس نے جیسے ہی اپنی قمیض اور پاجامہ پہنا اس کے پیروں میں ٹیس اور چبھن سی ہوئی وہ بے حد تھک چکی تھی۔ جوتے پہن کر اس نے بند کھلے ہی چھوڑ دیئے اور باہر نکل آئی۔ برف پوش پہاڑیوں کی چمک سے اس کی آنکھیں چندھیا گئیں۔ یہ جگہ نہایت بلندی پر واقع ایک چراگاہ تھی لیکن سردی کے موسم میں چرواہے اسے چھوڑ کر کسی دوسرے علاقے میں جا بستے تھے۔ پنج شیر وادی میں ان دنوں موسم گرم تھا لیکن اس خطے میں سردی جلدی شروع ہو جاتی تھی۔

جیں آبشار کی طرف جا رہی تھی۔ اس نے اپنے جسم سے تمام کپڑے الگ کر دیئے۔ اس لئے کہ وہ جھونپڑی جہاں محمد خان بھی اس وقت تھا۔ یہاں سے کافی دور تھی۔ وہ تیزی سے پانی میں اتری لیکن پہلا قدم پڑتے ہی وہ باہر نکل آئی۔ پانی اتنا سرد تھا کہ وہ اس میں نہانے کی ہمت نہیں کر سکتی تھی۔ اس کے دانت بری طرح کٹکٹا رہے تھے۔

اس نے دوبارہ کپڑے پہن لئے۔ ان کے پاس صرف ایک ہی تولیہ تھا جو لزی کے استعمال میں تھا۔ واپس لوٹتے ہوئے وہ کچھ لکڑیاں بھی چنتی گئی جسے جھونپڑی کے پاس پہنچ کر اس نے جلتے ہوئے الاؤ میں ڈال دیا۔ اس نے اپنے جمے ہوئے ہاتھوں کو الاؤ سے کچھ گرمی پہنچائی اور بہت جلد وہ معمول پر آگئی۔

اس نے ایک بھگونے میں پانی گرم کیا۔ تاکہ لزی کا جسم صاف کر سکے۔ پانی گرم ہوتے ہوتے سب لوگ اٹھ چکے تھے۔ سب سے پہلے محمد خان اٹھا اور آبشار کی طرف چلا گیا۔ پھر ولیم اٹھا جس نے سارے بدن میں درد ہونے کی شکایت کی۔ سب سے آخر میں لزی اٹھی اور دودھ کے لئے رونے لگی۔

محمد خان اور ولیم نے مل کر میگی پر سامان لادا۔ آج کا سفر کل سے بھی دشوار تھا۔ آج انہیں ان پہاڑوں کو عبور کرنا تھا جن کی وجہ سے نورستان صدیوں تک دنیا کی نظروں سے اوجھل رہا۔ انہیں اوپر چڑھ کر درہ اریو تک پہنچنا تھا جو چودہ ہزار فٹ کی بلندی پر تھا۔ راستے میں انہیں برف کے تودوں اور پوشیدہ گڑھوں سے بھی اپنی حفاظت کرنی تھی۔ ان کی اگلی منزل نورستان کی بستی تھی۔ جو یوں تو یہاں سے دس میل کے فاصلے پر تھی لیکن انہیں سہ پہر سے پہلے وہاں پہنچنے کی امید نہیں تھی۔

جس وقت وہ روانہ ہوئے سورج کی روشنی چاروں طرف پھیل چکی تھی لیکن اس سے ماحول کی سردی پر کوئی اثر نہیں ہوا تھا۔ جین کے پیر میں گرم موزے اور ہاتھ میں دستانے تھے۔ اس نے فر کا گرم کوٹ پہن رکھا تھا۔ لزی کو اس نے اپنے کوٹ اور سوئیٹر کے درمیان دبا رکھا تھا۔

درہ اریو تک پہنچنے کی چڑھائی بڑی حوصلہ شکن تھی۔ بلندی کی طرف نظر اٹھاتے ہی جین کا دل بجھ گیا۔ اس کا جی چاہ رہا تھا کہ وہ کچھ دیر آرام کر لے لیکن سرد زمین پر بیٹھنا بھی دشوار تھا۔ ولیم نے کہا۔ اس سے پہلے کے ہمارے جسم منجمد ہو جائیں ہم یہاں سے آگے بڑھ لیں۔ اس نے جین سے کہا۔ لاؤ لزی کو میں لے لوں۔

جین نے لزی کو ولیم کے حوالے کر دیا۔ محمد خان ٹٹو کی لگام تھامے آگے بڑھ رہا تھا۔ جین نے اس کے پیچھے چلنے کی ہمت جتائی اور چلنے لگی۔

کچھ منٹ چلنے کے بعد جین اور تھک گئی۔ اس میں آگے بڑھنے کی سکت نہیں تھی۔ اسے یاد آیا کہ چلنے سے پہلے اس نے ولیم سے کہا تھا کہ ان خطرات کے باوجود تمہارے ساتھ یہاں سے فرار ہونا سائبیریا سے تنہا فرار ہونے سے بہتر ہو گا۔ لیکن یہ فرار بھی شاید سائبیریا سے فرار کے مقابلے میں آزان نہیں ہے۔ ولیم کو اس کی حالت کا احساس تھا اس نے جین کی ہمت بندھائی اور اسے آگے بڑھنے میں مدد دینے لگا۔

لشتم پشتم وہ چوٹی پر پہنچ گئے۔ جین نے آگے کی ڈھلوان کی طرف دیکھا اور اپنی ہمت یکجا کرنے کی کوشش کی۔ کچھ آگے میگی ایک چٹان سے ٹکرا کر لڑکھڑائی اور محمد خان گرتے گرتے بچا۔ جین آگے بڑھتے ہوئے قدم گننے لگی۔ اس کا سر چکرا رہا تھا۔ اس نے آنکھیں بند کر لیں۔ ولیم کا ہاتھ اس کی کمر کے گرد تھا ورنہ شاید وہ گر جاتی۔

اب یہاں سے تمام دن ڈھلوان ہی ڈھلوان ہے۔ ولیم نے اس کا حوصلہ بڑھاتے ہوئے کہا۔

جین نے آنکھیں کھولیں اس نے اپنی زندگی میں ایسے خوفناک مناظر دیکھنے کا تصور بھی نہیں کیا تھا جہاں برف، سرد ہوا، چٹانوں اور تنہائی کے علاوہ کچھ نہ ہو۔

چند لمحے رک کر وہ اس منظر کو دیکھتے رہے پھر ولیم نے کہا۔ ہمیں چلتے رہنا چاہئے۔

وہ ڈھلوان اترنے لگے۔ محمد خان میگی کی لگام کھینچے ہوئے تھا تاکہ وہ ڈھلوان میں قابو سے باہر نہ ہو جائے۔ پتھروں کے ڈھیر اب بھی قدم قدم پر ان کی رہنمائی کے لئے موجود تھے۔ محمد خان ان تمام تکالیف سے بے پروا آگے بڑھتا جارہا تھا۔

جیسے جیسے وہ نیچے اترتے رہے برف بتدریج کم ہوتی گئی اور انہیں پتھریلی زمین کے دیدار ہوئے۔ جین نے کہیں دور گھنگھروؤں جیسی کوئی آواز سنی اس نے محمد خان سے اس کے بارے میں پوچھا جس کا جواب اس نے دری کے ایسے لفظ سے دیا جو اس نے کبھی نہیں سنا تھا۔

جلد ہی وہ ایک ہموار میدان میں آئے اور اب چلنا ان کے لئے نسبتاً آسان تھا لیکن سرد ہوائیں اب بھی انکے تعاقب میں تھیں جو جسم میں سوئی کی طرح چبھ رہی تھیں۔ اس ہموار راستے میں تقریباً دو میل چلنے کے بعد انہیں وادی نورستان کا پہلا گاؤں ملا۔ یہاں ہوا میں کچھ گرمی تھی۔ مقامی لوگوں کی زبان سمجھنے میں محمد خان تک کو دشواری ہو رہی تھی۔ بڑی مشکل سے اس نے کھانے کا کچھ سامان خریدنے میں کامیابی حاصل کی۔

جین کا بہت جی چاہ رہا تھا کہ وہ ولیم سے رات اسی گاؤں میں گزارنے کی درخواست کرے لیکن ابھی سورج غروب ہونے میں خاصہ وقت تھا۔ ولیم اور محمد کا خیال تھا کہ غروب آفتاب سے پہلے سطری تک بہ آسانی پہنچ جائیں گے۔ جین یہ سن کر خاموش رہی۔ اس نے زبان اپنے دانتوں کے نیچے دبائی اور تھکے ہوئے قدموں کو آگے بڑھانے کی کوشش کی۔

چار پانچ میل یہ بقیہ سفر کچھ آسان تھا۔ سطری پہنچ کر جین ایک درخت کے نیچے دھم سے بیٹھ گئی۔ محمد خان نے آگ جلا کر چائے بنائی اور سب نے مل کر چائے پی۔

گاؤں میں محمد خان نے جین کا تعارف ایک نرس کی حیثیت سے کرانے میں کوئی قباحت نہیں سمجھی تھوڑی دیر میں مریضوں کی خاصی تعداد اکٹھا ہو گئی۔ بیشتر آنتوں کے ورم اور معدے کی دوسری بیماریوں میں مبتلا تھے۔ جین نے انہیں دیکھا اور مناسب دوا دی۔ یہ دور افتادہ بیابان اب تک روس کی ریشہ دوانیوں سے محفوظ تھا۔ اس لئے یہاں کے مریضوں میں کوئی ایسا نہیں تھا جس کے لئے جین کی صلاحیت ناکافی ہوتی۔

اس خدمت کے عوض ایک مرغ انہیں بہ آسانی دستیاب ہو گیا۔ جسے انہوں نے ابال

لیا۔ جین سونا چاہتی تھی لیکن کھانے کا لالچ وہ نہیں چھوڑ سکی۔ ابلنے کے بعد سب نے وہ بے مزہ گوشت کھایا لیکن بھوک میں انہیں یہ بے حد لذیذ لگا۔

رات گزارنے کے لئے یہاں انہیں ایک کمرہ بھی مل گیا جس میں ولیم اور جین سونے کی تیاری کرنے لگے۔ انہوں نے بستروں کو جوڑ لیا تھا اور ایک دوسرے کی قربت سے تھکن کے احساسات کو مارنے کی کوشش کر رہے تھے۔

ولیم بہت جلد نیند کی آغوش میں پہنچ گیا۔ جین درد کی شدت سے کچھ دیر جاگتی رہی لیکن لیٹے ہوئے اسے بڑا سکون مل رہا تھا۔ وہ خوش تھی کہ اب وہ روسیوں کی دستبرد سے دور ہیں اپنے تصور میں وہ پیرس کی سڑکوں میں تفریح کر رہی تھی۔ اور یہی سوچتے ہوئے وہ بھی نیند کی گہری وادیوں میں پہنچ گئی۔

کتوں کے بھونکنے کی آواز سن کر جین کی آنکھیں کھلیں۔ اس نے سانس روک کر آہٹ لینے کی کوشش کی پھر فوراً بستر چھوڑ دیا۔

کمرے میں گہری تاریکی تھی۔ اس نے ماچس کے کھرچنے کی آواز سنی۔ اور پھر ایک گوشے میں اسے ایک شعلہ نظر آیا اس نے لڑی پر ایک نظر ڈالی جو سو رہی تھی۔ کیا بات ہے؟ اس نے ولیم سے پوچھا۔

مجھے خود نہیں معلوم۔ اس نے سرگوشی میں جواب دیا اور فوراً بستر سے نکل کر کپڑے پہنے اور باہر نکل گیا۔

جین نے بھی کپڑے پہنے اور اس کے پیچھے پیچھے باہر آگئی۔ قریب کے ایک کمرے میں جس میں چاندنی چٹکی ہوئی تھی اس نے ایک ہی کمبل کے اندر چار بچوں کو سوتے دیکھا۔ ان کے والدین دوسرے کمرے میں تھے۔ ولیم دروازے پر کھڑا باہر گھور رہا تھا۔

جین اس کے پاس کھڑی تھی۔ چاندنی رات میں دور اس نے ایک دراز قد ہیولا دیکھا

جو تیزی سے ان ہی کی طرف بڑھ رہا تھا۔ یہ کون ہو سکتا ہے۔ جین نے پوچھا۔

اچانک محمد خان بھی ان کے قریب آکر کھڑا ہو گیا۔ اس کے ہاتھ میں خنجر کی صیقل شدہ دھار چمک رہی تھی۔

ہیولا کچھ اور قریب آیا۔ اس کی چال جین کو جانی پہچانی لگ رہی تھی۔ آخر محمد خان نے خنجر جیب میں رکھتے ہوئے کہا۔ ارے یہ تو علی غنیم ہے۔

جین کچھ پوچھنے سے پہلے علی غنیم کو سانس درست کرنے کا موقع دینا چاہتی تھی لیکن علی غنیم نے ہانپتے ہوئے بتایا۔ روسی آپ لوگوں کے تعاقب میں ہیں۔

جین کے دل نے دھڑکنا بند کر دیا۔ وہ سمجھ رہی تھی کہ روسی فوجی اب انہیں نہیں

پاسکتے جو غلط ثابت ہو رہا تھا۔

علی غنیم کچھ دیر تیز تیز سانسیں لیتا رہا پھر بولا۔ مسعود نے مجھے آپ لوگوں کو ہوشیار کرنے کو بھیجا ہے۔ جس دن آپ لوگ وہاں سے چلے تھے اس دن تمام پنج شیر وادی کی تلاشی لی گئی۔ اس کے لئے روس کے سینکڑوں ہیلی کاپٹر اور ہزاروں فوجی لگائے گئے ہیں۔ کل کی ناکامی کے بعد آج انہوں نے نورستان جانے والے ہر راستے پر فوجی دستے بھیجے ہیں۔

یہ کیا کہہ رہا ہے؟ ولیم نے پوچھا۔

جین نے ہاتھ کے اشارے سے علی غنیم کو روکا اور ترجمہ کر کے ولیم کو ساری باتیں بتائیں۔

ولیم نے کہا۔ ان لوگوں کو کیسے معلوم ہوا کہ ہم نورستان کی طرف جا رہے ہیں۔ انہیں تو فطری طور پر یہ سمجھنا چاہئے تھا کہ ہم وادی میں ہی کہیں روپوش ہیں۔

جین نے اس کا سبب علی غنیم سے پوچھا۔ لیکن اسے بھی اس سلسلے میں کچھ نہیں معلوم تھا۔

کیا کوئی کھوجی دستہ اس وادی میں بھی آیا ہے۔ جین نے علی سے پوچھا۔

ہاں‘ میں نے انہیں درہ اریو کے پاس چھوڑا ہے۔ رات تک وہ شاید پچھلے گاؤں تک پہنچ گئے ہوں گے۔

جین مایوس ہو گئی۔ اس نے یہ بات ولیم کو بتائی۔ وہ ہم سے تیز کس طرح چل رہے ہیں۔ اس نے ولیم سے پوچھا جواب میں ولیم نے صرف کندھے اچکائے پھر اسے اپنے سوال کا جواب خود ہی مل گیا۔ فوجیوں کی رفتار کم کرنے کو انکے ساتھ کوئی عورت اور بچہ نہیں ہے۔

ولیم نے کہا۔ اگر وہ علی الصبح چل پڑے تو کل تک ہم پکڑ لئے جائیں گے۔ ہمیں کیا کرنا چاہئے؟

اسی وقت چل دینا ہو گا۔

جین کے جوڑ جوڑ میں درد ہو رہا تھا۔ لیکن یہ سب سن کر اس میں کچھ ہمت آ گئی تھی پھر بھی اس نے رکنے کی آخری کوشش کرتے ہوئے کہا۔ کیا ہم یہیں کہیں نہیں چھپ سکتے؟

کہاں؟ ولیم نے پوچھا۔ یہاں صرف ایک سڑک ہے اور روسیوں کے پاس ہمیں تلاش کرنے کے لئے بے شمار آدمی ہیں ضروری نہیں کہ مقامی لوگ ہمارے ہمدرد ثابت ہوں۔ وہ روسیوں کو فوراً بتا سکتے ہیں کہ ہم کہاں چھپے ہیں..... نہیں ہم اسی صورت میں بچ سکتے ہیں

کہ کھوجی دستے سے جتنا ممکن ہو سکے دور رہیں۔

جین نے اپنی گھڑی دیکھی رات کے دو بجے تھے۔

میں میگی پر سامان لادتا ہوں۔ ولیم نے کہا۔ تم جب تک لزی کو دودھ وغیرہ پلالو۔ پھر اس نے ٹوٹی پھوٹی دری میں محمد خان سے کہا۔ بہتر ہوگا کہ آپ علی غنیم کے کھانے کا کچھ انتظام کریں۔

جین کمرے کے اندر چلی گئی اور بیٹھ کر لزی کو دودھ پلانے لگی۔ اس دوران ولیم اس کے لئے میٹھی سبز چائے لے آیا جسے پی کر اسے قدرے فرحت کا احساس ہوا۔

لزی دودھ پی چکی تھی۔ جین نے اپنی قمیض کے بٹن بند کئے اور سوئیٹر پہن کر باہر نکل آئی۔

ولیم اور محمد خان لالٹین کی روشنی میں نقشہ دیکھ رہے تھے۔ ولیم نے جین کو نیا راستہ سمجھاتے ہوئے بتایا۔ ہم دریائے سطری کے کنارے کنارے وہاں تک جائیں گے جہاں یہ دریائے نورستان سے مل جاتا ہے پھر ہم بلندی کی طرف جانے والا راستہ اختیار کریں گے جو نورستان سے شمال کی طرف جاتا ہے یہاں پہنچنے کے بعد ہم آگے کا راستہ طے کریں گے اس لئے کہ محمد خان اس سلسلے میں ابھی تک کسی نتیجے پر نہیں پہنچ سکا ہے۔ یہاں سے ہماری اگلی منزل درہ کافتی وار ہوگی۔ میں چاہتا ہوں کہ ہم آج ہی وادی نورستان کی حدود سے باہر نکل جائیں پھر روسیوں کے لئے ہمارا تعاقب ذرا مشکل ثابت ہوگا اس لئے کہ وہ تذبذب میں پڑ جائیں گے کہ ہم نے آگے جانے کا کون سا راستہ اختیار کیا ہوگا۔

یہ جگہ یہاں سے کتنی دور ہے؟ جین نے پوچھا۔

ویسے تو یہ دوری پندرہ میل ہے لیکن یہ سفر کتنا مشکل یا آسان ہے یہ اس خطے کی ساخت پر منحصر ہے۔

ہمیں اب چل دینا چاہئے۔ جین نے کہا۔ اسے خوشی تھی کہ آج وہ اپنے آپ کو قدرے تازہ دم محسوس کر رہی تھی۔

چاندنی رات میں انہوں نے اپنا سفر شروع کیا۔ محمد خان لمبے لمبے ڈگ بھر رہا تھا اور میگی کو بڑی بے رحمی سے کوڑے مار رہا تھا جین کے سر میں ہلکا ہلکا درد تھا وہ کچھ متلی بھی محسوس کر رہی تھی لیکن نیند کا غلبہ اب اس پر نہیں تھا۔

رات میں راستہ ٹھیک سے سمجھ میں نہیں آ رہا تھا۔ اکثر وہ ایسی جگہ آجاتے جہاں سے دو راستے پھوٹتے ہیں۔ اس صورت میں وہ محمد خان کی صوابدید پر کسی ایک کا انتخاب کرلیتے۔ ایک جگہ بالکل سیدھی چٹان آگئی مجبوراً وہ پایاب دریا کو پار کرکے دوسری طرف سے آگے بڑھے لیکن جب دوسری بار یہ مرحلہ درپیش ہوا تو ان کے پاس کوئی دوسرا متبادل

بھی نہیں تھا۔ یہاں دریا کافی گہرا تھا جسے بغیر تیرے ہوئے پار کرنا مشکل تھا۔ بالا آخر انہوں نے کچھ پتھر رکھ کر اوپر چڑھنے کا راستہ بنایا اور کامیابی سے دوسری طرف پہنچ گئے۔

کچھ دیر بعد وہ پھر ندی کے کنارے کنارے چل رہے تھے اس بار وہ ایک ایسی جگہ پہنچے جہاں سو فٹ اونچی چٹان ان کے سامنے تھی۔ اس طرف جانے کا ایک خطرناک راستہ ضرور تھا جس کی چوڑائی ڈیڑھ فٹ سے زیادہ نہیں تھی۔ میگی کو اس راستے سے لے جانا ایک دشوار مرحلہ تھا۔ جین بھی اس پر چلنے سے ڈر رہی تھی۔ ایک طرف نیچے ہزاروں فٹ گہری کھائی تھی۔ اس پر طرہ یہ کہ رات کا وقت تھا اور دھند میں لپٹی چاندنی ایسے سفر کے لئے ناکافی تھی۔ ٹٹو یہاں آکر رک گیا۔ محمد خان نے اسے آگے بڑھانے کے لئے کوڑے لگانے شروع کردئے جس سے وہ بھڑک گیا۔ جین تیزی سے پیچھے ہٹی ورنہ اس کا پیر میگی کے نیچے آجاتا۔ اس بڑبڑی میں لزی بھی جاگ گئی اور رونے لگی۔

ولیم نے محمد خان سے میگی کی لگام اپنے ہاتھ میں لینے کی کوشش کی لیکن اس کا ہاتھ محمد خان نے نہایت بے مروتی سے جھڑک دیا۔ وہ میگی کی ضد پر شاید جھنجلا گیا تھا۔ ولیم نے میگی کے پیچھے کھڑے ہوکر اسے دھکا دینا شروع کیا اور منہ سے ہپ ہپ کی آوازیں بھی نکال رہا تھا۔ محمد خان نے میگی کی لگام چھوڑ دی اور ولیم کے پیچھے آکر کھڑا ہوگیا۔ میگی اچانک پیچھے مڑی۔ اور ولیم اس کے دھکے سے بائیں طرف گر کر چوٹی کی دیوار سے ٹکرا گیا۔ میگی جین کی طرف مڑی تو جین کا پیر بالکل کنارے پر پڑا اور وہ گرتے گرتے بچی اس کا جسم نیچے کی گہرائی دیکھ کر کانپ گیا۔ اس نے لزی کو زور سے بھینچ لیا لیکن کسی سے کچھ بولی نہیں۔

میگی کو بے قابو دیکھ کر محمد خان چیخا۔ رک جاؤ۔ اور سب نے حیرت سے دیکھا کہ میگی واقعی رک گئی تھی۔

محمد خان اور ولیم کھڑے ہانپ رہے تھے۔ جین نے پوچھا۔ آپ لوگ ٹھیک تو ہیں نا۔

ہاں۔ ولیم نے مختصر سا جواب دیا۔

لالٹین نیچے کھائی میں گئی۔ محمد خان نے بتایا۔

ولیم نے کہا۔ مجھے یقین ہے کہ روسی گدھوں کو بھی یہی مسئلہ درپیش ہوگا۔

جین نے محسوس کیا کہ دونوں میں سے کسی نے اسے میگی کا دھکا کھا کر بال بال بچتے ہوئے نہیں دیکھا اسنے کسی سے یہ بات بتانے کے بجائے ولیم سے کہا۔

ہمیں چلتے رہنا چاہیئے۔ اپنے زخموں کا مداوا ہم بعد میں بھی کرسکتے ہیں۔ محمد خان نے میگی کی لگام پکڑ کر آگے کھینچا اور اب کی بار وہ بغیر کسی مزاحمت کے ڈیڑھ فٹ چوڑے راستے سے نکل گئی۔

آسمان کی سیاہی سرمئی رنگ میں تبدیل ہونے لگی تھی۔ بیشتر ستاروں کی چمک بھی ماند پڑ چکی تھی۔ جین سوچ رہی تھی۔ اس وقت روسی افسران چیخ چیخ کر تمام لوگوں کو جگا رہے ہوں گے۔ ایک باورچی ان کے لئے کافی تیار کر رہا ہوگا اور اس دوران وہ نقشے میں راستوں کا مطالعہ کر رہے ہوں گے یا ممکن ہے وہ بہت پہلے اٹھ گئے ہوں اور اب دریائے سطری کے کنارے کنارے آگے بڑھ رہے ہوں اور شاید وہ ان سے کچھ ہی پیچھے ہوں۔

جین کی رفتار بڑھ گئی۔ پتھر کا ایک بڑا ٹکڑا اس کے قدموں کی دھمک سے سرکا اور گہری ندی میں آواز کے ساتھ گرا۔ دور دور تک زرعی زمینوں کا پتہ نہیں تھا لیکن ان کے ایک طرف شاہ بلوط کے درختوں کا گھنا جنگل تھا۔ اس نے ولیم سے اس طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ ہم ان جنگلوں میں کیوں نہیں چھپ جاتے۔

لیکن اس سے کیا حاصل؟ ولیم نے کہا۔ روسیوں کو اگلے گاؤں میں فوراً معلوم ہو جائے گا کہ ہم رک چکے ہیں اور وہ باریکی سے ان تمام راستوں کی تلاش شروع کر دیں گے۔

جین خاموش ہو گئی۔

سورج نکلنے سے کچھ پہلے ان کے سامنے ایک اور مسئلہ کھڑا تھا۔ چٹانوں کی ناقابل عبور ایک دیوار ان کے سامنے تھی۔ یہ چٹانیں شاید اوپر سے لڑھک کر یہاں آگئی تھیں۔ جین کی آنکھوں میں یہ دیکھ کر آنسو آگئے وہ اس راستے پر دو یا تین میل آگے آچکے تھے۔ واپسی کا مطلب یہ تھا کہ اتنا ہی سفر انہیں دوبارہ طے کرنا ہوگا۔

ایک لمحے وہ تینوں فکر مند سے کھڑے رہے۔ کیا ہم ان کے اوپر نہیں چڑھ سکتے؟ جین نے پوچھا۔

لیکن میگی کے لئے یہ ناممکن ہوگا۔ ولیم نے کہا۔

تو ایسا کریں کہ ہم اوپر چڑھ جائیں اور ایک آدمی میگی کو لے کر دوسرے راستے سے ہمیں مل جائے۔ جین نے مشورہ دیا۔

میں نہیں سمجھتا کہ ان حالات میں ہمارے لئے ایک دوسرے کا ساتھ چھوڑنا سود مند ہو سکتا ہے۔ ولیم نے کہا۔

جین نے چڑچڑاتے ہوئے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔ تم ہمیشہ یہ سمجھتے ہو کہ تمہارے منہ سے نکلی ہوئی ہر بات کی پیروی کی جائے اور صرف یہی عقل کی بات ہے۔

ولیم نے جین کی طرف حیرت سے دیکھا۔ ٹھیک ہے' لیکن میرا خیال ہے ان چٹانوں پر پیر رکھ کر اس طرف جانے میں یہ اپنی جگہ سے کھسک سکتی ہیں اس لئے میں اس پر پیر رکھ کر گزرنے کا خطرہ نہیں مول لے سکتا۔ یا پھر آپ دونوں جو فیصلہ کریں مجھے منظور ہوگا۔

طے یہ پایا کہ واپسی کا فیصلہ ہی زیادہ مناسب ہے۔ اور وہ تینوں دوسرے راستے کی تلاش میں پیچھے لوٹ پڑے۔

لاؤ لڑکی کو مجھے دے دو۔ ولیم نے ہاتھ پھیلاتے ہوئے کہا۔

جین نے بچی کو اس کی گود میں دے دیا۔ وزن کم ہوتے ہی اس کی پشت میں پھر درد کی ٹیسں ابھرنے لگیں۔

دوپہر تک وہ وادی نورستان کی حدود میں پہنچ چکے تھے۔ یہاں سے پھر رہنمائی کے لئے راستوں پر نشانات تھے اور راستہ بھی دشوار گزار نہیں تھا۔ وہ شمال کی طرف مڑ کر دریا کے بہاؤ کی مخالف سمت میں چلنے لگے۔

جین بری طرح تھک چکی تھی۔ دو بجے رات میں اٹھنے کے بعد وہ پچھلے دس گھنٹے سے مسلسل چلتی رہی تھی۔ اتنی دیر میں انہوں نے بمشکل چار پانچ میل کا فاصلہ طے کیا تھا۔

جب وہ آہستہ آہستہ دریائے نورستان کی چڑھائی چڑھ رہے تھے انہوں نے ایک سیاہ ریش آدمی کو ایک لکڑی میں دس مچھلیاں لٹکائے آتے ہوئے دیکھا۔ اس نے محمد خان کو سلام کیا اور پھر دونوں باتیں کرنے لگے۔ جین نے محسوس کیا کہ وہ دری اور پشتو کے ملے جلے الفاظ استعمال کر رہا ہے۔ اسے سمجھنے میں دیر نہیں لگی کہ محمد خان اس سے مچھلیوں کی خرید کے لئے سودے بازی کر رہا ہے۔

محمد نے بتایا کہ وہ فی مچھلی پانچ سو افغانی مانگ رہا ہے۔

ولیم نے جین سے پوچھا۔ پانچ سو افغانی کتنی رقم ہوتی ہے؟

جین نے بتایا۔ تقریباً پانچ پونڈ۔

یہ تو بہت مہنگی ہیں۔

نوجوان مچھلی والے نے جس کا نام حلم تھا۔ بتایا کہ یہ مچھلیاں اس نے منڈول جھیل سے پکڑی ہیں جو یہاں سے کافی فاصلے پر ہے۔

جین اب ایک قدم بھی آگے بڑھنے سے قاصر تھی۔ تھکن اس کے سارے وجود پر طاری ہو چکی تھی۔ ندی پار کرتے ہوئے اس نے محمد خان سے کہا۔ میں رک کر کچھ دیر آرام کرنا چاہتی ہوں۔

بس گدوال اب زیادہ دور نہیں ہے۔ محمد خان نے کہا۔

یہ کتنی دور ہے؟

محمد خان نے حلم سے دری میں پوچھا۔ جس کا جواب اس نے دیا۔ آدھا گھنٹہ۔

جین کو یہ آدھا گھنٹہ اپنی باقی زندگی کے برابر لگ رہا تھا۔ اس نے اپنے آپ کو حوصلہ دیتے ہوئے سوچا اتنے سفر کے بعد میں آدھا گھنٹے مزید تو چل ہی سکتی ہوں۔

جین بالا آخر وہ گدوال پہنچ گئے۔ جین کی خوشی کا ٹھکانہ نہیں تھا۔ وہ دریا کے کنارے ایک درخت کے نیچے ہی پیر پسار کر بیٹھ گئی۔ اس کا جوڑ جوڑ دکھ رہا تھا۔ اس نے ولیم سے لڑی کو واپس گود میں لینے کی ہمت بھی نہیں تھی جو اس کے قریب ہی آکر بیٹھ گیا تھا۔ محمد خان نے میگی کو ہری گھاس چرنے کے لئے آزاد چھوڑ دیا تھا۔

ہمیں چائے اور روٹی کا انتظام کرلینا چاہئے۔ محمد خان نے کہا۔

جین سوچ رہی تھی کہ اگر کچھ اچھا کھانا مل جاتا تو بہتر ہوتا۔ مچھلیوں کا کیا ہوا۔ اس نے پوچھا۔

ولیم نے کہا۔ حلم سے کچھ مچھلیاں تو ہم نے لی تھیں لیکن اسے صاف کرنے میں وقت لگے گا اس لئے انہیں ہم رات میں کھائیں گے۔ فی الحال ہم یہاں آدھا گھنٹے سے زیادہ نہیں ٹھہرسکتے۔

ٹھیک ہے۔ جین نے کہا۔ جبکہ وہ جانتی تھی کہ آدھا گھنٹے میں اسکی تھکن کم بھی نہیں ہوسکتی شاید کچھ روٹی اور چائے اسمیں قوت پیدا کرسکے۔

حلم ایک مکان کے دروازے پر کھڑا انہیں پکار رہا تھا۔ اس کے پاس ایک عورت بھی کھڑی تھی اور وہ بھی انہیں اپنے گھر میں آنے کا اشارہ کررہی تھی۔ ولیم اور محمد اپنی جگہ سے اٹھے۔ جین نے لڑی کو زمین پر لٹا کر اٹھنے کی کوشش کی۔ کھڑے ہوکر وہ لڑی کو اٹھانے کے لئے جھکی لیکن اسے چکر آگیا اور وہ اپنا توازن برقرار نہ رکھ سکی اور گرگئی۔ کچھ دیر اس نے اپنے آپ کو ہوش میں رکھنے کی کوشش کی لیکن ناکام رہی۔ اسے اپنے چاروں طرف گہری تاریکی بڑھتی ہوئی نظر آرہی تھی۔

جین نے جب اپنی آنکھیں کھولیں تو اس نے اپنے چاروں طرف اجنبی لوگوں کو جھکے ہوئے دیکھا ان میں محمد، ولیم، حلم اور اس عورت کے چہرے بھی اسے نظر آئے۔

اب کیسی ہو جین۔ ولیم نے پوچھا۔

بالکل ٹھیک۔ جین نے کہا۔ مجھے کیا ہوگیا تھا؟

تم بے ہوش تھیں۔

وہ بالکل اٹھ کر بیٹھ گئی۔ نہیں میں بالکل ٹھیک ہوں۔

تم ٹھیک نہیں ہو۔ ولیم نے کہا۔ آگے کا سفر فی الحال آج تمہارے بس کا نہیں ہے۔

اس نے فرانسیسی میں ولیم سے کہا تھا کہ محمد خان کے علاوہ اور کوئی اس کی بات نہ سمجھ سکے۔ لیکن روسی آج یقیناً یہاں تک آجائیں گے۔

ہم کہیں چھپ جائیں گے۔ ولیم نے کہا۔

محمد خان نے مداخلت کرتے ہوئے فرانسیسی میں کہا۔ ان لوگوں کو دیکھیئے کیا ان پر

اعتماد کیا جاسکتا ہے۔ کیا یہ روسیوں کو ہمارے بارے میں نہیں بتادیں گے؟
جین نے حلیم اور اس عورت کی طرف دیکھا جو اسے بہت غور سے دیکھ رہے تھے۔ اجنبی زبان کی گفتگو وہ بہت حیرت سے سن رہے تھے۔ غیر ملکیوں کی اس دیہات میں آمد شاید کسی عجوبے سے کم نہیں تھی انہیں دیکھنے کے لئے یہاں لوگوں کی بھیڑ اکٹھی ہوگئی تھی۔
محمد خان نے ایک سگریٹ نکال کر ہونٹوں سے لگاتے ہوئے کہا۔ میں اور آپ آگے کا سفر جاری رکھیں گے۔ جین کو اب یہیں چھوڑنا ہوگا۔ یہ ممکن نہیں ہے۔ ولیم کا جواب تھا۔
محمد خان نے کہا۔ معاہدے کا وہ کاغذ جس میں مسعود' کامل اور عزیزی کے دستخط ہیں ہم میں سے کسی کی بھی زندگی سے زیادہ قیمتی ہے۔ اس کاغذ میں افغانستان کا مستقبل ہے۔ جس کی آزادی کے لئے میرے بیٹے نے اپنی جان دی ہے۔
جین سوچ رہی تھی ولیم کو واقعی اسے چھوڑ کر چلے جانا چاہئے کم از کم اس طرح اس کی زندگی تو بچ جائے گی۔ اسے شرم آرہی تھی کہ اس کی وجہ سے ولیم کو کافی الجھن ہوگئی ہے لیکن اس کے دل کے کسی گوشے میں یہ خواہش بھی کلبلا رہی تھی کہ کاش ولیم اسے چھوڑ کر جانے پر راضی نہ ہو۔
محمد خان کو ولیم کے جواب کا انتظار تھا۔ اسنے پھر کہا۔ صرف یہی ایک راستہ ہے ولیم۔
یہ بات مت کرو۔ ولیم نے بے بسی سے کہا۔ ایسا کرنا میرے لئے ممکن نہیں ہے۔
لیکن......
یہ نہیں ہوسکتا۔ ولیم نے سختی سے کہا۔ اس بات کو بھول جاؤ۔ محمد خان خاموش ہوگیا۔
لیکن پھر ہم کیا کرسکتے ہیں؟ جین نے کہا۔
روسی آج یہاں نہیں پہنچ سکتے۔ ولیم نے کہا۔ ہم اب بھی ان سے کافی دور ہیں۔ صبح ہم جلدی اٹھیں گے۔ ہمیں ہمت نہیں ہارنا ہے۔ ہمیں امید کا دامن بھی نہیں چھوڑنا ہے۔ ممکن ہے اناتولی کو ماسکو سے نئے احکامات ملے ہوں کہ اس تلاش کو بند کردیا جائے یا اپنی ناکامی سے انہوں نے خود یہ ارادہ ترک کردیا ہو۔
میری ایک تجویز ہے۔ محمد خان نے کہا۔ میں واپس جاکر روسیوں کو غلط راستے پر ڈالنے کی کوشش کروں۔
وہ کیسے؟ ولیم نے پوچھا۔
میں ایک رہبر اور مترجم کی حیثیت سے انہیں اپنی خدمات پیش کروں اور نورستان سے جنوب کی طرف کے راستے پر ڈال دوں۔ جس سے وہ آپ لوگوں سے دور ہوتے

جائیں۔

لیکن ان کے پاس تو پہلے ہی ایک رہبر ہو گا۔ جین نے کہا۔

میرا خیال ہے وہ پنج شیر وادی کا کوئی شریف آدمی ہو گا جسے اس کی مرضی کے خلاف یہ کام کرنے پر مجبور کیا گیا ہو گا۔ میں اس سے گفتگو کر کے ساری باتیں طے کر لوں گا۔

اور اگر وہ مدد کرنے پر آمادہ نہ ہو۔

تو وہ کوئی غدار ہو گا۔ محمد خان نے کہا۔ اور اسے مار کر مجھے خوشی ہو گی۔

میں نہیں چاہتی کہ میری وجہ سے کسی کا قتل کیا جائے۔ جین نے غصے میں کہا۔

یہ قتل تمہارے لئے نہیں ہو گا۔ ولیم نے کہا۔ یہ میری وجہ سے ہو گا اس لئے کہ میں نے تمہیں چھوڑ کر جانے سے انکار کیا ہے۔

جین خاموش ہو گئی۔

اور آپ اس رائفل کو کہاں چھپائیں گے؟ ولیم نے پوچھا۔

آپ مجھے ایک بیگ دے دیں۔ یہ رائفل الگ الگ ہو جاتی ہے۔ میں اس میں رکھ لوں گا۔

اگر کسی طرح انہیں معلوم ہو گیا کہ تم انہیں گمراہ کر رہے ہو تو کیا ہو گا۔ جین نے خدشہ ظاہر کیا۔

اس راز کے فاش ہونے سے پہلے میں فرار ہو جاؤں گا۔ محمد خان نے کہا۔

یہ سب کچھ نہایت خطرناک ہے۔ جین نے افسردہ ہوتے ہوئے کہا۔

محمد خان نے سینہ تان کر جین سے کہا۔ افغان مجاہدین خطروں سے کھیلنے میں ہی اپنی شان سمجھتے ہیں۔

ولیم نے کہا۔ اگر انہیں شک ہوا تو وہ آپ کو اذیت دے کر ہمارے بارے میں پوچھیں گے۔

وہ مجھے کسی صورت میں زندہ نہیں پکڑ سکتے۔ محمد خان نے اعتماد سے کہا۔

محمد خان نے بتایا کہ حلم سے اس نے بات کر لی ہے اور وہ تیس ہزار افغانی کے عوض آپ لوگوں کی رہبری کو تیار ہے۔

ابھی تو ٹھیک ہے لیکن ہمارے پاس رہبروں کو بار بار دینے کے لئے پیسے نہیں ہیں۔ ولیم نے کہا۔

آپ بستیوں میں علاج معالجے کے ذریعے کچھ حاصل کر سکتے ہیں جو آپ کے کام آئے گا۔

جین نے ایک بار اور کوشش کی۔ ولیم نے کہا۔ ہم ساتھ جائیں گے یا ساتھ ہی یہیں

مرجائیں گے۔

باب ہشتدہم

پہلے دن کھوجی دستوں کو جین اور ولیم کا کوئی سراغ نہیں ملا۔
باگرم ہوائی اڈے کے ایک چوبی کمرے میں بیٹھے جیری والٹر اور اناتولی ان اطلاعات کا جائزہ لے رہے تھے جو مختلف جگہوں سے انہیں ٹرانسمیٹر پر موصول ہوئی تھیں۔ آج علی الصبح کھوجی دستے پھر متحرک ہوگئے تھے۔ یہ دستے تعداد میں چھ تھے۔ جو پنج شیر وادی کی طرف تھے اور ایک دریائے پنج شیر کے کنارے کنارے بہاؤ کی مخالف سمت کی طرف جارہا تھا۔ ہر دستے کے ساتھ افغان روسی فوج کا ایک ایسا افسر جو بخوبی دری زبان سے واقف ہو چل رہا تھا۔ یہ مختلف بستیوں میں ہیلی کاپٹر کے ذریعہ پہنچے تھے اور ان میں سے ہر دستے نے اطلاع دی تھی کہ انہیں مقامی رہبر مل گیا ہے۔
چھٹے دستے کی اطلاع موصول ہونے پر جیری نے اناتولی سے کہا۔ رہبروں کا انتظام بڑی جلدی ہوگیا۔ آخر آپ لوگ اس کے لئے کیا طریقہ کار استعمال کرتے ہیں؟
طریقہ کار بالکل سیدھا ہے۔ اناتولی نے بتایا۔ ہم مقامی آدمی کو بلا کر اس سے تعاون مانگتے ہیں۔ انکار کی صورت میں اسے فوراً گولی مار دی جاتی ہے جس سے عموماً دوسرا آدمی انکار کی جرائت نہیں کرتا۔
ایک دستے نے ہیلی کاپٹر کے ذریعہ تمام راستوں کا معائنہ کرنے کی کوشش کی۔ لیکن انہیں ناکامی ہوئی۔ زمینی راستوں پر چل کر جن راستوں کا جائزہ دشوار تھا فضائی معائنہ اور بھی ناممکن تھا۔ اس کا سبب یہ تھا کہ رہبر زندگی میں پہلی بار ہیلی کاپٹر میں بیٹھے تھے اور اوپر سے راستوں کی شناخت ان کے لئے قطعی ناممکن تھی۔
آج صبح جیری کو کوئی اہم اطلاع ملنے کی امید نہیں تھی اس لئے کہ مفرورین کو پورے ایک دن کی مہلت مل چکی تھی لیکن اسے یقین تھا کہ جین کی رفتار فوجیوں سے تیز نہیں ہوسکتی خصوصاً جبکہ اس کے ساتھ ایک بچہ ہے۔
جیری کا ضمیر اسے ملامت کررہا تھا کہ جین کے لئے اس کا غصہ لڑی کو متاثر کررہا ہے اس عمر میں ان برف پوش راستوں کا سفر اس کے لئے یقیناً ناقابل برداشت ہوگا وہ سوچ رہا تھا کہ اگر جین مرگئی اور لڑی زندہ رہی تو کیا ہوگا۔ اس نے تصور میں ولیم کو تنہا گرفتار ہوتے دیکھا ایک دو میل پہلے اسے جین کا مردہ جسم ملا جس کی گود میں موجود بچہ حیرت انگیز طور پر زندہ تھا۔ ولیم اسے لے کر پیرس پہنچا۔ جنگ افغانستان کے آزمودہ کار سپاہی اور ہیرو

کی شکل میں۔ میں لڑی کی پرورش جین کے بغیر کرلوں گا۔ ایک آیا رکھوں گا لیکن یہ خیال رکھنا ہوگا کہ اسے ماں کا درجہ نہ مل جائے۔ اس کے ذہن میں غیر مسلسل خیالات آرہے تھے۔ جس سے اسے کچھ بے چینی کا احساس ہوا۔

دوپہر تک کوئی معقول اطلاع نہ ملنے سے اناتولی کے اندر اکتاہٹ اور جیری والٹر کا ذہنی تناؤ بڑھ گیا۔ بغیر کھڑکی کے اس کمرے میں اناتولی روسی زبان میں افسران کو ہدایات دے رہا تھا اور اس کی بکواس جیری کے لئے اعصاب شکن ثابت ہورہی تھی خصوصاً اس لئے کہ وہ روسی زبان بالکل نہیں سمجھتا تھا۔

شام تک کھوجی دستوں کی اطلاعات موصول ہوئیں کسی کو مفرورین کا کوئی پتہ نہیں چلا تھا۔ ان فوجیوں نے بستی کے لوگوں سے فرداً فرداً دریافت کیا تھا کہ انہوں نے کسی غیر ملکی کو یہاں سے گزرتے دیکھا ہے لیکن جواب ہربار انکار میں ملا۔ اس میں حیرت کی کوئی بات نہیں تھی۔ اس لئے کہ یہ دستے ابھی پنج شیر وادی کی حدود میں نورستان جانے والے راستے پر تھے۔ جن لوگوں سے معلومات حاصل کی جارہی تھی وہ عموماً مسعود کے وفادار تھے اور روسیوں کی مدد کرنا غداری سمجھتے تھے لیکن جب یہ کھوجی دستے نورستان پہنچیں گے تو یہ دقت پیش نہیں آئے گی۔

دوسری صبح اسے اناتولی نے بیدار کیا اس کے چہرے پر شاطرانہ مسکراہٹ تھی۔ سارا چڑچڑاپن اور تردد اس کے چہرے سے رخصت ہوچکا تھا۔ انہوں نے اٹھ کر ایک ساتھ ناشتہ کیا۔ اناتولی تمام کھوجی دستوں سے ٹرانسمیٹر پر بات کرچکا تھا۔ اس نے جیری سے کہا۔ آج ہم تمہاری بیوی کو پالیں گے۔ یہ سن کر جیری کے چہرے پر امید کی کرنیں چمک اٹھیں۔

آفس پہنچ کر اناتولی نے کھوجی دستوں سے پھر رابطہ قائم کیا۔ وہ ان سے پوچھ رہا تھا کہ اس تلاش میں انہوں نے اپنے اطراف کیا دیکھا۔ جواب میں پہاڑوں کے نشیب و فراز' بستیوں' چٹانوں کا ملبہ جھیلوں اور اسی طرح کی دوسری چیزوں کا ذکر تھا۔ ان کے آگے بڑھنے کی رفتار بھی بے حد سست تھی اس لئے کہ راستے تیز چلنے کی اجازت نہیں دیتے تھے۔

دوپہر کے کچھ بعد انہیں غیر متوقع خلل اندازی سے دوچار ہونا پڑا۔ ایک روسی جنرل حقائق کی معلومات کے لئے افغانستان کے پانچ روزہ دورے پر آیا تھا۔ وہ بالخصوص اس لئے آیا تھا تاکہ معلوم کرسکے کہ اناتولی روسی ٹیکس دہندگان کے پیسے کا کیا استعمال کررہا ہے ان کے آنے کی اطلاع اناتولی کو کچھ دیر پہلے ہی ملی تھی اور وہ اس کے استقبال کے لئے تیار ہوگیا تھا۔

جیری والٹر کو حیرت تھی کہ اناتولی نے کس طرح جھوٹ سچ اطلاعات دے کر جنرل کو مطمئن کردیا تھا اور بہت جلد دونوں بے تکلفی سے کافی پیتے ہوئے گفتگو کررہے تھے

جنرل کو کھوجی دستوں کی کارکردگی اور حالیہ پیش رفت کے متعلق تفصیلی رپورٹ دے رہا تھا۔ اسی دوران ہی ایک کھوجی دستے کی آواز ٹرانسمیٹر پر ابھری اور اناتولی گفتگو کو درمیان میں چھوڑ کر اس سے بات کرنے لگا۔ اطلاع دینے والے کا لہجہ پرجوش تھا۔ گفتگو روسی زبان میں ہو رہی تھی اور جیری ایک کرسی پر بیٹھا منتظر تھا کہ اناتولی ترجمہ کرکے اسے بتائے کہ کیا بات ہے۔

گفتگو کا سلسلہ منقطع ہوتے ہی جیری نے بے چینی کے ساتھ اناتولی سے دریافت کیا۔

کیا کوئی اہم خبر ہے۔

اناتولی نے اسے نظر انداز کردیا۔ اور روسی جنرل سے باتیں کرنے لگا پھر جیری سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔ وادی نورستان کے عطاطی گاؤں میں انہوں نے دو امریکیوں کو گرفتار کرلیا ہے جس میں ایک عورت ہے اور ایک مرد۔

بہت خوب۔ جیری کے منہ سے نکلا۔

میرا بھی یہی خیال ہے۔ اناتولی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

جیری کی خوشی کا ٹھکانہ نہیں تھا۔ بے شک یہ وہی ہیں۔ آپ کے فوجیوں کو امریکی اور فرانسیسی عورت کو پہچاننے کا سلیقہ نہیں ہے۔

شاید...... لیکن ان کا کہنا ہے کہ ان کے ساتھ کوئی بچہ نہیں ہے۔

کیا؟ جیری کے تیوریوں پر بل پڑگئے اس نے سوچا یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ کیا جین لڑکی کو پنج شیر وادی میں ہی کسی کے پاس چھوڑ گئی ہوگی۔ نہیں یہ ممکن نہیں ہے تو پھر کیا عطاطی میں ہی کسی مکان میں بچے کو چھپا دیا ہوگا لیکن اس کا بھی امکان کم ہے۔ جین اپنی عادت کے مطابق خطرے کے وقت بچے کو خود سے جدا نہیں کرسکتی۔

تو کیا لڑکی مرگئی......؟

آخر میں اس نے نتیجہ نکالا کہ اطلاع فراہم کرنے میں کچھ غلطی ہوئی ہے یا کسی بیوقوف خوجی نے یہ اطلاع دی ہوگی جس کی نظر فوری طور پر بچے پر نہ پڑی ہو۔

اندازے قائم کرنے سے کوئی فائدہ نہیں۔ جیری نے کہا۔ ہمیں خود وہاں جاکر دیکھنا ہوگا۔

میں چاہتا ہوں کہ ایک دستے کو لے کر تم فوراً وہاں چلے جاؤ۔ اناتولی نے کہا۔

ٹھیک ہے۔ جیری نے کہا۔ یعنی آپ ساتھ نہیں چل رہے ہیں۔

ہاں۔

کیوں؟

اس نے سختی سے جیری کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ میرا یہاں رہنا ضروری ہے۔

اور اردلی کے ساتھ جیری وہاں سے باہر نکل آیا۔ اس نے سوچا شاید اناتولی نہیں چاہتا کہ جنرل کی موجودگی میں وہ اسے چھوڑ کر جائے اسے خوف ہوگا اس کے پیچھے کوئی اسے بھڑکا نہ دے۔

باہر نکل کر انہوں نے دیکھا کہ دو ہیلی کاپٹر ان کے منتظر ہیں۔ اناتولی نے انہیں احکامات دے دیئے تھے۔ ان میں ایک ہند تھا اور دوسرا ہپ۔ جس میں ایک دستہ تیار بیٹھا تھا۔ سوار ہونے سے پہلے ایک سپاہی نے اسے گرم کوٹ لاکر دیا جسے جیری نے اپنے کندھے پر ڈال لیا اور ہند پر سوار ہوگیا۔

اس کے بیٹھتے ہی ہیلی کاپٹر اوپر اٹھا۔ جیری امید و بیم کی کیفیت میں مبتلا تھا۔ ان کا رخ شمال مشرق کی طرف تھا۔

جب وہ باگرم کی حدود سے باہر نکل گئے تو پائلٹ نے ٹوٹی پھوٹی فرانسیسی زبان میں کہا۔ مجھے حکم ملا ہے کہ میں آپ کے مترجم کی خدمت بھی انجام دوں۔

شکریہ۔ جیری نے کہا۔ تمہیں معلوم ہے ہمیں کیا کرنا ہے؟

یس سر۔ میں سب سے پہلے کھوجی دستے کے لیڈر سے ہیڈ فون پر بات کروں گا۔

بہت خوب۔ جیری کو پائلٹ کا مودبانہ سلوک اچھا لگا۔ اس سے یہ بھی ظاہر ہوا کہ جی بی میں اس کا مقام نمایاں ہے۔

وہ سوچ رہا تھا مجھے سامنے دیکھ کر جین کے کیا تاثرات ہوں گے۔ کیا وہ گستاخی کرے گی یا محض خفت محسوس کرتے ہوئے خاموش رہے گی۔ ولیم اس ذلت کو کیسے برداشت کرے گا۔

اس نے تصور میں دونوں کو دیکھا جو کسی مسجد کے برآمدے میں بیٹھے تھے ان کے پاس مسلح فوجی پہرہ دے رہے تھے۔ وہ لوگ سردی سے کانپ رہے تھے۔ جیری نے خود بھی کچھ سردی محسوس کی۔ اس نے فوراً گرم کوٹ پہن لیا اس نے سوچا وہ ان سے باوقار انداز میں مخاطب ہوگا۔

لیکن وہ کہے گا کیا۔ کیا یہ کہ ہماری ملاقات ہو ہی گئی۔ نہیں یہ کچھ ڈرامائی سا لگتا ہے۔ کیا آپ لوگ واقعی سمجھتے تھے کہ فرار ہونے میں کامیاب ہوجائیں گے۔

جیسے جیسے وہ آگے بڑھ رہے تھے درجہ حرارت کم ہوتا جارہا تھا۔ جیری کھلے دروازے کے پاس ہی بیٹھا ہوا تھا۔ اس وقت نیچے کوئی وادی تھی۔ جو پنج شیر وادی سے کچھ زیادہ مختلف نہیں تھی۔ درمیان میں ایک ندی بہہ رہی تھی اور پہاڑ کی چوٹیوں پر برف جمی ہوئی تھی۔

جیری نے پائلٹ کے کان کے پاس منہ لے جاکر پوچھا۔ اس وقت ہم کہاں ہیں؟

اس وادی کا نام سکردارا ہے۔ پائلٹ نے جواب دیا۔ لیکن شمال کی طرف سے اس کا نام نورستان وادی ہے۔ اس کے بعد ہی عطاطی گاؤں ہے۔

عطاطی یہاں سے کتنی دور ہے؟

ابھی تقریباً بیس منٹ کا سفر اور ہے۔

جیری کی بے قراری بڑھتی جا رہی تھی۔ وہ اپنی جگہ سے اٹھ کر پیچھے چلا گیا۔ جہاں فوجی بیٹھے ہوئے تھے وہ سب اس سے خوفزدہ تھے۔ شاید انہیں معلوم ہے کہ میں کے جی بی میں ہوں۔ اس نے سوچا۔

ہیلی کاپٹر کے نیچے اترنے کے احساس سے اس کی سوچ کا سلسلہ منقطع ہوا۔ وہ خطاطی پہنچ چکے تھے۔ جیری کھڑے ہو کر کھلے دروازے سے باہر دیکھنے لگا۔ ہیلی کاپٹر ایک سرسبز چراگاہ پر اتر رہا تھا جو دریا کے کنارے تھی۔ مکانات کے سلسلے یہاں سے شروع ہو کر دور تک چلے گئے تھے۔

ہیلی کاپٹر زمین پر ٹک گیا تھا۔

جیری نہایت پھرتی سے زمین پر کود گیا چراگاہ کے دوسرے سرے پر کچھ روسی فوجی اس کا انتظار کر رہے تھے۔ جن کا تعلق شاید کھوجی دستے سے تھا۔ جیری کو بے چینی سے پائلٹ کے نیچے اترنے کا انتظار تھا۔ وہ نیچے اترا اور جیری سے بولا۔ آیئے چلیں۔

جیری اپنے احساسات پر قابو پانے کی کوشش کر رہا تھا۔ اس نے سوچا شاید ولیم اور جین اسی مکان میں ہیں جہاں یہ فوجی کھڑے تھے۔ اسے غصہ بھی آ رہا تھا۔ اپنے وقار کا لحاظ رکھتے ہوئے وہ دوڑنے سے احتراز کر رہا تھا۔ حالانکہ اس کی شدید خواہش تھی کہ وہ جلد از جلد جین کے پاس پہنچ جائے۔

فوجیوں کے پاس پہنچ کر پائلٹ نے روسی زبان میں بات چیت شروع کی۔ جیری نے پائلٹ سے پوچھا۔ وہ لوگ کہاں ہیں؟

پائلٹ کے پوچھنے پر افسر نے لکڑی سے بنے ہوئے ایک کمرے کی طرف اشارہ کیا۔

وہ تیزی سے اس کمرے کی طرف بڑھا۔ وہاں کئی دستے کھڑے تھے۔ جیری کو دیکھ کر انہوں نے اسے راستہ دیا اور وہ ان کو دھکیلتا ہوا کمرے میں داخل ہوا۔

ایک گوشے میں وہ لوگ بندھے ہوئے بیٹھے تھے۔

جیری نے ان کی طرف دیکھا اور اسے ایک جھٹکا لگا۔ غصے میں اس کا خون کھولنے لگا۔ ان کے سامنے انیس برس کا دبلا پتلا' دھول میں اٹے بالوں والا ایک ہپی اور سنہرے بالوں والی نیم عریاں ایک لڑکی تھی۔ لڑکے نے جیری کو دیکھ کر انگریزی میں کہا۔ ہماری مدد کیجئے ہمیں بلا سبب گرفتار کر لیا گیا ہے۔

جیری کو لگا جیسے اس کا دماغ پھٹ جائے گا۔ یہ ایک ہی جوڑا تھا جو ہندو کش کی پہاڑیوں میں نروان کی تلاش میں بھٹک رہا تھا۔ اس کی مایوسی کی کوئی انتہا نہیں تھی۔ اسے غصہ آرہا تھا کہ ایسے وقت میں جب افغانستان میں خطرہ ہی خطرہ ہے یہ لوگ یہاں کیوں آئے ہیں؟

ان جیسے بگڑے ہوئے نوجوانوں کی مدد کرنے کا جیری کا کوئی ارادہ نہیں تھا۔ وہ مڑا اور کمرے سے باہر آگیا۔

پائلٹ کمرے کی طرف ہی آرہا تھا۔ اس نے جیری کے زرد چہرے کو دیکھ کر پوچھا۔ کیا بات ہے؟

یہ وہ نہیں ہیں۔ جن کی ہمیں تلاش ہے۔ میرے ساتھ آیئے۔ جیری نے کہا۔ پائلٹ جنرل کے ساتھ چلنے لگا اس نے پوچھا۔ اب ہم کیا کریں گے؟

میں فوراً اناتولی سے بات کرنا چاہتا ہوں۔ آپ جلد از جلد ان سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کریں۔

میدان پار کرنے کے بعد وہ دوبارہ ہیلی کاپٹر پر آگئے اور فوراً ہی پائلٹ نے اناتولی سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش شروع کردی۔ پانچ منٹ کی کوشش کے بعد اسے کامیابی ملی۔ پائلت نے ہیڈ فون جیری کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ اناتولی۔

ہیڈ فون میں جیری نے اناتولی کی آواز سنی۔ جیری میرے دوست' میں اناتولی بول رہا ہوں۔ تم کہاں سے بول رہے ہو' اوور۔

میں عطاطی میں ہوں۔ وہ دونوں امیرکی ولیم اور جین نہیں ہیں بلکہ نروان کی تلاش میں نکلے دو ہپی ہیں' اوور۔

یہ سن کر مجھے حیرت نہیں ہوئی جیری.....

کیا۔ جیری نے یہ سوچے بغیر حیرت ظاہر کی کہ اس پر بات چیت یکطرفہ طور پر ہی ہوسکتی ہے۔

.....اطلاع ملی ہے کہ ولیم اور جین سطری وادی میں دیکھے گئے ہیں کھوجی دستے ابھی تک انہیں پا نہیں سکے لیکن ہم مسلسل ان کے تعاقب میں ہیں' اوور۔

ہپیوں سے ملنے کی بعد کی غصے کی کیفیت یکسر غائب ہوگئی اور اس کا تجسس پھر بیدار ہوگیا۔ یہ سطری وادی کس طرف ہے؟ اور..... جیری نے پوچھا۔

تم سے کچھ زیادہ دور نہیں ہے۔ عطاطی سے پندرہ بیس میل جنوب میں نورستان خطے میں ہی یہ وادی ہے اوور۔ اناتولی نے بتایا۔

اتنا قریب' کیا واقعی' اوور۔ جیری نے کہا۔

ہاں کھوجی دستوں کو کئی گاؤں سے ان کے گزرنے کی اطلاع ملی ہے۔ حلیہ جین اور

ولیم کا ہی ہے۔ ان کے ساتھ ایک بچہ ہونے کی تصدیق بھی ملتی ہے' اوور۔
تو پھر وہ لوگ بے سک وہی ہیں۔ اس وقت وہ کہاں ہیں' کیا کچھ پتہ چلا اوور۔
ابھی تک کچھ معلوم نہیں ہوا۔ میں کھوجی دستوں سے ملنے کے لئے جارہا ہوں اور اس وقت راستے سے ہی بول رہا ہوں۔ وہاں مزید تفصیلات کا علم ہوگا' اوور۔
یعنی آپ باگرم میں نہیں ہیں.....وہ آپ کے مہمان کا کیا ہوا۔ اوور۔
وہ مطمئن ہو کر چلا گیا۔ میں اس وقت ہیلی کاپٹر میں ہوں اور بس چند منٹوں میں منڈول گاؤں میں کھوجی دستوں سے ملوں گا۔ یہ گاؤں نورستان وادی میں ہے تم بھی یہیں آکر مجھ سے ملو۔ ہم رات یہیں رکیں گے اور صبح اپنی نگرانی میں تلاش شروع کریں گے' اوور۔
میں پہنچ رہا ہوں۔ اچانک اسے ہپیوں کا خیال آیا۔ ان ہپیوں کا کیا جائے' اوور۔
انہیں مزید تحقیقات کے لئے کابل بھیج دو۔ وہاں ہمارے ادمی انہیں یاددلائیں گے کہ یہ دنیا ہی حقیقی دنیا ہے۔ اچھا ذرا پائلٹ سے میری بات کرانا' اوور۔
ٹھیک ہے اب منڈول میں ملاقات ہوگی' اوور۔
پائلٹ روسی زبان میں اناتولی سے باتیں کررہا تھا اور جیری سوچ رہا تھا کہ اناتولی نے ان ہپیوں کی مزید تحقیقات کیوں ضروری سمجھی' ظاہر ہے یہ جاسوس نہیں ہوسکتے۔ اچانک اسے خیال آیا کہ صرف وہ ہے جو جانتا ہے کہ یہ جین اور ولیم نہیں ہیں اور انہیں ضرورت پڑنے پر استعمال کیا جاسکتا ہے۔
جیری بری بے صبری سے گفتگو کے ختم ہونے کا منتظر تھا۔ شاید کل ولیم اور جین گرفتار ہوجائیں ان کے فرار کی کوشش بہرحال بے نتیجہ ثابت ہوگی۔ یہ سوچ کر بھی جیری کی تشویش میں کوئی کمی نہیں آرہی تھی۔ اسے یقین آبھی نہیں سکتا تھا جب تک کہ وہ ان دونوں کو ہتھکڑی پہنے ہوئے روسی فوجیوں کی تحویل میں نہ دیکھ لے۔
پائلٹ نے ہیڈ فون نکالتے ہوئے جیری سے کہا۔ اس ہیلی کاپٹر میں آپ کو منڈول پہنچانے کا حکم ملا ہے۔ دوسرا ہپ باقی لوگوں کو لے کر باگرم چلا جائے گا۔
ٹھیک ہے۔
کچھ منٹ بعد وہ پرواز کررہے تھے۔ تاریکی بڑھ چکی تھی۔ جیری کو حیرت تھی کہ اس تاریکی میں وہ لوگ منڈول کی تلاش کیسے کرپائیں گے۔
ہیلی کاپٹر کے نیچے سیاہ تاریکی تھی۔ تمام مناظر اندھیرے کی گود میں سوچکے تھے۔ پائلٹ ہیڈ فون پر مسلسل باتیں کررہا تھا۔ جیری کا خیال تھا کہ منڈول سے لوگ اس کی رہنمائی کررہے ہیں۔ دس پندرہ منٹ بعد نیچے تیز روشنیاں نظر آئیں اور ہیلی کاپٹر آہستہ

آہستہ نیچے اترنے لگا۔

جہاں ہیلی کاپٹر زمین پر اترا تھا وہیں قریب ہی ایک دوسرا ہیلی کاپٹر بھی کھڑا تھا۔ ایک فوجی ان کے انتظار میں تھا جو انہیں لے کلر پہاری پر بسے گاؤں تک لے جانے آیا تھا۔ اندھیرے میں پہاری پر بنے چوبی مکانوں کے ہیولے نظر آرہے تھے۔ وہ تھوری دیر میں ایک ایسے مکان میں داخل ہوا جہاں گرم کوٹ میں ملبوس اناتولی اس کا منتظر تھا۔

جیری نے انتولی کو بہت اچھے موڈ میں دیکھا۔ اسے دیکھتے ہی اس نے کہا۔ میرے فرانسیسی دوست ہم کامیابی سے بے حد قریب ہیں۔ جیری اس جیسے خشک مزاج اور محتاط ادمی کو اس موڈ میں دیکھ کر حیران تھا۔ یہ کافی لو اس میں دو ودکا کی بھی کچھ مقدار شامل ہے۔ اس نے افغان عورت کو دیکھ کر کہا جو کافی کا کپ لے کر آرہی تھی۔

جیری نے اس عورت سے کپ لے لیا اور اناتولی کے پاس ہی ایک دوسری کرسی پر بیٹھ گیا۔ اسے یہاں کرسیاں دیکھ کر حیرت تھی۔ کیا روسی فوجی ہر جگہ یہ چیزیں لئے لئے پھرتے ہیں۔

اناتولی اس کے دل کی بات سمجھ گیا۔ میں اس طرح کی کچھ چیزیں ہمیشہ ساتھ لے کر چلتا ہوں۔ آخر کے جی بی کی اپنی کوئی عزت ہے' وقار ہے۔

جیری اناتولی کے چہرے کے تاثرات نہیں پڑھ سکا۔ وہ یہ بھی نہیں سمجھ سکا کہ وہ یہ بات سنجیدگی سے کہہ رہا ہے یا مزاق میں۔ اس نے موضوع بدلتے ہوئے پوچھا۔ تازہ خبر کیا ہے؟

ہمارے مفرورین نے آج یقیناً سطری بستی پار کرلی ہوگی۔ بدقسمتی سے آج دوپہر بعد ہمارا کھوجی دستہ اپنے رہبر سے محروم ہوگیا۔ نہ معلوم وہ کہاں چلا گیا لیکن حسن اتفاق سے دوسرا رہبر ڈھونڈھنے میں انہیں دیر نہیں لگی۔

لالچ دینے کا وہی طریقہ جو آپ کا شعار ہے یہاں بھی کام آیا ہوگا۔ جیری نے کہا۔

ہاں' اور یہاں رہبر حاصل کرنا اتنا دشوار بھی نہیں۔ یہ علاقہ جنگی سرگرمیوں سے محفوظ ہے اور لوگ بلا تامل ہماری مدد پر آمادہ ہوجاتے ہیں۔ اناتولی نے کہا۔ اس نئے رہبر نے ہمارے مفرورین کو آج ہی دیکھا تھا۔ دونوں اسے راستے میں اس جگہ ملے تھے جہاں دریائے سطری دریائے نورستان سے ملتا ہے۔ اس نے انہیں وہاں جنوب کی طرف مڑتے ہوئے دیکھا تھا۔

بہت خوب۔

آج رات جب ہمارے آدمی یہاں پہنچے تو ہمارے فوجیوں نے گاؤں والوں سے ان کے بارے میں پوچھا اور ان سے معلوم ہوا کہ دو غیر ملکی جن کے ساتھ ایک بچہ بھی ہے

یہاں سے گزرے تھے اور اب وہ جنوب کی طرف جا رہے ہیں۔
یعنی کل تک ہم انہیں گرفتار کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ جیری نے کہا۔

دھول سے اٹے ہوئے فرش پر بچھے فوم کے گدے پر علی الصبح جیری والڈز کی آنکھ کھلی۔ الاؤ بجھ جانے سے سردی بڑھ گئی تھی۔ اناتولی اپنے بستر پر نہیں تھا۔ جیری یہ نہیں سمجھ سکا کہ اس مکان کے مالک نے اپنے خاندان کے ساتھ رات کس طرح گزاری ہوگی۔ رات میں انہیں کھانا مہیا کرنے کے بعد وہ لوگ کہیں چلے گئے تھے۔ اناتولی کی نظر میں سارا افغانستان اس کی نجی ملکیت تھا اور شاید یہ بڑی حد تک درست بھی تھا۔
جیری بستر پر بیٹھا ہوا آنکھیں مل رہا تھا۔ اس نے اناتولی کو دروازے پر کھڑا ہوا دیکھا۔
گڈ مارننگ۔ اس نے کہا۔
کیا تم اس سے پہلے بھی یہاں آ چکے ہو۔ اناتولی نے بغیر تمہید کے اچانک پوچھا۔
کہاں؟ جیری پر اب بھی نیند کا غلبہ تھا۔
نورستان۔ اناتولی کچھ بے چین تھا۔
کبھی نہیں۔
تو پھر واقعی حیرت کی بات ہے۔
معمے جیسی یہ گفتگو جیری کو الجھا رہی تھی۔ اس میں حیرت کی کیا بات ہے۔ اس نے پوچھا۔
ابھی چند منٹ پہلے میں نئے رہبر سے گفتگو کر رہا تھا......
کیا نام ہے اس کا۔ جیری نے درمیان میں پوچھا۔
حامد...... محمود یا محمد اس طرح کا کوئی نام اس نے بتایا تھا۔ جیسے عاماً افغانیوں کے نام ہوتے ہیں۔
نورستانیوں سے گفتگو میں آپ لوگ کون سی زبان استعمال کرتے ہیں۔
فرانسیسی' روسی' دری اور انگریزی کا مرکب۔ اس نے مجھ سے پوچھا تھا کہ کل شام دوسرے ہیلی کوپٹر میں کون آیا تھا۔ میں نے اسے بتایا کہ ایک فرانسیسی جو مفرورین کی تلاش میں ہماری مدد کر رہا ہے۔ اس نے تمہارا نام پوچھا اور میں نے اسے نام بتا دیا۔ میں چاہتا تھا کہ اس کے تجسّس کا سبب معلوم کروں لیکن اس کے بعد وہ خاموش ہو گیا۔ شاید وہ تمہیں جانتا ہے۔
ناممکن۔ جیری نے کہا۔
میرا خیال ہے۔

آپ نے براہ راست اس سے کیوں نہیں پوچھ لیا۔ جیری نے کہا۔

جب تک جھوٹ بولنے کا سبب میری سمجھ میں نہ آئے اسے مشکوک سمجھنا میں نے مناسب نہیں سمجھا۔ کہتے ہوئے اناتولی باہر کی طرف چل پڑا۔

جیری فوراً بستر سے باہر آیا۔ وہ [illegible] اور [illegible] پہن کر سو رہا تھا۔ جلدی جلدی پینٹ پہنی، جوتے پہنے اور ایک [illegible] پر کوٹ ڈال کر باہر آ گیا۔

وہ ایک چوبی برآمدے میں [illegible] وادی نظر آ رہی تھی۔ نیچے میدانی علاقے کے پاس ایک [illegible] تی۔ سورج ابھی نہیں نکلا تھا اور فضا میں دھند چھائی ہوئی [illegible] تھا۔ جیری کو یاد آیا کہ یہ علاقہ نورستان کا سب سے زر[illegible]

روسی فوجیوں نے [illegible] کے تھے۔ جیری ضروریات سے فراغت کے لئے چلا گیا۔ ندی [illegible] ن نے ایک کپ کافی پی۔

اناتولی کی ہدایا[illegible] تیار کھڑا تھا۔ ان کا تعلق ٹرانسیٹر کے ذریعہ اناتولی سے تھا۔ [illegible] اناتولی تیز تیز چلتا ہوا اس کے پاس آیا۔

کیا تم نے اس نئے رہبر کو دی[illegible]

نہیں۔

نہ معلوم وہ کہاں غائب ہو گیا۔

جیری کے ماتھے پر شکن ابھی [illegible] پہلے رہبر کی طرح [illegible]

یہ لوگ قطعی بے اعتبار ہیں۔ میں کسی دوسرے کو تیار کرتا ہوں میرے ساتھ چلو ترجمہ کرنے کی ضرورت پڑے گی۔

میں ان کی زبان نہیں جانتا۔

ممکن ہے ان میں سے کچھ تمہاری دری سمجھ سکیں۔

جیری والٹر اناتولی کے ساتھ سبزہ زار کی دوسری طرف بسے گاؤں کی طرف چلا جب وہ گاؤں میں داخل ہوئے تو کسی نے روسی زبان میں اناتولی کو آواز دی۔ انہوں نے رک کر پیچھے دیکھا۔ دس بارہ لوگ جن میں کچھ نورستانی تھے اور کچھ روسی فوجی ایک برامدے میں کھڑے تھے ان کی نظریں فرش پر پڑے ایک آدمی کی طرف تھیں۔ اناتولی اور جیری وہاں پہنچے۔ فرش پر پڑا آدمی مردہ تھا۔

گاؤں کے لوگ مرے ہوئے آدمی کی طرف اشارہ کرکے واویلا کر رہے تھے۔ مردہ آدمی کا گلا کٹا ہوا تھا اور خون خشک ہو چکا تھا۔ شاید اسے ایک دن پہلے قتل کیا گیا تھا۔

کیا یہی حامد یا محمد ہے۔ ہمارا رہبر؟ جیری نے اناتولی سے پوچھا۔

نہیں۔ اناتولی نے کہا۔ اس نے ایک فوجی سے کچھ بات کی پھر جیری کو بتایا کہ یہ پچھلا رہبر ہے جو کل غائب ہو گیا تھا۔

جیری گاؤں والوں سے دری زبان میں مخاطب ہوا۔ کیا بات ہے؟

ایک لمحے کے توقف کے بعد ایک بوڑھا آدمی جس کے چہرے پر جھریاں تھیں اور جس کی ایک آنکھ غائب تھی دری میں بولا۔ اس کا قتل کیا گیا ہے۔ اس کا لہجہ کہہ رہا تھا کہ اسے روسی فوجیوں پر شک ہے۔

جیری نے ان سے کچھ سوالات کئے اور جو کہانی برامد ہوئی وہ کچھ یوں تھی مرنے والا سطری وادی کے کسی گاؤں کا رہنے والا تھا۔ روسیوں نے اسے رہبر کی حیثیت سے ساتھ لیا تھا۔ اس کے مردہ جسم کا سراغ ایک چرواہا کے کتے نے دیا جو ایک جھاڑی کے پیچھے پڑا تھا۔ مرنے والے کے خاندان والوں کا خیال تھا کہ اسے روسی فوجیوں نے قتل کیا ہے اور وہ اسے لے کر اناتولی کے پاس فریاد کرنے آئے ہیں۔

جیری نے یہ باتیں اناتولی کو بتادیں۔ یہ اس لئے ناراض ہیں کہ انہیں شک ہے کہ آپ کے فوجیوں نے اسے مار ڈالا ہے۔

ناراض۔ اناتولی نے کہا۔ کیا انہیں نہیں معلوم کہ پورا افغانستان میدان جنگ بنا ہوا ہے اور قتل و غارت گری یہاں عام بات ہے۔

اس علاقے کے لوگوں نے ابھی جنگ کا وہ منظر نہیں دیکھا۔ جیری نے کہا۔ ویسے کیا آپ ہی نے اسے قتل کرایا ہے؟

نہیں۔ اناتولی نے کہا۔ میں فوجیوں سے پوچھوں گا۔ لیکن فوراً ہی وہاں کھڑے فوجیوں نے کہا۔ یہ کام ہم میں سے کسی کا نہیں ہے۔

پھر کون کر سکتا ہے۔ جیری نے حیرت سے کہا۔ کیا مقامی لوگوں نے اسے ہماری معاونت کے جرم میں قتل کیا ہو گا؟

نہیں۔ اگر یہ لوگ ایسے لوگوں سے نفرت کرتے تو یہ واویلا نہ ہوتا۔ ان سے کہو کہ ہم نے یہ قتل نہیں کیا ہے اور انہیں یقین دلانے کی کوشش کرو۔

جیری بوڑھے آدمی سے مخاطب ہوا۔ ہم میں سے کسی نے اس آدمی کا قتل نہیں کیا ہے ہم خود حیران ہیں کہ ہمارے رہبر کو کس نے قتل کر دیا۔

بوڑھے آدمی نے ترجمہ کرکے گاؤں والوں کو یہ بات بتائی۔ وہ لوگ اب بھی غصے میں کھول رہے تھے۔

اناتولی متفکر تھا۔ شاید دوسرے رہبر نے اس کی جگہ حاصل کرنے کے لئے یہ قتل کیا ہو۔ اس نے جیری سے کہا۔

کیا آپ رہبروں کو اچھی تنخواہ دیتے ہیں؟

ایسی کوئی خاص نہیں۔ اناتولی نے پاس کھڑے سارجنٹ سے پوچھا پھر جیری کو بتایا۔ پانچ سو افغانی روزانہ۔

ایک افغان کے لئے یہ اچھی تنخواہ ہے لیکن اتنی رقم کے لئے وہ کسی کا قتل نہیں کرسکتے۔ ویسے یہ بھی ہوتا ہے کہ ایک نورستانی صرف نئے جوتے کے لالچ میں کسی کا قتل کرے۔

ان سے پوچھو کیا انہوں نے ہمارے نئے رہبر محمد کو دیکھا ہے؟ اناتولی نے کہا۔

جیری نے بوڑھے سے پوچھا۔ وہ کچھ دیر آپس میں گفتگو کرتے رہے۔ بیشتر لوگ انکار میں سر ہلاتے رہے تھے لیکن ایک آدمی نے اونچی آواز میں شمال کی طرف اشارہ کرکے کچھ کہا۔ بوڑھے نے جیری کو بتایا۔ اس نے گاؤں چھوڑ دیا ہے۔ آج صبح ہی عبدل نے اسے شمال کی طرف جاتے ہوئے دیکھا ہے۔

اس نے گاؤں کب چھوڑا۔ اس لاش کے برآمد ہونے سے پہلے یا بعد میں۔ نہیں وہ پہلے ہی چلا گیا تھا۔

جیری نے اناتولی سے کہا۔ مجھے حیرت ہے کہ وہ اچانک کیوں چلا گیا۔

ایسا ظاہر ہوتا ہے جیسے اس کے دل میں کوئی چور تھا۔

میرا خیال ہے وہ آج صبح آپ سے بات کرنے کے فوراً بعد روانہ ہوگیا اور اگر ایسا ہے تو شاید وہ میرے یہاں آنے کی وجہ سے فرار ہوا ہے۔

اناتولی نے کچھ سوچتے ہوئے سر ہلایا۔ میرا خیال ہے اسے کچھ معلوم ہے جو ہم نہیں جانتے۔ بہتر ہوگا کہ ہم اسے پکڑنے کی کوشش کریں شاید اور دیر نقصان دہ ہوگی۔ ہمیں اسے کسی طرح پکڑنا ہے۔

اس سے آپ کی بات چیت کو کتنا وقت ہوچکا ہے۔

اناتولی نے گھڑی پر نظر ڈالتے ہوئے کہا۔ ایک گھنٹے سے کچھ زیادہ تو پھر وہ ابھی کچھ زیادہ دور نہیں گیا ہوگا۔

ہاں۔ اناتولی فوجیوں کی طرف مڑا اور جلدی جلدی روسی زبان میں کچھ ہدایات کیں۔ تمام فوجی تیار ہوگئے۔ دو فوجیوں نے بوڑھے آدمی کو اپنے ساتھ لیا اور میدان کی طرف چل پڑے۔ اناتولی جیری کا ہاتھ پکڑ کر تیزی سے ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھا۔ اس بوڑھے کو اس لئے ساتھ لیا ہے کہ شاید ہمیں مترجم کی ضرورت پیش آئے۔ اس نے کہا۔

وہ ہیلی کاپٹر کے پاس پہنچ چکے تھے۔ اناتولی اور جیری دونوں اس پر سوار ہوگئے۔ بوڑھا آدمی پہلے ہی بٹھایا جاچکا تھا۔ جیری سوچ رہا تھا اب یہ اپنی باقی زندگی گاؤں والوں کو اپنی ہیلی

کاپٹر میں سواری کی کہانیاں سناتا رہے گا۔

چند منٹ بعد وہ فضا میں پرواز کر رہے تھے۔ گاؤں سے پہاڑ کی چوٹی تک پگڈنڈی انہیں نظر آتی رہی اس کے بعد درختوں کی آڑ میں اوجھل ہوگئی۔ اناتولی نے پائلٹ کے ہیڈ فون پر کچھ باتیں کیں پھر جیری کو بتایا کہ اس نے ایک دستے کو اس جنگل کی تلاشی کا حکم دے دیا ہے۔ شاید اس نے یہاں چھپنے کی کوشش کی ہو۔

وہ ندی کے بہاؤ کی مخالف سمت میں پرواز کر رہے تھے کچھ میل چلنے کے بعد وہ اس جگہ پہنچے جہاں سے یہ ندی نکلی تھی۔ وہ سوچ رہے تھے کیا محمد نورستان کے سرد خطوں کی طرف گیا ہوگا یا مشرق کی طرف مڑ کر پنج شیر وادی کی طرف چل پڑا ہوگا۔

جیری نے بوڑھے سے پوچھا۔ یہ محمد کس علاقے کا رہنے والا تھا۔

مجھے معلوم نہیں۔ بوڑھے نے کہا۔ لیکن وہ تاجک تھا۔

اس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ نورستان کا نہیں سطری وادی کا باشندہ تھا۔ جیری نے یہ بات اناتولی کو بتائی اور وہ بائیں طرف مڑ کر سطری وادی کی طرف چلنے لگے۔

جیری کو نیچے کا منظر دیکھ کر بخوبی سمجھ میں آگیا کہ ولیم اور جین کا تعاقب ہیلی کاپٹر سے کیوں نہیں کیا گیا۔ محمد کو غائب ہوئے ابھی ایک گھنٹہ ہوا تھا اور اسے ڈھونڈھنا مشکل ہوگیا۔ اگر کسی کو پورا دن سفر کے لئے ملے تو وہ نہ معلوم کن کن راستوں سے گزر کر کہاں نکل جائے۔

یہاں سے سطری وادی کا اگر براہ راست کوئی راستہ تھا تو وہ کم از کم ہیلی کاپٹر سے نظر نہیں آرہا تھا۔ پائلٹ صرف ندی کے سہارے چل رہا تھا۔ یہ پہاڑی سلسلہ بالکل بنجر تھا لیکن اس پر برف نہیں تھی۔ اگر محمد یہیں کہیں ہے تو اسے چھپنے کی کوئی جگہ نہیں ملے گی۔

کچھ دیر بعد ہی وہ انہیں نظر آگیا۔

اس کا سفید لباس اور صافہ بھوری زمین کے پس منظر میں صاف نظر آرہا تھا۔ وہ نہایت اطمینان سے پہاڑ چڑھ رہا تھا اس کے انداز سے تھکن نام کی کوئی چیز نظر نہیں آرہی تھی۔ اس کے کندھے سے ایک تھیلا لٹک رہا تھا۔ ہیلی کاپٹر کی آواز سن کر ایک بار اس نے پیچھے دیکھا تھا۔ لیکن پھر وہ اپنے راستے پر چلنے لگا۔

کیا یہ وہی ہے؟ جیری نے پوچھا۔

شاید، ہم ابھی دیکھ لیتے ہیں۔ اناتولی نے کہا۔ اس نے پائلٹ کے ہیڈ فون پر دوسرے ہیلی کاپٹر کو جو ساتھ ساتھ چل رہا تھا۔ ہدایت دی کہ وہ نیچے اتر کر اس آدمی کو دیکھے۔ سو گز کی دوری پر وہ ہیلی کاپٹر زمین پر اتر پڑا۔

ہم نیچے کیوں نہیں اتر رہے ہیں؟ جیری نے اناتولی سے پوچھا۔

صرف احتیاط کے نقطہ نظر سے۔
نیچے اترنے والے ہیلی کاپٹر کا دروازہ کھلا اور چھ فوجی باہر نکلے۔ سفید کپڑوں والا آدمی ان ہی کی طرف بڑھ رہا تھا۔ اس نے اپنا تھیلا اتار کر ہاتھ میں لے لیا تھا۔ اس تھیلے کو دیکھ کر جیری کو کچھ یاد آیا۔ لیکن اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتا محمد نے تھیلے سے مشین گن نکال لی تھی۔ اور اس کا رخ فوجیوں کی طرف تھا۔

فائروں کی آواز ہیلی کاپٹر کی آواز میں دب گئی جیسے نیچے سب کچھ خاموشی میں ہو رہا ہو۔ ایک فوجی نے اپنے سینے پر ہاتھ رکھا اور گر گیا۔ دوسرے کے ہاتھ سے رائفل گری اور ساتھ ہی وہ پہاڑی سے لڑھکتا ہوا نیچے چلا گیا۔ تیسرے کے چہرے پر انہوں نے خون کے دھبے دیکھے اتنی دیر میں باقی تین فوجیوں نے اپنے ہتھیار سنبھال لئے تھے۔ فائر کرنے سے پہلے ایک فوجی اور زمین بوس ہو گیا۔ باقی دو نے اس پر گولیوں کی بوچھاڑ کر دی۔ اناتولی ہیڈ فون پر نہیں نہیں چیختا رہا لیکن محمد کا جسم اس دوران ایک بار ہوا میں اچھلا اور پھر زمین پر گر گیا۔ اس کے چاروں طرف خون بکھرا ہوا تھا۔

اناتولی نے ہیلی کاپٹر کو نیچے اتارنے کو کہا۔ جیری دل ہی دل خوش ہو رہا تھا۔ محمد خان کے گرنے کا یہ منظر اسے پرلطف لگا تھا۔ پھر اسے یکایک خیال آیا کہ ایسی مسرت تو مجھے لوگوں کی زندگی بچا کر ہوا کرتی تھی۔

ہیلی کاپٹر کے زمین چھونے کے ساتھ ہی اناتولی نے ہیڈ فون نکال کر پائلٹ کو دیا اور کہا۔ اب ہم یہ کبھی نہیں جان سکیں گے کہ اس نے ہمارے رہبر کا گلا کیوں کاٹا تھا۔ وہ تیزی سے نیچے کود گیا۔ جیری بھی اس کے ساتھ ساتھ تھا۔ وہ اس مردہ لاش کی طرف دوڑے۔ اس کے جسم کا کئی حصوں میں گوشت باہر نکل آیا تھا اور اس کا چہرہ ناقابل شناخت ہو چکا تھا۔ اسکے باوجود اناتولی نے اسے پہچان لیا۔ ہاں یہ وہی آدمی ہے جس سے میں نے صبح بات کی تھی۔ اس نے پاس پڑی مشین گن اٹھاتے ہوئے کہا۔ لیکن اس کے پاس یہ مشین گن کیوں تھی؟

تھیلے کے اندر دیکھنے پر انہیں کاغذ کا ایک ٹکڑا ملا جیری نے اسے فوراً ہاتھ میں لے لیا۔ یہ موسیٰ کی تصویر تھی۔ اوہ مائی گاڈ۔ اس کے منہ سے نکلا۔ میں سمجھ گیا کہ یہ کون ہے؟

کیا مطلب؟ اناتولی نے کہا۔ تم کیا سمجھ گئے؟

اس آدمی کا تعلق پنج شیر وادی سے ہے۔ جیری نے کہا۔ اور یہ مسعود کا دست راست ہے۔ یہ تصویر اس کے بیٹے کی ہے جو بہت پہلے جین نے کھینچی تھی۔ یہ تھیلا بھی میں پہچان رہا ہوں جس میں مشین گن چھپا کر رکھی گئی تھی یہ ویلم کا ہے۔

تم کیا کہہ رہے ہو؟ اناتولی حیران تھا۔ اس سے آخر تم کیا ثابت کرنا چاہتے ہو؟
جیری کا ذہن بہت تیزی سے کام کررہا تھا۔ اس نے کہا۔ محمد نے آپکے رہبر کا قتل کیا تاکہ اس کی جگہ لے سکے۔ آپ کے لئے فوری طور پر اس کی شناخت ناممکن تھی۔ نورستانی لوگ یہ تو جانتے تھے کہ اس کا تعلق یہاں سے نہیں ہے۔ اس لئے کہ ان کی نظر میں اس کی کوئی اہمیت نہیں تھی۔ ہاں ایک شخص تھا جو اس کی شناخت کرسکتا تھا۔
تم۔ اناتولی نے کہا۔ اس لئے کہ تم اسے اچھی طرح جانتے تھے۔
اسے خطرے کا احساس ہوگیا تھا۔ اس لئے صبح اس نے آپ سے میرے متعلق پوچھا تھا۔ وہ اپنے شبہ کی تصدیق کرنا چاہتا تھا جو آپ نے کردی۔ اور وہ فوراً وہاں سے فرار ہوگیا.... لیکن یہ حیرت کی بات ہے کہ اس نے یہ غیر محفوظ راستہ جو اوپر سے بخوبی نظر آتا ہے۔ فرار کے لئے کیوں منتخب کیا وہ با آسانی غار یا جنگل میں چھپ سکتا تھا۔ شاید اسے توقع نہیں تھی کہ ہم اس کا تعاقب کریں گے۔
ہاں تم صحیح کہہ رہے ہو۔ اناتولی نے کہا۔ اس نے دیکھا تھا کہ پہلے رہبر کے غائب ہونے پر اس کی تلاش نہیں کی گئی اور ہم اس کی تلاش بھی نہ کرتے اگر پہلے رہبر کی لاش جھاڑی سے برآمد نہ ہوتی اور بستی والے ہمیں اس کی طرف متوجہ نہ کرتے۔ یہ صرف اس کی بدقسمتی تھی۔
اسے یہ نہیں معلوم تھا کہ اس کا سابقہ کن ہوشمند لوگوں سے ہے۔ جیری نے کہا۔ اب اگلا سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس کے پیچھے اس کا کونسا مقصد کام کررہا تھا۔ اس نے رہبر کی جگہ حاصل کرنے کی کوشش کیوں کی؟
شاید ہمیں گمراہ کرنے کے لئے۔ اس سے یہ بھی ثابت ہورہا تھا کہ اس نے ہمیں جو اطلاعات دیں وہ غلط تھیں۔ اس نے ولیم اور جین کو سطری وادی میں نہیں دیکھا تھا۔ جیسا کہ اس نے بتایا تھا۔ وہ جنوب کی سمت نورستان کے لئے شاید مڑے ہی نہیں۔ منڈول کے باشندوں سے بھی اس کی تصدیق نہیں ہو سکی تھی۔ لیکن اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ اسے معلوم تھا کہ ولیم اور جین کہاں ہیں۔
یقیناً اس نے ہمیں مخالف سمت کی رہنمائی کی ہوگی۔ جیری نے کہا۔ اس کے چہرے پر تکبر کی جھلک تھی پہلا رہبر شاید اس وقت غائب ہوا تھا جب کھوجی دستہ سطری وادی سے آگے بڑھ رہا تھا۔
ہاں یعنی یہاں تک ہم ٹھیک راستے پر جارہے تھے۔ اس کے بعد محمد نے ہمیں جنوب کی طرف جانے کا مشورہ دیا.....
اس لئے کہ ولیم اور جین شمال کی طرف گئے ہیں۔ جیری نے اناتولی کا جملہ پورا کرتے

ہوئے کہا۔

اناتولی نے سر کو جنبش دیتے ہوئے کہا۔ محمد اس حد تک تو ضرور کامیاب ہوا کہ ہمارے مفرورین کو پورا ایک دن آگے بڑھنے کے لئے مل گیا لیکن اس کی قیمت اسے اپنی جان سے چکانی پڑی۔

جیری نے موسیٰ کی تصویر پھر دیکھی جو پہاڑ کی سرد اور تیز ہوا میں اس کے ہاتھ میں پھڑ پھڑا رہی تھی۔ اس نے کہا۔ محمد خان اپنی اس کامیابی پر ناز کرتا کہ اس نے اپنی جان دے کر جین اور ولیم کو فرار ہونے کے لئے ایک محفوظ دن مہیا کر دیا ہے۔

باب نہم

انہوں نے صبح کاذب سے پہلے گہری تاریکی میں گدوالی بستی چھوڑ دی۔ تاکہ روسی کھوجی دستوں کا درمیانی فاصلہ زیادہ سے زیادہ بڑھا سکیں۔ ان کھوجی دستوں کو صبح روانہ ہونے سے پہلے کئی ضروری کام کرنے پڑتے تھے۔ جبکہ ولیم کو صرف ٹٹو پر سامان لادنا پڑتا تھا اور وہ وقت بے وقت کبھی بھی اپنا سفر جاری رکھ سکتے تھے۔

ان کے سامنے آٹھ نو میل کا ایسا راستہ تھا۔ جو صرف اونچائی کی طرف جاتا تھا لیکن یہ دشوار نہیں تھا۔ اس طرح دوپہر تک وہ ایک ذیلی وادی میں اور رات سے قبل اس سے کچھ میل آگے کا سفر کر سکتے تھے۔ لیکن جین کا مسلسل چلتے رہنا شرط تھا۔ ایک بار وہ نورستان وادی سے باہر نکل جائیں تو روسیوں کے لئے ان کا تعاقب دشوار ہو جائے گا۔

حلم ان کی رہنمائی کر رہا تھا۔ اس کے بدن پر محمد خان کا لباس اور چترالی ٹوپی تھی۔ اس کے پیچھے جین تھی جس کی گود میں لزی تھی۔ پھر میگی کو ہانکتا ہوا ولیم پیچھے پیچھے چل رہا تھا۔ میگی کا وزن اب نسبتاً کم ہو چکا تھا۔ اپنا تھیلا محمد خان کو دینے کے بعد ولیم کے لئے اپنے سامان کو رکھنے کے لئے مناسب جگہ نہیں ملی مجبوراً اسے اپنا دھماکہ خیز مادہ اور بم بنانے کا دوسرا سامان گدوالی میں ہی چھوڑنا پڑا۔ لیکن اس میں سے کچھ بارود زرد رو فلیتہ کی ایک خاص مقدار، بم کی کچھ ٹوپیاں اور وہ پلیٹ جو بم کو دور سے اڑانے کے کام آتی تھی اس نے ساتھ لے لی تھی جو اس کے کوٹ کی جیب میں حفاظت سے رکھی تھیں۔

جین آج کچھ خوش نظر آرہی تھی کل کا آرام اس کی قوتوں کو دوبارہ یکجا کرنے میں معاون ثابت ہوا تھا۔ وہ حیرت انگیز حد تک باحوصلہ اور مضبوط ثابت ہو رہی تھی۔ ولیم اسے تحسین آمیز نگاہوں سے دیکھ رہا تھا لیکن اسے بار بار یہ احساس ہوتا کیا جین کو اس طرح دیکھنے کا حق اسے حاصل ہے۔

حلم کے ہاتھ میں لالٹین تھی جس کی مدھم روشنی سے پتھریلی دیواروں پر ان کی پرچھائیاں بڑی بھیانک اور خوفناک لگ رہی تھیں۔ حلم کچھ آزردہ نظر آرہا تھا۔ کل وہ

راستے بھر گنگناتا رہا تھا۔ جس سے ان کی یہ بے تکی مہم آسان ہو گئی تھی لیکن آج وہ خاموس تھا۔ اس بات کو زیادہ اہمیت نہیں دی۔

پگڈنڈی ہمیشہ کی طرح تپلی اور بل کھاتی ہوئی تھی۔ راستے میں بے شمار پہاڑی چشمے تھے جن میں یہاں وہاں نوکدار چٹانیں سر نکالے ہوئے تھیں۔ ایک میل سے بھی کم راستہ طے ہوا تھا کہ انہیں ایک جگہ رکنا پڑا۔ ان کے بائیں طرف اور سامنے سیدھی چٹان تھی اور دائیں طرف ندی۔ حلم نے بتایا کہ چٹان گرنے سے یہ راستہ بند ہو گیا ہے اور دوسرے راستے کے لئے انہیں صبح کا انتظار کرنا ہوگا۔

ولیم کسی صورت وقت ضائع کرنے کو تیار نہ تھا۔ اس نے اپنے جوتے کپڑے پینٹ اوپر اٹھائی اور برف کی طرح سرد پانی میں داخل ہو گیا۔ دریا کی انتہائی گہرائی ولیم کے ناف تک تھی اور وہ بہ آسانی دوسرے کنارے تک چلا گیا۔ واپس آکر پہلے اس نے میگی کو پار کیا پھر جین اور لزی کو لے گیا حلم سب سے آخر میں باول ناخواستہ پانی میں اترا۔ اندھیری رات کے باوجود وہ کپڑے نہیں اتار سکا جس سے اس کے کپڑے بھیگ گئے اور وہ اس کی وجہ سے مزید افسردہ اور مغموم ہو گیا۔

تاریکی میں وہ ایک گاؤں سے گزرے جہاں کچھ کتوں نے کافی دور تک ان کا پیچھا کیا۔ اور کچھ دیر بعد ہی مشرقی افق پر طلوع سحر کے آثار ہویدا ہوئے۔ حلم نے پھونک مار کر لالٹین کو گل کر دیا۔

انہیں راستے میں ایسی کئی جگہیں ملیں جہاں چٹان گرنے سے راستہ بند ہو گیا تھا۔ ہر بار انہوں نے دریا پار کر کے اپنا سفر جاری رکھا۔ حلم نے مستقل طور پر اپنا پاجامہ رانوں تک چڑھا رکھا تھا۔ ایسی ہی ایک ندی پار کرتے ہوئے۔ انہوں نے ایک مسافر کو اپنی طرف آتے ہوئے دیکھا۔ دبلا پتلا یہ ادھیڑ آدمی اپنے ساتھ ایک فربہ دنبہ لئے ہوئے تھا۔ جسے گود میں لے کر اس نے ندی پار کی حلم نے اس کے ساتھ کسی نورستانی زبان میں دیر تک گفتگو کی۔ ولیم نے اس کی باتوں سے اندازہ لگایا کہ وہ راستوں کی معلومات حاصل کر رہا ہے۔

اس مصیبت کو چھوڑ کر آگے بڑھنے کے بعد ولیم نے حلم سے دری میں کہا۔ کسی کو یہ مت بتانا کہ ہم کہاں جا رہے ہیں۔ حلم نے ایسا ظاہر کیا جیسے وہ ولیم کی بات سمجھا ہی نہیں۔

جین نے ولیم کی بات کو زیادہ وضاحت سے دہرایا۔

حلم نے بتایا کہ وہ ان کی بات سمجھ گیا ہے لیکن تھوڑی دیر بعد جب ان کی ملاقات ایک اور مسافر سے ہوئی تو حلم نے پھر وہی طریقہ کار اختیار کیا۔ یہ مسافر کچھ خطرناک نظر آرہا تھا۔ اس کے ہاتھ میں رائفل تھی اس لئے وہ افغانوں کے لئے قابل احترام تھا۔ حلم

گفتگو سے ولیم کو صرف کانتی وار نام سمجھ میں آیا۔ جوان کی منزل تھی۔ ولیم غصے سے مول رہا تھا۔ حلم اپنی احمقانہ حرکتوں سے ان کی زندگی کو داؤ پر لگا رہا تھا۔ لیکن اب جو نقصان ہونا تھا ہو چکا تھا۔ اس لئے ولیم خاموشی سے ضبط کر گیا۔

مسافر کے آگے بڑھ جانے کے بعد ولیم نے حلم سے کہا۔ میں نے تم سے کہا کہ تم مسافروں سے ہمارے بارے میں کوئی بات نہیں کرو گے۔ روسی تمام مسافروں سے ہمارے بارے میں پوچھ رہے ہیں۔

میں نے اس سے کچھ نہیں کہا۔ حلم نے کہا۔ لیکن خبردار اب کسی سے کوئی بات نہ کرنا۔

حلم نے کوئی جواب نہیں دیا۔

جین نے کہا۔ تم مسافروں سے کسی قسم کی کوئی بات نہیں کرو گے' کیا تم میری بات سمجھ رہے ہو؟

ہاں۔ حلم نے کہا۔

حلم کی خاموشی ولیم کے نزدیک بے حد اہم تھی۔ وہ جانتا تھا کہ حلم ان مسافروں سے راستے کی حالت وغیرہ کے سلسلے میں باتیں کرتا ہے لیکن وہ نہیں جانتا کہ ہم لوگ روسیوں کی دسترس سے فرار ہونے کی کوشش کر رہے ہیں۔

کچھ دیر بعد سفید لباس میں ایک ملا آتا ہوا نظر آیا۔ اس کی ڈاڑھی مہندی سے رنگی ہوئی تھی۔ ولیم نے دیکھا کہ حلم نے پھر اس سے گفتگو شروع کر دی۔

ایک لمحے ولیم خاموش رہا۔ لیکن پھر وہ حلم کے قریب گیا اور اس کا گریبان پکڑ کر ایک جھٹکا دیا۔ حلم گھبرا گیا۔ اس نے بات چیت بند کر دی۔ ملا خوفزدہ سا کھڑا ہوا ولیم کو دیکھ رہا تھا۔ ولیم نے دیکھا کہ جین نے میکی کی لگام پکڑ لی تھی۔ اور آگے چل پڑی تھی۔ تقریباً سو قدم تک ولیم حلم کو گھسیٹتے ہوئے لے گیا پھر اسے چھوڑتے ہوئے بولا۔ اگر روسی مجھے پکڑ پائے تو قتل کر دیں گے۔ اس لئے میں نہیں چاہتا کہ تم کسی سے باتیں کرو۔

حلم نے کوئی جواب نہیں دیا اور اداس اداس آگے بڑھنے لگا۔

جین نے کہا۔ مجھے ڈر ہے کہ یہ ہم سے اس ذلت کا بدلہ ضرور لے گا۔

ممکن ہے۔ ولیم نے کہا۔ لیکن اسے چپ کرنا بھی بے حد ضروری تھا۔

ہمیں اس سے کام لینے کا کوئی مناسب طریقہ اختیار کرنا چاہیئے تھا۔ جین نے کہا۔

ولیم نے کچھ جھنجلاہٹ محسوس کی لیکن ضبط کر گیا۔ یہ جھگڑے کا وقت نہیں تھا۔ انہیں ایک اور مسافر ملا لیکن حلم نے اس سے سلام دعا کے علاوہ کوئی بات نہیں کی۔ ولیم نے سوچا۔ میرا طریقہ کم از کم اس حد تک تو ضرور کامیاب رہا۔

ان کی رفتار ولیم کی توقع سے بہت کم تھی۔ اس کا سبب ناہموار راستے مسلسل

چڑھائیاں اور بار بار کی رکاوٹوں کے سبب راہ کی تبدیلی تھا۔ صبح پرندوں کی چہچہاہٹ تک انہوں نے بمشکل پانچ میل کا سفر طے کیا تھا لیکن اب آگے کا راستہ نسبتاً آسان تھا اور قدرے ہموار درختوں سے گھرا ہوا۔

ہر ایک دو میل بعد انہیں کوئی نہ کوئی بستی ملتی تھی جہاں گھاس پھوس کی جھونپڑیاں نظر آتی تھیں۔ دوپہر کے وقت وہ ایک گاؤں میں تھوڑی دیر کے لئے رکے۔ حلم انہیں ایک مکان کے اندر لے گیا اور چائے پلائی یہ ایک دومنزلہ عمارت تھی۔ ذیلی منزل شاید گودام تھا۔ بالکل عہد وسطیٰ کے برطانوی مکانوں کی طرح۔ جین نے مکان مالکن کو دوا کی ایک شیشی دی جو بچوں کے آنتوں کے ورم کے لئے مفید تھی۔ اس کے بدلے اس عورت نے انہیں بکری کا شیریں دودھ اور مکھن دیا۔ درخت کے جھنڈ کے نیچے دھول بھری زمین پر کمبل بچھا کر وہ آرام کر رہے تھے۔

کھانا کھانے کے بعد جین لیٹ گئی۔ ولیم کو یہ بات اچھی معلوم ہوئی لیکن وہ خود نہیں سونا چاہتا تھا اس لئے کہ روسی نہ معلوم اب اس سے کتنی دور ہوں اور اس سے ایک فائدہ یہ بھی تھا کہ وہ حلم کو بستی والوں سے بات چیت کرنے سے روک سکتا تھا۔

ولیم غور سے جین کو تک رہا تھا۔ تھوڑی ہی دیر بعد وہ پھر سفر پر تھے اس نے لڑکی کو گود میں لے کر ٹٹو کی باگ جین کے سپرد کردی تھی۔

اکثر حلم چلتے چلتے رک جاتا اور تذبذب کے عالم میں کچھ سوچنے لگتا جیسے راستوں کے سلسلے میں وہ کچھ الجھ رہا ہو لیکن جین کے پوچھنے پر اس نے بتایا کہ اس کے رکنے کا یہ سبب نہیں ہے۔ ولیم جلد از جلد وادی نورستان کی حدود سے باہر نکل جانا چاہتا تھا۔ حلم کی یہ حرکت اس کے لئے اشتعال انگیز تھی لیکن یہ سوچ کر وہ خود کو تشفی دیتا کہ ان راستوں میں اگر حلم کو دشواری ہو رہی ہے تو روسیوں کو بھی یہ جاننے میں پریشانی ہوگی کہ ہم کس راستے سے گئے ہیں۔

ولیم کو حیرت تھی کہ حلم بار بار رک کر ایسا کیوں کر رہا ہے۔ وہ ایک جگہ جہاں پہاڑی چشمہ دریائے نورستان سے مل رہا تھا پھر رک گیا پوچھنے پر اس نے بتایا کہ وہ اب آرام کرنا چاہتا ہے لیکن ولیم نے اسے چلتے رہنے کو کہا۔ کچھ ہی فاصلے کے بعد وہ چڑھائی پر ایک جنگل میں داخل ہو رہے تھے خاص وادی پیچھے چھوٹ چکی تھی اور سامنے پہاڑوں کے سلسلے تھے جنہیں عبور کرنا تھا ان پہاڑوں کی چوٹیاں برف سے ڈھکی تھیں۔ ولیم سوچ رہا تھا کہ اگر ہم روسیوں سے بچ بھی گئے تو کیا ان سرد پہاڑوں کو پار کر پائیں گے۔ جین ایک دو بار ٹھوکر کھا چکی تھی جس سے ولیم کو اس کی تھکن کا اندازہ ہو گیا تھا لیکن اس کے باوجود وہ ولیم سے کچھ نہیں کہہ رہی تھی۔

دھندلکا ہونے تک وہ جنگل پار کر کے ایک بے آب و گیاں صحرا کے پاس پہنچ گئے۔

یہاں دور دور تک پوشیدہ رہنے کے لئے کوئی جگہ نہیں تھی انہوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ آدھ گھنٹے پہلے پتھر کی جو جھونپڑی انہیں ملی تھی وہیں رات گزاری جائے حلم نے بھی اس کی تائید کی اور وہ واپس جھونپڑی کی طرف چل پڑے۔

ولیم نے حلم کو مجبور کیا کہ وہ آگ جھونپڑی کے اندر جلائے تاکہ تاریکی میں اس کے شعلے اور دھواں اوپر سے دیکھے نہ جاسکیں اس احتیاط کا فائدہ اسے تھوڑی دیر بعد ہی محسوس ہوا۔ جب اس نے کہیں دور ہیلی کاپٹر کی آواز سنی۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ روسی بہت زیادہ دور نہیں ہیں لیکن اس ملک میں ہیلی کاپٹر کے لئے جو دوری بہت کم تھی پیدل چلنے میں ناممکن ثابت ہوسکتی تھی۔ ممکن ہے روسی دستے اس پہاڑ کے دوسری طرف ہوں لیکن ان تک پہنچنا ان کے لئے پھر بھی آسان نہیں تھا۔

ولیم نے میکی کو کچھ گھاس لاکر کھلائی۔ جین نے لزی کو دودھ پلایا اور اسکے کپڑے بدلے اور فوراً ہی گہری نیند میں سوگئی۔ ولیم نے بستر بند بچھا کر اسے اس پر لٹادیا اور لزی کے کپڑے لے جاکر چشمے میں دھوئے اور انہی لاکر آگ کے پاس سوکھنے کے لئے ڈال دیے۔ اس کام سے فرصت پاکر وہ جین کے پاس لیٹ گیا۔ اس نے قریب ہی حلم کو بھی بے خبر سوتے ہوئے پایا۔ جین کے ہونٹ سوتے میں آہستہ آہستہ ہل رہے تھے۔ شاید وہ کوئی خواب دیکھ رہی تھی۔

اس نے ہیلی کاپٹر کی آواز کے بارے میں سوچا۔ ممکن ہے اس کا تعلق ہماری تلاش سے نہ ہو اور اگر یہ ہماری ہی تلاش میں تھا تو محمد خان کی کوشش کا کوئی ذریا نتیجہ نہیں نکل سکا۔

پھر وہ سوچنے لگا کہ اگر انہیں گرفتار کرلیا گیا تو کیا حشر ہوگا۔ یقیناً اس پر مقدمہ چلے گا جس کی خوب تشہیر کی جائے گی۔ مسعود، کامل اور عزیزی کے درمیان ہونے والے معاہدے کی کوئی حیثیت نہیں ہوگی۔ مجاہدین کو کبھی امریکی ہتھیار نہیں مل سکیں گے۔ اور وہ تھک کر روس کی بالادستی کو تسلیم کرلیں گے۔

جین سے جدائی کا تصور بھی اسے رنجیدہ کررہا تھا۔ اس نے ماضی مین اسے پایا پھر کھودیا۔ اب وہ پھر اسے مل گئی ہے لیکن اب کی بار وہ اسے کھونا نہیں چاہتا تھا۔ جین کے چہرے کی طرف دیکھ رہا تھا اور نہ جانے کب اس پر نیند کا غلبہ ہوا اور وہ سوگیا۔

جین خواب مین دیکھ رہی تھی کہ وہ پشاور کے جارج پنجم ہوٹل میں ہے۔ یہ ہوٹل اگرچہ پیرس میں تھا لیکن خواب میں اسے پاکستان میں دیکھنا عجیب نہیں لگا۔ وہ بری طرح بھوکی تھی۔ روم سروس کو اس نے ابھی ابھی کھانے کا آرڈر دیا تھا۔ اس نے سوچا جب تک کھانا آئے وہ غسل کرے۔ غسل خانہ گرم تھا۔ اس نے پانی کھولا اور پورا کمرہ خوشبو

سے معطر ہو گیا اسے سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ اسکے جسم میں یہ غلاظت کہاں سے آئی اور اس کے باوجود ہوٹل والوں نے اسے اندر کیسے داخل ہونے دیا۔ وہ گرم پانی کے ٹب میں داخل ہو رہی تھی کہ کسی نے اس کا نام لے کر آواز دی۔ یہ شاید روم سروس کی آواز ہے لیکن یہ کتنے بدتمیز ہیں کیا وہ بغیر غسل کے ہی کھانا کھالے ورنہ اسے ٹھنڈا کھانا کھانا پڑے گا۔ اس نے آواز کو نظرانداز کر کے ٹب میں داخل ہونا چاہا لیکن یہ کیا شرافت ہے یہ جین، جین کیوں پکار رہے ہیں۔ انہیں مادام کہنا چاہئے لیکن یہ آواز تو جانی پہچانی لگ رہی ہے۔ تو یہ روم سروس نہیں' ولیم ہے جو اس کے شانے پکڑ کر جھنجھوڑ رہا تھا۔ اور آنکھ کھول کر اسے بڑی مایوسی ہوئی کہ وہ ہوٹل جارج پنجم میں نہیں نورستان وادی کی ایک جھونپڑی میں ہے۔ گرم پانی کے تصور سے ہزاروں میل دور۔

اس نے آنکھ کھول کر اپنے اوپر جھکے ولیم کو دیکھا۔ غنودگی میں ہی اس نے پوچھا۔

کیا صبح ہو گئی؟

نہیں یہ آدھی رات کا وقت ہے۔

کیا وقت ہو گا۔

ایک بج کر تیس منٹ۔

تو تم نے میری نیند کیوں خراب کی۔ جین کچھ ناراض تھی۔

حلم بھاگ گیا۔

کیا؟ جین اب بھی نیند میں تھی۔ کہاں......؟ کیوں کیا اب وہ واپس نہیں آئے گا؟

وہ کچھ کہہ کر نہیں گیا۔ میری نیند کھلی تو وہ جا چکا تھا۔

تمہارا خیال ہے کہ اس نے ہمیں دھوکا دیا؟

ہاں۔

میرے خدا' ہم بغیر رہبر کے کیسے چل پائیں گے۔ جین لزی کو لئے ہوئے بری طرح گھبرائی ہوئی تھی۔

میرا خیال ہے کہ ہم اس سے بھی زیادہ مصیبت میں ہیں۔

کیا مطلب؟

تم نے کہا تھا نا کہ وہ اپنی تذلیل کا بدلہ لے گا۔ شاید اس طرح ہمیں چھوڑ جانا ہی کافی ہوتا لیکن میں سمجھتا ہوں کہ وہ سیدھا روسیوں کے پاس جائے گا اور انہیں بتائے گا کہ اس نے ہمیں کس جگہ چھوڑا تھا۔

یہ تو بہت برا ہوا۔ جین نے کہا۔ خدا ہمیں ہمارے کن گناہوں کی سزا دے رہا ہے......میں تو تھک چکی ہوں۔ اب یہاں سے نہیں اٹھوں گی۔ تاکہ روسی آئیں اور ایک قیدی کی حیثیت سے مجھے پکڑ کر لے جائیں۔

لزی حرکت کر رہی تھی۔ تھوڑی ہی دیر میں وہ رونے لگی اور جین نے اسے دودھ پلانے کی تیاری شروع کر دی۔

اگر ہم فوراً چل پڑیں تو اب بھی فرار ہونے میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔ ولیم نے کہا۔ تم جب تک لزی کو دودھ پلاؤ میں میکی کو تیار کرتا ہوں۔

ٹھیک ہے۔ جین نے لزی کا منہ اپنے سینے سے لگاتے ہوئے کہا۔ ولیم نے ایک نظر اس پر ڈالی اور مسکراتا ہوا تاریکی میں پوشیدہ ہو گیا۔ جین نے سوچا اگر ان کے ساتھ لزی نہ ہوتی تو فرار آسان ہو جاتا۔ اسے حیرت تھی کہ ولیم لزی کو لیکر کسی الجھن میں گرفتار نہیں تھا جبکہ وہ کسی اور کی بیٹی ہے۔ ولیم شاید اسے جین ہی کا ایک حصہ تصور کرتا ہے یا شاید لزی کے لئے اپنے اصل خیالات کو وہ پوشیدہ رکھے ہوئے ہے۔

کیا ولیم لزی کے باپ کی حیثیت اختیار کر سکتا ہے اس نے اپنے آپ سے پوچھا وہ لزی کو دیکھ رہی تھی جس کی نظریں خود اس کے چہرے پر مرکوز تھیں۔ اس بچی کا کیا ہوگا۔ وہ سوچ رہی تھی۔

اچانک اس کے ذہن میں بے یقینی کی سی کیفیت بیدار ہوئی۔ ولیم کی محبت اور جیری کا سلوک دونوں خلط ملط ہونے لگے۔ وہ ان پہاڑوں کی طرف دیکھنے لگی جو اس کے حوصلے کا امتحان لے رہے تھے اور ان رویوں پر غور کرنے لگی جو اس کے ذہن و دماغ میں مسلط تھے۔

الاؤ کے پاس سے اس نے لزی کے سوکھے کپڑے لئے اور بدلنے لگی۔ اسے یاد نہیں آرہا تھا کہ پچھلی رات اس نے یہ کپڑے کب دھوئے تھے۔ اسے بس یہ یاد تھا کہ بے حد تھکی ہوئی تھی اور لزی کو دودھ پلاتے پلاتے سو گئی تھی۔ وہ اپنے دماغ پر زور دینے لگی لیکن کچھ یاد نہیں آیا۔ اس نے ولیم کے بارے میں سوچا شاید اسی نے لزی کے گندے کپڑے دھوئے تھے اور اسے فرش سے اٹھا کر بستر پر سلایا تھا۔ یہ سوچ کر جین کی طبیعت رونے کو ہوئی لیکن وہ ضبط کر گئی۔

اس نے اپنے کندھے سے ایک کپڑا لٹکا کر لزی کے لئے جھولا جیسا بنالیا تھا۔ اسی وقت ولیم اندر داخل ہوا۔

سالا ٹٹو تو اٹھنے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا۔ ولیم نے کہا۔ پھر اس کی نظریں جین کے چہرے پر پڑیں جو آنسوؤں سے بھیگا ہوا تھا۔ کیا بات ہے؟ اس نے پوچھا۔

مجھے بے حد افسوس ہے کہ میں نے تمہیں گنوا دیا۔ جین نے کہا۔ میں نے اپنی زندگی میں تم سے زیادہ مخلص آدمی نہیں دیکھا۔ مجھے معاف کردو۔ ولیم مجھے معاف کردو۔ وہ سسکیاں لینے لگی۔

ولیم نے اپنی بانہیں اس کی گردن میں ڈال دیں اور لزی کو پیار کرتے ہوئے بولا۔ بس

اب دوبارہ یہ غلطی نہ کرنا۔

کچھ دیر دونوں خاموش کھڑے رہے۔

بالا آخر جین نے کہا۔ میں تیار ہوں۔

ویری گڈ ہم فورا چل دیتے ہیں۔

باہر آکر انہوں نے میگی کو ساتھ لیا اور آہستہ آہستہ چل پڑے۔ حلم اپنے ساتھ لالٹین بھی لے گیا تھا۔ لیکن چاندنی رات میں سفر کے لئے وافر روشنی موجود تھی۔ ہوا نہایت سرد تھی اور سانس لینے میں بھی دشواری ہو رہی تھی۔ جین لزی کے لئے فکر مند تھی اسے اس نے اپنے کوٹ کے اندر کرلیا تھا تاکہ اس کے جسم کی گرمی اسے محفوظ رکھ سکے۔

ان کے سامنے درہ کانتی وار تھا جس کی بلندی پندرہ ہزار فٹ تھے۔ جین جانتی تھی کہ اسے آگے جس سردی کا سامنا کرنا ہے وہ اس نے زندگی میں کبھی محسوس نہ کی ہوگی۔ وہ بے حد خوفزدہ تھی لیکن اس کے حوصلے بلند تھے اس نے محسوس کیا کہ اندر ہی اندر اس نے کوئی نہایت اہم فیصلہ کرلیا ہے کہ اگر میں زندہ رہی تو باقی زندگی ولیم کے ساتھ ہی گزاروں گی اور یہ بات اسے ضرور بتاؤں گی کہ یہ فیصلہ میں نے صرف اس وجہ سے کیا تھا کہ اس نے لزی کے غلیظ کپڑے دھوئے تھے۔

فوری خطرے کے احساس نے جین میں جو حوصلہ بیدار کیا تھا وہ ایک گھنٹے کے سفر تک ہی برقرار رہ سکا اس کے بعد تھکن کا شدید احساس اس پر غالب آنے لگا۔ بار بار اس کے ذہن میں ایسے سوالات آرہے تھے کہ اب درہ کانتی وار کتنی دور ہے یا ہم لوگ وہاں تک کتنی دیر میں پہنچیں گے۔ اسے یاد آیا کہ بچپن میں اپنے والد کے ساتھ کار میں روڈیشیا کے سفر کے دوران بھی اس طرح کے خیالات اس کے ذہن میں آئے تھے۔

بلندی کی طرف جاتے ہوئے وہ برف پوش راستہ طے کر رہے تھے۔ یہیں ایک جگہ میگی اڑ گئی اور جین کو ایک نئے خطرے کا احساس ہوا۔ ٹٹو بری طرح خوفزدہ تھا اور اپنی جگہ سے گرتے گرتے بچا تھا۔ چاندنی رات میں برف پوش چٹانیں ہیروں کی طرح کرنیں بکھیر رہی تھیں۔ جین کے جوتے برف پر میگی کی نال سے زیادہ بہتر ثابت ہو رہے تھے لیکن چند قدم چلنے کے بعد خود جین بھی پھسلتے پھسلتے بچی اس نے لزی کو بھینچ لیا اور بری طرح ڈر گئی۔

کچھ اور آگے چلنے کے بعد جو راستہ سامنے آیا وہ نہایت آڑا ترچھا تھا۔ ہر قدم احتیاط سے سنبھال کر رکھنا ضروری تھا۔ ولیم میگی کی لگام پکڑے آگے آگے چل رہا تھا اور جین کچھ فاصلے سے اس کے پیچھے تھی تاکہ اگر میگی پیچھے ہٹے یا گرے تو وہ محفوظ رہ سکے۔

پگڈنڈی کے نشانات بھی مبہم تھے۔ اونچی نیچی سطح پر پیر رکھتے ہوئے وہ آگے بڑھ رہے تھے اور محض اندازے سے کام لے رہے تھے۔

جین کی پشت درد سے ٹیس مار رہی تھی۔ اس نے جھجکتے ہوئے لڑنی کو ولیم کے حوالے کردیا اور میگی کی لگام خود سنبھال لی لیکن وہ ابھی چند قدم ہی آگے بڑھی تھی کہ میگی کا پاؤں پھسل گیا اور وہ بیٹھ گئی۔ جین نے لگام کھینچ کھینچ کر اسے اٹھانے کی کوشش کی۔ وہ کھڑی ہوئی۔ جین نے وہاں برف پر سرخ نشانات دیکھے جس سے ظاہر ہوا کہ میگی کا پیر زخمی ہوچکا ہے لیکن یہ زخم تشویشناک نہیں تھے۔

راستے میں جگہ جگہ برف سے ڈھکے ہوئے گڑھے تھے جہاں پر پیر اندر دھنس جاتے تھے ایسی ہی ایک جگہ جین پھنس گئی جسے ولیم نے میگی کی مدد سے باہر نکالا بالا آخر وہ ایک ایسی جگہ پہنچے جہاں راستہ ایک ایسی چٹان سے ہو کر گزر رہا تھا۔ جس کے نیچے ہزاروں فٹ گہری خطرناک کھائی تھی۔ انہوں نے نیچے دیکھا تو احساس ہوا کہ وہ کس بلندی پر ہیں اور منزل اب زیادہ دور نہیں رہ گئی تھی۔

چلتے چلتے اچانک میگی کا پیر لڑکھڑایا اور جین کی چیخ نکل گئی۔

ولیم نے پوچھا۔ کیا بات ہے؟

میگی خوفزدہ ہے۔ اس نے ولیم سے کہا اور میگی کو کھڑا کرنے کی کوشش کرنے لگی۔ اس کے نتھنے پھڑپھڑا رہے تھے اور آنکھیں پھیل چکی تھیں۔

اس نے اپنے اگلے پیر کھڑے کئے اور پیچھے ہٹی لیکن توازن برقرار نہ رہ سکا اور ایک جھٹکے سے جین کے ہاتھ سے لگام چھوٹ گئی۔ دہشت کے مارے اب کی بار جین کی آواز بھی نہ نکل سکی۔ اس نے خوف کے زیر اثر میگی کو ہزاروں فٹ گہری کھائی میں گرتے دیکھا۔

ولیم نے چیختے ہوئے جین کو تنبیہہ کی کہ وہ آگے نہ بڑھے۔ اس نے جھک کر نیچے دیکھا جہاں تقریباً چھ فٹ نیچے میگی ایک جھاڑی میں پھنس گئی تھی اور اس کے پاؤں ہوا میں لہرا رہے تھے۔

اس نے کھڑے ہو کر جین کے شانے تھپتھپائے۔

جین نے بھی جھک کر میگی کو دیکھا اور کہا۔ خدا کا شکر ہے۔

ولیم نے بالکل غیر جذباتی انداز میں کہا۔ ہمارا سب سامان میگی کے ساتھ ہے۔

لیکن اب ہم میگی کو اوپر کیسے لائیں گے۔

ولیم نے کوئی جواب نہیں دیا۔

جین سمجھ چکی تھی کہ اب میگی کا اوپر لانا ممکن نہیں رہا۔ اس نے کہا۔ لیکن اسے ہم اس طرح مرنے کے لئے نہیں چھوڑ سکتے۔

مجھے افسوس ہے کہ ہم اس کے لئے کچھ نہیں کرسکتے۔ ولیم نے کہا۔

لیکن یہ کتنی بے رحمی کی بات ہوگی۔ جین نے کہا۔

ولیم نے جلدی جلدی اپنا کوٹ اتارا اور لزی کی جھولی اتار کر جین کے گلے میں ڈال دی۔ میں کھانے کا سامان نکالنے کی کوشش کرتا ہوں۔ اس نے کہا۔
وہ چٹان پر پیٹ کے بل لیٹ گیا اور پیر نیچے لٹکا کر کوئی سہارا ٹٹولنے لگا۔ بکھری ہوئی برف گر کر میگی کی پیٹھ پر جم گئی اور وہ ایک پتھر پر پاؤں لٹکا کر کھڑا ہو گیا۔
جین ششدر اور خوفزدہ سی اسے دیکھ رہی تھی۔ وہ میگی پر لدے بوروں کو ٹٹول رہا تھا اور اسی لمحہ میگی نے کھڑے ہونے کے لئے حرکت کی ولیم اس سے بے پروا کھانے کا سامان تلاش کرتا رہا۔ جو اسے مل گیا اور وہ اسے نکالنے کی کوشش کرنے لگا۔
میگی کی جنبش نے جھاڑی پر اس کا وزن بڑھا دیا اور وہ ایک ایک انچ کھسکتی رہی۔
جین اب ولیم کے لئے فکر مند تھی جو ابھی تک کھانے کا سامان نکالنے میں کامیاب نہیں ہوسکا تھا اور پھر میگی کھسکتے کھسکتے کھائی میں گر گئی اور کھانے کے سامان کے ساتھ ساتھ تمام کپڑے، بستر بند اور ضرورت کا دوسرا سامان بھی اپنے ساتھ لے گئی۔
یہ دیکھ کر جین چیخ چیخ کر رونے لگی۔
ولیم نے اسے تسلی دی اور کہا۔ ہمیں اپنا سفر کسی بھی طرح جاری رکھنا ہے۔
لیکن کیسے۔ جین نے کہا۔ اب نہ ہمارے پاس کھانے کو کچھ ہے نہ دوائیں ہیں کہ ان کے ذریعہ ہم کچھ حاصل کر سکیں۔ نہ سونے کو بستر ہے۔ اس طرح ہم کتنی دور چل سکیں گے۔
ہم ایک دوسرے پر اعتماد کے سہارے بہت کچھ کر سکتے ہیں جین۔ ہمیں ہمت نہیں ہارنی ہے۔ ولیم نے کہا۔ منزل اب بہت دور نہیں ہے۔
مجھے اب کہیں نہیں جانا۔ جین نے روتے روتے کہا اور ولیم نے اسے گلے سے لگالیا اور دیر تک اس کی پیٹھ تھپتھپا کر اسے حوصلہ دیتا رہا۔ جین نے سوچا مجھے اس وقت تک چلتے رہنا چاہیئے جب تک آخری سانس بھی باقی ہے وہ بغیر کچھ بولے آہستہ آہستہ تھکے تھکے قدموں سے آگے بڑھنے لگی۔
ولیم نے انگلی سے ایک طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ ادھر دیکھو۔
کیا ہم اس وقت پہاڑ کی انتہائی بلندی پر ہیں؟ جین نے احمقانہ سوال کیا۔
یہ سامنے درہ کانتی وار ہے۔ ہم تمام خطرناک راستے طے کر چکے ہیں اور اب آگے صرف ڈھلوان ہے۔ جہاں موسم بتدریج گرم اور خوشگوار ہوتا جائے گا۔
یہ خبر جین کے لئے دل خوش کن اور حوصلہ افزا تھی۔ وہ گرم موسم کے تصور میں کھو گئی۔ ولیم نے سفر جاری رکھا۔ اس نے لزی کی جھولی پھر اپنے گلے میں ڈال لی تھی۔
طلوع آفتاب کا وقت جیسے جیسے قریب آتا جا رہا تھا۔ مشرقی افق پر سرخی بڑھتی جا رہی تھی جیسے پہاڑوں کی پشت پر بسی دنیا میں آگ لگی ہو جین کے پاؤں سن ہو چکے تھے اور اب

وہ بھوک بھی محسوس کر رہی تھی لیکن انہیں آگے کا سفر کسی طرح جاری رکھنا تھا اور اب ان کا انحصار مکمل طور پر افغانستان کی روایتی مہمان نوازی پر تھا۔
ان کے پاس اب کوئی بستر نہیں تھا لیکن سونے کے لئے وہ اپنا کوٹ استعمال کر سکتے تھے۔ راستہ اب اتنا دشوار نہیں تھا اور وہ بغیر رہبر کے اسے تلاش بھی کر سکتے تھے اس لئے کہ ان پر پتھروں کے ڈھیر والے نشانات پھر شروع ہو گئے تھے۔
دو گھنٹے چلتے رہنے کے بعد وہ ایک جگہ رکے جین نے لڑکی کو ولیم سے لے لیا اور اسے دودھ پلانے لگی۔
ولیم بڑے غور سے پیچھے کی طرف دیکھ رہا تھا۔ مائی گاڈ۔ اس کے منہ سے گھبراہٹ میں نکلا۔
اب کیا ہوا۔ جین نے پیچھے کی طرف دیکھتے ہوئے اس سے پوچھا۔ لیکن اس کی نظر بھی اس منظر پر پڑ چکی تھی۔ ان کے تقریباً ایک میل پیچھے چھ سات آدمی فوجی یونیفارم میں آ رہے تھے ان کے ساتھ ایک گھوڑا بھی تھا۔ انہیں سمجھنے میں دیر نہیں لگی کہ یہ کھوجی دستہ ہے جو انہیں تلاش کر رہا ہے۔
اتنی زحمت کے بعد بھی وہی ہوا۔ جین سوچ رہی تھی۔ اب ہم گرفتار ہو جائیں گے۔ اب ہمیں کوئی نہیں بچا سکتا۔ وہ رونے لگی۔
ولیم نے پھر اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا اور کہا۔ ہمیں فوراً یہاں سے ہٹ جانا چاہیے۔ اور وہ تیزی سے اس چٹان کی طرف بڑھا جس کے بعد گہری کھائی تھی۔ وہ جین کو بھی ساتھ ساتھ کھینچ رہا تھا۔
اب کیا کر رہے ہو؟ جین نے پوچھا۔ اب ہمیں کوئی نہیں بچا سکتا۔
ابھی ایک امید باقی ہے جین۔ ولیم بڑے غور سے زمین کا معائنہ کر رہا تھا۔
وہ کیا؟ جین نے پوچھا۔
ہم چٹانیں گرا سکتے ہیں۔
وہ دوسرا راستہ اختیار کریں گے اور ہمیں پکڑ لیں گے۔
اگر انہیں چٹانوں میں دفن کر دیا جائے تو اس کا سوال ہی پیدا نہیں ہوگا۔
وہ ایک جگہ رک گیا جہاں فرش پر ایک دراڑ تھی۔ یہ جگہ بالکل ٹھیک ہے۔ اس نے کہا۔ پھر کوٹ کی جیب سے بم کا سامان باہر نکالا اور اسے صحیح طریقے سے جما دیا۔ وہ زرد رو فلیتے کی پوری ڈوری کو فرش میں بچھاتے ہوئے دور تک لے گیا اور آخری سرے پر وہ چھوٹی سے مشین لگا دی جس کے دبانے سے بم پھٹ سکتا تھا۔
جین یہ سب کچھ بڑے غور سے دیکھ رہی تھی۔
ولیم جین سے مخاطب ہوا۔ تمہیں یہ کرنا ہے کہ جب میں ہاتھ کا اشارہ کروں تم اس

بٹن کو دبا دینا۔ اگر ہمارا اندازہ درست نکلا تو ہم اب بھی اپنی جان بچا سکیں گے۔

جین مشینی انداز میں اس کا حکم ماننے کا اقرار کر رہی تھی لزی جھولی میں بے خبر سو رہی تھی اور جین کے دونوں ہاتھ کچھ بھی کرنے کو آزاد تھے۔ یہاں سے وہ پہاڑ کی اس چوٹی کو جہاں بم رکھا تھا اور کھوجی دستے دونوں کو دیکھ سکتی تھی لیکن فوجیوں کی نظر شاید ابھی تک ان پر نہیں پڑی تھی۔

ولیم ایک چٹان کے پیچھے بیٹھا کھوجی دستے کے صحیح مقام پر آنے کا انتظار کر رہا تھا۔ دور بیٹھی جین اور بم کی جگہ بھی اس کے سامنے تھی اس نے خود کو فوجیں کی نظر سے چھپا رکھا تھا۔

فوجی اب چٹان کے بالکل نیچے آچکے تھے۔ ان کے آگے آگے ایک شخص جس کے سر پر چترالی ٹوپی تھی چل رہا تھا۔ جین اسے پہچان گئی وہ علم تھا جو اس طرح اپنی ذلت کا بدلہ لے رہا تھا۔ اس نے ولیم کی طرف دیکھا جو کسی بھی لمحے بٹن دبانے کا اشارہ دے سکتا تھا۔

ایک لمحے بعد ہی ولیم نے اپنے دونوں ہاتھ اوپر بلند کیے۔

جین نے ولیم کو اشارہ کرتے دیکھا پھر فوجیوں کی طرف دیکھا جو ایک گھوڑے کو ہانکتے ہوئے اوپر کی طرف آرہے تھے۔ جین کی انگلی بٹن پر تھی۔ جس کی ایک جنبش سے یہ سب مارے جاسکتے تھے۔ جین ان نوجوانوں کے بارے میں سوچنے لگی۔ یقیناً یہ لوگ غربت اور مجبوری کے تحت اس ملازمت میں آئے ہوں گے۔ یہ سب بے گناہ ہیں۔ اگر یہ مرگئے تو ان کے ماں باپ پر کیا گزرے گی۔ ان کی بیویاں یا محبوبائیں ان کے انتظار میں کس قدر بے چین ہوں گی۔ ان کے مرنے کی اطلاع ان پر بجلی بن کر گرے گی اور اس کی ذمہ دار جین پر ہوگی۔ جس نے اپنی جان بچانے کے لئے ان سب کو مار ڈالا۔ جین جسے خون خرابے سے نفرت ہے' جسے جنگ سے نفرت ہے اور جو ساری دنیا میں امن و سلامتی کی خواہشمند ہے۔

جین ولیم کی چیخ سن رہی تھی جو اب احتیاط کو بالائے طاق رکھ کر کھلے طور پر اس سے بٹن دبانے کو کہہ رہا تھا۔ اب بھی وقت ہے جین بٹن دبا دو۔

لیکن جین نے نہایت احتیاط سے اپنی انگلی بٹن سے ہٹالی اور اٹھ کر پہاڑی چشمے کی طرف بڑھ گئی جہاں ولیم کھڑا تھا۔

فوجیوں نے ان دونوں کو دیکھ لیا تھا۔ دو فوجی آگے بڑھے اور باقی نے ان کے گرد حلقہ بنالیا۔ ان کی رائفلوں کا رخ جین اور ولیم کی طرف تھا۔ ولیم بری طرح الجھ گیا تھا کہ جین نے بٹن کیوں نہیں دبایا۔ اس نے تھکے ہوئے لہجے میں جین سے اس کا سبب دریافت کیا۔

جین نے جواب دیا۔ یہ سب نوجوان معصوم اور بے گناہ ہیں اور میں کسی بے گناہ کا قتل نہیں کر سکتی تھی۔

جیری والز کی آنکھ کھلی تو اس نے اناتولی کو بستر سے اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے دیکھا۔ اس کے پیچھے دھوپ چمک رہی تھی۔ جیری کو ایک لمحے یاد نہیں آیا کہ وہ رات اتنی دیر سے کیوں سویا تھا اور صبح اٹھنے میں اتنی دیر کیوں ہو گئی۔ اس نے ذہن پر زور ڈال کر کچھ یاد کرنے کی کوشش کی۔

وہ اناتولی کل شام درہ کانتی وار کے اس راستے تک پہنچ کر خیمہ زن ہوئے تھے۔ انہیں رات میں ڈھائی بجے کھوجی دستے کے کمانڈر نے اٹھادیا تھا اور بتایا تھا کہ ایک نوجوان افغان جس کا نام حلم ہے۔ ابھی ابھی ہمارے پڑاؤ میں وارد ہوا ہے۔ اس نے پشتو' انگریزی اور روسی ملی جلی زبان میں بتایا کہ وہ مفرور امریکیوں کا رہبر ہے۔ انہوں نے اسے ذلیل کیا۔ اس لئے وہ ان سے بے وفائی کررہا ہے۔ یہ پوچھنے پر کہ اس نے اسے کہاں چھوڑا ہے۔ اس نے بتایا کہ وہ ایک جھونپڑی میں محوخواب ہیں اور ابھی تک اس کے فرار سے بے خبر ہیں۔

جیری کا خیال تھا کہ انہیں فوراً ہی ہیلی کاپٹر کے ذریعہ وہاں پہنچ جانا چاہیے۔

لیکن اناتولی نے احتیاط کو ملحوظ رکھتے ہوئے جیری سے کہا۔ ہمارے منگولیا میں ایک کہاوت مشہور ہے کہ جب تک طوائف اپنی ران نہ کھجانے لگے۔ اپنی آمادگی کا اظہار مت کرو۔ ممکن ہے حلم جھوٹ بول رہا ہو یا اگر وہ سچ بول بھی رہا ہو تو یہ ضروری نہیں کہ وہ پتھر کی اس جھونپڑی تک پہنچ بھی جائے اس لئے کہ رات کا وقت ہے اور اوپر سے شاید ہی وہ راستوں کی نشاندہی کرسکے یا اگر ہم وہاں پہنچ بھی جائیں تو وہ اس جگہ کو چھوڑ کر آگے بڑھ چکے ہوں۔

تو پھر آپ نے کیا سوچا ہے؟ جیری نے بے چینی سے پوچھا۔

ہم کپتان کی سرکردگی میں ایک دستہ بھیجے دیتے ہیں جس میں کپتان کے علاوہ پانچ فوجی اور ایک گھوڑا ہو۔ حلم بھی ان کے ساتھ ہوگا اور یہ دستہ فوری طور پر روانہ کردیتے ہیں۔ ہم یہاں اس وقت تک آرام کرتے ہیں جب تک مفرورین کی صحیح اطلاع ہمیں نہ مل جائے۔

اناتولی کے حکم پر فوراً عمل درآمد شروع ہوگیا۔ ٹھیک ساڑھے تین بجے ٹرانسمیٹر سے لیس اس دستے نے اطلاع دی کہ حلم کی بتائی ہوئی جھونپڑی خالی ہے لیکن جلتے ہوئے الاؤ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ یہ جگہ چھوڑ کر جاچکے ہیں اور حلم جھوٹ نہیں بول رہا ہے۔

اناتولی اور جیری اس نتیجے پر پہنچے کہ ولیم اور جین حلم کے بھاگنے کے فوراً بعد جاگ گئے ہوں گے اور اپنے رہبر کو نہ پاکر فرار ہونے میں ہی عافیت سمجھی ہوگی۔ اناتولی نے اس دستے کو حکم دیا کہ حلم کی رہنمائی میں ان کا تعاقب جاری رکھا جائے۔

اس کے فوراً بعد جیری گہری نیند سو گیا تھا اور صبح دیر سے اٹھنے کا یہی سبب تھا۔ اس نے اناتولی کو دیکھا اور پوچھا' کیا وقت ہوگا اسوقت۔ آٹھ بجے ہیں اور ہم انہیں گرفتار کرنے میں کامیاب ہو چکے ہیں۔

جیری والٹر کا دل زور زور سے دھڑکنے لگا پھر اسے یاد آیا کہ اس کی یہ کیفیت پہلے بھی کئی بار ہو چکی ہے اس نے اناتولی سے پھر پوچھا۔ کیا آپ کو پورا یقین ہے۔

یہ دیکھنے کے لئے ہم اتنی دیر میں روانہ ہو رہے ہیں جتنی دیر تمہیں کپڑے پہننے میں لگے گی۔

اتنی دیر میں ہیلی کاپٹر پٹرول وغیرہ بھر کر بالکل تیار ہو چکا تھا اور اب اناتولی دانستہ دیر کر کے جیری کی بے چینی اور بے صبری سے لطف اندوز ہو رہا تھا۔

چند منٹ بعد ہی وہ روانہ ہو گئے۔ جیری حسب معمول دروازے کے پاس کھڑے ہو کر نیچے پہاڑوں کا جائزہ لے رہا تھا۔ جہاں برف پوش وادیوں اور پہاڑوں کا ایک لامتناہی سلسلہ پھیلا ہوا تھا۔ وہ سوچ رہا تھا کیا جین نے واقعی یہ راستے طے کر لئے ہوں گے یعنی اسے مجھ سے اس درجہ نفرت ہے کہ یہ تکلیفیں برداشت کرنا اس نے گوارا کر لیا لیکن چلو اس کی تمام کوششیں رائیگاں رہیں اور اب وہ ہماری گرفت میں ہیں۔

لیکن اسے اب بھی شک تھا۔ کیا واقعی گرفتار ہونے والے جین اور ولیم ہی ہوں گے یا پھر انہوں نے کسی بھی جوڑے یا سرپھرے سیاحوں کو گرفتار کر لیا ہوگا۔

اناتولی نے درہ کانتی وار کے اوپر سے گزرتے ہوئے کہا۔ مجھے لگتا ہے ان کے ساتھ اب ٹٹو نہیں ہے۔ یہ بات اس نے جیری کے کان میں چیختے ہوئے کہی تھی۔ جیری نے بھی راستے میں ایک مردہ گھوڑے جیسی چیز دیکھی تھی۔ تو کیا وہ میگی ہی تھی۔ درہ کانت وار کے پاس وہ نیچے اترے سب سے پہلے ان کی نظر کھوجی دستے پر پڑی۔ جیری بڑی بے چینی سے جین کو تلاش کر رہا تھا۔ جو ابھی تک اسے نظر نہیں آئی تھی۔ وہ تیزی سے نیچے کودا۔ اناتولی اس کے پیچھے تھا۔

اور بالا۔ آخر جیری نے جین اور ولیم کو دیکھ لیا۔

جیری نے محسوس کیا جیسے ابھی تک کوئی اسے مسلسل اذیت دے رہا تھا اور اب اذیت دینا اس کے اپنے اختیار میں ہے۔ جین پہاڑی چشمے کے پاس لزی کو گود میں لئے بیٹھی تھی اور ولیم اس کے پیچھے کھڑا تھا۔ دونوں تھکے ہوئے بددل اور ہزیمت خوردہ نظر آ رہے تھے۔

جیری نے جین سے کہا۔ ادھر آؤ۔

وہ اپنے پیروں پر کھڑی ہوئی۔ جیری نے دیکھا کہ اس نے لزی کو ایک جھولی سے لٹکا رکھا ہے۔ جس سے اس کے دونوں ہاتھ آزاد ہیں۔ ولیم بھی اس کے ساتھ چلنے لگا۔ جیری نے چیخ کر اسے روک دیا اور ولیم رک گیا۔

جین جیری والٹر کے سامنے آکر رک گئی اور بے خوف اس کی طرف دیکھنے لگی۔ جیری نے اپنا دایاں ہاتھ اوپر اٹھایا اور ایک زوردار تھپڑ اسے کے گال پر رسید کیا جس کے جھٹکے سے وہ گرتے گرتے بچی۔ اس سے بھی اسے تسکین نہیں ہوئی اور پے در پے اس نے کئی تھپڑ لگائے لیکن جین کی گستاخ نگاہیں اسی طرح رہیں۔ اس کے پیچھے دور کھڑے ولیم پر جیری کی نظر پڑی جو ایک دم آگے بڑھا تھا لیکن پھر سوچ کر اپنی جگہ رک گیا۔ جیری نے سوچا اس وقت اتنا کافی ہے اور اب تو وہ کبھی بھی ولیم اور جین کو اذیتیں دے کر اپنی تسلی کر لے گا۔

مڑنے سے پہلے جیری نے آخری تھپڑ مارنے کے لئے ہاتھ اٹھایا لیکن جین پیچھے ہٹ گئی اور لزی کو اپنے دونوں ہاتھوں سے ڈھانپ لیا۔ جیری نے اپنا خیال بدل دیا اور اس کام کو کسی اور وقت مکمل کرنے کے لئے چھوڑ دیا۔

جیری والٹر مڑا اور خراماں خراماں ہیلی کاپٹر کی طرف چلا۔ جین نے لزی کی طرف دیکھا جو جاگ گئی تھی لیکن بھوکی نہیں تھی۔ وہ اس کے چہرے کی طرف ہی دیکھ رہی تھی۔ جین نے اسے گود میں بھینچ لیا۔ ایک طرح سے وہ جیری کے رویے سے خوش تھی حالانکہ اس کا چہرہ درد اور احساس تذلیل سے اب تک سرخ ہو رہا تھا۔ یہ لہر بالکل ایسی ہی تھی۔ جیسے اس نے جیری سے طلاق حاصل کر لی ہو اور اب اسے اس کی کوئی پرواہ نہیں ہے۔ اب اس کے دل میں جیری کے لئے رتی برابر بھی پیار نہیں تھا۔
ابھی تک وہ لوگ کپتان کی تحویل میں تھے لیکن اب اناتولی نے جس سے جین بخوبی واقف تھی ان کی ذمہ داری لے لی تھی۔ اس نے روسی زبان میں کچھ احکامات صادر کئے۔ جین ایک سال بعد یہ آواز سن رہی تھی اسے پہلے تو ایسا لگا جیسے یہ ایک لایعنی گفتگو ہو لیکن پھر فوراً ہی اسے یہ زبان سمجھ میں آگئی۔ وہ ایک فوجی کو حکم دے رہا تھا کہ ولیم کو ہتھکڑی پہنا دی جائے۔ اس فوجی نے ہتھکڑی نکالی اور ولیم کے دونوں ہاتھوں کو ہتھکڑی میں جکڑ دیا۔
ولیم کچھ مرعوب اور دل شکستہ نظر آرہا تھا۔ جین کے دل میں اس کے لئے رحم کے جذبے کے ساتھ مایوسی کی لہر دوڑ گئی اور اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔
فوجی نے جین کو بھی ہتھکڑی پہنانے کے لئے اناتولی سے پوچھا۔
نہیں۔ اناتولی نے کہا۔ اس کے ساتھ بچہ ہے۔
اس کے بعد سارے فوجی انہیں ہانکتے ہوئے ہیلی کاپٹر کی طرف لے چلے۔ ولیم نے کہا۔ مجھے افسوس ہے جین کہ میں تمہیں جیری سے محفوظ نہیں رکھ سکا۔
اس نے اپنے سر کو جنبش دی جیسے کہہ رہی ہو کہ اس اظہار کی کوئی ضرورت نہیں

ہے لیکن وہ کوشش کے باوجود زبان سے ایک لفظ نہیں نکال سکی۔ ولیم کی فرمانبرداری کا یہ رویہ اسے اچھا نہیں لگ رہا تھا۔ اس نے سوچا کاش اس نے بم کا بٹن بروقت دبا دیا ہوتا۔
ولیم اچھل کر ہیلی کاپٹر میں چڑھ گیا اور اوپر سے جین کو چڑھنے میں مدد دینے لگا۔ اس قربت کے دوران اس نے سرگوشی میں کہا۔ جیسے ہی ہیلی کاپٹر اوپر اٹھے تم جیری کے گال پر تھپڑ مار دینا۔
جین کو ایک جھٹکا سا لگا لیکن پھر وہ سنبھل گئی اس کے علاوہ کسی نے ولیم کی بات نہیں سنی تھی اور شاید ان میں کوئی انگریزی جاننے والا تھا بھی نہیں۔
ہیلی کاپٹر میں بیٹھنے کی جگہ نہایت محدود تھی۔ چھت اتنی نیچی تھی کہ آدمی سیدھا نہیں کھڑا ہو سکتا تھا۔ ایک سیٹ تھی جس پر جین بیٹھ گئی کاک پٹ میں پائلٹ بیٹھا تھا۔ ولیم ان دونوں کے بیچ میں فرش پر بیٹھ گیا۔ ہیلی کاپٹر اڑنے کے لئے بالکل تیار تھا۔
اناتولی آکر پائلٹ کے پاس کی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ اس نے ایک فوجی سے ولیم کی طرف اشارہ کر کے کچھ کہا۔ جین اس کی بات تو نہیں سن سکی لیکن فوجی کے ردعمل سے سمجھ گئی کہ اسے ولیم پر نظر رکھنے کو کہا گیا ہے اس نے اپنی رائفل کندھے سے اتار کر ہاتھ میں لے لی اور ولیم کے پاس آکر کھڑا ہو گیا۔
جیری سب سے آخر میں سوار ہوا۔ اور جین کے پاس ہی کھلے دروازے کے پاس کھڑا ہو گیا۔ ہیلی کاپٹر کے اوپر اٹھتے ہی جین کی بے چینی بڑھ گئی۔ جیری کا چہرہ اس سے اتنی دور تھا کہ وہ تھپڑ نہیں مار سکتی تھی۔ وہ اسے پیچھے سے دھکا بھی نہیں دے سکتی تھی اس طرح جھونک میں آکر وہ کھلے دروازے سے نیچے گر سکتا تھا۔ اس نے بے چارگی سے ولیم کی طرف دیکھا جس کا چہرہ غصے سے تنا ہوا تھا لیکن اس نے نظریں ملانے سے احتراز کیا۔
ہیلی کاپٹر آٹھ دس فٹ اوپر اٹھ چکا تھا۔
جیری والٹر دروازے سے جین کی طرف مڑا جیسے بیٹھنے کی جگہ تلاش کر رہا ہو۔ جین نے چاہا کہ وہ کھڑے ہو کر اس کے گال میں تھپڑ مار دے حالانکہ وہ ولیم کا مقصد نہیں سمجھ سکی تھی لیکن وہ چپ چاپ اپنی سیٹ پر بیٹھی رہی۔ اسی وقت جیری نے اس کے سر پر تھپتھپا کر سیٹ سے اٹھنے کا اشارہ کیا۔
اس کے بعد جین کو فیصلہ کرنے میں دیر نہیں لگی۔ وہ اٹھی اور ایک زوردار تھپڑ جیری کے گال پر رسید کر دیا۔
وہ کتنی تھکی ہوئی مضمحل، بھوکی اور ہزیمت خوفردہ تھی اور جیری اسے کھڑا کر کے خود بیٹھنا چاہتا تھا۔ اس کی گود میں خود اس کی بچی کا وزن بھی تھا جس کا اسے احساس نہیں تھا۔ جیری کی ہتھیلی جو اس کے سر پر پڑی تھی اس کی ظالمانہ کینہ پروری کی مظہر تھی۔ جین نے اسے حقارت سے دیکھا اور غضب ناک ہو کر تھپڑ برسانے لگی۔ اس کے منہ سے نکل رہا

تھا۔ آئی ہیٹ یو' میں تم سے نفرت کرتی ہوں۔ اس نے جیری کو ایک دھکا دیا۔
جیری اس کے دھکے کو برداشت نہ کرسکا اور کھلے دروازے سے نیچے گر گیا۔

روسیوں سے ایک غلطی ہوگئی تھی۔ حالانکہ یہ غلطی بہت چھوٹی تھی لیکن ولیم جیسا آدمی اس سے پورا فائدہ اٹھانا چاہتا تھا۔ غلطی یہ تھی کہ ولیم کے ہاتھوں میں پیچھے کے بجائے آگے کی طرف ہتھکڑی پہنائی گئی تھی۔

ولیم کو امید تھی کہ شاید اسے ہتھکڑی نہ لگائی جائے گی اور اسی لئے اس نے کوئی ایسی حرکت نہیں کی تھی جس سے روسی ناراض ہوں۔ جین پر تھپڑوں کی بارش کو ولیم نے صبرو ضبط سے برداشت کیا صرف اس لئے کہ شاید وہ اسے بغیر ہتھکڑی کے لے جائیں۔ اس لئے کہ وہ نہتا اور تھکا ہوا ہے۔ لیکن اناتولی محتاط آدمی تھا اس نے ولیم کو ہتھکڑی پہنانے کا حکم دے دیا تھا۔

خوش قسمتی سے اناتولی نے خود اپنے ہاتھوں سے اسے ہتھکڑی نہیں پہنائی تھی ورنہ شاید یہ غلطی نہ ہوتی۔ فوجی نے یہ سوچ کر ہاتھ آگے کی طرف باندھے ہوں گے کہ اس طرح یہ بغیر کسی کی مدد کے چل پھر سکے گا اور ولیم کے فوراً ہاتھ بڑھا دینے کی وجہ سے اسے زیادہ سوچنے سمجھنے کا موقع بھی نہیں ملا تھا۔

لیکن بغیر کسی کی مدد کے ولیم ہیلی کاپٹر میں موجود تین لوگوں پر خصوصاً جبکہ ان میں ایک رائفل لئے ہو قابو نہیں پاسکتا تھا۔ براہ راست مقابلے میں کامیابی کا امکان صفر تھا اس کی واحد امید ہیلی کاپٹر کی تباہی تھی۔

جین کے دھکے سے جیری کے نیچے گرنے کے بعد جب جین خوفزدہ سی نیچے دیکھ رہی تھی۔ ولیم نے سوچا ہم اس وقت صرف بارہ فٹ کی بلندی پر ہیں۔ نیچے گرنے کے بعد جیری زندہ رہ سکتا ہے۔ اس نے اناتولی کو اپنی سیٹ سے اچھلتے دیکھا جس نے جین کے بازو پکڑ لئے تھے۔ اس وقت اناتولی اور جین پہرے پر موجود فوجی اور اس کے بالکل درمیان میں آگئے تھے۔

ولیم ایک جھٹکے سے گھوما اور تیزی سے پائلٹ کی سیٹ تک پہنچ گیا۔ اور اپنے ہاتھ اس کی گردن پر ڈال دیئے۔ ہتھکڑی کی زنجیر اب اس کے لئے پھانسی کا پھندا بن چکی تھی۔

پائلٹ اپنی جگہ بے حس و حرکت بیٹھا رہ گیا۔

اس نے اپنے پاؤں پیڈل پر اور بایاں ہاتھ بیچ لیور پر رکھا اور اس نے دائیں ہاتھ کی مدد سے ولیم کا ایک ہاتھ کھینچ کر زور سے چبالیا۔

ولیم اس حملے سے بالکل بے پروا اس آخری موقعے سے فائدہ اٹھانے کی پوری کوشش کررہا تھا جس کے ایک دو سیکنڈ ہی فیصلہ کن ثابت ہوسکتے تھے۔ اندر موجود فوجی پہلے تو

رائفل کے استعمال میں جھجکا کہ گولی کہیں پائلٹ کو نہ لگ جائے۔ اناتولی خود بھی مسلح تھا لیکن وہ بھی اسی خیال سے رکا ہوا تھا لیکن دو سیکنڈ میں انہیں احساس ہو جائے گا کہ فائر کرنا ناگزیر ہے اور اس بیچ اسے ہیلی کاپٹر کا توازن بگاڑنا تھا۔

ولیم کے کندھوں پر پشت سے وار ہوا یقیناً یہ وار اپنے مضبوط ہاتھوں سے اناتولی نے کیا تھا۔ اس کے ساتھ ہی مسلح فوجی نے غور سے ان دونوں کی طرف دیکھا اور اپنی سیٹ سے اٹھ گیا۔

ولیم نے پائلٹ کی گردن پر ہتھکڑی کا دباؤ سخت کر دیا اس کے دونوں ہاتھ اوپر اٹھے اور وہ اپنی سیٹ سے باہر آ گیا۔

جیسے ہی پائلٹ سیٹ سے ہٹا ہیلی کاپٹر کا توازن بگڑنے لگا۔ ولیم اس کے لئے پوری طرح تیار تھا۔ اس نے بڑی سختی سے پائلٹ کی سیٹ کو تھام رکھا تھا لیکن اس کے قریب کھڑا اناتولی لڑکھڑا کر فرش پر گر گیا۔

ولیم نے پائلٹ کو باہر کھینچ لیا اور اور اسے بھی اناتولی کے پاس فرش پر لٹا دیا پھر اس کی سیٹ پر جا کر ہیلی کاپٹر کو قابو میں لانے کی کوشش کرنے لگا۔ لیکن ہیلی کاپٹر ایک پتھر کی طرح نیچے آ رہا تھا۔

ولیم نے سنبھلنے کے لئے سیٹ کو مضبوطی سے تھام لیا تھا۔ پائلٹ فرش پر بیٹھ گیا تھا اور اپنا گلا سہلا رہا تھا۔ اناتولی بار بار اٹھنے کی کوشش کر رہا تھا لیکن کامیاب نہیں ہو پا رہا تھا۔ جین کھسکتے ہوئے ایک گوشے میں چلی گئی تھی اسے لزی کی حفاظت کی فکر تھی۔ مسلح فوجی بھی فرش پر گرا لیکن فوراً ہی دوبارہ کھڑے ہونے میں کامیاب ہو گیا۔ اس نے فوراً اپنی رائفل کی نال ولیم کی طرف گھمائی۔

ٹریگر پر اس کی انگلی کا دباؤ پڑنے ہی والا تھا کہ ہیلی کاپٹر زمین سے ٹکرایا۔

ولیم اس کے لئے پہلے سے تیار تھا۔ فوجی لڑکھڑایا اور اس کی رائفل سے نکلی ہوئی گولی ولیم سے ایک گز دور فرش پر پیوست ہو گئی۔ جھٹکے سے اس کے ہاتھ سے رائفل چھوٹ کر گری اور سنبھلنے کے لئے اس نے دونوں ہاتھ اوپر کئے۔

ولیم نے بڑی آسانی سے رائفل اپنے قبضے میں کر لی اور عجیب انداز میں اپنے ہتھکڑی لگے ہاتھوں میں سنبھال لی۔

یہ لمحہ اس کے لئے انتہائی مسرت بخش تھا۔

وہ اب پھر مقابلہ کرنے کی حالت میں تھا۔ وہ پھر فرار ہو سکتا تھا۔ اس نے تذلیل برداشت کی۔ مصائب کا سامنا کیا لیکن گرفتار ہو گیا جین کے گالوں پر تھپڑ کا منظر اسے دیکھنا پڑا لیکن اب اسے پھر ایک موقع مل گیا تھا کہ وہ مقابلہ کر سکے اور فرار کی کوشش کرے۔

اس نے رائفل کے کندے کو کندھے سے ٹکا کر اپنی انگلی ٹریگر پر رکھ لی تھی ہاتھ

بندھے ہونے سے اسے وقت ضرور ہوئی لیکن یہ سب کچھ اس کے لئے نیا نہیں تھا۔
زمین پر گرتے ہی ہیلی کاپٹر کا انجن بند ہو گیا اور اس کے بلیڈ آہستہ آہستہ رکنے لگے۔
ولیم نے اندر دیکھا فوجی پائلٹ کے دروازے سے کود کر بھاگ رہا تھا اسے حالات اپنے اختیار میں رکھنا تھا۔ اس سے پہلے کہ نیچے موجود فوجی ہوشیار ہو سکیں۔
وہ اناتولی کی طرف مڑا جو ہیلی کاپٹر کے فرش سے اٹھ رہا تھا۔ ولیم نے رائفل کی نالی فوراً اس کے گالوں سے چپکا دی۔
بھاگتے ہوئے فوجی نے ایک بار مڑ کر یہ منظر دیکھا لیکن ولیم کے چیخنے پر وہ دروازے سے باہر کود گیا اور پوری قوت سے بھاگنے لگا۔
پائلٹ اب بھی فرش پر پڑا اپنی گردن سہلا رہا تھا شاید اسے سانس لینے میں دشواری ہو رہی تھی۔ ولیم نے پاؤں کی ٹھوکر سے اسے اٹھنے کے لئے کہا۔ وہ فوراً کھڑا ہو گیا اور باہر چلا گیا۔
ولیم نے جین سے کہا۔ اس احمق سے کہو کہ ہیلی کاپٹر سے باہر نکلے اور اپنی پشت میری طرف رکھے۔ جلدی کرو جلدی۔
جین نے چیختے ہوئے اناتولی سے روسی زبان میں یہ بات کہی۔ وہ اٹھا اور نفرت اور خوف سے ایک نظر ولیم پر ڈالی اور آہستہ آہستہ ہیلی کاپٹر سے باہر آگیا۔
ولیم نے رائفل کی نال اناتولی کی گردن کی پشت پر لگائی۔ اس سے کہو کہ یہ تمام فوجیوں کو ایک جگہ جمع ہونے کو کہے۔ اس نے جین سے کہا۔
جین نے اناتولی سے کہا اور اس نے فوراً چیخ چیخ کر حکم دیا۔ ولیم نے چاروں طرف ایک سرسری نظر ڈالی۔ پائلٹ اور فوجی جو ہیلی کاپٹر میں تھے قریب ہی تھے۔ ان کے پیچھے کچھ فاصلے پر جیری والٹر پڑا تھا جو اب بیٹھنے کی کوشش کر رہا تھا شاید اسے کوئی معمولی چوٹ آئی تھی۔ کچھ اور دوری پر تین فوجی کپتان اور حلم کھڑے ہوئے تھے۔
ولیم نے جین سے کہا۔ اناتولی سے کہو کہ وہ اپنے کوٹ کے بٹن کھولے اور اپنی پستول نکال کر تمہارے حوالے کر دے۔
جین نے فوراً ترجمہ کر دیا۔ ولیم نے رائفل کی نال کا دباؤ اس کی گردن پر بڑھا دیا۔ اس نے خاموشی سے پستول نکال کر جین کے حوالے کر دیا۔
ولیم نے جین کو سمجھایا۔ یہ شاید ماکاروف پستول ہے......ہاں، اس کا سیفٹی کیچ بائیں طرف ہو گا۔ اسے اس وقت گھماؤ جب تک سرخ نشان چھپ نہ جائے فائر کرنے کے لئے پہلے اس کا گھوڑا چڑھانا پڑتا ہے۔ پھر ٹریگر دبے گا...... تم سمجھ رہی ہو نہ۔
ہاں۔ جین نے کہا۔ وہ گھبراہٹ میں کانپ رہی تھی۔ اس کا چہرہ سفید تھا۔ لیکن وہ اپنے خوف و ہراس پر قابو پانے کی مسلسل کوشش کر رہی تھی۔

ولیم نے اس سے کہا اس سے کہو اپنے آدمیوں کو حکم دو کہ وہ اپنے ہتھیار ایک ایک کر کے ہیلی کاپٹر کے اندر پھینک دیں..... ایک ایک کر کے۔ جین کے ترجمہ کرتے ہی اناتولی نے فوراً حکم دیا۔

تم اپنے پستول کا رخ ہتھیار رکھنے والے فوجیوں کی طرف کرلو۔ ولیم نے جین سے کہا۔

ایک ایک کر کے لوگ آگے بڑھے اور اپنے ہتھیار ہیلی کاپٹر کے کھلے دروازے سے اندر پھینکنے لگے۔

پہلے یہاں پانچ فوجی تھے۔ جین نے چیختے ہوئے کہا۔

کیا مطلب ہے تمہارا؟ ولیم نے پوچھا۔

کپتان اور حلم کے علاوہ یہاں پانچ فوجی تھے لیکن یہاں چار ہی نظر آرہے ہیں۔ جین نے کہا۔

اناتولی سے کہو کہ اگر زندگی ہے تو اسے تلاش کر کے یہاں بلائے۔

جین نے اناتولی کو حکم دیا۔ اس کے لہجے کی سختی سے ولیم کو خوشی ہوئی۔ اناتولی بری طرح سہما ہوا تھا۔ اس نے چیخ کر حکم دیا اور ایک لمحے بعد ہی ہیلی کاپٹر کی آڑ سے پانچواں فوجی واپس آیا اور اپنی رائفل ہیلی کاپٹر کے اندر پھینک کر سب کے ساتھ کھڑا ہو گیا۔

بہت خوب۔ ولیم نے جین سے کہا۔ اب ان کے ہاتھ میں کچھ بھی نہیں ہے۔ ان سے کہو کہ سب زمین پر اوندھے لیٹ جائیں اور اپنی زندگی چاہتے ہیں تو گردن گھما کر دیکھنے کی کوشش نہ کریں۔

ایک منٹ کے اندر وہ سب پیٹ کے بل زمین پر لیٹے ہوئے تھے۔

اب تم رائفل سے میری ہتھکڑی کاٹ دو۔ ولیم نے رائفل کا کندا زمین پر ٹکا کر ہتھکڑی کو اس کی نالی کے سامنے رکھتے ہوئے کہا۔ میرا خیال ہے یہ جھٹکا میری کلائی نہیں توڑے گا۔

جین نے آنکھیں بند کر کے رائفل کا ٹریگر دبا دیا۔

فائر کے ساتھ ساتھ ولیم کی چیخ ابھری۔ اس کا سارا ہاتھ جھنجھنا گیا تھا لیکن ایک لمحے بعد ہی اس نے محسوس کیا کہ سب کچھ ٹھیک ہے۔ ہتھکڑی کی زنجیر بیچ سے ٹوٹ چکی تھی۔

اس نے اب رائفل آرام سے اپنے ہاتھ میں لے لی اور کہا۔ اب ہمیں ان کا ٹرانسمیٹر اور لے لینا چاہیئے۔

اناتولی کے حکم سے کپتان نے ٹرانسمیٹر اور اس سے متعلقہ سامان بھی ہیلی کاپٹر کے اندر پہنچا دیا۔

ولیم کو فکر تھی کہ کیا یہ ہیلی کاپٹر دوبارہ اڑ سکے گا۔ اس کا نچلا حصہ تباہ ہو چکا تھا۔ لیکن

انجن اور اس سے متعلقہ چیزیں صحیح سلامت تھیں۔ اسے یاد آیا کہ درگاہ میں مقابلے کے وقت ایک ہندکس طرح مشین گن کے فائر سے نیچے آیا تھا لیکن گرتے گرتے وہ پھر اڑنے لگا تھا۔ یہ ہیلی کاپٹر بھی ہند تھا اور اگر یہ نہ اڑ سکا.....؟

اس نے ابھی اس موضوع پر غور نہیں کیا تھا کہ اگر ہیلی کاپٹر نہیں اڑ سکا تو کیا کرے گا۔

اسے یقین تھا کہ اب یہ لوگ کس طرح دوسرے لوگوں سے رابطہ قائم نہیں کر سکتے اور فی الحال ان کا تعاقب کرنا انکے لئے ممکن نہیں ہو گا۔

اپنا پستول اناتولی کی طرف کرلو۔ ولیم نے جین سے کہا۔ میں ذرا دیکھتا ہوں کہ یہ ہیلی کاپٹر اڑ سکتا ہے یا نہیں۔

جین نے نہایت سختی سے ولیم کے اس حکم کی پابندی کی۔

-۶-

جین کو پستول کا وزن کچھ بھاری محسوس ہوا تو اس نے اپنے دونوں ہاتھوں سے اسے پکڑ لیا۔ تھوڑی دیر بعد لزی کے رونے پر اس نے پستول بائیں ہاتھ میں لے کر دائیں ہاتھ سے اسے تھپتھپایا وہ دوبارہ سو گئی۔

ہیلی کاپٹر کا انجن چالو ہو گیا تھا اور اسکے بلیڈ گھوم رہے تھے۔

انجن کی آواز پر جیری والٹر نے نظریں اٹھا کر ادھر دیکھا۔ پھر وہ اپنی جگہ پر کھڑا ہو گیا۔

جین نے پستول کا رخ جیری کی طرف کر دیا۔

جیری والٹر لڑکھڑاتے ہوئے ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھ رہا تھا۔

مجھے گولی چلانے پر مجبور مت کرو۔ جین چلائی لیکن اس کی آواز انجن کی گڑگڑاہٹ میں دب گئی۔

اناتولی نے بھی جیری کو دیکھ لیا تھا اس نے اپنے دونوں ہاتھ اوپر کر رکھے تھے۔ جیری پاگلوں کی طرح بغیر کچھ سوچے سمجھے آگے بڑھتا چلا آ رہا تھا۔

وہ لمحہ لمحہ ہیلی کاپٹر کے قریب ہوتا جا رہا تھا۔ اب جین اس کا چہرہ صاف دیکھ سکتی تھی اس کے بلند ہاتھوں میں لرزش تھی لیکن اس کی آنکھوں میں اب بھی وحشیانہ چمک تھی جیسے اس کا ذہنی توازن بگڑ گیا ہو لیکن جین جانتی تھی کہ اس کا ذہنی توازن بہت پہلے بگڑ چکا تھا۔

میں فائر کردوں گی۔ جین چیخی۔ حالانکہ اسے معلوم تھا کہ وہ اس کی آواز نہیں سن سکتا۔ میں تمہیں مار ڈالوں گی۔ وہ مسلسل چیخ رہی تھی۔

جیری دوڑنے لگا تھا۔

وہ ہیلی کاپٹر کے دروازے تک پہنچ گیا اور مضبوطی سے اسے پکڑ کر اوپر چڑھنے کی

کوشش کرنے لگا۔ جین نے پہلے سوچا کہ ابھی یہ گر جائے گا لیکن وہ نہایت مضبوطی سے دروازہ پکڑے ہوئے تھا اور حقارت سے جین کی طرف دیکھ رہا تھا۔

جین نے اپنی آنکھیں بند کر لیں اور فائر کر دیا۔

پستول سے ایک شعلہ نکلا اور وہ کانپ گئی۔

اس نے آنکھ کھولی جیری اب بھی زندہ تھا۔ اس کا نشانہ شاید خطا ہو گیا تھا۔ غصے میں پھر کر وہ متواتر فائر کرنے لگی۔ تین فائر ہوئے اور جیری کا سر پاش پاش ہو گیا۔ اس کے ہاتھ سے ہیلی کاپٹر کا دروازہ چھوٹ گیا اور وہ نیچے فرش پر ڈھیر ہو گیا۔

وہ مر چکا تھا۔

لیکن ولیم کو اس بات کا علم نہیں تھا۔ ہیلی کاپٹر کی گڑگڑاہٹ میں فائر کی آواز بھی اس تک نہیں پہنچ سکی تھی۔

میں نے اسے مار ڈالا۔ جین نے سوچا۔

پہلے تو اسے اس پر رحم آیا پھر اس نے سوچا۔ اس آدمی نے مجھے گرفتار کر کے غلاموں جیسی زندگی گزارنے پر مجبور کرنے کا خواب دیکھا تھا۔ اس نے میرے ساتھ جانوروں سے بدتر سلوک کیا میں نے اسے مار کر کوئی غلطی نہیں کی۔

اسے احساس نہیں رہا کہ وہ کب تک کھڑی رہی اور کب جا کر ولیم کے پاس ہیلی کاپٹر میں بیٹھ گئی۔

کیا تم ٹھیک ہو؟ ولیم نے اس کے چہرہ دیکھ کر کان کے قریب چیختے ہوئے پوچھا۔

اس نے سر کی جنبش اور پھیکی مسکراہٹ کے ساتھ اثبات میں جواب دیا۔ جواب میں ولیم بھی مسکرانے لگا۔

اس نے ڈائیل پر نظر ڈالی ہیلی کاپٹر میں پٹرول پورا بھرا ہوا تھا۔

جین نے اٹھ کر ولیم کے گالوں کا بوسہ لے لیا۔ ایک دن وہ اسے بتائے گی کہ اس نے جیری کا قتل کر دیا تھا' لیکن آج نہیں۔

اس نے ولیم کے کان تک منہ لے جا کر پوچھا۔ ہم سرحد سے کتنی دور ہیں؟

ایک گھنٹے سے بھی کم کا سفر ہے اور اب ہمیں کوئی خطرہ نہیں ہے۔ اس لئے کہ ان کا ٹرانسمیٹر ہمارے پاس ہے۔

جین کھڑکی سے نیچے کا منظر دیکھنے لگی۔ وہ راستے جن پر وہ کئی دنوں سے مسلسل محو سفر تھی کتنے خطرناک اور پیچیدہ نظر آ رہے تھے اسے حیرت تھی کہ وہ ان پر اب تک چلتی رہی تھی۔ حالانکہ اسے برف کے کسی تودے کا ایک حصہ بن جانا چاہیئے تھا۔

اس نے ولیم کی طرف دیکھا وہ کچھ فکر مند تھا۔

تم کیا سوچ رہے ہو؟ جین نے پوچھا۔

میں سوچ رہا تھا کہ آج شام کھانے میں کس چیز کا انتخاب کیا جائے۔ ویسے تمہارا کیا خیال ہے؟ ولیم نے پوچھا۔
جواب میں جین مسکرانے لگی۔
لزی نے جنبش کی اور وہ رونے لگی۔ ولیم نے کنٹرول سے اپنا ایک ہاتھ ہٹا کر اس کے گلابی گال چھوئے اور کہا۔ شاید اسے بھوک لگی ہے۔
میں پیچھے جاکر بیٹھتی ہوں اور اس کی فکر کرتی ہوں۔ جین نے کہا۔
اس نے اپنے کوٹ کے بٹن کھولے اور پیچھے جاکر لزی کو دودھ پلانے لگی۔ ہیلی کاپٹر نہایت تیز رفتاری سے طلوع آفتاب کی سمت پرواز کر رہا تھا۔

۱۹۸۳ء

امریکہ

باب بستم

ولیم کے ساتھ اس کی کار میں نیویارک کے مضافات سے گزرتے ہوئے جین بے حد خوش تھی۔ وہ پٹیل کے ساتھ ڈانس شو دیکھ کر واپس لوٹ رہے تھے۔ ولیم کے لئے یہ بڑا مسئلہ تھا کہ وہ اپنی محبوبہ کو اپنی بیٹی سے کس طرح متعارف کرائے لیکن لزی نے یہ مشکل آسان کردی تھی۔ پٹیل اس سے مل کر بے حد خوش تھی اور پھر تعارف اتنا دشوار نہیں رہا۔ پٹیل کو گھر چھوڑتے ہوئے جین نے کار سے اتر کر دور کھڑی مارگریٹ کو ہیلو کہا۔ مارگریٹ نے قریب آکر ان سے چائے کی درخواست کی اور لزی سے غوں غوں کرکے باتیں کرنے لگی اس طرح ایک ہی دن میں ولیم کی سابقہ بیوی اور بیٹی سے جین کا تعارف ہوگیا تھا۔
ولیم کا اصلی نام بھی جین کو معلوم ہوچکا تھا لیکن اس نے فیصلہ کیا تھا کہ اب وہ ہمیشہ اسے ولیم ہی کہے گی۔ واپسی کے لئے کار میں بیٹھتے ہوئے ولیم نے جین سے پوچھا۔ تم کیا سوچ رہی ہو؟
تم نے مجھے یہ نہیں بتایا کہ وہ اتنی حسین ہے۔
ہاں پٹیل واقعی خوبصورت ہے۔
میں پٹیل کی نہیں مارگریٹ کی بات کررہی ہوں۔ جین نے ہنستے ہوئے کہا۔

تمہارا خیال درست ہے۔ ولیم نے کہا۔

یہ شریف لوگ ہیں اس لئے شاید تم سے تعلقات رکھنے سے کچھ کتراتے ہیں۔ ہنستے ہوئے جین نے کہا۔

جین نے یہ بات مذاق میں کہی تھی لیکن ولیم اداس ہوگیا۔

اس نے ولیم کے شانے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔ میرا یہ مطلب نہیں تھا ولیم۔

لیکن تم نے جو کہا ہے وہ سچ ہے۔

کچھ دیر تک وہ تیز دوڑتی ہوئی کار کے اندر خاموش بیٹھے رہے۔ افغانستان سے فرار ہو کر یہاں پہنچے ہوئے انہیں چھ مہینے سے زائد ہو چکے تھے لیکن اب بھی کبھی کبھی بے وجہ جین کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگتے تھے۔ اس نے جیری کو پے در پے گولیاں چلا کر کس طرح بھون ڈالا تھا۔ یہ بات ولیم کے علاوہ کسی کو نہیں معلوم تھی۔ اور ولیم نے اپنے افسران تک کو جیری کی موت کے بارے میں غلط اطلاع دی تھی۔ جین نے سوچ رکھا تھا کہ جب لزی بڑی ہوگی تو وہ اسے بتائے گی کے اس کا باپ جنگ افغانستان میں شہید ہوا تھا۔

شہر کا راستہ چھوڑ کر ولیم نے اچانک گاڑی دوسری سڑک پر موڑ دی۔ یہ سڑک ساحل سمندر کی طرف جاتی تھی۔

اس طرف کیوں جا رہے ہیں ہمیں تو سیدھی سڑک پر چلنا تھا۔ جین نے پوچھا۔

میں کچھ باتیں کرنا چاہتا ہوں۔

جین خاموش ہوگئی۔

آج کا دن بہت خوبصورت گزرا۔ ولیم نے ریت پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

ہاں۔

آج پٹیل مجھ سے مل کر ہمیشہ سے زیادہ خوش تھی۔

حیرت ہے لیکن اس کی کیا وجہ ہو سکتی ہے۔

میرا خیال ہے تمہیں اور لزی سے مل کر اسے یقین ہوگیا ہے کہ اب میں اس کے خاندان میں مداخلت نہیں کروں گا۔

ہاں بات سمجھ میں آتی ہے لیکن کیا یہی بات تم مجھ سے کرنا چاہتے تھے۔

نہیں۔ ولیم نے کچھ رک کر کہا۔ دراصل میں سی آئی اے کی ملازمت سے سبکدوش ہو رہا ہوں۔

جین نے سرہلاتے ہوئے کہا۔ مجھے یہ سن کر خوشی ہوئی۔ وہ کافی دنوں سے یہ خبر سننے کو بے چین تھی۔

افغانستان سے متعلق میں اپنے تمام فرائض انجام دے چکا ہوں۔ ولیم نے بتایا۔ مسعود کا تربیتی پروگرام زور و شور اور نہایت کامیابی سے چل رہا ہے انہیں ہتھیاروں کی پہلی قسط

مل چکی ہے اور مسعود نے افغان مجاہدین کو کافی طاقتور بنالیا ہے اور اس نے روسیوں سے جنگ بندی کا ایک عارضی معاہدہ بھی کرلیا ہے۔
بہت خوب۔ جین نے کہا۔ لیکن کاش یہ خون خرابہ ہمیشہ کے لئے بند ہو جاتا۔
جب تم لندن میں رک گئی تھیں تو یہاں واشنگٹن میں مجھے ایک نئی ملازمت کی پیش کش کی گئی تھی۔ کام میری دلچسپی کا ہے اور تنخواہ بھی بہت اچھی ہے۔
کام کیا ہے؟ جین نے پوچھا۔
جرائم کے خلاف صدارتی نظام کو استحکام دینا۔
جین کے اندر ایک سرد لہر دوڑ گئی۔ کام شاید خطرناک ہے۔
نہیں۔ کم از کم میرے لئے نہیں۔ ولیم نے کہا۔ میری عمر اب عملی میدان میں کام کرنے کے قابل نہیں رہی۔ اب میرا کام صرف تربیت اور مشوروں تک محدود رہے گا۔
جین نے اس کے لہجے سے اندازہ لگالیا تھا کہ وہ کچھ باتیں چھپانے کی کوشش کررہا ہے۔ مجھے سچ بتادو ولیم' تم کچھ چھپا رہے ہو۔
ہاں' اس کام میں خطرہ تو ہے۔ ولیم نے کہا۔ لیکن پچھلے کام کو دیکھتے ہوئے بہت کم۔
جین مسکرائی۔ ولیم کی صاف گوئی سے وہ خوش ہوئی۔
میرا تقرر یہیں نیویارک میں ہوگا۔ ولیم نے کہا۔
کیا واقعی۔ جین نے غیر متوقع طور پر حیرت کا اظہار کیا۔
تمہیں اس بات پر حیرت کیوں ہے جین؟ ولیم نے پوچھا۔
اس لئے کہ میں نے بھی یو این او میں ملازمت کے لئے درخواست دی ہے۔
تم نے پہلے کبھی نہیں بتایا۔
تم اپنے منصوبے کے بارے میں کب بتاتے ہو۔
میں بتا تو رہا ہوں۔
تو اب میں بھی تو بتا رہی ہوں۔
لیکن کیا ملازمت کے بعد تم علیحدہ رہنا شروع کردو گی؟
تم کتنے زود حس ہو ولیم۔
ہاں۔ اس کے بعد دونوں خاموش ہوگئے۔
کچھ دیر بعد ولیم بولا۔ ویسے ہم دونوں نیویارک ہی میں رہیں گے۔
ہاں اور ہم مل کر ایک مکان بھی لے لیں گے۔
ہاں۔ ولیم کچھ کھویا کھویا سا تھا۔ لیکن میں چاہتا تھا کہ ہمارا یہ تعلق باقاعدہ ہوجائے۔
جین شاید اسی کا انتظار کررہی تھی۔ باقاعدہ سے تمہاری کیا مراد ہے؟

میرا مطلب ہے ہم شادی کرلیں۔

جین نے ایک زبردست قہقہہ لگایا۔ تمہیں یہ کام دستور اور تہذیب کے تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے کرنا چاہئیے۔

ولیم نے جین کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ جین مائی ڈیر' آئی لو یو' کیا میں تم سے شادی کی درخواست کرنے کی جسارت کرسکتا ہوں؟

کیوں نہیں۔ جین نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ جتنی جلدی ہوسکے ہمیں یہ نیک کام کرلینا چاہئے' کل یا پھر آج ہی۔

شکریہ۔ ولیم نے کہا۔

جین نے بڑھ کر اس کے ہونٹوں کو چوم لیا۔ آئی لو یو ٹو۔

وہ ایک دوسرے کا ہاتھ' ہاتھ میں لئے ہوئے خاموش بیٹھے غروب آفتاب کا منظر دیکھ رہے تھے۔ افغانستان کا بھیانک خواب ان کے ذہن سے محو ہوچکا تھا۔ لیکن جین وہاں کے لوگوں کو نہیں بھول سکتی تھی۔ ملا عبداللہ جو اس سے نفرت کرتا تھا۔ دائی رابعہ جو باندہ میں اس کی طرفدار تھی' محمد خان جس کی مردانہ وجاہت سے خود جین بھی متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکی تھی۔ پرشہوت لیکن پاکدامن زہرہ جو اس کی ہمراز تھی۔ وفادار فرح جو اس کو اپنی ماں سے زیادہ محبت کرتی تھی۔ وہ انہیں کیسے بھول سکتی تھی۔ یہ مہم اس کی زندگی کا اہم کارنامہ تھی۔ شاید افغانستان کے یہ مجاہدین اپنے ایمان کے جوش و خروش سے ایک دن روس کو شکست دیدیں۔ یہ کسی سے عشق نہیں کرتے صرف اپنے جذبے کے سوا۔ میں نے اسی سرزمین پر ولیم سے ایک سچا عشق کیا اور اس مہم نے اسے لزی جیسی بیٹی دی تھی اور اب اسے اپنی بیٹی کے رہنے لائق خوبصورت دنیا کی تعمیر میں اپنا رول ادا کرنا ہے۔

میرا خیال ہے اب چلیں۔ ولیم نے کہا۔

ہاں۔ جین نے ولیم کا ہاتھ ہلکے سے دبایا اور کھڑی ہوگئی۔ ہمیں بہت سے کام کرنے ہیں۔

انہوں نے کار اسٹارٹ کی جو نہایت تیز رفتاری سے شہر کی طرف جانے والی سڑک پر دوڑنے لگی۔

سجاد بھٹی. سیف الملوک عباسی. یاسر حسنین